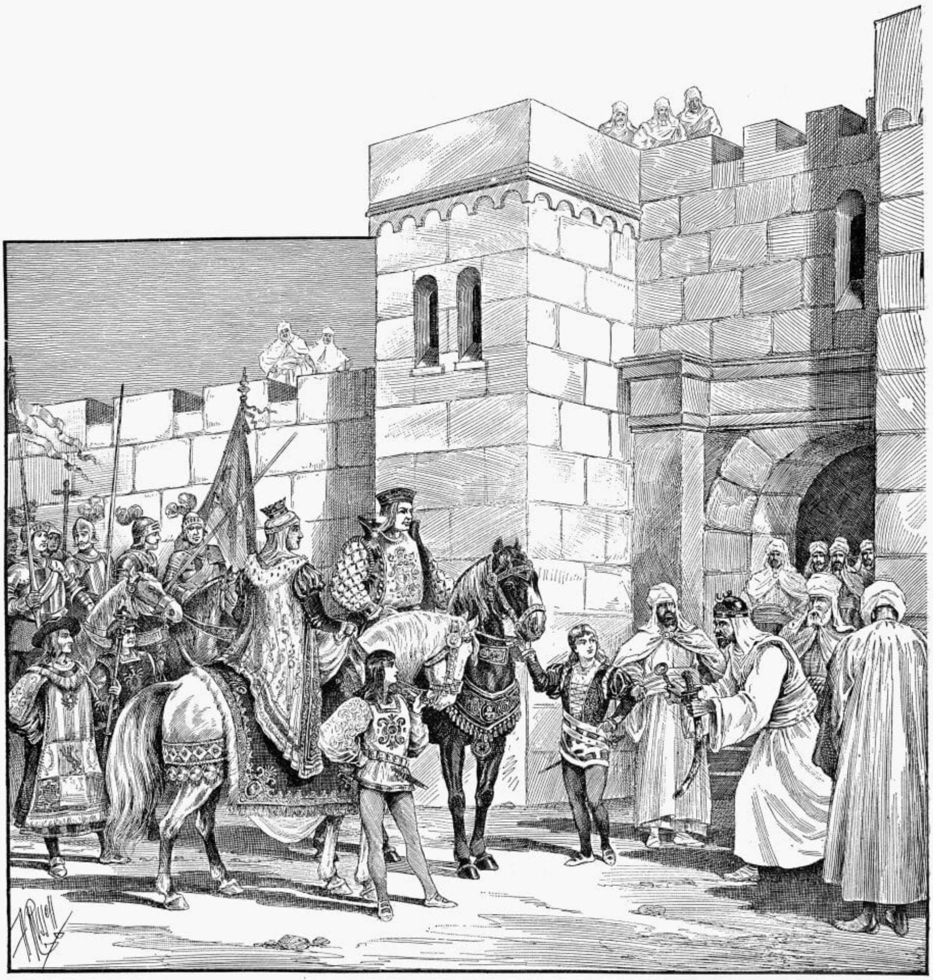
جُوئے خُوں اور مقدس اِیمان

ہسپانیہ سے مسلم استیصال

میتھیو کار

Blood and Faith   By Mathew Carr



SURRENDER OF GRANADA TO FERDINAND AND ISABELLA.

مسلم ہسپانیہ کی وہ آخری خوں بچکاں تاریخ جسے مسلم امہ نے تو غالباً یاد رکھنا مناسب نہ سمجھا لیکن عیسائی اہل ہسپانیہ پچھلے ۵۳۲ سال سے اس ذلت آمیز مسلم شکست کا سالانہ جشن بڑی دھوم دھام سے مناتے چلے آرہے ہیں!

ترجمہ باہتمام-------------------------نعیم بیر مپوری

دیگر تراجم:

۱ بین الاقوامی یہودی، ایک اہم مسئلہ	ہنری فورڈ، بانی فورڈ موٹر کمپنی
۲ تیرھواں قبیلہ (اہل یہود کا)	آرتھر کوئیسلر، ۱۹۷۶
۳ سٹارٹ اَپ نیشن (اسرائیل)	ڈین سینز، ساؤل سِنگر، (۲۰۰۹)
۴ محمد کے رُوپ (۱۲سے ۲۰ صدی تک)	جان ٹولن، ۲۰۱۹

1 - International jew	by Henry ford
2 - Thirteenth tribe	by Arthur Koestler
3 - Startup Nation	by Dean Senor, Saul Sanger
4 –Faces of Mohammad	by John Tolan

فہرست

مجھ سے بہت پہلے آنے والے جید علماءاور مورخین جو مورسکوؤں کے موضوع پر لکھ چکے تھے، یہ کتاب ان کی مدد کے بغیر نہیں لکھی جاسکتی تھی۔ مجھ سے قبل دوسروں کی تحقیقات کے ذریعے جس کا نقشہ بنایا جاچکا تھا، میں اپنی جبلت اور خدشات کے پیش نظر اپنے نکتہ ہائے نظر کی پیروی میں بڑی حد تک اس علاقے کا مسافر رہا ہوں۔ میں نے مختصر یادداشتوں اور کتابیات میں ان میں سے اکثر کے نام شامل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن میں ٹریور ڈیڈسن کا خصوصا" شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جس نے "مورسکو کی آواز" کے متعلق مددگار مشوروں سے اس کتاب کو لکھنے کے ابتدائی فیصلہ کن مراحل کی تلاش کے چند اہم مقامات سے روشناس کروایا۔

میں اسپانوی سٹیٹ آرکائیوز کی اسابیل آغیئرے لاندا کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ سمانکاس، جس نے حتی الوسع یقینی بنانے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی کہ میرا دورہ باثمر ہو۔ کورتیس دے پالاسکے سرکاری وقائع نگار میگوایل اپاریسی ناواڑو کا شکر گزار ہوں جو مجھے ویلینسیا میں مورسکوؤں کے بلند پہاڑی علاقوں کے ناقابل فراموش دورے پر لے گیا جہاں اس نے مجھے زندگی میں لذیذ ترین پائے آکھلائی۔

ایک بار پھر مجھے میٹلاک، ڈربی شائر کی مقامی لائبریری کے عملے کا شکریہ ادا کرنا چاہیے جس نے ملک بھر کی لائبریریوں سے مضامین اور کتب کے لیے میری لامتناہی درخواستوں کا صبر سے جواب دیا۔

میں جین اور بیٹی لارا کا خصوصی شکر گزار ہوں، ان کا ذکر گو آخر میں کیا لیکن اہمیت میں یقیناً کم نہیں جو آسان اور مشکل اوقات میں میرے مستقل اور ناگزیر ساتھی رہے۔ وہ بھی ڈھائی سال تک چاہتے یا نہ چاہتے کے باوجود مورسکوؤں کے ساتھ رہے۔ میں بہت پیار اور قدردانی کے ساتھ نتیجہ ان کے نام مُعَنوَن کرتا ہوں۔

تعارف

1609-14 کے درمیان اسپانیہ کے بادشاہ فلپ III نے اسپانوی سرزمین سے تمام مسلم آبادی کو ملک بدر کرنے کا حکم دیا۔ تقریباً 350,000 مردوں، عورتوں اور بچوں کو زبردستی ان کے گھروں سے جلاوطن کیا گیا جو اس وقت کی یورپی تاریخ میں کسی ملک سے شہری آبادی کو نکالنے کا سب سے بڑا واقعہ تھا، یعنی اُس سے بھی بڑا جب

1492 میں گریناداکی عیسائی فتح کے بعد اسپانیہ سے یہودیوں کو جلاوطن کیا گیا۔یہودیوں کے برعکس تمام مسلمان بپتسمہ یافتہ کیتھولک تھے جن سے سولہویں صدی کے آغاز میں عیسائیت اکراہا" اختیار کروائی گئی تھی۔ایک سوسال سے متجاوز ایک عیسائی معاشرے کے بیچ یہ مُتبّدِل مور سکوؤں کے نام سے جانے جاتے تھے جن سے ان کی مذہبی اور ثقافتی روایات کے خاتمے کا مطالبہ کیا جاتااور مطالبات پورا کرنے سے غیر متفق یاناکام ثابت ہونے پرانہیں ظلم وستم کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔

ستر ھویں صدی کے آغاز تک اسپانیہ کے حکمران نتیجہ اخذ کر چکے تھے کہ مور سکو اجتماعا" ایسے تغیر کلی کے قابل نہیں تھے۔انہیں مؤثر اتفاق رائے سے ایسی اجنبی آبادی کے طور پر دکھایا جانے لگا جس کی سیاسی اور مذہبی وابستگی اسپانیہ کی سرحدوں سے باہر تھی، جس کے ارکان نے عیسائی معاشرے میں ضم ہونے سے انکار کیا اور جن کی موجودگی اسپانیہ کی مذہبی سالمیت اور ریاست کی اندرونی سلامتی کے لیے خطرہ تھی۔1609 میں سال ہاسال کی پس و پیش اور پیچ در پیچ سرکاری مباحثوں کے بعد فلپ اور اس کے وزراء نے اسپانوی سرزمین سے تمام مور سکوؤں کو نکالنے کے لئے انتہا پسندانہ فیصلہ کیا۔اس وقت بے دخلی کو بکثرت نیم سرکاری وقائع نویسوں نے اسے ایک تبدیلئ عمل کے طور پر سراہا جو مذہبی تزکیہ کے باعث اسپانیہ کیلیئے خوش حالی، وقار اور فوجی کامیابی کی نوید ہو گی۔اس کے سرکاری طور پر اختتام کے چند سال کے اندر بہت سے اسپانویوں نے اسے ایک غلطی ہی نہیں بلکہ ایک آفت سمجھنا شروع کر دیا تھا۔

آئندہ نسلوں میں اپنی الگ الگ تشریحات کا سلسلہ جاری ہے۔انیسویں صدی میں قدامت پسند اسپانوی مورخین نے اسپانیہ کے قومی ارتقاء کیلیئے مور سکوؤں کا نکالنا سنگ میل سمجھ کر خیر مقدم کیا۔

(1830-1906) مینوایل دانو یلاای کولادو کی نظر میں اخراج ایک بے رحم لیکن ضروری ضمنی قصہ تھا جس میں "کسی مور سکو کیلیئے کوئی ترس یا رحم نہیں تھا؛ لیکن مذہبی اسپانیہ کے آسمان پر اتحاد تاب ناک اور شان دار نظر آیا اور خوش قسمت ہے وہ ملک جو اپنے تمام عظیم جذبات میں ایک اکائی ہے۔"1 مہتمم محافظ خانہ اور سول گورنر فلورنسیو جینز (77 - 1831) نے بھی ملک بدری کے ان فوائد کی اسی طرح تعریف کی جو اسپانیہ میں "مذہب اور اتحاد اور ریاست کی سلامتی" کی شکل میں نمودار ہوئے اور جدید تہذیب کے بنیادی نظریات اور اجزاء کو متاثر کئے بغیر ایک مشرقی تہذیب کو نکال باہر کیا۔2"

دیگر مصنفین نے اخراج کو مذہبی کے بجائے نسلی شکل میں پیش کیا۔ "انیسویں صدی کے اسپانوی فاضل اور ادبی نقاد مارسیلینو مینیندیز پیلیاو نے لکھا،3 "یہ یقین کرنا پاگل پن ہے کہ وجودی لڑائیاں، شدید مذہبی اور لا مذہب نسلوں کے درمیان سخت کشمکش، اخراج اور نیست و نابود کرنے کے سوا کسی اور طریقے سے ختم کی جا سکتی ہیں۔ کمتر نسل ہمیشہ مغلوب ہو جاتی ہے اور سب سے طاقت ور اور پر زور قومیت کا اصول جیت جاتا ہے۔ برطانوی فوجی مورخ J.F.C. فلر کی نظر میں اخراج "اسپانوی عوام کی نسل اور روح کا خونی آنسوؤں کا رونا تھا۔"۔۔۔۔ایک تباہ کن خواہش۔"4

پروفاشسٹ لوئس برٹرینڈ اور سر چارلس پیٹری نے دی ہسٹری آف اسپانیہ (1934) میں دلیل دی کہ مورسکوؤں کو نکالے بغیر اسپانیہ "ان حرامی ممالک میں سے ہوتا جو صرف خود کو منقسم ہونے اور غیر ملکیوں سے کام نکلوانے کے ذریعے جیتے ہیں اور ان کا اپنا کوئی فن، فکر یا تہذیب نہیں ہوتی۔5

آزاد خیال مورخین نے اخراج کے متعلق عام طور پر اس کے متعلق کم مثبت نظریہ اپنایا ہے۔ اسپانوی مورخ مودیستو لافوینتے نے 30 جلدوں میں اسپانیہ کی جنرل ہسٹری 58-1850 میں اسے "قابل تصور منحوس ترین اقدام" کے طور پر بیان کیا جو بعد میں اسپانیہ کے معاشی اور سیاسی زوال کا حتمی باعث بنا۔ امریکی اسپانوی اور عدالت استحصال الحاد کے مورخ ہنری سی۔ لی نے مورسکو اخراج، مذہبی جنون اور تعصب کو ریاست کے استدلالی مفادات پر فتح کے طور پر دیکھا جنہوں نے عقیدہ کے اتحاد کے حصول کی خاطر اسپانیہ کی فکری ترقی اور مادی خوش حالی کو قربان کر دیا۔

اکثر مورخین بے دخلی کی بربریت پر متفق ہیں، اس سے قطع نظر کہ وہ مقاصد کو سراہتے ہوں۔ مورسکوؤں کے اخراج کو اکثر ایک تاریخی المیہ کے طور پر بیان کیا گیا اور دسیوں ہزاران مردوں اور خواتین کے لیے جن کے گھر، روزی روٹی اور بہت سے صورتوں میں ان کی زندگیاں موت کی نظر ہوئیں، ان کی قسمت واقعی الم ناک تھی۔ یہ اخراج ایک یادگاری تاریخی جرم بھی تھا جو چار سو سال کی دوری کے باوجود پریشان کن حد تک جدید محسوس ہوتا ہے۔

قومی ریاست کی تاریخ میں ایسے جزوی واقعات بکھرے پڑے ہیں جن میں مذہبی، نسلی یا تہذیبی طور پر یکساں گروہوں کو ایک قومی علاقہ کے ماتحت کرنے کی خاطر ناپسندیدہ یا زائد آبادی کو ان کی زمینوں اور گھروں سے ہانک دیا یا جسمانی طور پر ختم کر دیا گیا. اپنے مقاصد اور حرکیات، اس کی ضابطہ پرست تنظیمی اور انتظامیہ تعیناتی، فوجی اور

اقتصادی وسائل کا مجموعہ ہے جس میں ایک غیر مطلوبہ مورسکو شہری آبادی کو ہٹانے، مٹانے کے لیے ہمارے پاس موجود بہت سے اجزاء شامل ہیں جنہیں ہم " نسلی صفائی" کے غیر معمولی واقعہ سے منسوب کر سکتے ہیں۔

مغربی سرحد کی توسیع کے دوران مقامی امریکیوں کی جلاوطنی اور بے دردانہ قتل عام، ترک بنانے کی مہلک مہم جس نے 16 - 1915 میں ایک ملین تک آرمینیائیوں کو ہلاک کیا، ترک عیسائیوں کی یونان میں اور یونانی مسلمانوں کی ترکی میں بڑے پیمانے پر منتقلی ہوئی جو 1923 کی یونانی ترکی جنگ، نازی مرگ انبوہ، جدید ہندوستان اور پاکستان میں مسلمانوں اور ہندوؤں کی آبادی کا سفاکانہ تبادلہ جو تخلیق کے بعد ہوا، 1948 میں اسرائیل سے فلسطینیوں کا اخراج اور سابقہ یوگوسلاویہ کی خانہ جنگیاں 14- 1609 کے درمیان اسپانیہ میں ہونے والی عظیم تنقیح میں یہ تمام واقعات متوقع تھے۔

وہ توقعات و مفروضات جن کی وجہ سے بے دخلی ہوئی وہ اگر ان کے وقت کی پکار تھی تو مورسکوؤں کا بار بار ہونے والا بالفعل المیہ تھا جو بہت سے ان سلاسل میں دہرایا گیا جن میں ایک طاقت ور اکثریت اپنی شناخت کو دوبارہ بنانے یا وضاحت کرنے کی کوشش کرتی ہے جس کے قیاس میں مطابقت نہ رکھنے والی اقلیتوں کو جسمانی طور پر ختم کرنا یا ہٹانا ہے جن کی موجودگی کو درپردہ ناپاکی یا خرابی کا باعث تصور کیا جاتا ہے۔

اسلامی تاریخ کے کسی بھی دوسرے دور سے زیادہ اپنے آپ کو مختلف تاریخی ادوار اور پیش ناموں سے متعلقہ بنانے کیلئے "موری" "آئبیرین الندلس کی تہذیب نے اکثر غیر معمولی صلاحیت کا مظاہرہ کیا اور اخراج کے متعلق ہمیشہ متضاد تاریخی تناظر میں اسپانیہ میں اسلامی موجودگی کے متعلق بے شمار بحثیں، اسپانوی قومی شناخت کے معنی، "مشرقی" بمقابلہ "مغربی" کی متعلقہ تہذیبی اقدار اور اسلام اور عیسائیت کے درمیان تعلق کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ مسلم دنیا میں الاندلس کی تاریخی یاد اکثر پُر عظمت اسلامی ثقافت اور شائستگی کے معدوم دور سے بھری پڑی ہے یورپ میں جس کی شراکت کی اکثر غالباً خاطر خواہ تعریف نہیں کی گئی.

اسپانیہ کی جدید تاریخ کے بیشتر حصے میں اسپانیہ کے یورپی اور عیسائی جوہر کے پیش نظر اسلامی ماضی کو شرم اور ذلت کے ساتھ، غیر متعلقہ یا تباہ کن انحراف سمجھا جاتا تھا۔ بہت سے اسپانوی اس تصور پر پیچ و تاب کھا چکے ہیں۔ الیگزینڈر ڈوماس نے جس کا پہلے اظہار کیا اور اس کے بعد اسپانیہ کے دیگر غیر ملکی مبصرین کے ذریعہ دہرایا گیا کہ "افریقہ پائیر ینیس سے شروع ہوتا ہے۔" انیسویں صدی میں کئی ایک غیر ملکی اور زیادہ تر پروٹسٹنٹ مصنفین نے

اس کے برعکس معاصر اسپانیہ کاالاندلس کے ساتھ اکثر جذباتی لیکن مثبت نظریہ سے موازنہ کیا وہ جس کو کیتھولک تعصب کی ایک سہوزمانی کی چوکی سمجھتے تھے۔ اسلامی ماضی پر بحث بیسویں صدی میں بھی جاری رہی۔

ایک طرف برٹرینڈاور پیٹری جیسے ہیں جن کیلئے اسپانیہ میں اسلام "تہذیبی عنصر کے طور پر ایک بے حقیقت شے تھا" اور کلادیوسانچیزالبورنوز نے بیان کیا کہ کیسے "غبی، وحشی افریقہ نے آئیبیریا کے مستقبل کی تقدیر کو موڑ توڑ کر مسخ کرڈالا۔6 دوسری طرف ایسے اسپانوی دانش ور جیسے امیریکو کاسترو، فرانسسکو مارکیزولانیوااور ناول، مضمون نگاراوآن گوئتیسولوہیں جنہوں نے اسپانوی تاریخ میں الاندلس کی ایک مثبت شراکت کے طور پر تعریف کے پل باندھے اور اس کی تباہی پر افسوس کااظہار کیا۔

اکیسویں صدی کے آغاز میں آج موری اسپانیہ عصری سیاسی پیش ناموں میں کنایتا" ایسے دور میں بھی جاری ہے جب اسلامی اور مغربی دنیا ایک پیچیدہ اور کثیر الجہتی مذہبی، ثقافتی اور سیاسی ابعاد میں تصادم سے دوچار ہے۔اسامہ بن لادن اوراس کے لیفٹیننٹ ایمن الظواہری نے اکتوبر 2001 میں ایک ویڈیو ٹیپ پیغام میں خبردار کیا کہ "تمام دنیا جان لے کہ ہم یہ کبھی قبول نہیں کریں گے کہ اندلس کا سانحہ دہرایا جائے۔" مارچ 11، 2004 کو میدردسب وے کے خوفناک بم دھماکوں کے مرتکب نے اندلس کے "نقصان" کو ایک جواز کے طور پر درج کیا ہے۔زکریا موسوی نے 11 ستمبر میں ان کے کردار کے مقدمے میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ پر حملے، نام نہاد بیسویں ہائی جیکر نے "موروں کو اسپانیہ واپس کرنے "کا مطالبہ کیا۔اگر القاعدہ اوراس کی شاخوں نے اندلس کی یاد کو اپنے لیے متحرک کرنے کی کوشش کی ہے تو پروپیگنڈے کے مقاصد کے لیے موجودہ وضاحت کے طور پر اسپانیہ میں بھی اسلامی ماضی کا بدلہ لینے کے طور پر مدد کیلئے التجا کی ہے۔ ستمبر 2004 میں جارج ٹاؤن یونیورسٹی کے ایک لیکچر میں سابق اسپانوی وزیر اعظم ہوزے ماریاازنر نے دعویٰ کیا کہ "اسپانیہ کو القاعدہ اور اسلامی دہشت گردی کادرپیش مسئلہ عراق کے بحران سے شروع نہیں ہوٗا۔اس کادر حقیقت حکومتی فیصلوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔آپ تقریبا" تیرہ سو سال پیچھے جائیں جب مور آٹھویں صدی کے اوائل ہی میں اسپانیہ پر حملہ آور ہوئے جس نے اسلامی دنیا میں صرف ایک اور ٹکڑا بننے سے انکار کر دیااور اپنی شناخت کی بحالی کے لیے ایک طویل جنگ کاآغاز کیا۔"7

ان بحثوں میں الاندلس کے معنی اوراس میں عصری مباحثوں کے دخول سے اس ناقابل فراموش نسلی صفائی کو نظرانداز کرنے یااس پر سایہ فگن ہونے کا رجحان ہے۔ اسپانیہ جب عیسائی حکمرانی کے تحت متحد تھاتو عام لوگوں میں مسلم اسپانیہ کے خاتمے کو 1492 کے اہم سال کے ساتھ جوڑنے کا رجحان تھااور حقیقت یہ ہے کہ مزید پانچ لاکھ سے

زائد مسلمان اس کے بعد ملک میں رہے جنہیں بھلا دیا یا نظر انداز کر دیا گیا۔ مجھے 1992 میں قیام کے دوران پہلی بار مور سکوؤں کی کہانی کا علم ہؤا جب میڈیا پر چلنے والی پانچ صد سالہ برسی پر اسپانیہ میں گریناڈا کی شکست اور کولمبس کے اسفار کا ذکر ہو رہا تھا۔ یادگاروں اور قومی طور پر ابلاغ کے ذریعہ خود کو مبارک باد دینے کے درمیان اسپانیہ کے سامراجی ماضی کے تاریک تر جزوی واقعات کو اکثر فراموش یا پرانی معمولی باتوں اور حسن تعبیر کے ذریعے بے اثر کر دیا جاتا تھا اور مور سکوؤں کے اخراج پر بہت کم توجہ دی جاتی تھی۔ ان مسلمانوں سے بنے نو عیسائیوں کی محکومی کی حالت سے متاثر نہ ہونا مشکل تھا جو اسپانوی بولتے اور عربی میں لکھتے تھے، جنہیں اسپانوی کیتھولک برے عیسائی اور ان کے ہم مذہب برے مسلمان سمجھتے تھے جو اخراج کے بعد بھی متصادم انسلاک کے باعث وہ اسلامی عقیدے اور اپنے اسپانوی وطن میں بٹے ہوئے تھے۔

وہ اخراج تب سے ہمارے دور سے دردناک طور پر متعلقہ ہو گیا ہے۔ یورپ میں 11 ستمبر کے حملے اور اس کے بعد بین الاقوامی دہشت گردی کی ہنگامی صورت حال نے خوف اور اجنبیوں سے نفرت کی بیماری کا زہریلا ماحول پیدا کیا جس سے تارکین وطن پر بالعموم اور یورپی مسلمانوں پر بالخصوص توجہ مرکوز ہوئی ہے۔ ایسے وقت میں جب بہت سے یورپی سیاست دان "ناکام" شہریت کے کثیر الثقافتی تصورات کی جگہ تیزی سے سخت اور قومی شناخت کا یک رنگی و سنگی تصور اپنا رہے ہیں جو ثقافتی تنوع کو دھمکی خیال کرتے ہیں، مور سکو کہانی تباہ کن نتائج کی ایک سنگین مثال ہے جو انضمام کو بذریعہ طاقت نافذ کرنے سے پیدا ہو سکتی ہے ۔

ایسے وقت پر جب قدامت پسند دانش ور "تہذیبوں کا تصادم" کے مبنی بر مقصد تصورات کو جنم دیتے ہیں، ایک تصور جسے عام طور پر اسلام اور "یہودی عیسائی" مغرب کے درمیان تصادم تصور کیا جاتا ہے تو اندلس کی بے رحمانہ تباہی اس بات کی یاد دہانی ہے کہ یہ مقولے دراصل کس قدر تغیر پذیر ہیں۔ پہلی نظر میں ایسا لگ سکتا ہے کہ جمہوریت پسند یورپ کے آزاد خیال ان سیاست دانوں میں زیادہ مشترک نظر نہ آئیں جو مسلمانوں سے یورپی تصورات کے مطابق ڈھلنے یا چھوڑ جانے کا مطالبہ کرتے ہیں اور سولہویں صدی کی کیتھولک بادشاہت جس نے دنیوی رواداری کی خاطر یہودیوں اور مسلمانوں سے عیسائی بننے کا مطالبہ کیا اور انہیں انکار کی صورت میں صلیب سے باندھ کر جلا دیا لیکن دونوں ادوار کی بنیادی حرکیات اور مفروضات ایک دوسرے سے اتنے دور نہیں ہیں جتنے غالباً ظاہر ہوتے ہیں۔

مور سکوؤں پر ایک وسیع عالمانہ ادب موجود ہے جس میں اس دور کا مختلف زاویوں یعنی تاریخی، لسانی، ثقافتی، مذہبی، ادبی اور بشریات کی روشنی میں تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا مقصد ان کی کوششوں میں حصہ ڈالنا نہیں ہے اور

نہ ہی نئ عالمانہ بنیادوں پر استوار کرنا۔ میرا مقصد نسبتا" معمولی سا ہے: مور سکوؤں کی کہانی ان قارئین تک پہنچانا ہے جن کے متعلق انہوں نے شاید کبھی نہ سنا ہو۔ یہ مذہبی اور ثقافتی جبر، بغاوت، تعصب، اور نفرت کی پیچیدہ اور ڈرامائی کہانی ہے۔ یہ کھوئے مواقع، ناقص فیصلے اور بری حکمت عملیوں کے علاوہ تناظر وامکانات کی بھی کہانی ہے جنہیں نظرانداز کیا گیا یا ان پر عمل نہیں کیا گیا۔ آج اخراج کی چار سوویں سال کی برسی میں عام قارئین کے لیے اسپانوی تاریخ کا یہ تاریک باب پیش کرنا چاہوں گا اور دیکھوں کہ ان مثالوں سے ہماری موجودہ تکلیف دہ صورت حال کیا باعث عبرت سبق اخذ کر سکتی ہے۔

مقدمہ: "اسپانیہ کی آفات کا خاتمہ"

مراکش کا شہر تانجیر اسپانیہ سے صرف اکتیس میل کے سمندری فاصلے پر ہے جو یورپ اور افریقہ کے درمیان بحیرہ روم کی رکاوٹ میں سب سے تنگ جگہ ہے۔ یہیں سے مسلم اسپانیہ کی تاریخ کا آغاز 711 کی بہار کی ایک رات میں ہوُا۔ محمد کی وفات کے ایک صدی سے بھی کم بعد، جب ایک مسلمان جرنیل بنام طارق بن زیاد نے سات ہزار بربر جنگجوؤں سمیت تنگ آبنائے کو عبور کیا اور اس چٹان پر قدم جمائے جس کا نام اب جبرالٹر ہے، عربی نام جبل طارق یعنی "طارق کی چٹان۔" اس مہم کا مقصد کبھی واضح نہ ہوُا۔ پچھلی تین صدی سے سابق رومی صوبہ اسپانیہ پر جرمنی کے وزیگوتھک قبائل کا غلبہ رہا جنہوں نے رومن سلطنت کے ٹوٹنے کے دوران پایرینیز کو عبور کرکے آئبیریا پر قبضہ کیا تھا۔ 589 میں اسپانیہ میں گوتھک حکمران ذات نے آرین عیسائیت ترک کی اور کیتھولک مذہب اپنایا اور طاقت ور آئیبیرین عیسائی سلطنت قائم کی جس کا دارالحکومت تولیدو قرار پایا۔ اس کا امکان نہیں کہ طارق کو اس بات کا یقین تھا کہ وہ اتنی چھوٹی فوج کے ساتھ ویزی گاتھوں کو زیر کر سکتا ہے اور اس مرحلے پر اس کی خواہشات غالباً لوٹ مار کرنے اور چھاپہ مارنے تک ہی محدود تھیں۔

جب ویزی گاتھوں کے بادشاہ کو مسلمانوں کی موجودگی کا علم ہوُا تو وہ اس وقت باسکے ملک میں انتخابی مہم پر تھا۔ اس نے فوراً ایک طاقت ور میزبان کی طرح تخمینا" تیس ہزار یا اس سے زیادہ فوج کے ساتھ جنوب کی طرف پیش قدمی کی۔ جولائی میں دونوں فوجوں کے درمیان دریائے گوادیلیت کے قریب میدان جنگ میں ایک جھڑپ ہوئی۔ یہ علاقہ آج کل موجودہ صوبہ کدیس میں ہے۔ تعداد میں زبردست برتری کے باوجود ویزی گاتھوں کو شکست فاش ہوئی اور رودریگو خود بھی اپنے بہت سے سرکردہ جنگجوؤں کے ساتھ مارا گیا۔

اس ہوش ربا فتح کے تناظر میں طارق نے موقع سے فائیدہ اٹھایا اور اندلس میں شمال اور ویزی گاتھ کے دارالحکومت تولیدو پر طرفین سے حملہ آور ہوُا۔ سال کے آخر میں تولیدو نے بلامزاحمت ہتھیار ڈال دیے اور دارالحکومت میں طارق کی افواج نے بغیر پریشانی موسم سرما گذارا۔

مسلمانوں نے شمالی افریقہ سے بے تحاشا کمک سے تقویت ملنے پر اگلے موسم بہار میں باقی جزیرہ نما پر بسرعت اپنا تسلط بڑھالیا۔ تین سال کے اندر اندر پیرینیس کے جنوب میں عیسائی موجود ناقابل رسائی آستوریاس پہاڑ کی مملکت چھوٹے سے علاقے تک محدود ہو گئی۔ ویزی گاتھوں کے اسپانیہ کا وجود موؤثر طریقے سے ختم ہو چکا تھا۔

مسلمانوں نے اپنے مقبوضات کے علاقے، ونڈلوں کی سرزمین، کوالاندلس، کا نام دیا۔ آئبیرین عیسائیوں کے لئے ان کے فاتح لاطینی ماوری سے مورُوس، مورُس نام سے منسوب کئے گئے، یا مورُوسی جو رومیوں نے شمالی افریقہ کے بربروں کو نام دیا۔

لاطینی عیسائیت کے نکتہ ء نظر سے کفار کی ویزیگو تھی اسپانیہ پر فتح بمشکل ہی قابل اعتماد بلائے ناگہانی تھی، یہاں تک کہ اگر ہر عضو زبان بن جاتا، اسپانیہ اور اس کے بہت سے لوگوں کی بربادی کی بڑی برائیوں کا اظہار کرنا انسانی فطرت سے بالاتر ہوتا، "گمنام لاطینی ایسٹوریا نے 754 کے روزنامچہ میں افسوس کا اظہار کیا۔(754 کا روزنامچہ) جو تقریباً نصف صدی کے واقعات کے بعد بیان کیا گیا۔1

کچھ عیسائیوں نے رودریگو اور اس کے دربار کی اخلاقی پستی کی وجہ سے ویزیگاتھوں کے خاتمے کو عذاب الٰہی سمجھا۔ دوسروں کو اس کی وضاحت یہودیوں کی غداری میں ملی جن پر یہ الزام لگایا گیا کہ انہوں نے حملہ آوروں کے لیے تولیدو کے دروازے کھولے۔

کچھ عیسائی وقائع نگاروں نے بازنطینیا کے عظیم غدار سرار اہل کار کاؤنٹ جولین پر الزام لگایا جس کے متعلق یہ کہا گیا اس نے مسلمانوں کو اسپانیہ میں داخل ہونے کی حوصلہ افزائی کی اور رودریگو بادشاہ سے اپنی بیٹی کی عصمت دری یا اسے بہکانے کا بدلہ لینے کیلئے ان کے بطور رہنما کام کیا۔ مسلمانوں کی پیش قدمی مختصر سی مدت کیلئے پیرینیس سے آگے بڑھنے کے لیے تیار دکھائی دے رہی تھی۔ شمالی اسپانیہ میں عرب کمانڈروں نے گال کی رون وادی اور ایکواٹو تین کے علاقوں میں غارت گری کے چھاپوں کا سلسلہ شروع کیا۔ ایک چھاپے میں فرینک کے بادشاہ چارلس مارٹل نے 732 میں پو آٹی ایس کے ارد گرد لڑائیوں کے ابتر سلسلہ میں ایک عرب بربر چھاپہ مار مہم کو شکست دی جس کے بعد مسلمانوں نے پیرینیس کے جنوب میں اپنے علاقوں پر کنٹرول مضبوط کر لیا۔

ایڈورڈ گبن سمیت مغربی مورخین نے اکثر حوالہ دیا ہے کہ پوائٹی ایز یورپی تاریخ میں ایک فیصلہ کن لمحہ تھا جس میں مغربی تہذیب کو پہلی بار مسلمانوں کے لشکروں سے بچایا گیا لیکن پیرینیس پار کرنے والے حملہ آور شاید فتح کے مقابلتاً مال غنیمت میں زیادہ دلچسپی رکھتے تھے۔ اندلسیوں نے اگلی صدیوں کے دوران فرانسیسی سلطنتوں میں بہت کم دلچسپی ظاہر کی۔ مسلم اور عیسائی کے مرکزی مراکز سے دور الاندلس اسلامی سلطنت کے ایک دور دراز سرحدی صوبے سے ایک منفرد موری۔۔۔ آئیبیرین تہذیب جلوہ فگن ہوئی جس کے اجزاء میں شامی اور یمنی عرب، شمالی افریقی کے بربر سلاوی "غلام سپاہی" شامل تھے جو صقلیبہ کے نام سے جانے جاتے تھے۔ وہ اسپانیہ میں خلیفہ کے نوکروں کے طور پر آئے تھے جنھوں نے بعد میں اپنی جاگیریں بنالیں۔ ویزی گاتھک اور ہسپانو۔رومن عیسائی یورپ میں اہل یہود کی سب سے بڑی آبادی شامل تھی۔ ہجرت اور تبدیلی مذہب کے ذریعے جیسے ہی مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ ہوا اسپانیہ کے رومن اور ویزی گاتھک شہر آہستہ آہستہ مشرقی اور اسلامی بنتے گئے جن میں مساجد اور مینار، محلات، عوام کیلئے حمام، سجاوٹی تالابوں والے باغات اور کھجور کے درخت اور شمالی افریقی بازار کے شوخ رنگ و بو شامل ہو گئے۔

موروں نے آئیبیریا کے قدرتی مناظر کو بھی تبدیل کر دیا۔ وہ نئی فصلیں جیسے چینی اور چاول، سنترے، لیموں، ریشم اور کافی لائے۔ ماہر کسانوں اور باغبانی کے ماہرین نے آبپاشی کے نئے طریقے متعارف کروائے اور پہلے سے موجود نظاموں، گریناڈا اور دریائے گواڈالکیویر کی وادی کے زرخیز میدانی علاقوں سے لے کر نوکیلے پہاڑی سلسلے اور والینسیا کے سرسبز ساحلی علاقے کے دامن تک وسعت دی۔ زرعی پیداوار اور اسلامی اور عیسائی دنیا کے ساتھ تجارتی روابط نے ایک وسیع المشرب شہری ثقافت کیلئے اقتصادی بنیادیں استوار کیں جس نے تمام اسلامی سلطنت کے علماء و فضلاء، موسیقاروں اور دانشوروں کو راغب کیا۔ اندلس کی تاریخ کا نہائت شاندار سنہری دور 755 میں شروع ہوا جب ایک جلاوطن عبدالرحمن نامی اموی رکن خواصیہ نے حریف عباسی خاندان کے ہاتھوں اپنے خاندان کے قتل عام کے بعد بغداد سے اسپانیہ کی راہ لی۔ عبدالرحمٰن نے ایک نئی آئیبیرین خلافت کی بنیاد رکھی جس کا دارالخلافہ قرطبہ تھا جو شان و شوکت اور امارت میں بغداد اور دمشق کا ہم پلہ تھا۔

دسویں صدی میں اپنے عروج پر قرطبہ ایک ایسا وسیع المشرب شہر تھا جس کا مسیحی دنیا میں کوئی ہم سر نہیں تھا، پکی سڑکوں اور اسٹریٹ لائٹس پر فخر کرنا، ہسپتال، سکول، عوامی حمام، اور لائبریریاں، ایک ایسے وقت میں جب یورپ کی سب سے بڑی عیسائی لائبریری میں چھ سو سے زیادہ جلدیں نہیں تھیں۔ قرطبہ میں عربی خطاطوں کے گھروں سے ہر سال ساٹھ ہزار دست نوشتہ کتب آرہی تھیں اور لائبریریوں اور کتب کا دلدادہ اموی خلیفہ الحاکم، " با

عظمت، عالم اور منتظم "جس کی لائبریریاں، کہا جاتا ہے، تقریباً چار لاکھ کتب پر مشتمل تھیں جو شاعری اور الٰہیات سے لے کر مختلف موضوعات پر مخطوطات جیسے فلسفہ، طب اور زراعت کے متعلق تھیں۔

یہ ہمہ جہتی علماء کا دائرہ کار اندلس کے متعدد علماء اور دانشوروں میں جھلکتا تھا جیسے یہودی فلسفی اور ماہر الٰہیات میمونائڈس (1138-1204)، جامع العلوم ابن رشد (1126-98) یا اویروس جیسے وہ یورپ میں اکثر جانا جاتا تھا جہاں اس کی ارسطو کی تفاسیر بڑے پیمانے پر پڑھی گئیں۔ کم معروف علماء میں چودھویں صدی کا غرناطوی سیاست دان اور مصنف ابن الخطیب شامل تھا جو موسیقی، شاعری، طب اور جہاں گردی سمیت پچاس سے زیادہ کتب کا مصنف تھا؛ عباس ابن فرناس، نویں صدی کے قرطبہ میں موسیقی کا استاد، ریاضی دان اور ماہر فلکیات جس نے ایک بار مسجد کے ٹاور سے ایک عارضی پیراشوٹ سے یہ دیکھنے کے لیے چھلانگ لگا دی تھی کہ آیا وہ اڑ سکتا ہے۔ اندلس کی ثقافتی دنیا نے مختلف روایات سے تحریک حاصل کی-اسلامی، یہودی اور عیسائی، یونانی۔۔ رومی—— دنیوی علم اور فلسفے کو ہم آہنگ کرنے کیلئے اہم فضلاء کی کوششیں جنہیں مذہبی حکام نے مقدسات کے سخت خصائص کی وجہ سے تینوں عقائد کے علماء میں سے کسی ایک نے بھی ہمیشہ پسندیدگی سے نہیں دیکھا۔

اسپانیہ سے باہر بھی ان پر اہمیت اسباب کے اہم اثرات مرتب ہوئے۔ مسلم سسلی کے ساتھ الاندلس یورپی عیسائیت اور عرب دنیا کے درمیان ایک فکری راستہ بن گیا جس نے یورپ کو اس قابل بنایا کہ وہ اپنے عظیم ورثے سے ٹوٹے ہوئے روابط سے دوبارہ منسلک ہو سکے۔ بغداد اور دمشق کی لائبریریوں سے بار برداریاں اسپانیہ میں عربی کتب اور مخطوطات لاتی تھیں، عظیم یونانی اور لاطینی متون کے تراجم سمیت جو رومی طاقت کے خاتمے کے بعد یورپ سے بڑی حد تک معدوم ہو چکے تھے۔ عیسائی فضلاء یکے بعد دیگرے، جیسے ابیلارڈ آف باتھ، رابرٹ آف چیسٹر اور جیرالڈ آف کریمونا نے پیرینیس کے جنوب میں دشوار گزار سفر کیا۔ لائبریریاں اور تراجم کے مدارس جو موروں اور عیسائیوں میں پھیلے اور ان نصوص کے لاطینی کے علاوہ عربی ادبیات، کیمیا، الٰہیات، ریاضی، فلکیات اور طب میں تراجم کئے۔ تاریخ دان رچرڈ ڈبلیٹ نے اسلامی دنیا سے یورپ تک ان حریفانہ مقابلوں کو "ثقافت، سائنس اور ٹیکنالوجی کی بڑے پیمانے پر منتقلی" کا نام دیا ہے۔ "ایک ایسی منتقلی جس نے بلاشبہ یورپی نشاۃ ثانیہ کی بنیاد فراہم کرنے میں مدد دی یہاں تک کہ تب بھی جب الاندلس طویل اور تکلیف دہ رُو بزوال دور سے گزر رہا تھا۔۔2

الاندلس کی ثقافتی کامیابیاں ہمیشہ ایک نازک سیاسی ڈھانچہ پر استوار تھیں جو ٹوٹ پھوٹ کی شکار پر تشدد تباہ کن نسلی قبائلی دشمنیوں میں بٹا ہوا تھا۔ گیارہویں صدی کے اوائل میں تمام قرطبہ خلافت مسلسل بر بر بغاوتوں کی وجہ سے

اندر سے پارہ پارہ ہو گئی جن کی وجہ سے عیش و عشرت کا شان دار محل مدینۃ الزہرہ ایک ویران بوسیدہ کھنڈر بن گیا۔ یکے بعد دیگرے آنے والے حکمران الاندلس کو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر چھوٹی چھوٹی ریاستیں بننے سے روکنے میں ناکام رہے جن بھانت بھانت کی ریاستوں کو طائفہ یا" پارٹی" کہا جاتا تھا، تب بھی جب شمالی آئبیریا کی آزاد عیسائی ریاستیں مزید طاقت ور بنتی جا رہی تھیں۔ گیارہویں صدی کے دوران طائفہ آراگون اور کاتالونیا کی نئی ضم شدہ مملکت کے پرتگالی عیسائی عسکری جرنیلوں اور حکمرانوں کے بڑھتے ہوئے دباؤ تلے آ گئیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ 1085 میں کاستیہ اور لیون جو تولیدو کی فتح کے بعد، الفانسو VI تمام اسپانیہ کا خود ساختہ شہنشاہ ،اس عمل کا ایک سنگ میل ثابت ہوُا جسے تسخیر نو کہا جاتا ہے۔

ان عیسائی پیش قدمیوں کے پیش نظر طائفہ کے حکمرانوں نے شمال مغربی افریقہ میں المُوراود بربر سلطنت سے مدد کی التجا کی جس نے تقریباً1090 سے 1145 تک اسلامی اسپانیہ پر حکومت کی۔ اگلی چند صدیوں میں آئبیریا مسلم اور عیسائی سلطنتوں کا ایک پیچیدہ گوناگوں مرقع تھا جن کے حکمران مشترکہ دشمن کے خلاف باہمی جدوجہد کے بجائے اکثر اپنے شاہی خاندان اور علاقائی تنازعات کے متعلق زیادہ فکر مند رہتے تھے۔

عیسائی اسپانیہ تسخیر نو کے متعلق مستقل یا متحد کبھی نہیں تھا جیسا کہ بعد کے وقائع نگار دعوے کرتے ہیں. بہت سے دور گذر چکے جب عیسائی حکمران مسلم بادشاہتوں پر فتح حاصل کرنے کے بجائے خراج لینے پر ہی قانع تھے۔ عارضی صلح نامے اکادکا لڑائی سے توڑ دیئے جاتے جن سے افواج میں موجودہ توازن پر اہم اثر مرتب نہیں ہوتا تھا۔ آئبیریا میں اس کے باوجود عیسائی حکمرانی کی بحالی ایک بلند و بالا خواہش رہی جو کبھی ایک طرف رکھ دی جاتی تھی لیکن بار دگر عیسائی حکمرانوں سے کوئی دوبارہ اٹھا لیتا تھا۔ طاقت کا توازن مسلم اسپانیہ سے دھیرے دھیرے رِس کر بے حد دور ہوتا رہا۔

1145 میں ایک اور شمالی افریقی بربر شاہی خاندان الموحد نے المُوراودوں کی جگہ لی جن کے حکمرانوں نے باقی ماندہ طائفوں کو کاستیہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف جوابی کارروائی کیلیئے متحد کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ 1212 میں ناواس دی تولوسا کی جنگ فیصلہ کن ثابت ہوئی جب عیسائی ریاستوں نے کاستیہ، آراگون اور پرتگال کے متحدہ محاذ نے بہت بڑی مسلمان فوج کو شکست دی جس کے بعد الموحدوں نے عیسائی پیش قدمیوں کو روکنے کی کوششیں ترک کر دیں۔ 1223 میں آئبیریا سے الموحدوں کے انخلا کے ساتھ تسخیر نو اپنے سب سے زیادہ متحرک اور کامیاب دور میں داخل ہوئی۔ جنوب کے عظیم مسلم شہر ایک ایک کر کے کاستیہ نے فتح کر لیے جس کا

اختتام 1248 کے موسم خزاں میں سیبیہ کی فتح پر منتج ہوًا۔۔اسی عرصے میں پرتگال نے مسلمانوں سے الگاروکااقتدار چھین لیااور کنگ جیمز فاتح کے زیر کمان آراگون سے مسلمان ویلنسیا کی تسخیر مکمل ہوگئی۔

تیرہویں صدی کے وسط تک کاستیہ اور آراگون عیسائی آئبیریا کی غالب سلطنتیں تھیں اور اسپانیہ کے جنوب مشرقی گوشہ میں مسلمانوں کے قبضے میں صرف گریناداکی امارت باقی بچی۔ گریناداکی نازک سی آزادی اڑھائی سو سال سے زیادہ عرصہ تک نسرید خاندان کے تحت کاستیہ کی ایک باج گذار ریاست کے طورپر زندہ رہ سکی۔ نصاریٰ اگرچہ الاندلس کی دھندلائی شان وشوکت کو کبھی کبھار نقل کرسکے، خصوصا''افسانوی محل۔۔ قلعہ الحمراکی تکمیل میں۔ان کی مسلسل بقاہمیشہ اپنی طاقت کے بجائے کاستیہ کے اندرونی اختلافات کی مرہون منت تھی۔

1469 میں کاستیہ کی ازابیلااور آراگون کے فردیناند کی شادی کے ساتھ ہی امارات کے دن گنے جاچکے تھے۔ اسپانیہ کی طاقت ورترین دوعیسائی سلطنتوں کاملاپ ایک ایسے دور میں ہوًاجب 1453 میں لاطینی عیسائیت عثمانی ترک سلطنت کے ہاتھوں قسطنطنیہ کے زوال سے اب تک اپنی بقاکے سے خوف لرزرہی تھی۔ پاپائی نظام کی طرف سے نئ صلیبی جنگ کے مطالبہ اور کئی سال سے خاندانی تنازعات اور خانہ جنگی کے بعد اپنی ہنگامہ خیز رعایاکومتحد کرنے کی حوصلہ افزائی سے نوبیاہتاجوڑااسپانوی سرزمین پراسلام کے آخری گڑھ کی تسخیر نوکاپھریرااٹھانے کیلیئے تیار ہوًا۔

یہ کوئی آسان کام نہیں تھا۔ گریناداکی تمام سیاسی کمزوریوں کے باوجود، عسکری فتح ترنوالہ ثابت نہ ہوئی۔اس کے فصیل دار قصبے اور شہر، مضبوط قلعے اور کھردرے نوکیلے پہاڑی خطے بڑی رکاوٹیں تھیں۔فردیناند اور ازابیلا نے ناکامی سے بچنے کے لیے آہستہ آہستہ پرعزم حملہ آور افواج جمع کیں۔دسمبر 1481 میں امارت پر چڑھائی کرنے کے بہانے سرحدی قصبے زہرہ پر مسلمانوں کاحملہ استعمال کیا۔ساٹھ ہزار گھڑسوار اور پیادہ فوج نے اگلی دہائی تک گریناداکی دریائی وادیوں، میدانی علاقوں اور اونچے کھردرے اور نوکیلے پہاڑی سلاسل کے پار جنگ کی۔ان کی مدد پیادہ اور رضاکار فوج کے چھوٹے دستوں نے کی جن کاواحد مقصد دشمن کی فصلوں کو جلانا، تباہ کرناتھا۔عیسائی فوجوں میں بہت سے غیر ملکی رضاکار تھے جو پوپ کے اس وعدے پر متوجہ ہوئے کہ کافرسے جنگ کی بناپران کے گناہ معاف ہوجائیں گے اور لوٹ مار کاامکان جوایسی جنگیں فراہم کرتی تھیں۔انگریز تیرانداز اور تبرمار، گلاب۔۔ جنگوں کے سابق فوجی، کرائے کے سوئس فوجی اور لارڈز، امراءاور یورپ سے تمام جاں بازوں نے ایسے تنازعہ میں حصہ لیاجسے وینسی سفارت کار آندریاناوگیر و نے بعد میں "ایک خوبصورت جنگ" کے طور پر یاد کیا۔جو "محبت سے جیتی گئی تھی۔"

عیسائی وقائع نگاروں کی طرف سے منایا جانے والا بہادری اور روحانی جوش، ہمت و حوصلہ کمزور کرنے والی ظالم جنگ میں ہمیشہ مفقود تھا جس کا نتیجہ بڑی لڑائیوں کے بجائے محاصروں، گھات لگانے اور جھڑپوں کے ذریعے طے کیا گیا۔ یہ ایک ایسی جنگ تھی جس میں قرون وسطیٰ کی جنگ کے پرانے طریقوں اور روایات کو بارود اور توپ خانے کے جدید استعمال سے ملایا گیا تھا جس میں ازابیلا اور دربار کی خواتین نے بڑے سلکی خیموں سے حریف سورماؤں کی لڑائیوں کا مشاہدہ کیا جنھوں نے ایک دوسرے کو فرداً فرداً لڑائی کیلئے للکارا، توپوں کو محصور شہروں کی دیواریں توڑنے اور ان کے باشندوں کو دہشت زدہ کرنے کیلئے استعمال کیا گیا اور محصور آبادیوں کو اطاعت کیلئے بھوکا رکھا گیا۔

ازابیلا نے ذاتی طور پر عیسائی جنگی کوششوں کی مالی اعانت، مختلف ذرائع سے خصوصاً" سال بھر کیلئے اراضیٔ غیر مزروعہ سے سال میں رقم جمع کرنے کیلئے، خصوصی نفاذ سے یہودی رعایا پر ٹیکسوں سے لے کر اپنے زیورات گروی رکھنے تک کے کام کی نگرانی کی. فوجی کارروائیوں کی ہدایت اس کے شوہر نے کی جس کی پتھر دلی اور عملیت پسندی کے امتزاج کی بنا پر میکیاولی نے فردیناند کو نشاۃ ثانیہ کا مثالی شہزادہ قرار دیا۔ ہتھیار ڈالنے والے قصبے اور شہر عموماً سازگار شرائط، مشروط اطاعت پر بات چیت کر سکتے تھے، اس وجہ سے وہ اپنی جان، املاک اور آزادانہ مذہبی عبادت کی حفاظت کر سکتے تھے۔ مزاحمت کرنے والی آبادیاں پھانسی سے غلامی تک کے سخت سلوک کی توقع کر سکتی تھیں۔ ملاگا کے مسلم باشندوں نے 1487 میں بھوک سے مجبور ہو کر ہتھیار ڈالنے سے قبل بارہا حملوں اور توپ خانے کی بمباری کی مزاحمت کی۔ ان کی سرکشی کی وجہ سے سزا کے طور پر تقریباً تمام آبادی کو غلامی میں بیچ دیا گیا یا دیگر عیسائی حکمرانوں کیلئے " تحفے " کے طور پر دے دیا گیا۔

عام مسلمانوں نے اکثر اس حملے کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے پر اپنے دشمنوں کو بھی متاثر کیا۔ اسپانوی مورخ فرناندو دی پلگر نے الحما کی آبادی کی طرف سے سرکشی پر اپنی تعریف کا اظہار کیا جہاں " موروں نے اپنی تمام طاقت کو دل و جاں سے جنگ میں جھونک دیا جیسا کہ ایک بہادر آدمی کو اپنی جان، بیوی اور بچوں کو غلامی کے خطرے سے بچانے کیلئے دفاع کرنا چاہئے۔ چند بچ جانے والوں کو بچانے کی امید میں وہ بچوں، بھائیوں اور قریبی عزیزوں کی لاشوں پر سے ہوتے ہوئے لڑنے سے پیچھے نہیں ہٹے۔" لیکن حملہ آور فوجوں کو انسانی اور مادی وسائل ہمیشہ زیادہ میسر تھے۔ ایک غرناتوی گمنام مسلم نے بعد میں ذکر کیا کہ " عیسائیوں نے ہم پر چاروں طرف سے پر زور طوفانی حملہ کیا۔ ان کے ٹڈی دل گھڑ سواروں نے ہمیں دلیری اور جوش کے ساتھ ہتھیاروں سے مارا، جب ہم کمزور پڑ گئے تو انہوں نے ہمارے علاقے میں ڈیرے ڈال دئے، ہمیں قتل کیا، شہروں میں بہت سی بڑی توپیں لائے جن سے قصبوں کی ناقابل

تسخیر دیواریں پاش پاش کرڈالیں۔ "امارت کے دفاع کو مزید کمزور کرنے اور دشمن سے تعاون کرنے والی ڈگمگاتی غدار قیادت تھی جو اکثر حملہ آور کے خلاف مزاحمت کرنے کے بجائے اپنی املاک اور مزید مراعات کو محفوظ کرنے کے لیے زیادہ فکر مند رہتی تھی۔

نصری حکمران محمد XII ان کمزوریوں کا خلاصہ تھا جسے اسپانوی ابوعبدل کے نام سے جانتے تھے جو زیادہ تر عیسائی دشمن کے ساتھ سرکشی اور غیر مؤثر خفیہ سازشوں کے درمیان بدلتا رہتا تھا۔ شمالی افریقہ کی طرف سے امداد کی عدم موجودگی نے امارات کی قسمت پر مہر لگادی۔ مسیحی پیش قدمی کے آگے ایک ایک کر کے قصبے اور شہر فتح ہوتے گئے یہاں تک کہ آخر کار فردیناند اور ازابیلا کی فوجیں نصرید دارالحکومت گریناڈا ہی کے دروازے پر کھڑی تھیں۔

1491 کے موسم گرما تک عیسائی اور مسلمان شاعروں کی طرف سے منانے والا شہر یکساں مایوس آبنائے تھا۔ بوعبدل اور اس کے درباری الحمراسے چند میل دور نشیبی مرطوب خطے میں عیسائی فوجوں کے خیموں، جھنڈوں اور پھریروں کو دیکھ سکتے تھے۔ شہر کی دفاعی دیواروں کے اندر جنگ زدہ علاقوں کے فوجیوں اور شہری پناہ گزینوں کی وجہ سے آبادی گنجان ہو چکی تھی۔ نیوادا کی کھردری اور نوکیلی برف پوش دیوار سے پرے وادیوں سے خوراک کی کم ہوتی رسد جاری رہی۔ مسلم جانباز محصورین نے ہم منصب عیسائی محاصرین کو شہر سے باہر نکل کر وقتاً فوقتاً فرداً فرداً مقابلے کیلئے للکارا اور فریقین میں کبھی کبھار جھڑپیں بھی ہوئیں۔ سورماؤں کی بہادری کے یہ مظاہرے گریناڈا کے محصور باشندوں کو نفسیاتی سکون کے علاوہ کچھ اور مہیا نہ کر پائے۔

جولائی میں جب ان کا کیمپ قریبی حادثاتی آگ سے بھسم ہو گیا تو مسیحی فوجوں نے اپنے عزم اور اعلٰی وسائل کا قابل نظارہ منظر پیش کیا۔ انہوں نے چند ماہ کے اندر کیمپ کی جگہ صلیب کی شکل میں ایک عارضی شہر بنا دیا جسے انہوں نے سانتافی (مقدس ایمان) کا نام دیا۔ مورچوں میں محفوظ عیسائیوں نے اب گریناڈا کو زیر کرنے کیلئے مہنگا حملہ کرنے کے بجائے بھوکا رکھنے کا انتخاب کیا۔ تمام موسم گرما اور خزاں کے دوران فردیناند کی فوجوں نے البیخرا پہاڑوں میں وادی لیکرین کو تباہ کر دیا، دیہات اور فصلیں جلا ڈالیں، باغات پامال کر ڈالے جن سے شہر میں ابھی تک اشیائے خوردنی آرہی تھیں. موسم سرما کے آغاز ہی سے گریناڈا میں مسلمانوں، یہودیوں، جینوآئی تاجروں، افریقی غلاموں اور عیسائی قیدیوں کے کھانے کیلئے فقط گھوڑے، کتے اور چوہے تھے۔ بوعبدل اور اس کے مشیروں نے نومبر میں کاستیبی شاہی سکریٹری ہرناندو دی ظفرا کے ساتھ ہتھیار ڈالنے کی بات چیت شروع کی۔ ناصری بادشاہ نے 6

جنوری 1492 کو شہر حوالے کرنے کے خفیہ معاہدے پر دستخط کیے۔ان مذاکرات کی جب بھنک پڑی تو شہر کے البائیسین ضلع میں پر تشدد مظاہرے ہوئے جس پر بوعبدل نے تاریخ پانچ دن پیچھے لانے کی درخواست کی۔

یکم جنوری کی رات کو عیسائی عسکری دستہ احتیاط سے نقیب کے ذریعے الحمرا میں داخل ہوُااور اگلی صبح گریناڈا کے چونکے رہائشی یہ جاننے کیلیئے جاگے کہ جنگ ختم ہو چکی ہے، بوعبدل کے عظیم الشان محل کی بلند و بالا شان دار سرخ دیواروں پر کاستیہ اور سینٹ جیمز دی مورسلیئر، تسخیر نو کے نہائت معروف حواری کے پھریرے اڑ رہے تھے۔

بلند ترین مینار،ٹاور آف دی وِنڈز پر چاندی کی ایک بڑی صلیب سے فردیناند اور ازابیلا کیلیئے مسیحی فتح کا اعلان کیا جو تھوڑی دور سے نامور فوجوں، درباریوں،امراءاور پادریوں کے شاندار اجتماع سمیت دیکھ رہے تھے۔جھنڈے اور صلیب کو دیکھتے ہی "کاستیہ !" کے خوشیوں سے بھرپور نعرے لگ رہے تھے اور" گریناڈا کی نئی ملکہ "ازابیلا کو مرحبا کہا گیا۔شدت جذبات سے سخت جان فوجی کھل کر روئے اور ایک دوسرے کو گلے لگایا۔ جب شاہی بڑے کلیسا کی بھجن منڈلی نے تی دیم لاڈامس گایا تو ازابیلا،کاستیہ کی "عظیم شیرنی" نے دعا کیلیئے گھٹنے ٹیکے تو تمام فوج نے اس کی پیروی کی۔اس کے بعد تولیدو کے اسقف اعظم اور ملک کے سب سے بڑے عالم کاردینل میندوزا نے سپاہیوں، راہبوں اور رؤسائے کلیسا کے جلوس کی مفتوح شہر کی طرف دھوم دھام سے کاستیہی فوجی طاقت کی شان دار نمائش کی قیادت کی۔بوعبدل مخالف سمت سے الحمرا کے محل۔۔قلعہ سے اپنے جانبازوں،رشتہ داروں اور نوکروں کے ایک دستہ سمیت سواری پر باہر نکل کر پہاڑی پر اترا۔ڈرائنگ میں شاہی جوڑے کے ساتھ،ایل ری چیکو، "چھوٹا بادشاہ،" عیسائی جو اسے طنزیہ انداز میں کہتے تھے،نے فردیناند کو شہر کی چابیاں دیں اور جونہی شاہی نقیب نے "انتہائی برتر و عالی قدر جناب فرناندو اور محترمہ ازابیلا جنہوں نے کافر موروں سے ہتھیاروں کے زور پر گریناڈا شہر اور اس کی تمام سلطنت فتح کی ہے۔'' کہہ کر سلامی دی تو اس نے چابیاں بیوی کے حوالے کیں۔

مؤرخین،ادباءاور شعراءنے اکثر اس یادگاری لمحے کو الفاظ میں نمک مرچ لگا کر تصویر کھینچی ہے۔اس کی سب سے مشہور بصری نمائندگی انیسویں صدی کے مصور فرانسسکو پرادیلا وائی اورتیز کی ہے جس نے پس منظر میں الحمرا کے سامنے اپنے گھوڑے پر پگڑی والے بوبدیل کو ایک ننگے پاؤں سیاہ غلام کو لگام پکڑے، تصویر دکھائی ہے۔اس کے سامنے فردیناند اور ازابیلا بناؤ سنگار کئے ملبوس درباریوں اور پادریوں میں گھرے، مستولی جھنڈوں، نیزوں اور پرچموں کے سمندر کے درمیان کھڑے ہیں۔یہ ایک رومانی رنگ چڑھی تصویر ہے جو لازماً سیاسی تھیٹر کی سٹیج پر کھیلے جانے

ڈرامے کا ایک ٹکڑا تھا جب کہ اقتدار کی اصل منتقلی اس رات سے پہلے ہی ہو چکی تھی لیکن یہ اس کے عیسائی مرکزی کرداروں کے نکتہ ء نظر سے اس موقع کی اہمیت کی عکاس ہے۔

اس کے بعد الاندلس کا آخری حکمران الپوخرّا پہاڑوں میں اپنی جاگیروں پر جلاوطنی گزارنے چلا گیا اور اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کے زوال پر صرف افسوس کی ناقابل فراموش "آخری آہ" بھرنے کے لئے رکا جسے واشنگٹن ارونگ سے سلمان رشدی تک نے سقوط گرینادا کو بیان کیا ہے۔

اس کے بعد اس کی شکست خوردہ رعایا اپنے گھروں کو لوٹ چکی تھی، جیسا کہ بعد میں ایک تاریخ نگار نے بیان کیا کہ شہر ''طاعون کے شکار'' کی طرح اجڑا دکھائی دیا۔ جب خوشی سے مسرور عیسائی فوجوں نے شہر پر قبضہ کیا تو اس دن گرینادا کی سڑکوں پر ایک بھی مسلم نظر نہ آیا۔ فردیناند اور ازابیلا سیدھے الحمرا گئے جہاں انہوں نے باقی دن گزارا۔ دوپہر کے آخر میں سانتافی جانے سے قبل افواج سے صدائے تحسین و آفرین سننے کیلئے واپس شہر میں آئے، دراں اثناء الحمرا کو دربار کیلئے تیار کیا گیا تھا۔

یہ اس طرح ختم ہوُا جسے ایک ہم عصر نے کہا کہ "اسپانیہ کو ایسا ارفع اور مبارک ترین دن دیکھنا کبھی نصیب نہیں ہوُا۔'' پادری اور شاہی مؤرخ آندرس برنالدیز کے مطابق سقوط گرینادا ایک شان دار، مقدس اور قابل تعریف فتح "پر اختتام کو پہنچا جس سے ثابت ہوُا کہ دونوں یعنی اسپانیہ اور اس کے حکمران پر رحمت خداوندی سایہ فگن تھی۔ کاستیپی دربار میں پیتر انگیا یری شہید، ایک اطالوی عالم کی نظر میں آئبیرین اسلام کا خاتمہ "اسپانیہ کی آفات کے خاتمے "کی علامت ہے جو اس وقت شروع ہوئی تھیں جب "یہ وحشی لوگ... موریطانیہ سے تقریباً 800 سال پہلے مفتوحہ اسپانیہ پر اپنے جابر اور گھمنڈی لوگوں کو مسلط کیا تھا۔ تمام اسپانیہ میں ہتھیار ڈالنے کی خبر مقبول دعوتوں، مذہبی جلوسوں اور خاص مذہبا'' اجتماعی دعاؤں سے منائی گئی۔ چند شہروں میں تہوار اور کھیل تماشے کئی دن تک جاری رہے۔

گرینادا کی فتح کا استقبال تمام یورپ میں پورے جوش و خروش سے کیا گیا۔ اس وقت جب کفار کے خلاف عیسائیوں کی فتوحات کم ہی ہوتی تھیں، تب آبادی کو "خوفناک "ترک سے وجودی خطرے کی یاد دلانے کے لیے آسٹریا اور جرمنی میں چرچ کی گھنٹیاں روزانہ تین بار بجتی تھیں، "فردیناند اور ازابیلا کو عیسائیت کے بطور غازی سراہا گیا۔ انہیں پوپ کی طرف سے۔۔۔ شاہان کیتھولک لقب کے انعام سے نوازا گیا۔ انگلینڈ میں ہنری VII نے درباریوں کو بڑے گرجا سینٹ پال میں خصوصی مذہبی نشست کیلئے طلب کیا جہاں انہیں "خدا کے لئے ایک نیا گانا"

کے ساتھ ہی "فرناندینو اور ازابیلا کی شجاعت اور عقیدت کی بناپر انہیں اسپانیہ کے بادشاہ ہونے کا احترام کریں۔" گانے کی تلقین کی۔

اسپانوی تاریخ میں گریناڈا کے سقوط کے نتائج فرسودہ ہو چکے تھے: کرسٹوفر کولمبس نامی جینوآ کے ایک مہم جو نے آخر کار کیسے فردیناند اور ازابیلا سے جستجوئی سفر کی اجازت حاصل کی جس سے اسپانیہ کی نہائت وسیع پیمانے پر سمندر پار سلطنت کا آغاز ہوُا؛ صدیوں سے جمع فوجی توانائیوں کو کفار کے خلاف مقدس جنگ کو ایمان کے نام پر نئی فتوحات میں کیسے تبدیل کیا گیا؛ کاستیہ کی غربت کی ماری بادشاہت صدیوں کی گمنامی کے بعد ایک عالمی سلطنت بننے کے لیے کیسے وجود میں آئی۔ فاتح اور مفتوح مسلمان دونوں کیلیئے جواب عیسائی اسپانیہ میں متحد ہو کر ان کی رعایا بن گئے تھے، گریناڈا کی جنگ کے خاتمے پر ایک نئی قسم کے تصادم کی ابتدا ہوئی جس کیلیئے ان میں سے کوئی بھی متوقع یا تیار نہ تھا۔ یہ سمجھنے کے لیے کہ یہ جدوجہد کیسے ظہور پذیر ہوئی ہمیں ماضی کی اس دنیا کو مزید دیکھنے کی ضرورت ہے جو 1492 کے موسم سرما کے اس نہائت اہم دن پر ختم ہوئی۔

باب 1

فتح سے تبدیلیٔ مذہب تک

قرطبہ کہاں ہے، علوم و فنون کا گھر اور بہت سے حکماء جن کا رتبہ اس میں کبھی رفیع الشان تھا؟ سیبیہ کہاں ہے اور اس میں موجود رنگ رلیوں کے ساتھ ساتھ اس کا شیریں بہتا اور بھرا ہوُا دریا بھی ؟[وہ ہیں] اور دارالخلافے جو ملک کے ستون تھے، اب جب کہ ستون معدوم ہو چکے، اب ان کی بقا شائد ممکن نہ ہو سکے!

وضو کے لئے سفید چشمے کا نل کسی پر جوش عاشق کی طرح اپنے محبوب کے رخصت ہونے پر مایوسی سے آہ و بقا کرتا ہے، اسلام سے خالی مکانات جو خالی ہونے پر اب ایمان کے منکرین سے آباد ہیں جہاں مساجد گرجاگھر بن چکی ہیں جن میں صرف گھنٹیاں اور صلیبیں ہی سنائی اور دکھائی دیتی ہیں۔

ابوالبقاءالرندی (متوفی 1285)، لیمنٹ فار دی فال آف سیبیہ (1267)، ٹرانس۔ جیمز ٹی منرو

آئیبیرین استثناء

بہت سے طریقوں سے جو تلخ مذہبی اور جغرافیائی سیاست سے اسلام اور عیسائیت کے درمیان تصادم کی بناپر غیر معمولی انحراف تھا گریناڈا کی فتح نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ اندلس کی تاریخ کا بیشتر حصہ مقابلتاً صلیبی جنگوں کے پس

منظر میں کھیلا گیا جب عیسائی جنگی پروپیگنڈے میں "صلیبی جنگوں کے مسلمان" کو معمول کے مطابق بطور ایک "ملعون نسل"، اخلاقاً بگڑے ہوئے کفّار، انسانیت سے گرے ہوئے وحشی اور کتوں کے سروں والے ننگ بشر جو صرف فنا کرنے کے قابل تھے، گردانا گیا۔ صلیبی جنگ کی سفاکیت اور مقدس جنگ کی انسانیت سے مبّرا بیان بازی برقرار رکھی گئی جس میں اسلام ہی کے متعلق اکثر ملامت اور انتہائی نفرت بھی ہوتی تھی۔

قرون وسطیٰ کے عیسائیوں کے نزدیک اسلام کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک فریب خوردہ "فرقہ" ایک "پرخطر وبائی وائرس" اور "خدا پر توہین" ہے جس کے پیروکاروں کو، کافر، بدعتی، بت پرست، یا "مکہ میں کعبہ کے پتھر کا حوالہ سے پتھر کی پوجا کرنے والے" کے طور پر شمار کیا جاتا تھا۔۔ تھامس ایکوئی ناس کے نزدیک مسلمان عقل مند نہ تھے۔ خدائی اور انسانی چیزوں پر عمل نہیں کرتے بلکہ تمام الٰہی تعلیمات سے بالکل ناواقف آدمیوں جیسے جو جنگلوں میں رہتے تھے۔ "قرون وسطیٰ کے دوران عیسائی دشمنی کا اظہار اکثر اسلام مخالف رسالوں میں کیا جاتا تھا جن میں انہوں نے قرآن پر قیاس شدہ جھوٹوں اور عدم مطابقتوں پر حملہ کیا۔ بہت سے مباحث میں حملوں کو محمد کے کردار پر مرکوز کیا۔ خود محمد کی مختلف پیراؤں میں جیسے ایک "جعلی نبی"، "جادوگر"، "شہوت پرست" اور کثیر الازدواج اوباش کی مذمت کی گئی جس نے اپنے ضعیف الاعتقاد پیروکاروں کو "جنت میں جنسیت" کا ملحدانہ دھوکہ دیا۔ "بعض عیسائی مصنفین نے مسلمانوں کے اس دعوے کی تردید کی کہ محمد فرشتوں کی صحبت میں آسمان پر چڑھا تھا اور انہوں نے اعلان کیا کہ اس کی لاش کو کتے یا سؤر کھا گئے تھے۔ ایسے نزاعات آئیبیریا میں بھی گردش کرتے تھے اور ان میں سے کچھ خصوصاً" اسپانوی قارئین کے لیے تیار کئے گئے تھے۔

جنوبی فرانس میں کلونی کے صدر راہب نے 1142 میں اسپانوی علماء کے ترجمہ ءقرآن سے "غلطیوں" کی مفصل تنقید کیلئے لاطینی میں ترجمہ کرنے کا کام سونپا۔

مارک آف تولیدو نے 1210 میں اسی طرح کا ترجمہ کیا تھا جس میں تولیدو کے اسقف اعظم نے دیباچے میں بتایا کہ محمد نے کس طرح "وحشی لوگوں کو عجیب وغریب توہمات کے ذریعے بہکایا تھا۔"

"عیسائی اسپانیہ میں مسلم مخالف جذبات کو توہین کے الفاظ میں بیان کیا۔ حقارت کے مجموعہ ءالفاظ میں موروں کو سیر اسنس، ہاجری (بائبل کی لونڈی ہاجرہ کی حرامی اولاد) "محمد کی غلاظت" اور "خدا کے دشمن" کہا جاتا ہے۔ اگرچہ کچھ اسپانوی مسلمان خود کو مور کہتے تھے لیکن جب یہ اصطلاح عیسائی استعمال کرتے تو عموماً طنزیہ ہوتی تھی اور اسے منفی ثقافت اور مذہبی انجمنوں میں کسی حد تک رسائی حاصل ہو گئی جہاں عیسائیت کو برتری اور پاک دامنی سے منسوب

کیا جاتا تھا۔ مورِ جہاں مقابلتاً ظالم، جانوروں جیسے اور وحشی تھے وہاں عیسائی عقل پرست اور مہذب تھے۔ عیسائیوں نے جہاں عفت اور تجرد کو عزت بخشی وہاں مور مخلوط جنسی تعلقات والے، شہوت پرست اور ہوسناکیوں کو قابو میں نہ رکھنے والے تھے۔ جہاں عیسائی پرامن وعدوں اور معاہدوں کے پابند تھے، ان کے ہم منصب موری جنگجو آمادہءِ پیکار، مکار اور ناقابل اعتماد تھے۔ کاستیہ کے سانچو چہارم کے مطابق "مور ایک کتے کے سوا کچھ نہیں.... وہ چیزیں جنہیں عیسائی برائی اور گناہ سمجھتے ہیں وہ نجات کیلئے انہیں اچھا اور فائدہ مند سمجھتے ہیں اور ہم جسے نجات کیلئے فائدہ مند سمجھتے ہیں وہ انہیں گناہ سمجھتے ہیں۔"1

اس منفی نقش نگاری میں کچھ مستثنیات تھے، جیسے مثالی مور جنگجو گریناڈا سرحد پر اکثر قرون وسطیٰ کی عیسائی رزمیہ نظموں میں نمایاں ہوتے تھے۔ "عالی ظرف مور" کی شخصیت کو قرون وسطیٰ اور ابتدائی جدید اسپانوی ادب میں پائیدار دقیانوسی تصور میں بہت سے عیسائیوں نے غیر ملکی اور دلکش پایا۔ یہ ادبی مور ہمیشہ سورما یا اشرافیہ تھے جن کی محبت اور جنگ میں بہادری ان کے عیسائی ہم منصبوں کے ہم پلہ نظر آتی ہے کہ انہیں اکثر احترام بلکہ تحسین سے دکھایا گیا تھا جو کسی حد تک اس دشمنی کو جھٹلاتی ہے جو موری دشمن کی طرف عیسائی رویوں کی خصوصیت دکھائی جاتی تھی۔ قرون وسطیٰ کی آخری رزمیہ شاعری میں مور کی رومانی عیسائی عکاسی جیسے گمنام ابی نمر نے طرفین کے درمیان قدرے ہم آہنگی کی اجازت دی ہے اور مبالغتاً پیش کرنے اور پرانی یادوں کے رجحان کی توقع کی ہے جسے فرانسیسی اسکالر جارج سیر وت نے "ادبی مورو فیلیا" (ادبی موروں کی محبت) کہا ہے۔ عیسائی قرون وسطےٰ کے غزل گو شعراء نے بہت سی چار بیتی رزمیہ شاعری میں بے شمار نظموں اور مقبول گیتوں میں موری پراسرار باپردہ شہزادیوں سے لے کر مسلم غریب بستی کی سادہ سی عام عربی بولنے والی عورتوں تک کی خوبصورتی کے گن گائے ہیں۔

عیسائی ثقافتی نمائندگیوں میں دل ربائی اور رغبت کے یہ عناصر ایک کافر دشمن کے خلاف مذہبی دشمنی کو کم کرنے کے لیے کبھی کافی نہ تھے جسے تمام عیسائی دنیا میں عیسائی زمینوں کا غاصب اور بن بلایا مہمان سمجھا جاتا تھا۔ مور کی رسوائی جدید نسل پرست معنوں میں نہیں تھی۔ قرون وسطیٰ کے چند عیسائی وقائع میں موری جنگجوؤں کے کالے پن کا حوالہ ہے تاکہ مسلمانوں کو غیر ملکی اور بطور وحشی بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاسکے جس کی مثالیں عالم اجل الفانسو کی شطرنج کی کتاب میں کالے موروں کو عیسائیوں کے ساتھ شطرنج کھیلتے دکھانے کا یہ مطلب ہے کہ قرون وسطیٰ کے اسپانیہ میں جلد کا رنگ بد نمائی نہیں تھا۔

آئیبیرین عیسائی دشمنی میں بنیادی طور پر مذہبی اور ثقافتی برتری کا احساس کارفرما تھا جو مسخّر اور محکوم بننے کے تجربے سے بڑھ گیا تھا۔ مذہبی منافرت اگر برقرار ہو تو نظریاتی طور پر ثقافتی دھونس کو برقرار رکھنا اکثر مشکل تھا۔ عیسائی مورخین موروں کو قدیم وحشیوں کے طور پر پیش کرتے تھے لیکن ان مفروضات کو اسلامی تہذیب کی قربت نے اکثر چیلنج کیا جس کے کارنامے ان کی تہذیب سے کہیں آگے بڑھے ہوئے تھے۔ کاستیہ کا فردیناند III 1248 میں سیبیہ کی فتح کی تفصیل میں (اس کے مصنف تیرہویں صدی کے فرسٹ جنرل کرانیکل آف اسپانیہ) عجائبات پر تعریف کو روک نہ سکا، اس دعویٰ کے ساتھ کہ "دنیا میں کوئی ایسا بہتر مقام پر اور ہم آہنگ شہر نہیں ہے"۔

"تسخیر نو کے استحکام کے بعد اسپانیہ نے موروں کی کامیابیوں اور طاقت دونوں کو فراموش کر دیا اور کبھی دھمکانے والے خوفناک موری دشمن کے بجائے اب کمزور، زنانہ اور قابل نفرت کے طور پر دیکھا جانے کا زیادہ امکان تھا۔ قرون وسطیٰ کے آخر میں بہت سے اسپانوی قصبوں اور دیہات میں شان دار تماشے اور تہواری رقص ہوا کرتے تھے جن میں مقامی عیسائی موروں کے لباس میں ملبوس فرضی لڑائیوں میں عیسائیوں کے ہاتھوں شکست کھاتے تھے۔ بعض صورتوں میں عیسائی اپنی فتح کا جشن محمد کا پتلا تباہ کر کے یا مقامی کنویں میں ڈبو کر منایا کرتے تھے۔

عداوت اور دشمنی عیسائیوں تک محدود نہیں تھی۔ اسلامی اسپانیہ کے پاس عیسائیوں کو بیان کرنے کے لیے ان کی اپنی توہین کی لغت تھی۔: خدا کے دشمن، نظرانی (نصرانی کے پیروکار)، کتے، سور اور فرینکس—ایک عام اصطلاح جو یورپی عیسائیوں کے لیے بربریت، جنگجویانہ اور ثقافت کی کمی کے مترادف تھی۔ اندلس کے جغرافیہ دان ابراہیم بن یعقوب نے گالیشیوں کو "دغاباز، گندے جو سال میں ایک یا دو بار نہاتے ہیں اور وہ بھی ٹھنڈے پانی سے۔ وہ اپنے کپڑے تب تک کبھی نہیں دھوتے تاوقتیکہ وہ بوسیدہ ہو چکے ہوں کیونکہ وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ پسینہ کے نتیجتاً جمع شدہ گندگی ان کے جسم کو نرم کرتی ہے۔" عیسائیوں کی غیر مہذب اور بلا غسل زمانہء قدیم کے لوگوں کی اس تصویر کے ساتھ اکثر مذہبی دشمنی بھی ہوتی تھی جو عیسائی ہم منصب سے کم گہری نہیں تھی۔ مسلمانوں نے گو عیسائی نظریے کے چند پہلوؤں کو قبول کیا، وہ فرامین الٰہی رد کر دئے جنہیں وہ کفر سمجھتے تھے جیسے تثلیث، مسیح کی الوہیت، مریم کا کنوار پن)۔ مسلم مذہبی علماء نے بعض اوقات عیسائی مخالف مناظرانہ تحریریں لکھیں، صحائف میں "غلطیوں" اور تضادات کا مذاق اڑایا۔

یہ حیرت انگیز نہیں کہ آئیبیریا میں عیسائی اور مسلم ریاستوں کے درمیان مسلح تصادم میں قتل و غارت عام خصوصیت تھی جیسا کہ سڈ کی قرون وسطیٰ کی رزمیہ نظم میں بیان کیا گیا ہے جس میں عیسائی سورما مینا یا مسلمانوں کے

خلاف میدان میں اترنے کی امید کرتا ہے، نیزہ سنبھالتے اور تلوار اٹھاتے / بہتا خون میری کہنی سے اوپر تک۔'' ناصری گریناڈا کی تمام تاریخ میں عیسائی اور مسلمان جنگجو مویشی چوری کرنے اور باہمی چھاپے مارنے کی رسم کی نیم قسم کی پابندی میں مصروف تھے جس میں طرفین دشمنوں کے مقتولین کے کاٹے سر اور کان جنگی ٹرافی کے طور پر دکھاتے تھے۔

عیسائی اور مسلمان تمام عرصہ بے شمار مظالم اور غم وغصہ کے مرتکب ہوئے جس نے ان کی باہمی دشمنی کی تصدیق کی اور تقویت دی۔ آئیبیریا میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان تمام جنگوں کا محرک مذہب نہ تھا، گو مقدس جنگ کی بیان بازی کیلئے زبردست پکار اور فتح کا جواز اکثر دونوں فریقوں کی طرف سے کیا جاتا تھا۔ آئیبیرین جنگیں خصوصاً عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان ہی نہیں لڑی گئیں؛ مسلمان اور عیسائی حکمرانوں نے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور عارضی فوجی اتحاد بھی قائم کیا۔ عیسائی کبھی کبھی مسلمانوں کے خلاف مسلمان فوجیوں کے ساتھ لڑتے تھے۔ اس عمل نے الٹے رخ بھی کام کیا۔ تسخیر نو کا عظیم ہیرو رودریگو دیاس دی وِوار، یا ایل سد، مسلمانوں کے ساتھ، اور ان کے خلاف بھی لڑا۔ بارہویں صدی میں مراکش کے مسلم حکمرانوں کی خاطر عیسائی کرائے کے فوجی لڑے جب کہ کاستیی تسخیر سے 1248 میں غرناطوی موری فوجیوں کی مدد سے سیبیہ فتح کیا جس نے شاعر الرندی کو غم آگین نوحہ کی ترغیب دی۔

ان جنگوں کے درمیان نسبتاً استحکام کے طویل ادوار بھی آئے جن میں عیسائیوں اور مسلمانوں نے متعلقہ عقائد کے نمائندوں کے بجائے اپنے اپنے سیاسی یا علاقائی مفادات کے اصولوں کے مطابق عمل کیا. اسپانیہ پر اسلامی فتوحات کے آغاز ہی سے مور اور عیسائی ایک ہی علاقہ میں ایک دوسرے کے ساتھ رہنے پر مجبور تھے۔ اندلس کی پہلی صدیوں میں عیسائی مسلم حکمرانی کے تحت رہتے تھے۔ گیارھویں صدی سے عیسائیوں میں حیات نو سے یہ عمل الٹ گیا جس کے بعد اب مسلمان عیسائی حکمرانوں کے ماتحت زندگی گذار رہے تھے۔

ان صدیوں کے دوران مجبوراً انتہائی قرب جو یہیں سے ہوا، جب مسلمان اور عیسائی بعض اوقات خود کو دوسری جگہوں پر پارہ پارہ کر دینے والے وقوع پذیر تصادم سے الگ رکھ سکتے تھے۔

اس تعلق کی نوعیت اندلس کی تاریخ کے متنازعہ ترین پہلوؤں میں سے ہے۔ انیسویں صدی کے اوائل میں شتے بریاں اور واشنگٹن ارونگ جیسے غیر ملکی ادیبوں اور مسافروں نے موری اسپانیہ کے اجنبی نکتہء نظر کو مقبول بنایا جیسے یورپ کے دامن میں ایک سراپا خواب سا مشرقی دلکش منظر ہو، اور قبلِ جدیدیت معصوم سے دہقانی ماحول میں

مذہبی رواداری کا سماں، جہاں یہودی، مسلمان اور عیسائی باہمی احترام اور مساوات سے رہتے تھے۔ انیسویں صدی کے آزاد خیال اور پروٹسٹنٹ مورخین جیسے انگریز مورخ اسٹینلے لین پول نے اکثر موری اسپانیہ کی تصویر کشی ایسے ہی انداز سے کی ہے۔

بعض اسپانوی مورخین نے آرائشی تحریر کے بغیر الاندلس کے متعلق اسی نظریے کا پرچار کیا ہے۔ دی سپینیرڈز: ان کی تاریخ کا تعارف (1948)، عظیم اسپانوی ماہر فلکیات امریکو کاسترو نے یہ اصطلاح وضع کی۔ ''ایک ساتھ رہنا، ''تینوں عقائد میں ہم آہنگ باہمی بود و باش کو بیان کیا وہ جسے اندلس کا جوہر سمجھتا تھا۔ فرانکو کی آمریت میں کسی آزاد خیال جلاوطن کاسترو نے فرانکو کی مجسم قومی اور سماجی جارحانہ وطن پرستی کے متبادل باہمی بود و باش کو زیادہ وسیع المشرب اور پرکشش پایا۔ کاسترو کے خیالات کا اس کے قدیم نقاد کلادیو سانچیز البورنوز نے شدومد سے اختلاف کیا اور اس کے بعد اسپانوی اور غیر ملکی مورخین جیسے رچرڈ فلیچر نے چیلنج کیا کہ آئیبیرین رواداری کو "جدید حریت پسند خیال آرائی کا افسانہ" قرار دیا۔ ان نزاعات کا حل مشکل ہے، جزواً اس لئے کہ تاریخی شواہد متضاد اور غیر مربوط ہیں، علاوہ ازیں رواداری اور کثیر الثقافتی کے جدید تصورات خود تنازعات کا شکار ہیں۔ مسلم یا عیسائی آئیبیریا میں مروج تعلقات کا اندازہ لگانے کیلئے ہم عصری معانی اور توقعات ہمیشہ مفید نہیں ہوئے۔

اسلامی فتوحات کے ابتدائی دور ہی سے مسلم آئبیریا میں عیسائیوں اور یہودیوں کا تعین قرآنی مذہبی دستور کے مطابق کیا گیا جو ذِمی، یا معاہدہ کے نام سے جانا جاتا تھا، جس کے مطابق اہل کتاب "اسلامی ریاست میں اس قرآنی اقرار نامہ کی رو سے محفوظ لیکن ماتحت اقلیتیں بن گئے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کو عبادت کرنے اور اپنی برادریوں کا اپنے مذہبی قوانین کے مطابق انتظام کرنے کی اجازت تھی لیکن ایسی خود مختاری ہمیشہ محدود رہی۔ کسی کو مذہب تبدیل کرنے کی اجازت نہ تھی نہ ہی انہیں کم از کم نظریتاً، نئے گرجاگھر، یہودی عبادت گاہیں بنانے، مذہبی جلوس نکالنے یا کلیسا کی گھنٹیاں بجانے کی اجازت تھی۔ یہودیوں اور عیسائیوں کو ایک خاص فی کس ٹیکس بنام جزیہ ادا کرنا تھا جس سے مسلمان مستثنیٰ تھے۔

اندلس کے ابتدائی دور میں ان انتظامات سے سب سے زیادہ فائدہ اٹھانے والے یہودی تھے۔ مسلمانوں کی فتوحات سے انہیں وسیگوتھی تحقیری اچھوتیت سے رہائی ملی۔ قرطبّی خلافت کے دوران کئی ایک یہودیوں نے مسلم عدالتوں میں بطور مشیر اعلیٰ عہدے حاصل کیے۔ طبیب، سیاست دان، سفارت کار چسدائی ابن شاپروت، عبد الرحمن III کا ذاتی معالج جس نے متعدد سفارتی خدمات انجام دیں اور خلیفہ کے لیے یہودی شاعروں اور دانش

وروں کے ایک حلقے کی سرپرستی کی جن کی تحریریں یہودی اسپانیہ کی تاریخ میں انتہائی تخلیقی دور کا پیش خیمہ ثابت ہوئیں۔

شاعر اور سیاست دان سیموئیل ہانا گید (993-1056) نے تیس سال سے زیادہ عرصے تک گریناڈا کے حکمران کا بطور وزیر ایک شان دار ذریعہ معاش سے متمتع ہوا۔

ایسی رواداری مستقل یا عالمگیر نہیں تھی۔ گریناڈا میں 1066 کے غالباً تین ہزار سے زیادہ یہودیوں کا ایک منصوبہ بند قتل عام ہوا جس کی وجوہات کبھی واضح نہ ہو سکیں۔ دسویں صدی کے قرطبہ میں یہودیوں کے ساتھ پہلے اور بعد میں زیادہ سخت گیر اور قدامت پسند المُوراود اور الموحد کے طائفہ دور کے سلوک کے درمیان بڑا فرق تھا جب ان کے ساتھ یہ امتیازی سلوک روا رکھا گیا کہ بعض اوقات اپنے کم تر درجے کی وجہ سے پیلا بلا پہنیں۔ انتہائی جابر مسلمان حکمرانوں کے دور میں بھی ایسا نہیں ہوا کہ آئیبیریا سے یہودیت یا عیسائیت کو ختم کرنے کی منظم کوشش کی گئی ہو؛ تیرہویں صدی کے کرانیکل ایسٹوریا دی ہسپانیا (کرانیکل آف اسپانیہ) کے گمنام مصنفین کے مطابق آئیبیرین چرچ کو مبینہ تباہ کن دھاوے کا نشانہ نہ بنایا گیا:

مقدس مقامات اور گرجاگھروں کو مسمار کر دیا گیا جہاں بخوشی خُدا کی تعریف کی جاتی تھی اب کفر بکا جاتا اور بدسلوکی کی جاتی ہے۔ انہوں نے صلیبوں اور قربان گاہوں کو گرجاگھروں سے نکال دیا۔ متبرک روغن مسح، کتابیں، اور وہ تمام اشیاء جو عیسائیت کی آبرو تھیں کو توڑا اور پامال کیا۔ چھٹیاں اور جشن سب بھلا دئے گئے۔ اولیاء کی عزت اور گرجے کی خوبصورتی کو بدصورتی اور خباثت میں بدل دیا گیا۔ گرجاگھر اور مینار جہاں وہ خدا کی تعریف کرتے تھے اب انہی جگہوں سے مدد کیلئے محمد کو پکارا گیا۔6

وحشیانہ تسخیر کی یہ تصویر زیادہ تر درست تاریخ کے مقابلتاً تسخیر نو کے پروپیگنڈہ بیانات کی مرہون منت ہے۔ اسلامی اسپانیہ کی پہلی صدیوں میں جن ریاستوں پر مسلمانوں نے حکومت کی وہ وہاں اقلیت تھے اور یہ ان کے مفادات میں نہ تھا اور چاہنے کے باوجود وہ ایسی تباہی مچا نہ سکتے تھے۔

آئیبیریا میں مسلمانوں کا اقتدار مذاکراتی معاہدوں اور فوجی طاقت کے ذریعے قائم کیا گیا تھا اور نئے نظام کے تحت مقامی عیسائی حکمرانوں کو سیاسی اطاعت کے عوض انہیں مذہبی خود مختاری کی پیشکش کی گئی۔ ایک معاہدے پر دستخط ہوئے۔ مسلم حکمران عبدالعزیز اور ویز گوتھ حکمران تھیوڈمیر کے درمیان مرسیا کے 713 میں خصوصاً بیان کیا گیا ہے کہ مقامی عیسائی پر "مذہب کے معاملے میں زبردستی نہیں کی جائے گی، ان کے گرجاگھروں کو نہ جلایا جائے

گااور نہ ہی مقدس اشیاء حلقہ سے اٹھائی جائیں گی، بشر طیکہ نئے حکمرانوں نے وفاداری کا حلف اٹھایا ہو، ان کے ٹیکس ادا کئے ہوں۔

آئیبیریا میں مسلم حکمرانی کے استحکام کے ساتھ ہی بڑی تعداد میں اسپانوی عیسائیوں نے یقین کلی یا سہولت کی خاطر اسلام قبول کیا۔ اور مولّد کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔ باقی ماندہ عیسائی آبادی ایک غالب عرب/اسلامی ثقافت کے درمیان ایک ماتحت اقلیت مضاربہ یا" عربی بنے "کیتھولک کے نام سے مشہور ہوئی۔ مضاربوں نے تمام اقلیتوں کی طرح غالب اکثریت کی ثقافت کے ساتھ مسلسل رابطہ کی بنا پر اپنی مخصوص مذہبی اور ثقافتی خصوصیات کو طویل عرصہ تک کٹاؤ کے خطرے کا سامنا کیا۔ چند مسلم حکمرانوں نے گو عیسائیوں کو اپنے درباروں میں شامل کیا، سماجی تفوق اور اعلیٰ عہدے عموماً مسلمانوں اور عربی بولنے والوں کے لیے مخصوص رکھے گئے۔ اس رجحان نے بلاشبہ اسلام قبول کرنے کی ترغیب میں اضافہ کیا۔ یہاں تک کہ وہ عیسائی جنہوں نے مذہب تبدیل نہ کرنے کا انتخاب کیا وہ بھی اپنے ارد گرد موجود مسلم تہذیب سے محفوظ نہیں تھے۔ جیسا کہ ان کے نام سے پتہ چلتا ہے بہت سے مضاربے عربی سمیت لاطینی بھی بولتے تھے اور یہاں تک کہ مضاربی کلیسا نے عبادات میں عربی شامل کر لی—ایک تدریجی انکشاف جو اسپانیہ سے باہر کے عیسائیوں کو اچھا نہیں لگا اور اسپانوی کلیسا کو خطرناک حد تک غیر مقلد سمجھتے تھے۔

اسپانوی کلیسیا کو عقیدے کے متعلق بنیادی خطرہ واضح مذہبی جبر کے بجائے اس کے طویل عرصے سے عربی/اسلامی لامذہب تہذیب کے خطرے کے سامنے کھلا رہنے سے ہے جسے بہت سے عام عیسائیوں نے اسے دلکش، متاثر کن اور یہاں تک کہ نجات دہندہ پایا۔ نویں صدی کے قرطبہ میں عیسائی مصنف پال الوارس نے عیسائی نوجوانوں میں عربی شاعری اور ادب کی مقبولیت پر اظہارِ افسوس کیا اور شکایت کی کہ عیسائی ان کی تردید کے بجائے اپنی عربی صحیح اور خوش اسلوب بنانے کے لیے عرب نظمیں اور رومانس پڑھنا پسند کرتے ہیں۔ وہ عرب فضلاء کے الٰہیات اور فلسفیوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ کہاں ہے ایسا عام آدمی جو اب مقدس صحیفوں کی لاطینی تفسیریں پڑھتا ہے یا کون انجیلوں، انبیاء یا رسولوں کا مطالعہ کرتا ہے ؟ افسوس ! تمام باصلاحیت عیسائی عربی کتب کو برضا و رغبت سمجھتے اور ان سے علم حاصل کرتے ہیں؛ وہ بڑی رقوم خرچ کر کے بے شمار لائبریریاں قائم کرتے ہیں۔ عیسائی ادب کو حقیر سمجھتے ہیں جو ان کے درخورِ اعتناء نہیں۔ وہ اپنی زبان بھول چکے ہیں۔ ہر وہ جو اپنے دوست کو لاطینی میں خط لکھ سکتا ہے، اسکے مقابلتاً ایک ہزار ایسے ہیں جو عربی میں خوش اسلوبی سے اظہار خیال کرنے کے علاوہ عربوں سے بھی بہتر نظمیں لکھ سکتے ہیں۔

مسلم حکمرانی کے تحت رہنے والے الوارس اور دیگر عیسائیوں کو لاطینی تہذیبی تشخص کے نقصان کے علاوہ تبدیلیٔ مذہب کا امکان بھی تھا۔ اسلام سے ایسے ہی خدشات نے الوارس کی ہم عصر کرشماتی شخصیت، قرطبہ کے پادری یولوجیئس کو جنم دیا جس نے نویں صدی کی قرطبہ کی عیسائی اور مسلم برادریوں کے درمیان فساد برپا کرنے کیلئے شہادت کے فرقے کے ذریعہ دراڑ ڈالنے کی کوشش کی۔ یولوجیئس نے اس کے باوجود عبدالرحمٰن کے قرطبہ کو "اعزازات کے ساتھ بلند و بالا، شان و شوکت سے پھیلا، دولت سے بھرا اور عظیم توانائی سے دنیا بھر کی بکثرت انواع و اقسام کی نعمتوں سے انتہا تک پہنچا ہوُا بیان کیا جو کسی کے یقین یا اظہار سے بھی زیادہ ہے۔"——ایک تبدیلی جس نے کلیسا کے مستقبل سے متعلق اس کی مایوسی میں اضافہ ہی کیا۔ 850 اور 859 کے درمیان یولوجیئس کے اڑتالیس پیروکاروں کو قرطبہ میں اپنے ایمان کا اعلان کرنے یا نبی کی توہین کرنے کے جرم میں سرعام پھانسی دی گئی۔ تحریک یولوجیس کی اپنی پھانسی پر اختتام پذیر ہوئی۔ قرطبہ کے شہداء شہر میں موجود انتظامات کو تبدیل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے جہاں اسپانیہ میں ان کے ہم مذہب عیسائی عطا کردہ مذہبی دستور کے مطابق زندگی بسر کرتے رہے۔

تسخیرِ نو کی پیش قدمی کے ساتھ جونہی مسلمانوں نے خود کو عیسائیوں کے تحت مستقل اقلیتوں کی شکل میں پایا تو یہ حرکیات الٹ گئی تھیں۔ عیسائی بادشاہوں کا سلوک باقی ماندہ تابع کے ساتھ بڑے پیمانے پر ذمی کی دفعات کا آئینہ دار تھا۔ اس کے بنیادی اصول کی تعریف تیرہویں صدی کے قانونی ضابطے میں کی گئی تھی جسے کاستیپی بادشاہ الفانسو ۱۰ کا 'سات جزو کا مجموعہ ء قوانین' کہا جاتا ہے جس میں اعلان کیا کہ "موروں کو عیسائیوں کے درمیان یہودیوں کی طرح رہنا چاہیے جو اپنے قانون پر عمل کرتے ہیں اور ہمیں ناگوار نہیں ہے۔"10 'سات مجموعہ ء قوانین' کے مطابق اسلام کو بطور مذہب جائز ہونے یا "قانون" کو شد و مد سے رد کیا جاتا ہے جس میں اسلام کو "خدا کی توہین" کے طور پر بیان کیا ہے۔ اس کے تحت مسلمانوں کو عیسائی قصبوں میں مساجد کی تعمیر یا اسلامی عبادت میں مشغول ہونے سے منع کیا گیا لیکن انہیں اپنی برادریوں میں اپنے مذہب پر عمل پیرا ہونے کی اجازت تھی۔ تیرھویں صدی میں آراگون کے جیمز اول نے اکسو وادی کے باقی ماندہ مسلمانوں کیلئے ایک ایسے ہی مجموعہ ء قوانین میں اور بھی آگے بڑھ گیا۔

ہماری یہ خواہش ہے کہ تمام مسلمان شادیوں اور دیگر معاملات میں اسلامی شرعی قوانین کو جاری رکھیں۔ سنت کے مطابق بلا تعصب کھلے عام نمازیں پڑھ سکتے ہیں، اپنے بیٹوں کو قرآن پڑھا سکتے ہیں، کاروبار کے سلسلے میں سلطنت کے تمام علاقوں میں بلا روک ٹوک سفر کر سکتے ہیں۔

وہ تمام سلطنت میں کاروبار کریں اور کوئی اس میں رکاوٹ نہ بنے۔ موروں کیلئے ان قوانین میں ان کوششوں کی بخوبی وضاحت کی گئی تھی تا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان روزانہ کے باہمی تعلقات منظم کر کے مضمر تنازعات کے امکانات کم کئے جائیں۔ جیمز فاتح نے 1242 میں والینسیا کے مسلمانوں کیلئے ایک فرمان جاری کیا جس میں انہیں موسوم علاقوں میں سفر کرنے کی اجازت دی گئی؛ وہ گندم، جو اور دیگر زرعی پیداوار پر دس فی صد ادا کریں، انہیں پانی تک رسائی، زمین اور مال و متاع رکھنے کی اجازت تھی۔ اسی فرمان میں عیسائیوں کو مسلمانوں کی سرزمین پر بیجا مداخلت، ان کے سفر کرنے اور مذہبی معمولات کو محدود کرنے کی کسی قسم کی کوشش سے منع کیا۔ مسلم معاشروں کیلئے دیگر قانونی ضوابط میں جائیداد کی وراثت کے حقوق نافذ کئے۔ مسلم قصاب، قحبہ خانوں اور طوائفوں کو ٹیکس اور پیداوار کا دس فی صد ادا کرنا ہوگا، مسلم مردوں اور عیسائی عورتوں، عیسائی مردوں اور مسلمان عورتوں کے درمیان جنسی تعلقات کیلئے یا مخصوص جرائم جیسے ڈکیتی اور قتل میں ملوث موراور عیسائی بحیثیت مرتکب یا شکار کیلئے سزائیں مختلف تھیں۔

اسپانیہ کے مختلف حصوں میں ایسے معاہدے متفرق تھے لیکن اس کے باوجود اس نے نازک بقائے باہمی کیلئے بنیاد مہیا کی جو ہمیشہ سیاسی اور سماجی ماحول میں اتار چڑھاؤ کے تابع رہی۔ آئیبیرین رواداری کا مطلب بذات خود باہمی احترام یا مذہبی اور ثقافتی تنوع کی مثبت کامیابی کا جشن نہیں تھا۔ اسپانیہ کے مسلمان اور عیسائی دونوں میں ہی حیات باہمی اکثر علیحدگی اور تنہا رکھنے کے گل کھلاتی تھی جسے تینوں مذاہب کے مذہبی حکام برقرار رکھنے کیلئے اکثر پرجوش رہتے تھے۔ قرون وسطیٰ کی عیسائی سلطنتوں میں عموماً عیسائیوں سے علیحدہ، مسلمان اور یہودی الگ الگ محلوں میں رہتے تھے جنہیں بالترتیب موریریاس اور جودیریاس کہا جاتا تھا۔

دونوں گروہوں کو وقتاً فوقتاً عیسائیوں سے امتیاز کرنے کیلئے لباس اور وضع قطع سے متعلقہ قوانین کے تابع تھے۔ 1332 میں کاستیہ کے مسلمانوں کو داڑھی بڑھانے یا ان کے بال گول پہیے کی شکل میں کاٹنے کا حکم دیا گیا جب کہ مسلمانوں اور یہودیوں کو چودھویں صدی میں مخصوص رنگوں، سونے یا قیمتی پتھر کی بنی انگوٹھیاں پہننے سے منع کیا گیا۔ امتیازی نشانات کا مقصد تینوں عقائد کیلئے یقینی بنانا تھا کہ وہ مسلسل قابل شناخت رہیں اور الٰہیات کی اخلاقی خرابی کے خطرے کو کم کریں جو ان کے قرب سے مجبوراً پیدا ہوا۔

ان کا مقصد مذہبی تقسیم کے تحت جنسی تعلقات کے امکان کو کم کرنا بھی تھا۔ ایسے تعلقات کو تینوں عقائد کی رو سے ممنوع سمجھا جاتا تھا اور سخت سزائیں دی جاسکتی تھیں۔ چند یہودی برادریوں میں مقامی راہبوں نے عیسائیوں یا

موروں کے ساتھ ہم بستر ہونے والی یہودی عورتوں کی شکل بگاڑنے کی سفارش کی تاکہ وہ اپنے محبوبوں کے لیے مزید پرکشش نہ رہیں اور دوسریوں کو روکنے کیلئے کہ وہ ان کی راہ نہ چلیں۔

چودھویں صدی کے آراگون میں مسلمان مرد جو عیسائی عورتوں کے ساتھ سوئے ان کے چار ٹکڑے کئے جا سکتے تھے اور عورتوں کو زندہ جلایا جاسکتا تھا، جبکہ عیسائی مرد جو مسلم عورتوں کے ساتھ سوئے انہین سڑکوں پر برہنہ بھاگنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ مسلم عورتیں جنہوں نے عیسائیوں کے ساتھ مباشرت کی ان کیلئے اپنے مذہبی قوانین کے مطابق کوڑے مارنے یا رجم کی سزا تھی۔اس کے باوجود ایسے تعلقات ناگزیر طور پر واقع ہوئے جنہیں اکثر بادل نا خواستہ برداشت کر لیا جاتا تھا۔

ان کے مذہبی حکام کے احکام جو بھی تھے، مقامی برادریاں اپنی طرف سے بھی انتظامات کا راستہ نکال لیتی تھیں جو ہمیشہ ان کے حکمرانوں کی ترجیحات کی عکاس نہیں ہوتی تھیں۔

1382 میں میونسپل حکام نے والیشیا کے والبانا قصبے میں مسلمانوں اور عیسائیوں کو ایک ہی چھت کے نیچے رہنے سے منع کیا تاکہ وہ ''ان بہت سی برائیوں اور موت کے خطرے اور کیتھولک عقیدے کی خلاف ورزی کے مواقع کو روکیں۔1436 میں کلیسا کے حکام نے تولیدو کے قریب بریہوگا قصبے نے شکایت کی کہ "یہودیوں اور موروں کے گھروں میں علانیہ طور پر عیسائی مرد اور عورتیں نوکر ہیں جو ان کے ساتھ باقاعدہ کھاتے اور شراب پیتے ہیں'' تو ایسے رابطوں پر پابندی لگادی گئی۔ پندرھویں صدی کے آراگون میں زراگوزا کے لاٹ پادری نے ٹیروئل کے ان عیسائیوں پر تنقید کی جو مسلم قصابوں سے گوشت خرید کر "کیتھولک عقیدے کی بے حرمتی کرتے ہیں"۔

نوار کے عیسائی حکمرانوں نے مقامی مسلم برادریوں میں جوئے بازی کی مذہبی مناہی کو جھانسہ دینے کی خاطر ایسی سرگرمی کیلئے اڈہ کے قیام کی اجازت دی۔ ثقافتوں اور تہذیبوں کے درمیان سرحدیں اکثر نسبتاً زیادہ غیر محفوظ ہوتی ہیں اور قرون وسطیٰ کے اسپانیہ میں اس کی بے شمار مثالیں تھیں جو ان تینوں مذاہب کے درمیان روزمرہ کے معاملات میں باہمی دشمنی کی خلاف ورزیاں تھیں۔عیسائی، مسلمان اور یہودی مقامی بازاروں میں گھلتے ملتے اور ایک دوسرے سے جائیداد کی خرید و فروخت کرتے تھے۔چودھویں صدی کے تیروئل میں عیسائی راہبوں نے ان مقامی مسلمانوں کو زمین فروخت کی جنہوں نے ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں" کے حلف پر ضمانت دی جو لین دین کیلئے دونوں فریقوں کو منظور تھا۔کلیسا عیسائیوں کو مسلمان قصابوں سے گوشت خریدنے سے غالباً منع کرتا تھا لیکن ایسا گوشت بعض اوقات سستا ہونے کی وجہ سے عیسائی بہر حال خرید لیتے تھے۔ مسلمان معماروں اور کاریگروں نے

چھوٹے اور بڑے گرجاگھر تعمیر کئے اور مسلمان اور یہودی ڈاکٹروں نے عیسائی مریضوں کا مشفقانہ خیال رکھا۔ مسلمانوں نے شراب خانوں میں عیسائیوں کے ساتھ جوا کھیلا اور شراب پی۔ وہ کھیتوں اور کبھی کبھار شہری علاقوں میں مل کر کام کرتے تھے۔ مسلمان اور عیسائی تاجروں نے مشترکہ کاروباری ادارے بنائے۔

ایک مشترکہ آئیبیرین حقیقت کی جھلکیاں بھی ہیں جن میں تینوں عقائد کے پیروکاروں نے مساوی طور پر حصہ لیا۔ 23-1322 میں والادولید اور تولیدو کی کلیسا کونسلوں نے شکایت کی کہ وہاں عیسائی، یہودی اور مسلمان ایک دوسرے کی شادیوں اور جنازوں میں شریک ہوتے تھے اور عیسائی عورتیں یہودی اور مسلمان دوستوں کو اجتماعی دعا و عبادت کیلئے دعوت دیتی تھیں۔

1470، قحط زدہ بالیس قصبہ میں یہودیوں، مسلمانوں اور عیسائیوں نے مل کر پانی کیلئے دعا کی۔ 1486 کے آخری زمانہ تک فردیناند نے تورتوسا کے قصبے میں عیسائیوں کو مسلمانوں کے اسلامی مقدس دنوں میں مقامی گرجاگھر میں عبادت کی اجازت نہ دی جہاں انہیں تہواروں پر محمدی فرقے کی شیطانی رسوم سے تعریف و تعظیم اور شدت جذبات سے آہ و بکا کرتے سنا گیا۔"

اندلس کے عظیم صوفی ابن عربی کی ایک مشہور نظم میں اس کا اظہار کیا جسے بہت سے لوگوں نے اندلس میں رواداری کا جوہر سمجھا:

میرا دل کوئی بھی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ یہ غزالوں کیلئے ایک چراگاہ اور عیسائی راہبوں کے لیے ایک خانقاہ ہے۔ بتوں کے لیے ایک مندر اور حجاج کا کعبہ، اور تورات کی تختیوں اور قرآن کی کتاب کے لیے ہے۔

تاریخ اندلس میں اکثر یہ اشتیاق مثالی نہیں تھا لیکن کالعدم بھی نہ تھا۔

ابن عربی نے جس جذبے کا اظہار کیا اسے عیسائی حکمرانوں اور عام عیسائیوں کے مقابر میں عربی اور لاطینی میں، قرطبہ کے یہودی شاعروں میں، پراسرار مستعربی شاعری میں جنہیں خرج کہا جاتا ہے، کو لاطینی میں لکھا ہوا دیکھا جو طویل عبرانی یا عربی نظموں کے اختتام پر منسلک کر دی گئیں۔ الفانسو VII کی 1137 میں اوریلیا کی جنگ سے تولیدو کو واپسی پر لاطینی تاریخ میں درج ہے کہ مسلمان، یہودی اور عیسائی شرکاء نے موسیقی کے اجلاس میں مسیحی فتح کا جشن منایا" سبھی نے اپنی اپنی زبان میں خدا کی عظمت کا گیت گایا۔"

شاہ الفونسو فاضل، کاستیہ کے تیر ہویں صدی کے عظیم بادشاہ کی مرتب کردہ "کھیلوں کی کتاب" میں ایک عیسائی اور مسلم جانباز کو شطرنج کھیلتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے، ایک عرب درآمد جو عیسائی اعلیٰ طبقہ ءشرفاء میں، خیمے کے باہر اپنے نیزوں کے ساتھ بے حد مقبول تھا۔

1248 میں اگرچہ الفانسو نے اپنے والد فردیناند کے ساتھ سیبیہ کی فتح میں حصہ لیا تھا، اس نے اصرار کیا کہ فردیناند کے مقبرے پر نوشتہ جات لاطینی، عربی، کاستیہی اور عبرانی میں لکھے جائیں۔"ثقافت کے شہنشاہ" نے محققین اور سائنس دانوں کے ایک گروہ کو آئیبیریں اسلام کے چند عظیم نمونوں کو کاستیہی میں ترجمہ کرنے کے لیے مقرر کیا۔ یہودیوں، مسلمانوں اور عیسائیوں نے غیر معمولی دانش ورانہ مہم جوئی میں تولیدو "ترجمے کا اسکول" میں حصہ لیا، علماء کی ایک جماعت جس کے لیے علم کی تلاش مذہبی تقسیم سے ماورا تھی۔

یہ مخلوط تبادلہ ءافکار اسپانوی مسلم سلطنت میں محکوم اسپانوی (Mozarab مستعربی) اور عیسائی سلطنت میں محکوم مسلم (Mudejar) کے عمارتی اندازوں کے آرائشی نمونوں، فیشن میں موروں اور کاستیہی شرفاء کے درمیان کافتان، ویلنشیا کے بادشاہوں کیلئے عربی مذہبی تقسیم سے ماورا تھی۔ صدیوں سے آئیبیریا نے اسلام اور عیسائیت کے درمیان حد فاصل کا کام کیا اور دیگر سرحدی علاقوں کی طرح جسمانی قربت اور شناسائی کے اذن سے ثقافتی ترسیل، نسخہ جات اور عیسائی معاشرہ میں موری موسیقی کی مقبولیت کے اتحاد میں ملتا ہے۔ عیسائی حکمران اکثر اپنے درباروں میں تفریح کیلئے موری موسیقاروں اور رقاصوں کو ملازمت دیتے تھے اور کلیسا کے عہدہ داروں کو ہیبت زدہ کرنے کے لیے عیسائی گرجوں میں ایسٹر کے متبرک ہفتہ میں روح پھونکنے کیلئے مسلمان موسیقاروں کو مدعو جاتا تھا۔ مور اور عیسائی موسیقار الفانسو فاضل خوشی میں خوبصورت تمثیلی گیت Canticles of HolyMary The کو باری باری سے گاتے تھے جو ثقافتی حدود کے دھندلانے کی گواہی دیتا ہے جس سے اکثر اسپانیہ جانے والے قرون وسطیٰ کے عیسائی مسافروں کے دل دہلتے تھے۔۔ 1466 میں بوہیمیا کے بیرن، روسمتھل کے لیون نے برگوس میں کاستیہی نواب کے علاقے کا دورہ بیان کیا جہاں اسے اور اس کے وفد کیلئے "جوان خوبصورت لڑکیوں اور بھرپور طریقے سے موری فیشن سے آراستہ خواتین نے تفریح پیش کی جنہوں نے اپنی تمام وضع قطع اور کھانے پینے میں اپنے فیشن کی پیروی کی۔ ان میں سے چند ایک نے موری انداز سے بہت خوبصورت رقص کیا، وہ تمام کالی آنکھوں والے سانولے تھے۔"کاستیہی دربار میں چیک سیاح نے اسی طرح کا موری اثر دیکھا جس کے بادشاہ ایزیک چہارم کو خفگی سے بتایا کہ وہ جو "غیر قوموں کی طرح کھاتا پیتا اور ملحدانہ لباس پہنتا ہے وہ عیسائیوں کا دشمن ہے۔"

وقائع نگاروں جیسے الونسو دی پالینسیا نے ایزیک کو اسپانوی موروں کیلئے حامی جذبات کی وجہ سے تنقید کا نشانہ بنایا جس نے اسے "موروں کیلئے پرجوش، ایمان کا دشمن کہا۔" لیکن موری اور عیسائی اسپانیہ میں ثقافتی سرحدوں کا دھندلا پن غیر ملکی زائرین کو بوکھلا دیتا تھا، جس کا لازماً یہ مطلب نہیں تھا کہ تنازعہ اور دشمنی موجود نہیں تھی۔ کاستیہی رئیس جو موری ریشم کو پسند کرتے یا تفریح کے لیے موری موسیقار کو معاوضہ دیتے تھے، وہ ایمان کی خاطر مسلم دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے بالکل تیار تھے۔ مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں میں گو ہر ایک کی دوسرے کیلئے دشمنی، عدم فہمی اور نفرت انگیزی بھی تھی، وہ طویل عرصے تک ایک دوسرے کے شانہ بشانہ رہنے، کام کاج اور عبادت کرنے، قانونی یا اخلاقی طور پر ایک دوسرے کی موجودگی کو آئیبیرین روزمرہ میں ایک مستقل حقیقت کے طور پر قبول کرنے کے پابند تھے۔ وہ بعض اوقات ایک دوسرے کے ساتھ ایسے طریقوں سے بات چیت کر سکتے تھے جن میں حال کے لئے غالباً مثبت اسباق ہیں۔ ایسی مذہبی اور ثقافتی تکثیریت اگر جدیدیت سے قبل کے سادہ تمدنی علاقے کے لوگوں کی طرح باہم رہنے میں ناکام رہی تو کچھ مورخین کے تصور میں یہ آخری خاتمے کے بعد کے نئے نظام کے مقابلتاً بہت زیادہ روادار تھا۔

2

فاتحین

کاستیہی دربار کے "ملحدانہ" اثرات پر روز متھال کے لیون کی الجھن اور نفرت، آئبیریا میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان قائم پیچیدہ اور مبہم تعلقات یورپی عیسائیوں میں وسیع تر شکوک و شبہات کی عکاس تھی۔ قرون وسطیٰ کی دنیا جو تیزی سے عقائد کے درمیان واضح حد بندی کے خطوط اور کلیسیا کے ساتھ مکمل مطابقت قائم کرنے کیلئے جنونی بن رہی تھی، اسپانیہ میں عیسائیوں اور مسلمانوں کی قربت اور ثقافت اور مذہب کے درمیان بیرونی حدود کا دھندلا پن جو کبھی کبھار لباس، زبان اور رویے کی شکل میں ظاہر ہوُا، اسے احسن طریقے سے نہیں دیکھا گیا۔ یہ رشتے کسی حد تک اسپانیہ کا یورپ سے جغرافیائی اور سیاسی طور پر الگ تھلگ ہونے کی بنا پر ممکن ہوئے۔ مسلم طاقت کے عروج پر بھی اسپانوی کیتھولسزم نے گو ہمیشہ اپنے روحانی روابط کو رومن کلیسا سے برقرار رکھا جو اکثر مشتبہ تھے اور اسپانوی عیسائی پیروکار اپنی صورت حال کی وجہ سے سمجھوتے کرنے پر مجبور تھے جو کہیں اور ناقابل تصور تھے۔

جزیرہ نما میں تسخیر نو کی آمد کے ساتھ جب کلیسا کی سیاسی طاقت اور اس کا غالب مقام بحال ہونا شروع ہؤا تو پادریوں کو اس آئبیرین حقیقت کو مد نظر رکھنا تھا جس کے تقاضے لازماً ویسے نہیں تھے جیسے اسپانیہ کی سرحدوں سے باہر تھے۔ صلیبی پوپ عیسائیوں کو مقدس سرزمین سے جبراً مسلمانوں کو نکالنے کے لیے کہہ سکتے تھے لیکن اسپانیہ میں ایسی پالیسی پر عمل پیرا ہونا ہمیشہ ممکن نہیں تھا جہاں عیسائی سلطنتوں میں مسلمان اکثر مقامی معیشت کیلئے ضروری تھے اور عیسائی جو باہر رہتے تھے اسی طرح کے سلوک کے خطرے سے دوچار تھے۔ اسپانیہ کے عیسائی حکمرانوں نے تسخیر نو کو بحیثیت مجموعی ہمیشہ عیسائیت کی جانب سے بطور ایک مقدس مہم پیش کیا لیکن اکثر بیان بازی اور عمل کے درمیان وقفہ ہوتا تھا۔ جب جیمز فاتح نے ویلنسیا اور مرسیا کی عیسائی فتح مکمل کی تو پوپ اور اس کے اعلٰی عہدے دار پادریوں میں سے چند ایک نے دباؤ ڈالا کہ وہ اپنے مفتوحہ علاقوں سے "مسلمانوں کو نیست و نابود کر ڈالے۔" "نیست و نابود کا مطلب لازماً قتل نہیں تھا کیونکہ لاطینی لفظ میں اخراج کا تصور بھی شامل تھا۔ آراگونی بادشاہ ایسے مطالبات پر عمل درآمد کیلئے کھیتوں میں ہل چلانے اور کٹائی کرنے والی آبادی کھونے بغیر اس قابل نہیں تھا جو سلطنت کو ضروری آمدنی فراہم کر رہی تھی۔ یہودیوں کے ساتھ سلوک بھی اکثر ایسی ہی جبری مجبوریوں کا شکار تھا۔

یورپ میں جب یہودیوں کو دوسری جگہوں پر بڑھتے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جا رہا تھا تو اسپانیہ کے عیسائی حکمرانوں کا کلیسا کی بادل نخواستہ منظوری کے ساتھ یہودی رعایا کیلئے سرکاری تحفظ فراہم کرنے کا سلسلہ جاری رہا لیکن آئبیرین رواداری جس قدر لگتی تھی ہمیشہ اس سے کہیں زیادہ نازک اور مشروط تھی۔ اسپانیہ جیسے ہی بقیہ عیسائی دنیا میں زیادہ قریب سے ضم ہؤا تو اس کا یہودیوں اور مسلمانوں کے ساتھ سلوک تیزی سے پیرینیس پار کے تابع ہو گیا۔

گیارہویں صدی کے بعد سے لاطینی کلیسا ایک طویل عرصے تک سیاسی اور روحانی بحرانی دور میں داخل ہؤا جس میں اندرونی فرقہ بندی کا خوف اور پوپ کے عہدے کے نقصان سمیت مسیحیت کے خلاف بدعت کا بے رحم جنون تیز تھا۔ قرون وسطیٰ کے مؤرخ آر۔ آئی۔ مور نے اس دور کو ان گروہوں کے خلاف جن کی تعریف عمومی خصوصیات جیسے نسل، مذہب یا طرز زندگی سے ہوتی ہے جس میں حکومتی، عدالتی اور سماجی اداروں کے ذریعے "دانستہ اور سماجی طور پر منظور شدہ تشدد کی مستقل ہدایت کی گئی، مغربی عیسائیت کے ارتقاء کو "مذہبی تعذیب کا معاشرہ" بیان کیا: ایسے گروہوں کی محض رکنیت خود کو ان حملوں کا جواز فراہم کرتی ہے۔"

1209 میں پوپ کے حکام نے جنوبی فرانس میں البیجینسی (کیتھر سٹ) بدعت کے خلاف ایک وحشیانہ اندرونی صلیبی جنگ شروع کی جو انہیں تباہ و برباد کرنے جیسی تھی۔ 1229 میں آخری کیتھار قلعوں کے خاتمے کے

بعد ان کے باقی ماندہ کے خاتمے کے لیے ٹولوس میں پوپ کی گہری تحقیقات کا قیام عمل میں آیا،اس کی سر گرمیاں شمالی اسپانیہ اور کاتالونیا تک پھیل گئیں جہاں کچھ کیتھاروں نے ظلم و ستم سے بچنے کی خاطر پناہ لی تھی۔پوپ کے حکام کا جنون فرقہ واریت اور بدعت کی اندرونی "ناپاکی" سے نپٹنے کیلئے نئے سرے سے عیسائیوں اور غیر عیسائیوں کے درمیان واضح حدیں قائم کرنے کے عزم سے مُماثِل تھا۔ 1215 میں فورتھ لیتران کونسل نے یہودیوں اور مسلمانوں کو تمام عیسائی دنیامیں امتیازی لباس پہننے کا حکم دیا تاکہ ان کے ساتھ "ملعون آمیزش" کا امکان ختم کیا جا سکے۔ آئیبیریا میں یہ قواعد وضوابط نافذ کیے گئے تھے اگرچہ ان کا سبھی پر اکثر نفاذ یا مشاہدہ نہیں ہوُا۔

اسپانیہ سینتیا گو دی کمپوستیلا کی زیارت کے قیام اور سینٹ جیمز ماتا موروس (موروں کا قاتل) کا ابھرتے ہوئے فرقہ کے ذریعے گیارہویں صدی کے بعد لاطینی عیسائی دنیا کے زیادہ قریب آ گیا۔ دنیا میں جونہی اسپانیہ کے اندر عیسائی روحانی اہمیت میں اضافہ ہوُا تو اسپانیہ میں یاترا کے راستے عیسائیوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوُا۔ سینٹ جیمز کے فرقے کا فروغ جنوبی فرانس میں کلونی کے بینیڈکٹائن خانقاہ کی کوششوں کا مرہون منت تھا جس کے بارہویں صدی کے صدر راہب پیتر دی وینیر یبل نے ''مسلمانوں کے الحاد'' پر دو مؤثر رسالے خصوصاً اسپانوی قارئین کیلئے تصنیف کئے۔ طاقت ور کلونوی صدر راہب صلیبی جنگوں کا پرجوش وکیل تھا۔اس نے تسخیر نو کے عیسائی بادشاہوں سے قریبی روابط کی وجہ سے منظم سہولت فراہم کی۔ سینتیا گو یاترا کے راستہ کو انتہائی مقبول بنانے اور فراہم کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا جس کے ذریعے مسلمانوں کے خلاف یورپی دشمنی داخل ہوئی۔

قرون وسطیٰ میں لاطینی کلیسا کے بعد کی عسکریت پسندی اس دور جیسی تھی جس میں موروں پر آئیبیرین عیسائی حکمرانوں کی شان دار فتوحات شروع ہوئیں اور تسخیر نو کی بڑھتی ہوئی رفتار لا مسدود دکھائی دی۔اسلام کے بر عکس عیسائیوں کا مسلمانوں اور یہودیوں کے ساتھ سلوک ہمیشہ ایک حقیقت پسندانہ رعایت تھا نہ کہ ایک مستقل مذہبی ذمہ داری؛یہ بنیادی طور پر اس خواہش کی کارفرمائی تھی کہ معاشی فوائد جو مسلمانوں اور یہودیوں کے ذریعہ اسپانیہ کی کم آباد سلطنتوں کو پہنچے وہی مسلم علاقوں میں رہنے والے عیسائیوں کے ساتھ برابر کا سلوک ہو۔عیسائی طاقت جونہی مؤثر طور پر حملوں سے محفوظ ہو گئی اور آئیبیریا کی عیسائی آبادی مجموعا'' ایک بار پھر اکثریت بن گئی تو عیسائی حکمرانی کے زیر نگیں مسلمانوں کی صورت حال زیادہ مخدوش ہو گئی. تیرہویں صدی کے دوسرے نصف میں اندلس اور والینسیا میں محکوم مسلم بغاوتوں کو خون ریزی سے کچل دیا گیا اس کے بعد وقتاً فوقتاً لیکن دانستہ ظالمانہ مسلم۔۔ مخالف منظم قتل عام کا سلسلہ جاری ہوُا۔

اسپانیہ میں تبدیلی کا سب سے ڈرامائی اشارہ اس کا اسپانوی یہودیوں کے ساتھ بدلتا سلوک تھا۔ابتدائی قرون وسطیٰ کے آئیبیریا میں عیسائی حکمرانوں کو یہودی اس قدر پسند تھے کہ بہت سے یورپی اہل یہود کے خیال میں اسپانیہ کے لیے عبرانی لفظ سیفاراد کو اپنا قدرتی وطن سمجھا۔اسپانیہ کبھی بھی سامی مخالف پر تشدد بلووں اور سرکاری جبر سے مکمل طور پر محفوظ نہیں تھا جو پہلی صلیبی جنگ کے نتیجتاً تمام یورپ میں پھیل گیا۔عیسائی آئیبیریا میں یہودیوں کے لیے یورپ اور المُوراوید اور الموحد طائفہ ریاستوں کی امتیازی حکومتوں سے یہودی تارکین وطن کے لیے حالات کافی مشفقانہ تھے۔یہودیوں کو کم از کم نظریتاً، عیسائی حکمرانوں کے ظلم و ستم سے محفوظ رکھا گیا جو ان کی انتظامی اور مالی صلاحیتوں کے قدردان تھے۔عیسائی درباروں میں یہودی بعض اوقات اعلیٰ عہدوں تک پہنچ سکتے تھے جو یورپ میں کہیں اور ناقابل تصور بات تھی۔قرون وسطیٰ کے آخر میں اسپانیہ براعظم کی سب سے بڑی یہودی آبادی کا گھر بن گیا اور آئیبیرین یہودیوں کے نزدیک بہت سے ہم مذہب یورپینوں کے مقابلتاً اپنے مستقبل کے متعلق پر امید محسوس کرنے کی معقول وجہ تھی۔

یہ سب تیرہویں صدی کے بعد سے اسپانیہ میں تبدیل ہونا شروع ہوئی جو یورپ میں پھیلتی شدت پسند کیتھولک ازم سے متاثر ہوئی، نفرت جو "مسیح کے قاتل" یہودیوں پر مجتمع ہوئی۔ابتدائی قرون وسطیٰ کا کلیسا جو کبھی کسی حد تک یہودیت کی طرف مائل ہونے کے لیے تیار تھا تو ماہرینِ الٰہیات اور تبلیغی درویشوں نے تیزی سے "نمک حرام یہودی" کی مذمت کی اور مطالبہ کیا کہ یہودی عیسائیت اختیار کریں یا انہیں عیسائی معاشرہ سے نکال دیا جائے۔اسپانیہ سمیت باقی یورپ کی طرح تباہ کن طاعون، قحط اور خانہ جنگیوں کے درمیان ان آوازوں پر کان دھرنے والے سامعین ملے جنہوں نے چودھویں صدی کے دوران ملک میں تباہی مچادی تھی، جس کا اختتام طاعون کی ہولناکیوں پر ہوا۔ یہودیوں کو اکثر عیسائیوں کو زہر دینے اور خود ان آفات سے محفوظ رہنے کے الزام پر قربانی کے بکرے کے طور پر چنا جاتا تھا۔عیسائی معاشرے کی بالائی سطحوں پر چند یہودیوں کے حاصل کردہ مقامات پر آزردگی کی وجہ سے مقبول یہود دشمنی تیز ہوگئی۔چودھویں صدی کے آخری عشرے میں یہ جذبات نفرت اور تشدد کی شکل میں بہ نکلے جنہیں ان تینوں عقائد کے درمیان تعلقات کو بدل دینا تھا۔

یہ جذبات 1391 میں اس وقت آئیبیرین معاشرے کی سطح پر بہیمانہ پھٹ پڑے جب سیبیہ میں ایک اندلسی پادری بنام فیران مارتنیز نے دانستہ ظالمانہ وعظوں کا ایک سلسلہ شروع کیا۔مارتیز کی پر جوش تقاریر نے ایک عیسائی ہجوم کو بھڑکایا جو یہودی علاقے پر پِل پڑا اور اس کے بہت سے باشندوں کو ذبح کر ڈالا۔اس منظم قتل عام نے تمام

اسپانیہ میں تشدد کی آگ بھڑکا دی جس سے عیسائیوں کے مشتعل ہجوم نے یہودیوں کے گھر اور عبادت گاہیں جلا ڈالنے کے ساتھ ہی ہزاروں یہودیوں کو مار ڈالا یا جان اور جائیداد بچانے کی خاطر عیسائی بننے پر مجبور کیا گیا۔ ان بے دردی سے مقتولین میں سے باقی ماندہ ایک ماتم کناں نے اپنے والد کی ملفوفہ تورات میں لکھا، "مقدس اور شاندار تورات، گریہ و بکا کر رہی ہے اور سیاہ لباس پہنا چونکہ تمہارے فصیح الفاظ کے مفسرین شعلوں کی نظر ہو گئے" کیسے تین ماہ تک سفاراد میں اسرائیلی جلاوطنوں کے مقدس اجتماعات میں آگ پھیلتی رہی... تلوار، ذبح، تباہی، جبری تبدیلیءمذہب، اسیری اور تاخت و تاراج کرنا روز کی مروجہ کاروائی تھی۔"

اگلی دو دہائیوں کے دوران مزید دسیوں ہزار یہودیوں نے ظلم و ستم اور مزید تشدد کی دھمکیوں سے بچنے کے لیے عیسائیت اختیار کی۔ ان مذہب تبدیل کرنے والوں کو پرانے "اسپانوی عیسائیوں سے ممتاز کرنے کی خاطر "نئے عیسائی" کہا جانے لگا" جو نہ تو یہودی اور نہ ہی مسلم نسل سے تھے۔ کلیسیائی اور لامذہب حکام نے گو تشدد کی مذمت کی لیکن وہ اس نفرت کی لہر کو جو ان سالوں میں اسپانیہ کے بہت سے قصبوں اور شہروں میں گرم رو بن کر دوڑ رہی تھی وہ اسے روکنے میں ناکام رہے اور نہ ہی وہ اس کے نتائج کو پلٹنے کے لیے تیار تھے۔ کلیسا نے کافی بحث کے بعد تشدد اور زبردستی کے ذریعہ ان مذہبی تبدیلیوں کے بپتسموں کو جائز ہونے کا اعلان کیا اور ہجوم نے جو کچھ شروع کیا تھا اس کی مؤثر طریقے سے منظوری دے دی۔ عیسائی حکام بھی تبدیلیءمذہب میں شریک ہوئے۔ 1412 میں ازابیلا کی انگریز ماں، کیتھرین آف لنکاسٹر، کاستیہ اور لیون کی قائم مقام حکمران نے یہودیوں اور مسلمانوں کو عیسائی معاشرے کے ساتھ ہر قسم کی معاشی اور اقتصادی بندش کے ساتھ ہی حکم دیا کہ خود کو اپنے مخصوص باڑوں میں محصور رکھیں، نافرمانی سزائے موت یا جائیداد کی ضبطی ہو گی۔ یہ "کاتالینا کے قوانین" جن کا نفاذ ایونیون کے نظام پا پائی۔ شعلہ بیان ویلنسیائی راہب سینٹ ویسنت فیرر (1419 - 1350) کے دباؤ کی بنا پر ہوا، جس ڈومینیکن "خدا کے کتے، " کے ایک رکن نے نومذہب عیسائی۔۔ یہودیوں کو اپنے ہم مذہبوں سے الگ رکھنے کا کہا تا کہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ ان کے نئے عقیدے میں تزلزل پیدا نہ ہو۔

فیرر، ایک جادو بیان مقرر نے رات کے وقت قبرستانوں میں تبلیغ کرنا پسند کیا جہاں تائبین اور کوڑے کھانے اور مارنے والوں کی موجودگی میں خطبات کے جذباتی اثر کو آسمان تک پہنچا دیا جن میں اس نے تاکید کی کہ یہودی اور مسلمان دونوں کو عیسائی معاشرے سے الگ کیا جانا چاہئے، "عیسائی اور کافر کو ایک ہی گھر میں اکٹھا نہیں رہنا چاہیے کیوں کہ یہ ایک متعدی معصیت ہے۔" فیرر کی اشتعال انگیز تبلیغات سے متاثر ہو کر تمام اسپانیہ میں ننگے پاؤں، خود کو

کوڑے مارتے ہوئے راہب، یہودی عبادت گاہوں میں یہودیوں کو بلا انتباہ شبینہ وعظ سننے کا حکم دینے لگے جن میں انہیں عیسائیت میں تبدیل ہونے کی تاکید کی جاتی تھی۔

کیتھرین کے قوانین کا نتیجہ خیز ہونے کا یہی مقصد تھا کہ یہودی—اور کسی حد تک مسلمان تبدیلیء مذہب اور اچھوت بننے کے درمیان انتخاب کریں۔ کاستیبی انتظامیہ میں کام کرنے اور دیگر تمام پیشوں سمیت جہاں ان کا عیسائیوں سے رابطہ ہوتا تھا، پر پابندی لگادی۔ یہودیوں کو صرف اپنی برادریوں میں کام کرنے کی اجازت تھی۔

یہودیوں کو عیسائیوں سے قرنطینہ کرنے کے لئے ہزاروں لوگوں کو اپنے گھر بار چھوڑ کر الگ تھلگ رہنے، سونے اور بھوکا جینے پر مجبور کیا گیا یا جم کر لقمہء اجل بن گئے جب کہ ان کے رابائی یہودی قبرستانوں میں ارواح صالحین سے ان کی طرف سے سفارش کرنے کے لیے بے تحاشا دعائیں کر رہے تھے۔ یہ ایک سنگین اور دہشت ناک دور تھا جس میں بہت سے یہودیوں نے ایک یہودی عالم کے عقیدہ سے اتفاق کیا کہ "آسمان [اتنے بھاری] بادل سے ڈھکا ہوُا تھا کہ اس نے خدا سے کسی بھی دعا کا راستہ بند کر دیا۔"

ان تباہ کن واقعات کے نتیجتاً تقریباً تین لاکھ یہودیوں اور مسلمانوں کی تعداد بپتسمہ یافتہ "نئے عیسائی" بن گئی۔

یہ دو دہائیاں اسپانوی تاریخ میں ایک فیصلہ کن تبدیلی کا نشان بنیں جنھوں نے گلے سڑے اس سماجی بحران کیلئے راستہ بنایا جس نے اسپانیہ کو بقیہ تمام پندرہویں صدی میں تباہ کرنا تھا۔ تمام نو مذہبوں نے جبراً بپتسمہ قبول نہیں کیا تھا۔ بہت سے لوگوں نے اس امید پر عیسائیت قبول کی کہ اس تبدیلی سے ان کے اخراج اور عدم تحفظ کے خاتمے کی نوید آئے گی اور وہ اس قدر مخلص تھے کہ یہودی مذہبی علماء نے بعض اوقات انہیں غدار اور مرتد قرار دیا۔

پندرہویں صدی کے نصف اول میں یہ آرزوئیں تھیں جو بڑے پیمانے پر تمام ہوئیں اور عیسائی نو مذہب عیسائیوں کے ساتھ شادی، شرفاء، دربار اور اعلیٰ پادریوں میں نمایاں مقام حاصل کر سکتے تھے۔ اس کامیابی سے جلد ہی عیسائی معاشرے کے اندر مزید سامی مخالف شعبوں سے ایک مکارانہ رد عمل پیدا ہوُا جس نے بہت سے لوگوں پر عیسائی فریبی چہرے کے پیچھے اپنے نئے عقیدے سے غداری کرنے اور یہودیانہ عبادت جاری رکھنے کا الزام لگایا۔ پندرہویں صدی کے دوران اس کے خلاف سرگوشی کی مہم چلائی گئی۔ یہ مارانو (سؤر) جنہیں مبینہ مرتدین جانا جاتا تھا، عیسائی معاشرے میں زہریلا جنون بن گیا۔ نچلے اور شہری متوسط طبقات نے خصوصاً جو نو مذہبیوں کے انضمام اور باہمی شادیاں خصوصاً اعلیٰ شرفا کے درمیان ہوئیں ان پر ناراضی ظاہر کی۔

چند یہودیوں نے بلاشبہ یہودیت کی طرف رجوع کیا تھا لیکن یہ اس تصویر سے بہت مختلف تھی جو عیسائی اسپانیہ کے مشتعل افراد کی دلی گہرائیوں میں نومذہب۔۔ مخالف جا گزیں برائی کی وجہ سے یہودی نومذہبی سازش کی کھینچی گئی تھی کہ جس کے نئے ارکان نے کالے جادو، بتوں کی کافرانہ پوجا اور عیسائی بچوں کے رسمی قتل کا ارتکاب کیا۔ نومذہب اہل یہود کے خلاف سخت نفرت کو اس تصویر کشی سے بھی ایندھن ملا کہ یہ ایک ملعون نسل، لوگ یا خود ساختہ نسل جس کے حقیر مذہبی عقائد ان کے "گمراہ" نسب اور خون کے بذریعہ منتقل ہوئے۔

یہ وہ دور تھا جب اسپانوی زبان میں سب سے پہلے نیم نسل پرستانہ نظریہ (خون کی پاکیزگی) ایک اہم قوت کے طور پر نمودار ہوًا۔ خون کی پاکیزگی کا تصور کسی حد تک عظیم نسب اور "نیلے خون" کے اشرافیہ کے تصورات اپنانے کا مرہون منت تھا جہاں اسپانوی (شریف آدمی) نے سماجی تنظیمی ڈھانچے میں "عزت" کیلئے اپنے مقام کا جواز پیش کیا جو اس کے اعلیٰ نسب کی دین تھا۔ خون کی پاکیزگی سے پیدا نظریہ انہیں ماضی کے تصوراتی خون کی رشتہ داری کی طرف لے گیا جو اسپانیہ کے قبل از اسلام وزیگو تھی اور لاطینی ماضی سے منسلک تھا۔ "خالص "عیسائی نسب کا یہ بے داغ عقیدہ یہودیت کی نمائندگی بحیثیت ایک انمٹ "داغ"، ایک "آلودگی" کے ساتھ متضاد تھا جو بذریعہ "خون" منتقل ہوتا ہے۔ یہ دلیل دی گئی کہ "بدنامی" جو آلودگی سے ماخوذ ہے بپتسمہ یا باہمی شادی سے نہیں مٹائی جاسکتی اور ناپاکی کو اس قدر پر زور متنبہ بنایا کہ مضمراً آلودگی کیلئے ایسے خون کا ایک "قطرہ" ہی کافی تھا۔

اسپانیہ میں صدیوں سے نسلی گروہوں میں تبدیلیءمذہب اور باہمی شادی کے بعد پندرہویں صدی کے چند ہی اسپانوی خون کے خالص نصبی ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ پندرھویں صدی میں پاکیزگی اور ناپاکی کا مضحکہ خیز خیال بھی کم دلچسپ ثابت نہیں ہوًا اور۔۔۔ نہ ہی کم کارآمد۔۔۔ مقابلتاً اٹھارویں اور انیسویں صدی کی "سائنسی" یا "حیاتیاتی" نسل پرستی یا نازی نسلی نظریات جن میں یہودیوں کو جرمن "ذخیرہءخون" میں بطور آلودگی پیش کیا جسے "نسلی حفظان صحت" کی ضرورت تھی۔

اسپانیہ کے "مذہبی" خون کی پاکیزگی کے عقائد کسی حد تک بعد میں آنے والی نسلی شکلوں کے لیے زیادہ واضح جداگانہ نشان راہ پیش کرتے ہیں۔ پندرہویں صدی کے خون کی پاکیزگی کے علم برداروں نے یہودی "بدعت" کو ایک خون کی آلودگی کے مآخذ کے طور پر پیش کیا، اسپانوی نوآبادیات میں غلاموں کے مالکان نے اپنے نیگرو غلاموں کو کمتر "کالا خون" کو مستقل بنیاد قرار دیا جسے بعد میں منفی بنیاد پر نوآبادیاتی درجہ بندی کی جلد کے رنگ کے ساتھ

وابستگیاں قائم کیں جنہیں خالص خون والے "سفید "اسپانویوں کیلئے غلبہ برقرار رکھنے کا جواز پیش کیا جو بہت سے لاطینی امریکی ممالک میں آج بھی موجود ہے۔

اسپانوی نظریہء پاکیزگیٔ خون جہاں نصف نئے یا چو تھائی نئے عیسائیوں کے سلسلہء نسب کے مطابق درجہ بندی کرتا ہے، فرانسیسی نو آبادیاتی ہیٹی کی آبادی کو بعد میں سیاہ خون سے سفید کی 128 مختلف شکلوں میں درجہ بند کیا گیا، بالکل اسی طرح جیسے انگریزی بولنے والے کیریبین اور جنوبی ریاست ہائے متحدہ میں غلام کی ملکیت والے معاشروں میں چوتھا حصہ، مخلوط النسل بھورے،اور آٹھواں حصہ حبشی خون والوں کی ایسی ہی درجہ بندی تھی. یہ درجہ بندیاں آیا نسل، مذہب یا قومیت کے لحاظ سے متصور ہیں، وہ امتیازی سلوک، ظلم و ستم یا استحصال کو ہمیشہ منطقی ثابت کرنے کی دہائی دیتے ہیں اور پندرہویں صدی کا اسپانیہ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں تھا۔ پاکیزگیٔ خون نظریے کا اہم نشانہ نو مذہب عیسائی بنے جو یہودی تھے اور جنہوں نے عیسائی معاشرے میں اپنے مقامات کو تیزی سے قابل اعتراض پایا اور اپنی بنیادیں کمزور ہوتی دکھائی دیں تو ایسے عقائد پر اعتراض کیا گیا۔ پندرہویں صدی کے دوران کلیسا کے اندر اور باہر عیسائیوں اور نو مذہبوں نے خون کی پاکیزگی کے تصور کی مذہبی اور اخلاقی مد نظر کے تحت سختی سے تردید کی اور اس ڈھنگ پر تنقید کی جو نو مذہبیوں کو خارج کرنے کے لیے استعمال کیا گیا تھا۔ عیسائی۔یہودیوں کے خلاف "کالے زہریلے ناگ "اور" شیطان کے بیٹے" سرگوشی کی مہم تیز تر ہوتی گئی. 1449 میں تولیدو سٹی کونسل نے عدالتی قانون منظور کیا جس کی رو سے عیسائی۔۔یہودیوں کو یہودی نسب کی بنیاد پر شہر میں رضاکار عہدہ دار ہونے سے روک دیا گیا۔

یہ قانون ایک شہری بغاوت کے درمیان منظور کیا گیا جس کا مقصد کاستیہ کے نفرت انگیز وزیر اعلیٰ الوارو دی لونا کو برطرف کرنا تھا جو عیسائی یہودی نسب سے تھا۔ یہ تیزی سے ایک عیسائی یہودی۔۔ مخالف منظم قتل کی صورت اختیار کر گیا۔ سرکردہ اسپانوی پادریوں اور پوپ کی طرف سے باغیوں پر سخت تنقید کی گئی۔ یہ قانون منسوخ کرنے کے ساتھ ہی اس کے پیشواؤں کا حقہ پانی بند کر دیا گیا۔ انہیں بعد ازاں گو بحال کر دیا گیا اور تولیدو قانون اسی طرح کے قوانین کیلئے نمونہ بن گیا جو پندرہویں صدی کے اواخر سے اسپانوی مذہبی احکامات، یونیورسٹیوں اور دیگر اداروں میں پھیلنا شروع ہوا۔ اس سے وہ راہ ہموار ہوئی جسے جوزف پیریز نے "خون کی پاکیزگی کا مکروہ تعصب کہا ہے۔۔۔ جس نے بالآخر اسپانوی عوام کی روح کو زہر آلود کر دیا۔

یہ عمل راتوں رات نہیں ہوُا۔ تولید و قانون کی شدید مذمت اوراس کے یہودی۔۔ عیسائیوں کو شامل کرنے کے حق میں اور خلاف، پرجوش دلائل کی جدوجہد کی شدت کی طرف اشارہ تھاجو پندرہویں صدی میں مسیحی معاشرے کے اندر پل رہی تھی۔

1465 میں یہودی۔۔عیسائیوں اور پرانے عیسائیوں کے درمیان سڑکوں پر لڑائیاں ہوئیں۔1473 میں اس لڑائی کے بعد جس میں انہوں نے تین سو مسلح گھڑ سوار جمع کرر کھے تھے یہودی۔۔عیسائیوں کو قرطبہ سے نکال دیا۔ اندلس کے دیگر شہروں میں مزید یہودی۔۔عیسائی مخالف فسادات ہوئے۔1477 میں بادشاہ اور ملکہ نے خود سیبیہ کادورہ کیاجہاں مقامی پادریوں نے انہیں بتایا کہ یہودی برادری عیسائی۔۔یہودیوں کو"دوبارہ یہودی بنانے" پر تلی ہوئی ہے۔

بادشاہ اور ملکہ کو کہاوت کے مطابق ایک جمعہ کی شام شہر کے مضافات میں لے جا کر دکھایا گیا کہ یہودی ۔۔عیسائی علاقے میں کوئی آگ نہیں جل رہی تھی —— ایک نشانی کہ اس کے باشندے سبت منا رہے تھے۔فردیناند اور ازابیلا نے جو دیکھا اور سنا، اس سے کافی حد تک گھبرا گئے۔ انہوں نے پوپ سکسٹس چہارم سے اہم دستاویز حاصل کی جو کاستیہ میں موسوی شریعت پر لوٹنے والے بدعتیوں کی تحقیقات کیلئے عدالت استحصال ارتداد کے قیام کا اجازت نامہ تھا۔" انہوں نے ایسا کرنے سے ایک مہلک ادارے کی بناڈالی جو تین صدی سے زیادہ تک اسپانوی معاشرے پر غالب رہا۔عیسائی۔۔یہودی مخالف گروہ کا اسپانوی ادارہ استحصال الحاد کے انعقاد کا دیرینہ مطالبہ تھا۔یہ قرون وسطیٰ کے پیش رو سے اس لحاظ سے مختلف تھا کہ پوپ کے بجائے اس کے سرکردہ عہدے دار اسپانوی حکمرانوں کے مقرر کردہ تھے۔

اس کا مطلب تھا کہ اس ادارے نے اسپانوی تاج کے سیاسی آلہ ءکار کے طور پر کام کیا، یہاں تک کہ اس نے بدعت کے خلاف پوپ کے مذہبی اختیار سے مل کر جنگ کی۔1480 میں سیبیہ میں عیسائی۔۔یہودی سازش کی تحقیقات کیلئے دوڈومینیکن ماہرینِ الٰہیات کو مکمل استفسار کرنے کا اختیار دیا گیا۔یہ تحقیق تیزی سے عیسائی۔۔یہودی برادری کے خلاف دہشت کے دور کی طرف سرک گئی، جب ایک یہودی تاجر کی بیٹی نے جو بعد میں (خوبصور دوشیزہ) کے نام سے مشہور ہوئی، اپنے والد اور پڑوسیوں کے ایک گروہ کی مزاحمت کے متعلق بحث سنی جو اس نے عیسائی عاشق کو بتادی۔اس ناعاقبت اندیشی کی پاداش میں اس کے والد سمیت سینکڑوں عیسائی۔۔یہودی گرفتار ہوئے جنہیں تشدد کا نشانہ بنا کر زندہ جلادیا گیا۔دوسروں کو جرمانے ہوئے اوران کی جائیدادیں ضبط کرلی گئیں یا باقی ماندہ

زندگی کے لیے دائمی بدنامی کی علامتی سزا کے طور پر مخصوص بد نمالباس یا ندامتی چوغہ پہنایا گیا۔اس حملے نے سووے کی عیسائی۔۔یہودی برادری کانشان تک مٹادیااور عدالت استحصال ارتداد کے جنونی جنرل کارڈینل تامس دی تورکمادا کی ہدایت کے تحت سرگرمیاں کاستیہ کے دوسرے قصبوں اور شہروں تک بڑھادی گئیں۔

1484 میں سخت مقامی مخالفت کے باوجود جب مقدس دفتر نے آراگون میں کام کرنا شروع کیاتو آراگونیوں کی طرف سے مخالفت ایک قسم کی بغاوت تھی۔ گریناداکی جنگ جب سر پر تھی،عدالت استحصال ارتداد کے کمشنر نے سبز پوش محافظین یا"شناساؤں" کے ساتھ اسپانوی معاشرے سے بدعتی "وبا" کوجڑ سے اکھاڑنے کی کوشش میں اسپانیہ کیے طول وعرض میں سفر کیا۔اسپانیہ کے تمام قصبے اور شہران تحقیقات کے رسمی طرز کے عادی ہوگئے،عوام میں جس کاآغاز ایمان کا حکم نامہ پڑھنے کے ساتھ ہوتا تھا،

لوگ اپنے درمیان منافق عیسائی بنے یہودی کی مذمت کریں یاممنوعہ طریقوں کی فہرست اور یہودی "توہم پرستی" کی نشانیوں کا تفصیلی اعتراف کریں۔ ثبوت میں جیسے سور کا گوشت کھانے میں ہچکچاہٹ،صاف کپڑے پہننا، ہفتہ کے دن کام نہ کرنا،مردہ کو غیر مزروعہ زمیں میں دفن کرنایاصلیب کانشان نہ بنانا شامل ہوسکتاہے۔ایسے جرائم کا بخوشی اعتراف کرنے والے مجرمین پہلی مرتبہ ارتکاب پر نرم سلوک کی توقع کرسکتے تھے لیکن دوبارہ ارتکاب کرنے والوں کو حقوق سے محروم کئے جانے اور والینسیا میں بحکم عدالت استحصال ارتداد بذریعہ اعلان کردہ خوفناک پھٹکار کے حق دار ہوں گے:

دعاہے کہ کھانے پینے،جاگنے،سونے،آنے اور جانے میں ان پر لعنت ہو۔ملعون ہوں جینے میں اور مرنے میں، اپنے گناہوں میں پختہ ہو جائیں اور شیطان ہمیشہ ان کا مددگار ہو؛ان کا پیشہ گناہ کرناہواوران کے دن گنے گئے اور برے ہوں،ان کی مادی اشیاء سے دوسرے لطف اندوز ہوں۔ان کے بچے یتیم اور بیویاں بیوہ ہو جائیں۔خدا کرے ان کے بچے بھکاری بنیں اور کوئی ان کی مدد نہ کرے۔دعاہے وہ بے گھر ہو جائیں اور ان کا سامان سودخور چھین لیں؛انہیں رحم کی بھیک مانگنے سے بھی نہ ملے؛ان کے بچے تباہ و برباد اور اچھوت بن جائیں اور ان کے نام بھی؛اور ان کا فِسق یادِالٰہی میں ہمیشہ موجود رہے.

ایسی ملامتیں مزید گرفتاریوں،تشدد،تفتیش،قید اور خفیہ کمیٹیاں بنانے کا باعث بنیں۔سزاپانے والوں کی عوام میں تماش بنی یا"عقیدہ کا پر شکوہ منظر" کے طور پر،جس میں گناہوں سے توبہ کرنے والے بدعتیوں نے مفاہمت" کیلئے گناہوں سے توبہ کی یاکم تر سنگین جرائم کااقرار کیا تھا،انہیں جلتی موم بتیاں تھماکر مخروطی ٹوپیوں اور مخصوص بدنما

لباسوں میں پریڈ کروائی گئی۔ زیادہ سنگین " قصوروار بدعتیوں کو ''صلیب پر جلانے کے لیے مقامی حکام کے حوالے کیا گیا۔

عدالتِ استحصالِ ارتداد کے پُرخون دور کی تاریخ 1485 اور 1501 کے درمیان تقریباً 2000 عیسائی۔۔ یہودی زندہ جلادئے گئے جن میں صرف تولید وسے 250 تھے۔ عدالتِ استحصالِ ارتداد جب بدعتی عیسائی۔۔۔ یہودیوں کی بے رحمانہ تحقیقات کررہی تھی تو ہزارہا یہودی کھلے عام ان رسومات اور طرز عمل میں مشغول رہے جو دوسروں کیلئے جیل اور سخت سزاؤں کا موجب بن رہے تھے۔ جنہوں نے مذہب تبدیل نہیں کیا تھا وہ عدالتِ استحصالِ ارتداد کے دائرہ اختیار سے باہر رہے جس نے ان پر سابق ہم مذہبوں کو اپنے نئے عقیدے سے دور رکھنے کیلئے لالچ دینے کا الزام لگایا۔

عدالتِ استحصالِ ارتداد نے جس قدر عیسائی۔۔ یہودیوں کے مرتد ہونے کے ثبوت کو بے نقاب کیا اسی قدر حکام نے دلیل دی کہ اصل یہودیوں کی موجودگی اس مسئلے کو بڑھا رہی تھی۔ چند ایک نے یہودیوں کی مجموعی آبادی کو نیست و نابود کرنے کی بات کی۔ دوسروں نے فردیناند اور ازابیلا پر زور دیا کہ انہیں اسپانوی سرزمین سے جلاوطن کردیا جائے۔ کیتھولک بادشاہ ابتدائی طور پر ایسا سخت قدم اٹھانے سے گریزاں تھا۔ 1490 میں گریناڈا میں جنگ اختتام پر تھی کہ کاستیہ میں لاگاردیا کے قصبہ میں ایک سنسنی خیز جرم کا پردہ فاش ہوا جہاں ایک عیسائی بچے کے وحشت ناک رسماتی قتل کا یہودیوں اور عیسائی۔۔ یہودیوں کے ایک گروہ کو موردالزام ٹھہرایا۔

لاش کبھی نہ ملی اور نہ ہی یہ واضح تھا کہ لاگاردیا میں کس خاندان کا بچہ کھو گیا تھا لیکن سولہ ماہ کے تفتیشی عمل کے دوران دو یہودیوں اور پانچ عیسائی۔۔ یہودیوں نے بچے کو مصلوب کرنے، کالے جادو کی رسم کے مطابق کاٹ کر دل نکالنے کا اعتراف کیا جس کا ہدف غالباً عدالتِ استحصالِ ارتداد تھی۔ 16 نومبر 1491 کو تقریباً یقینی طور پر ایک من گھڑت جرم پر یہودی گروپ کے ارکان کو سرِعام گرم موچنوں سے پھاڑ دیا اور عیسائی۔۔ یہودیوں کو صلیب پر جلادیا گیا۔ ''دی ہولی انفینٹ آف لاگاردیا" کے معاملہ میں عیسائی اسپانیہ کو کمزور کرنے کی یہودی سازش کے بدترین تصورات کی کارفرمائی دکھائی دی اور ترکمادا نے ذاتی طور پر اس بات کو یقینی بنایا کہ اس کی زیادہ سے زیادہ تشہیر ہو۔ گریناڈا کے ہتھیار ڈالنے نے شائد کیتھولک بادشاہوں کو عیسائی۔۔ یہودی مسئلہ کے قطعی حل پر آمادہ کیا ہو۔

نشاۃ ثانیہ کے یورپ میں ناپسندیدہ آبادیوں کو جسمانی طور پر ہٹانا کوئی نیا واقعہ نہیں تھا۔ قدیم دنیا کے روم میں اجتماعی سزا یا سلامتی کے ملحوظ نظر باغی آبادیوں کو اکثر جلاوطن کیا جاتا تھا۔ یہودیوں کا بلاوطن بکھراؤ خود یہودی بغاوت

کا نتیجہ تھا جو جودیا پر رومی قبضے اور یروشلم کے دوسرے ہیکل کی تباہی کے خلاف کی گئی تھی۔ یہودیوں کو قرون وسطیٰ میں مختلف عیسائی حکمرانوں نے نکال دیا تھا۔ 1290 میں ایڈورڈ اول سے شروع، انگلستان سے یہودی آبادی کو بے دخل کیا گیا۔ تسخیر نو کے دوران اسپانیہ کی عیسائی سلطنتوں سے مسلمانوں کی جزوی بے دخلی کی یا کرنے کی کوشش کی گئی۔ ان تمام واقعات پر اسپانوی یہودیوں پر نازل آفت کو فوقیت تھی۔ 1492 میں جب فردیناند اور ازابیلا نے مارچ 31 کو الحمرا میں ایک فرمان پر دستخط کیے جس میں عیسائیوں اور یہودیوں کے درمیان باقائدہ رابطوں کی مذمت کی گئی۔ یہودی، جو ایسا لگتا ہے کہ ہمیشہ ہر قسم کے طریقوں سے ہمارے مقدس کیتھولک عقیدے سے وفادار عیسائیوں کو تباہ اور چوری کر کے ہم سے الگ کرنے کی تلاش میں رہتے ہیں۔

انہوں نے اعلان کیا کہ ان کے متعلق فیصلہ ”رؤسائے کلیسا اور عظیم اشرافیہ اور دیگر احباب عقل و دانش کے ساتھ محتاط مشاورت کے بعد کیا گیا ہے۔"

کیتھولک بادشاہوں نے اپنی سلطنتوں میں تمام یہودیوں کو حکم دیا کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں وہ تین ماہ اور چالیس دن کے اندر عیسائیت اختیار کریں یا اسپانوی علاقوں سے نکل جائیں۔ ان سے اس دوران توقع تھی کہ وہ اپنی جائیداد بیچیں، قرض ادا کریں اور اپنے کاروباری معاملات ختم کریں گے۔ اپریل میں اس حکم نامے کے اعلان نے کاستیہ اور آراگون کی یہودی آبادی میں ہیبت اور مایوسی طاری کر دی۔ 50،000، یہودیوں نے مذہب تبدیل کرنا منتخب کیا، بشمول معروف یہودی رابائی اور شاہی خزانچی ابراہیم سینئر، 100,000 اور 150,000 کے درمیان یہودیوں نے ایمان ترک کرنے کے بجائے جلاوطنی کو ترجیح دی۔ 1492 کے موسم گرما کے دوران یہودیوں نے خروج کیلئے اسپانیہ کی سرحدوں، بندرگاہوں کا رخ کیا جس کو وقائع نگار اور پادری آندرس برنالدیز نے بیان کیا:

ان سب نے اپنی اندھی امیدوں پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے بچوں، بالغوں، بوڑھوں اور جوانوں کی جنم بھومی چھوڑ کر پیدل، چھکڑوں اور شرفاء، گدھوں اور اور دیگر چوپاؤں پر سوار، جہاز پر سوار ہونے کیلئے بندرگاہ تک پہنچے. وہ لوگ سڑکوں اور کھیتوں سے گزرے۔ مشکلات اور خوش قسمتی، کچھ گرتے پڑتے، کچھ دوبارہ اٹھتے، کچھ مر گئے، دیگر پیدا ہوئے، بیمار ہوئے یہ تمام کچھ ان پر گذری۔ کوئی عیسائی نہیں تھا جو ان کے لیے افسردہ نہ ہوا ہو اور انہیں بپتسمہ لینے کی دعوت نہ دی ہو۔ کچھ غمگینی لئے تبدیل ہوئے اور ٹھہر گئے لیکن بہت کم۔ رابائیوں نے راستے میں ان کا حوصلہ بڑھایا، لوگوں کو خوش کرنے کیلئے گانے گائے اور دف بجائے۔ عورتوں اور نوجوانوں کو جمع کیا اور وہ یوں کاستیہ سے ہوتے بندرگاہوں تک پہنچے۔

برنالدیز، شدید یہود مخالف اور ایک تفتیشی اہل کار نے بہت سے عیسائیوں کے مانند ان مصائب کا الزام یہودیوں کو دیا جن کی ضدی ''منحرف موسوی بدعت'' کی پابندی نے انہیں نجات دہندہ اور سچے مسیحا، ہمارے خُداوند اور نجات دہندہ یسوع مسیح، جس کے بازو ان کے استقبال کے لیے ہمیشہ کھلے تھے، کا ''انکار کرنے پر مجبور کیا۔ ان جلاوطنوں کا مقدر اکثر المناک تھا۔ کچھ بحری جہازوں پر نقل وحمل کرنے والوں کے ہاتھوں قتل ہوئے، طوفانوں کی نظر ہوگئے یا سردی اور بھوک سے مر گئے۔ نیپلز جانے والے یہودی مسافروں سے بھرا ایک جہاز ہیضے اور پیچش کی وجہ سے لقمہ ءاجل بن گیا اور مقامی آبادی میں وبا پیدا ہوگئی. بہت سے یہودیوں کو شمالی افریقہ منتقل کیا گیا۔ چند ایک کو گو بندرگاہوں اور شہروں میں محفوظ پناہ گاہیں ملیں، بہت سوں کو الگ تھلگ ساحلوں پر پھینک دیا گیا انہیں جہاں خانہ بدوش مسلم قبائیلیوں نے لوٹا، قتل یا زنا بالجبر کیا۔ کچھ یہودی اس سلوک سے اس قدر دل برداشتہ ہوئے کہ وہ وہیں واپس پہنچ گئے جسے برنالدیز نے مہذب لوگوں کی سرزمین'' کہا تھا اور بپتسمہ لینے پر رضامند ہوئے۔

بھاری اکثریت کبھی اسپانیہ واپس نہ آئی۔ سلطنت عثمانیہ کے علاقوں میں بہت سے لوگوں کا بہتر استقبال ہوُا جہاں سلطان بایزید نے مبینہ طور پر ''اسپانوی بادشاہوں پر حیرت کا اظہار کیا جنھوں نے یہودیوں جیسی ہوشیار قوم کو باہر پھینک دیا۔ کچھ ترکی میں کچھ یونان، بلقان اور شمالی افریقہ میں آباد ہوئے۔ بہت سے یہودی پڑوسی پرتگال چلے گئے جہاں ابتدائی طور پر ان کی خوب پذیرائی ہوئی۔ پرتگالی بادشاہ مینوئل اول نے 1497 میں انہیں بپتسمہ لینے یا جلاوطنی منتخب کرنے کا کہا—ایک شرط جو فردیناند اور ازابیلا نے اپنی بیٹی ازابیلا کا ہاتھ دینے کے لئے اس پر عائد کی تھی۔ پرتگالی بے دخلی میں ایک نیا پہلو شامل ہوُا جب مینوئل نے کہا کہ عیسائی تربیت کیلئے تمام چودہ سال سے کم عمر کے یہودی بچے ان کے والدین سے لے لئے جائیں گے۔ اس کا مقصد جزوی طور پر ان کے والدین کو تبدیلیءمذہب پر آمادہ کرنا تھا تاکہ پرتگال اسپانیہ سے وابستگی برقرار رکھتے ہوئے اپنی ایک قیمتی معاشی آبادی کو بھی رکھ سکے۔ بہت سے یہودیوں نے مذہب تبدیل کیا، کچھ نے اپنے بچے چھوڑ دیئے یا قتل کر دیئے۔

اسپانوی یہودیوں کو بیخ وبُن سے اکھاڑنے سے قرون وسطیٰ کی باہمی بود و باش کو ایک مہلک دھچکا لگا۔ اس نے اسپانوی تاریخ میں ایک نئے تجربے کو بھی نشان زد کیا جو آئندہ صدی میں مسلم آبادی پر منڈلائے گا۔ اسپانوی حکمرانوں نے اپنی رعایا کے مذہبی اتحاد کو یقینی بنانے کے لیے نہ صرف ناپسندیدہ آبادی کو ایک بڑے پیمانے پر ہٹانے کو گلے لگایا بلکہ ریاست نے یہ ظاہر کیا کہ جلاوطنی کیلئے ایک بے مثال پیمانے پر اس کے پاس نقل وحمل منظم کرنے کی صلاحیت ہے۔ یہودیوں کے خاتمہ سے تبدیلیئ مذہب کے مسئلہ کا خاتمہ نہ ہوُا جو اسپانیہ کو مزید دو صدی تک مسلسل اذیت دیتا

رہا، لیکن اس کی اہمیت اس حقیقت میں ہے کہ یہ عموماً اسپانیہ کے اندر اور باہر مسیحیوں کے نزدیک فاتحانہ کامیابی تھی۔ انگی ایری کے پیتر مارتر نے بعد میں اپنے بادشاہوں کی ''انسانوں میں سب سے زیادہ عقلمند'' کہہ کر تعریف کی جنھوں نے اپنی سلطنتوں کو ''متعدی مرض کے ریوڑ'' سے پاک کیا جب کہ پوپ الیگزینڈر VI نے فردیناند اور ازابیلا کو کیتھولک بادشاہ کا لقب دیا اور جزوی طور پر یہودیوں کو ملک بدر کرنے کے فیصلہ پر خراج تحسین پیش کیا۔ مورخین نے اس پر طویل بحث کی ہے کہ اخراج کس حد تک مذہب، معاشیات یا یہود دشمنی کا محرک بنا۔ یہودیوں سے نفرت یقیناً ایک عنصر تھا گو فردیناند اور ازابیلا ذاتی طور پر سامی مخالف نہ تھے۔ شاہی دربار میں یہودیوں اور عیسائی۔۔یہودیوں نے نمایاں عہدے حاصل کئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے عیسائیوں نے اس بے دخلی سے فائدہ اٹھایا ؛سٹہ باز، جنہوں نے یہودیوں کی زمین اور جائیداد سستے داموں خریدی، قرض دہندگان جو یہودی قرض خواہان سے بچ نکلے۔ تاج دار کو بھی یہودیوں کی اجتماعی املاک کی ضبطی اور فروخت اور جلاوطن یہودیوں پر جہاز نشینی ٹیکس کے نفاذ سے فائدہ ہوًا. اسپانوی یہودی سربراہ نے فردیناند اور ازابیلا کا حکم نامہ معاف کرنے پر آمادہ کرنے کی خاطر بھاری ادائیگی کی پیشکش کی جو مسترد کر دی گئی اور تاج دار اقتصاداً اخراج سے آخر کار جیتنے سے غالباً زیادہ ہار گیا۔

فردیناند نے یہودیوں کے ہٹانے کو ایک بے لوث اشارہ قرار دیا جس کا مقصد عیسائی۔۔یہودیوں کی حفاظت کرنا تھا۔ ''اپنے بڑے نقصان کے باوجود ہم نے اپنے منافع سے زیادہ افراد کی روحوں کی نجات کی تلاش کو ترجیح دی۔'' ہمیں ایسے تقویٰ پر بلا کم و کاست یقین کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ عیسائی۔۔یہودیوں کی روحانی نجات ایک مقصد ہو سکتا ہے لیکن نشاۃ ثانیہ کے اسپانیہ میں مذہب اور ریاست کی ضروریات شاذ و نادر ہی الگ تھیں۔ اخراج کا مقصد جزوی طور پر زیادہ شدید یہود۔۔ مخالفت کو پرچانے کیلئے تھا جس کی نفرت ہمیشہ بادشاہت کے خلاف ہونے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ یہ مسیحی مذہبی جوش کی آب و ہوا سے بھی متاثر تھا جس نے پندرہویں صدی کی آخری دہائیوں میں اسپانیہ اور یورپ کے بیشتر حصے کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔ یہ ایسا دور تھا جس میں بہت سے عیسائی قیامت کے قریب آنے والے دن اور ایک نئے ہزار سالہ مسیحی دور کے آغاز کے متوقع تھے۔

اسپانیہ میں گریناڈا کی جنگ کے موقع پر بہت سی پیشین گوئیوں کی عبارات گردش کر رہی تھیں جن میں ایک پوشیدہ، یا کتاب مکاشفہ میں ''عظیم چمگادڑ'' کے آنے کی پیش گوئی کی تھی جو دجال اور ایام کے اختتام پر اسے شکست دے گا۔ ایک نئے مسیحی ہزار سال کا آغاز ہو گا۔ 1486 میں وسیع پیمانے پر گردش کرنے والے ''وحی کا خط'' ایک کاستیبی رئیس بنام دان رودریگو پونس دی لیون کے مطابق وہ پوشیدہ فردیناند خود تھا جس کا مقدر ''تمام سلطنتوں کو زیر

کرنا" تھا۔ سمندر سے سمندر تک ،اسپانیہ کے تمام موروں کو تباہ کرنے والا۔'' گریناداکی فتح نے چند اسپانویوں کیلئے اسپانیہ کی تقدیر کی "نئے اسرائیل" کے طور پر تصدیق کی جسے خدانے یروشلم دوبارہ فتح کرنے کے لیے چنا تھا۔ کولمبس کی انڈیز کے لیے نئے راستے کی تلاش کا مقصد جزوی طور پر اسلام پر مشرق و مغرب سے دوہرے حملہ کو ممکن بنانا تھا۔

کولمبس عربی بولنے والے یہودی مترجم کو بھی ساتھ لے گیا۔ کیوبا کے پریشان مقامی باشندوں سے اس عقیدہ پر عربی بولنا شروع کی کہ وہ مسلمانوں کی سرزمین پر اترے تھے۔ 1493 میں فرڈیننڈ اور اسابیلا کو ایک خط میں کولمبس نے وعدہ کیا تھا کہ "میں آپ کو آج سے سات سال بعد یروشلم کی جنگ میں فتح کے لیے پانچ ہزار سوار اور پچاس ہزار سپاہیوں کی پیادہ فوج فراہم کر سکتا ہوں؛اس تجویز پر مہم کیلئے حامی بھری گئی تھی۔"کیتھولک بادشاہوں کی واضح طور پر کسی حد تک ایسی خواہشات مشترک تھیں۔1494 کے اسپانیہ میں صلیبی جنگوں کیلئے پاپائی اجازت نامے مشتہر کئے گئے تاکہ شمالی افریقہ کی مہم کیلئے فوج کی حمایت حاصل کی جاسکے۔ تین سال بعد اسپانیہ نے مراکش کی میلیلا بندرگاہ پر قبضہ کر لیا جو شمالی افریقہ میں پہلی فوجی اور تجارتی چوکیوں میں سے تھی۔

کیا فرڈیننڈ اور ازابیلا نے یہودی اخراج کو نئی صلیبی جنگ کے لیے تمہید جانا؟ ایک کھلا سوال ہے لیکن یہ عقیدہ کہ تائید الٰہی کے لیے اسپانیہ کی اندرونی تطہیر ضروری تھی چوں کہ آئندہ صدی میں بیرونی فتح کو ایک بارہا پیش آنے والا موضوع ثابت کرنا تھا۔ نئی مہم کیلئے مذہبی اتحاد کی طرف میلان نے بھی اندرونی سیاسی عمل داری دکھائی۔ ایک ایسا ملک جو ایک متحد ریاست کے بجائے ابھی تک کاستیہی بالادستی کے تحت ریاستوں کا مجموعہ تھا، کیتھولک مذہب نے ایک اجتماعی مقصد اور مشترکہ شناخت کا احساس فراہم کیا جس میں اسپانیہ کی تمام رعایا شریک ہو سکتی تھی۔ مذہب نہ صرف بادشاہت کے اندرونی اختیار برقرار رکھنے کے لیے ضروری تھا بلکہ یہ اسپانیہ کے اقدامات کو بین الاقوامی سطح پر قانونی حیثیت دینے میں بھی کارآمد تھا۔ ان اقدامات کو مجموعا'' ایمان کے مفادات کا مترادف بنا کر پیش کیا گیا.

ایک ایسے وقت میں جب تمام یورپ میں چھوٹی ریاستوں کے نوابوں، شہزادوں کی حکومتوں اور آزاد شہری ریاستوں کے بڑے آزاد علاقوں میں مذہبی یکجہتی ہونے لگی جسے تمام یورپی حکمرانوں نے سماجی امن وامان اور داخلی سیاسی استحکام کے لیے مشروط پایا۔ اسپانیہ میں یہودی اور مسلم بڑی آبادی کی موجودگی اس حصول میں مرعوب کن رکاوٹیں پیش کر رہی تھی۔ یہ نہ صرف نسلی طور پر عیسائیوں سے الگ تھے بلکہ دونوں اقلیتیں اسلامی موجودگی کی مستقل یاددہانی تھیں جسے اسپانیہ کے اندر اور باہر دونوں کی موجودگی کو مذموم سمجھا جاتا تھا جو خصوصاً ایسے ملک میں غیر معمولی انحراف تھا جو خود کو عیسائیت کی تلوار کے طور پر پیش کر رہا تھا۔

یورپ میں گریناداکی فتح پر فردیناند اورازابیلا کی فتح کا جشن منانے کے باوجود بہت سے سرکردہ عیسائی اسپانیہ کو ایک مشتبہ ملک گردانتے تھے جو یہودیوں، موروں اور بدعتیوں سے چھلنی تھا۔ عدالت استحصال الحاد کا انعقاد تطہیرِ شکوک وشبہات کم کرنے کے بجائے تصدیق کررہا تھا۔

یہ اس وقت کے کیتھولک بادشاہوں کا اسپانیہ تھا: ایک ملک جو کافر کے خلاف صدیوں کی مقدس جنگ میں آگے بڑھ رہا تھا اور عقیدے کی بنا پر مزید فتح پر تلا ہؤا، ایک ایسا ملک جہاں مذہبی دھونس جمانے کے ساتھ اپنے سامی ورثے پر شرمندہ بھی تھا، ایک ایسا ملک جو پاکیزگی اور ناپاکی کے تصورات سے عذاب میں مبتلا ہے، ایک ایسا ملک جہاں معصوم ترین اظہار بھی مذہبی یا ثقافتی فرق مردوں اور عورتوں کو صلیب تک پہنچا سکتا تھا۔ اسپانیہ کو یہودیوں سے پاک کرنے اور صلیبی جنگ اور بیرون ملک فتح کے خواب دیکھنے کے ساتھ اس کے حکمران اب ان کافر آبادیوں کی طرف متوجہ ہوئے جو اس کی سرحدوں کے اندر تھے۔

3

مغلوب

''خدا بے شک تمام زمینوں اور سلطنتوں کا مالک ہے اور انہیں دیتا ہے جس کو بھی وہ چنتا ہے،'' سترہویں صدی کے مسلم تاریخ نگار محمد المقری نے اندلس کے عروج وزوال کے متعلق لکھا۔ گریناداکے زوال سے بہت پہلے فتح کی تال فیصلہ کن طور پر عیسائی اسپانیہ کی طرف تبدیل ہونا شروع ہوگئی تھی۔ پندرہویں صدی کے آخر میں جو مسلمان آئیبیریا میں ابھی باقی بچ رہے تھے ان کے لیے اندلس کی طاقت اور شان وشوکت یادِ رفتہ بن چکی تھی۔ بارہویں صدی کے آغاز میں بعض اندازوں کے مطابق آئیبیریا میں مسلمانوں کی آبادی بشمول بربر، عرب، اور مقامی طور پر اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد 5.5 ملین تک تھی۔ پندرہویں صدی کے آخر میں تقریباً 7 سے 8 ملین اسپانوی آبادی میں مسلمانوں کی تعداد شاید 500,000 اور 600,000 کے درمیان ہوگی۔ تقریباً نصف مسلم آبادی گریناداکی سابق امارات میں رہتی تھی۔ باقی ماندہ زیادہ تر آراگون سلطنت سے تعلق رکھنے والے علاقوں میں واقع تھے جو آراگون اور ویلنسیا کی دو سلطنتوں پر مشتمل تھا اور کاتالونیا کی سلطنت مشترکہ کی آبادی تقریباً 1.5 ملین تھی۔ والینسیا میں 130,000 مسلمان آبادی کا تقریباً 29 فیصد تھے جو گریناداسے باہر مسلمانوں کی دوسری بڑی آبادی تھی۔

آراگون خاص میں 50,000 مسلمانوں کی تعداد آبادی کا تقریباً 15 فیصد تھی جب کہ ایک اور 8,000 کاتالونیا میں ایک چھوٹی اقلیت تھی۔ تقریباً 20,000 مسلمان کاستیہ کے وسیع علاقوں میں بکھرے ہوئے تھے۔ کاستیہ نے 1512 میں نوار کی پائیرینی سلطنت اور نئے کیناری جزائر کو شامل کر لیا تھا جن میں چھوٹی مسلم آبادیاں تھیں۔ کاستیہ میں عیسائی قصبوں اور شہروں میں زیادہ تر مسلمان چھوٹی برادریوں میں پائے جاتے تھے۔ آراگون میں مسلم آبادی زیادہ تر دیہی تھی۔ آراگون کی کم آبادی والی سلطنت میں مسلمانوں کے دیہات اور بستیاں بکھری ملیں گی۔ وہ شمال میں پائیرینیس کے دامن سے تیز ہواؤں کے جنوبی میدانوں اور شہ زور دریائے ایبرو کے زرخیز کناروں تک جو آراگون سے نیچے آراگون سے کاتالونیا میں سے بہتا ہوا اور سمندر میں جا گرتا ہے، میں آباد تھے۔

والینسیا میں بھی مسلمان زیادہ تر دیہی علاقوں میں رہتے تھے۔ عیسائی نو آبادیات کی دو صدی سے زیادہ کے بعد مسلم آبادی آہستہ آہستہ ساحلی علاقے سے اندرونی خشک پہاڑی علاقہ کے پیچھے کی طرف دھکیل دی گئی جسے خشک خطے کہا جاتا ہے۔ کچھ ویلنسیائی مسلم ساحل کے قریب اور شہری پس ماندہ بستیوں کے عیسائیوں میں رہتے رہے۔ قصبوں اور شہروں میں مسلمانوں کی بڑی آبادی دیہات اور بستیوں میں عیسائی آبادی کے مراکز سے الگ رہتی تھی۔

تمام عیسائی اسپانیہ میں ان برادریوں نے ویسی ہی اقلیتی شکل اختیار کی جیسے پیچھے ہٹتی ہوئی اسلامی لہر سے چھوڑے گئے سنگ ریزی تالاب۔ گریناڈا میں فتح کے بعد چند سال تک مسلمان اکثریت میں رہے۔ ان تمام برادریوں کا تہذیبی درجہ اور اسلامی دنیا سے مسیحی معاشرہ کا تعلق بہت مختلف تھا۔ گریناڈا کی جنگ کے بعد کے اثرات میں تغیرات کی طرح مماثلتوں کو اتنا ہی اہم ثابت کرنا تھا جیسا کہ متحدہ عیسائی اسپانیہ میں اسپانیہ کے مسلمانوں کو ایک نئے مستقبل کا سامنا تھا۔

اسپانیہ کی مسلم برادریاں اپنے پیشوں کے لحاظ سے عموماً" آئیبیرین معاشرے میں اسی طرح حقیر مقام پر تھیں۔ تسخیر نو کے منظم ہونے پر اشرافیہ، جرنیل، مذہبی علماء، ڈاکٹر اور فضلاء جو کبھی ال اندلس کی طرف کھنچے چلے آتے تھے ان میں سے زیادہ تر مسلم مملک کیلئے آئیبیریا کو خیر باد کہہ چکے تھے۔ وہ برادریاں جو انہوں نے پیچھے چھوڑیں وہ زیادہ تر اندلس کے ادنٰے ترین طبقے کاری گروں، کسانوں، باغبانوں، صناعوں اور عمارتی مزدوروں کی تھیں۔

چودھویں صدی کی آراگون سلطنت کے محافظ خانے کی فہرست میں تیس سے زائد مسلم پیشے درج ہیں بشمول اکاؤنٹنٹ، اسلحہ بنانے والا، بڑھئی، درباری مسخرا، بگل بجانے والا، سرائے والا، کسان، اور آنکھوں کا سرجن۔ مسلمان رنگ ساز، چمڑا رنگنے والے، موچی، اسلحہ ساز، رقاص، باغبان اور خچر ہانکنے والے۔

مسلم خواتین نوکروں، دائیوں اور انّا کے طور پر کام کرتی تھیں جہاں عیسائی خواتین اور بچے قربت پر پابندی کے باوجود خدمات حاصل کرتے تھے۔ گریناڈا میں جہاں روایتی سماجی ڈھانچہ بڑی حد تک برقرار تھا، آبادی کی اکثریت زراعتی مزدوروں، چھوٹے کسانوں اور شہری صناعوں پر مشتمل تھی۔ان ادنٰے لوگوں کی یک رخی تصویر میں مستثنیات بھی تھیں۔اندلس سے ہجرت میں گریناڈا کی جاگیر دار اشرافیہ اس میں شامل ہو گئی لیکن فتح کے بعد بہت سے رئیس وہیں رہ کر دولت اور حیثیت کے عادی، لطف اندوز ہوتے رہے۔اسپانیہ میں دوسری جگہوں پر مال دار مسلمان تاجر اور زمین دار عیسائی دور حکومت میں بھی پھلے پھولے جن میں سے کچھ اس قدر امیر تھے کہ وہ عیسائیوں کو زمین اور جائیداد کرایہ پر دیتے تھے۔آراگون میں طاقتور بیلوس قبیلہ مسلم ویلنسیا اور آراگون میں عیسائی انتظامیہ اور اس کے اراکین کے ساتھ مل کر کام کرتے رہے۔۔خاندانی عہدے کے طور پر فردیناند کے وقت میں بھی۔۔ بڑے قاضی، مرافع گیر جج کے اہم عہدے پر فائز رہے۔

بیلوس خاندان کو بین الاقوامی سطح پر تجارت کی اجازت دی گئی۔مصالحے کی تجارت میں تجارتی روابط جو اسپانیہ، اٹلی اور شمالی افریقہ تک پھیلے ہوئے تھے۔لیکن یہ مثالیں عام نہ تھیں۔یہودیوں کے برعکس مسلمان شاذ و نادر ہی معاشی اور اسپانوی معاشرے کی بلند صفوں میں انتظامی عہدوں پر فائز ہوئے اور نہ ہی وہ حقیر پیشوں سے وابستہ تھے جیسے ٹیکس کی وصولی۔عیسائی معاشرے میں جہاں دستی مزدوری کو اکثر بے قدر سمجھا جاتا تھا اسپانوی مسلمانوں کی پست سماجی اقتصادی حیثیت نے نفرت کی بجائے حقارت کا رجحان پیدا کیا لیکن ساتھ ہی ان کی متانت، کفایت شعاری اور محنت کی شہرت نے عیسائی آجروں اور زمین داروں کی نظر میں مسلمانوں کو انتہائی پر کشش بنا دیا۔ایک عیسائی ضرب المثل کہ ''جس کے پاس مور ہو، سونا ہے''اور کہ (جتنے زیادہ مور، اتنا ہی زیادہ منافع)۔ویلنسیا اور آراگون میں مسلم مزدوری خاص طور پر قیمتی شے تھی جہاں زیادہ تر مسلم زمین کے عیسائی مالکان کی خدمت میں غلاموں کی طرح کام کرتے تھے۔

یہ مسلم لگان دار عیسائی زمین دار کے لئے کرایہ دار کسانوں یا فصل سے حصہ دینے کے عوض کام کرتے تھے۔ ان کے آقا مزدوری، کرایہ اور ان کی فصلوں کا کچھ فی صد حصہ لینے کے علاوہ ان سے اکثر پُر مشقت کام بھی لیتے تھے جن سے ان کے ہم منصب عیسائی عموماً مستثنیٰ ہوتے تھے۔مسلم لگان داروں سے مالک کیلئے لکڑیاں جمع کرنا، روٹی پکانا، اس کے خاندان کے کپڑوں کی سلائی اور رفو کرنا، انگور کے باغات کی کانٹ چھانٹ کرنا اور پھل دار درختوں کی دیکھ بھال کرنا متوقع تھا. وہ غالباً اس کی بیٹی کی شادی پر جانوروں کا تحفہ فراہم کرتے، سفر کے دوران اس کے خاندان اور

سامان کی نقل و حمل کرتے،اس کی نجی فوج میں خدمات انجام دیتے یااس کے خطوط پہنچاتے ـــــ ایسا کام جس کیلئے دور دراز دیہی علاقوں میں ایک دن سے زیادہ وقت لگتا تھا۔ ویلنسیا اور آراگون کا طبقہ ءشرفاء نتیجتاً مسلم مزدوروں کو اپنی جاری خوش حالی کے لیے ناگزیر شمار کرتا تھا۔

آراگون کے بادشاہ نے بھی مسلم لگان داروں سے خاطر خواہ آمدنی حاصل کی جو مختلف طریقوں سے "شاہی خزانہ" بنی ہوئی تھی، بشمول شاہی زمینوں پر محنت کرتے مسلم مزدور بنام بے زمینے اور بہت سی سرگرمیوں، مسلم حمام خانوں اور حلال قصابوں سے لے کر مقامی دکانی لائسنسوں کی فروخت، بھکاریوں، سراؤں اور قحبہ خانوں تک پر عائد ٹیکس لیا جاتا تھا۔

مسلمانوں پر ان کے ملے جلے نتائج تھے۔ مسلم لگان داروں کا گو اکثر بے رحمی سے استحصال کیا جاتا تھا لیکن انہوں نے اپنے آقاوں کی حفاظت کے بل بوتے پر آراگونی اور ویلینشیی طبقہ ءامرا کے رویہ سے مذہبی رسومات میں فائدہ اٹھایا۔ایک ایسا رویہ جو اکثر مذہبی کلیسا کے سخت عسکریت پسند شعبے سے متصادم تھا۔ والینسیا میں مثلاً جہاں مسلمان عیسائیوں کے قریب رہتے تھے کلیسیائی حکام جو اسلام کی ظاہری خصوصیات، جیسے اذان کو روکنے کے خواہاں تھے، عیسائی جاگیرداروں نے نہ صرف مؤذن کو اجازت دی کہ وہ نمازیوں کو نماز کیلئے بذریعہ آواز یا بارن بلائیں بلکہ اپنے لگان داروں کو جائیدادوں پر نئی مساجد بنانے کی اجازت بھی دی۔

ممکن ہے کہ ایسی رواداری بنیادی طور پر خود غرضی کی کارفرمائی ہو لیکن عدالت استحصال ارتداد اور عیسائیوں کے نچلے طبقات کی طرف سے بھی ناراضی تھی۔ والینسیا میں مسلم مخالفت اور جاگیرداروں سے شدید نفرت کے جذبات یکساں تھے۔ بہت سے عام لوگوں نے مسلم لگان داروں کو جاگیردارانہ نظام کے اندر اپنا حریف جبکہ عیسائی شہری ہنرمندوں نے اسی طرح مسلمانوں اور یہودیوں کو معاشی طور پر حریف سمجھا۔ سماجی بحران کے ادوار میں یہ جذبات بآسانی تشدد کا روپ دھار سکتے ہیں۔ 1455 میں ویلنسیا شہر میں فسادات برپا ہو گئے جب ایک عیسائی ہجوم نے مقامی مسلم مکانات مسمار کر دئے۔ ان فسادات کو جزوی طور پر مسلم بغاوت کے بار بار وقوع پذیر ہونے کے خوف کو ہوا دی جارہی تھی، ایک سلطنت ایسے امکان کا شکار جہاں مسلم آبادی ایک چوتھائی سے قدرے زیادہ تھی۔ یہ عقیدہ کہ ویلنسیا کے مسلمان "کھڑے کانوں اور تیز نیزوں" کے منتظر تھے جو قزاقوں کے خوف سے اور بڑھ گیا تھا جنہوں نے شمالی افریقہ سے والینسیا پر غلام، مال غنیمت اور تاوان کے لیے قیدی بنانے کی خاطر چھاپے مارے۔ اسپانوی اظہار میں "ساحل صاف ہے، "لفظی طور" ساحل پر کوئی مور نہیں" جو کئی صدیوں کے بربر قزاقوں کے عیسائیوں کی

ساحلی بستیوں کو دہشت زدہ کرنے سے براہ راست اخذ کیا گیا ہے۔ والینسیا، شمالی افریقہ سے صرف بیس میل دور ہے جس کی وسیع غیر محفوظ ساحلی پٹی چھاپوں کے لیے خصوصاً غیر محفوظ تھی جو اتنے عام تھے کہ کچھ ساحلی عیسائی قصبے بربر اسیروں کے تاوان کی ادائیگی کے لیے مستقل فنڈ زر کھتے تھے۔ ویلینسیا کی مسلم آبادی پر یہ کمزوری اور عدم تحفظ بطور ردعمل تباہ کن تھا جو گریناڈا کے زوال کے بعد اس صدی میں ان کی طرف سرکاری پالیسی کی تشکیل میں فیصلہ کن عنصر ثابت ہوًا۔

اسپانیہ کے تمام مسلمان ایک اسلامی ثقافتی اور مذہبی دنیا میں آباد تھے جس کی بنیاد— محمد کے اقوال و روایات، قرآن و حدیث تھی. ان کی زندگی اسلام کے پانچ ستونوں میں سے چار کے تحت تھی۔ شہادت (ایمان کا عہد)، روزہ، روزانہ کی نماز، اور خیرات دینا—— چند ایک جو حج یا عمرہ کیلئے مکہ جا سکتے تھے۔ اسلامی کیلنڈر کے تہواروں اور تعطیلات کے علاوہ اسپانوی مسلمانوں کی اپنی مذہبی زیارت گاہیں، خانقاہیں، صوفیاء کے فرقے، تہوار اور روایات تھیں. گریناڈا کے کچھ حصوں میں مسلمانوں نے سڑکوں پر رقاصوں اور موسیقاروں کے جلوسوں کے ساتھ رمضان المبارک کا جشن منایا جنہوں نے ایک دوسرے پر پھل اور رنگین پانی کی بوچھاڑ کی۔ ویلنسیا میں مسلمان خواتین نئے سال پر مہندی سے سج کر مُردوں کو ڈھانپنے کے لیے کتان سے بُنے کفن لئے مقامی قبرستان میں حاضر ہوتی تھیں۔ دیہی مرسیا میں مسلم کسانوں، دہقانوں نے فصل کی کٹائی پر اپنے انگوروں اور پھلوں کے باغات میں رقص و سرود اور گانوں کے تہوار منائے۔

مسلم برادری میں تعارف پیدائش کے سات دن بعد شروع ہوتا تھا جس میں نام دینے کی تقریب جسے فدا کہا جاتا ہے، جس میں نوزائیدہ شیر خوار بچوں کو مہندی سے مسح کیا جاتا تھااور انہیں گلے میں پہننے کیلئے قرآنی آیات کے تعویذ دئے جاتے تھے۔ ان کے مرد بچوں کے ختنہ کے بعد تہوار کی تقریبات ہوتی تھیں جن میں رشتہ دار اور پڑوسیوں کو مدعو کیا جاتا تھا۔ اسپانوی مسلمانوں کی زندگی کا خاتمہ اسلامی طریقے پر تدفین سے ہوتا تھا، بدن کو غسل دے کر صاف کپڑے پہنانا اور میت کو غیر مزروعہ زمین میں مکہ کے رخ دفنانا. بہت سے مسلم اپنے رشتہ داروں کو کشمش، کھانے اور موت کے فرشتوں کے لئے حقیقی مومن کے طور پر جنت کا راستہ تلاش کرنے کیلئے "تعارفی خط" کے ساتھ دفن کیا کرتے تھے۔

آئبیرین اسلام کی دیگر خصوصیات واضح طور پر کم مذہبی تھیں۔ اسپانوی عیسائیوں کی مانند مسلمان بھی علم نجوم اور شماریات کے سخت معتقد تھے۔ انہوں نے زائچوں اور تقویموں سے مشورہ کیا اور کیلنڈر میں مساعد یا غیر مساعد

تاریخیں جو فصلوں کا برا یا اچھا ہونا، بارش یا خشک سالی، امن یا جنگ کی نشان دہی کو درج کیا۔ اسپانوی عیسائیوں کی طرح، مذہبی رہنماؤں کی مایوسی کے لیے وہ بھی اکثر توہم پرست تھے۔ وہ قرآنی آیات کے تعویذ اور کڑے اچھی قسمت یا نظر بد سے محفوظ رہنے کیلئے پہنتے تھے۔ انہوں نے جادو کیا اور دشمن کو تنگ کرنے کیلئے ضرر رساں جادوئی، زہریلے محلول بنائے جو افراد کو محبت میں گرفتار یا اس سے رہا ہونے کا سبب بنتے ہیں، حسد کا علاج کرتے ہیں، جنسی خواہش بیدار کرتے ہیں یا بری روحوں کو نئے گھر میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔ ایسے محلول بھی تھے جو لوگوں کو غیر مرئی بنا سکتے، انہیں وسیع سفر میں جلدی سے فاصلہ طے کرنے کے قابل بنا سکتے تھے۔ جلد کو سیاہ اور سفید مرغی کی چربی کے مرکب محلول کو آنکھوں پر رگڑنے سے ارواح کو دیکھنا ممکن بنایا جاسکتا ہے۔

ان دوائیوں اور منتروں میں سے کچھ نے ادویہ کا کام کیا۔ الاندلس میں طب کبھی مطالعہ کے اہم ترین شعبوں میں سے تھی لیکن پندرہویں صدی کے آخر میں اسلامی اسپانیہ سے اکثر ہسپتال اور طبّی سکول معدوم ہو چکے تھے اور بیماریوں کا علاج تیزی سے جڑی بوٹیوں اور عطائیوں کی نظر ہو گیا جن میں بہت سے وہ عورتیں تھیں جو اکثر ایسے طریقے استعمال کرتی تھیں جن کو کبھی توہم پرستی یا غیر سائنسی سمجھا جاتا تھا۔

اعتدال پسندی میں شہرت کے باوجود اسپانوی مسلمانوں کی زندگی موسیقی، گانا اور رقص میں ہر جگہ موجود ہونے کی خصوصیات تھیں۔ ان کا مشہور ترین ساز عود تھا، نشاۃ ثانیہ کی ستار اور گٹار کا پیش رو تھا۔ دوسرے آلات میں سینگ، بانسری، ترم، سرود اور انگلیوں سے بجانے والے بھانت بھانت کے آلات جو پارٹیوں، ختنہ کی دعوتوں، شادیوں میں گانے، رقص اور دیگر مواقع پر استعمال کئے جاتے تھے۔ سب سے زیادہ مقبول مسلم رقص رات کے تھے جسے لیلیٰ اور زُمرہ کہا جاتا ہے (جس کا مطلب ہے "موسیقاروں کا گروپ")۔ ایک ایسا رقص جو اسپانیہ کے لیے منفرد تھا اور بعد میں "[موری رقص "اس کی بنیاد بن گیا۔ جو یورپ کی نشاۃ ثانیہ میں مقبول ہوُا جس میں کچھ کا دعویٰ ہے کہ انگریزی موری رقص بن کر عام ہوُا۔ مسلم شادی کی تقریبات خاص طور پر پُر شور مواقع تھے جو ہمیشہ چھلکتے چھلکاتے سڑکوں پر آنکلتے تھے جیسے دلہن کو سفید خچر پر حجلہ ء عروسی میں لے جایا جاتا تھا، موسیقاروں، گلوکاروں، رقاصوں، خاندانوں اور خیر خواہوں کے ساتھ جو مٹھائیاں پھینکتے جاتے تھے۔

اسپانوی مسلم اگرچہ علامتی طور پر وسیع ترامت (اسلامی برادری) سے جڑے رہے جس کا مرکز عرب دنیا میں ہے۔ صدیوں کی عیسائی حکمرانی کے دوران روابط اکثر منقطع ہو چکے تھے۔ گریناڈا نے ایک آزاد اسلامی معاشرے کی اکثر ظاہری علامات کو برقرار رکھا جیسے روایتی سماجی درجہ بندی، مذہبی اداروں اور ثقافتی اشرافیہ اور شمالی افریقہ کے

ساتھ تجارتی اور ثقافتی روابط۔ مسلمان اب بھی یہاں زیادہ تر عربی بولتے تھے گو سرحد کے قریب رہنے والے اکثر اسپانوی بھی بولتے تھے جب کہ تعلیم یافتہ طبقے نے کلاسیکی عربی برقرار رکھی جو اعلیٰ ثقافت اور تعلیم کی روایتی زبان تھی۔ شمالی افریقہ اور گریناڈا سے جغرافیائی قربت کے لحاظ سے والینسیا میں عربی بڑے پیمانے پر بولی جاتی تھی۔

کاستیہ میں مودیجر آبادی نے عیسائیوں کی حکمرانی میں تین سو سال سے زیادہ عرصہ گزارا تھا جن میں سے اکثر صرف کاستیہی یا گھٹیا بازاری عربی بولتے تھے. اسلام کے دینی اور ثقافتی، کتابوں یا خطاط کے بغیر، مدارس اور مزید مطالعہ کے مواقع کے لئے اسلام کے سرچشموں سے کٹنے کے باوجود مسلسل بقا کی بڑی وجہ مقامی اماموں اور فقہاء (مذہبی اساتذہ) کی انتھک کوششیں تھیں جنھوں نے آبادیوں کی مقامی مساجد میں مذہبی اور ثقافتی تعلیم کی ذمہ داری قبول کی۔ یہ ایک مشکل کام تھا جو اکثر فی البدیہیت اور سمجھوتہ کا مطالبہ کرتا تھا۔ سامعین جو قرآن کی مقدس زبان نہیں بول سکتے تھے ان کے لئے مبلغین کو اسلامی مذہبی نظریے کی ترسیل کی خاطر مجبوراً اسپانوی میں لکھنا اور تبلیغ کرنا پڑا۔

کچھ مسلم مذہبی علماء نے سوال کیا کہ کیا مسلمانوں کو عیسائیوں کی سرزمین، دارالحرب "دشمنی کا منطقہ" میں رہنا چاہیے ؟ یا ان سے دارالاسلام، یا "اسلام کا منطقہ" میں واپس آنے کا مطالبہ کیا جائے۔" تیرہویں صدی کے اسپانوی مسلمان عالم ابن جبیَر نے لکھا۔ "خدا کی نظر میں مسلمان کا کافر ملک میں رہنے کے لیے کوئی عذر نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ گذرتے وقت، جب مسلمانوں کی سرزمینوں میں راستہ صاف ہو۔ پندرہویں صدی کے آخر میں اوران کے مفتی ال ونشریشی نے ایک فتویٰ (مذہبی حکم) میں اپنے ہم مذہبوں کو اسپانیہ چھوڑنے کا حکم دیا اور نہائت واضح طور پر اعلان کیا کہ "کافروں کے درمیان گندگی اور غلاظت کی وجہ سے ایک دن کے لیے بھی رہنا جائز نہیں تھا۔"

بہت سے اسپانوی مسلم شاید اس مخصوص فتولے سے واقف نہ ہوں لیکن اس کے باوجود وہ مذہبی حکم امتناعی سے واقف تھے کہ وہ مسلم مملک میں رہیں۔ انہوں نے ملک کیوں نہ چھوڑا؟ بہت سے اس قدر غریب تھے کہ گھر بار چھوڑ کر ایسے سفر پر چل نکلنے کے قابل نہ تھے جبکہ دوسروں پر عیسائی حکمرانوں کی طرف سے ملک چھوڑنے پر قدغن تھی۔ چند مسلمانوں کے عقیدہ میں دارالحرب میں ان کی مسلسل موجودگی کی معقول وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ عیسائی حکمرانی سدا نہیں رہے گی۔ غالب اکثریت نے شاید اپنی مذہبی ذمہ داریوں اور حالات حاضرہ کے درمیان ایسا ہی سمجھوتہ کیا جو ہم عصر یورپ میں رہائش پذیر مسلمان اکثر ایک بہت مختلف تناظر میں اپنانے پر مجبور ہیں۔ تمام اسپانوی

مسلم اس قدر متقی تو نہ تھے لیکن سب پر جوش مومنوں پر دیگر ذمہ داریاں بھی تھیں۔ وہ مسلمان تھے لیکن عیسائی حکمران کی رعایا بھی تھے، مسیحی آقاوں کے لگان دار، اپنی برادریوں کے ارکان، پڑوسی اور خاندان کے افراد جن کے افق اکثر وہیں تک محدود تھے جہاں وہ رہائش پذیر تھے۔ اسپانوی آج بھی اکثر اپنے مخصوص علاقوں سے لگاؤ ظاہر کرتے ہیں جو دیگر ممالک سے آنے والوں کو حیران کر دیتا ہے۔ قرون وسطیٰ میں یہ مقامی انسلاک، مسلمانوں اور عیسائیوں کیلئے اس سے بھی زیادہ واضح تھا۔

عیسائی معاشرے کے بیچ میں جہاں دشمنی اور کینہ سے لیس رواداری تھی، مسلمانوں کے لیے تب بھی ممکن تھا کہ ایسے وسیع تر اسلامی دنیا کے جہان اصغر میں رہ سکیں تاوقتیکہ انہیں اپنے عقیدے پر عمل کرنے کی اجازت ہو۔ سیبیہ، قرطبہ، زاراگوزا اور تولید و جیسے بڑے شہروں میں ان کے اپنے پڑوس تھے جہاں وہ اپنی خصوصی بند اور اندرونی صحن کے ارد گرد بنی دیوار کے اندر کی طرف سامنا کرتی ہوئی گلیوں میں رہتے تھے، وہیں ان کی مساجد، حمام اور قبرستان تھے جہاں ان کے آباؤاجداد دفن تھے۔ آراگون اور والینسیا کے عیسائی جاگیر داروں اور چھوٹے حکمرانوں کی وہی زمینیں جوتیں اور کاشت کیں اور ان ہی مالکوں کی والدین اور دادادادی کے طور پر خدمت کی۔

عیسائی حکمرانی ہر جگہ جابرانہ نہ تھی۔ پندرہویں صدی میں گریناڈا کے مسلمانوں پر ٹیکس در حقیقت عیسائی سلطنتوں میں مسلمانوں پر ٹیکس سے زیادہ تھے جس کی بنا پر بوعبدل اور اس کا خاندان اپنی رعایا میں بہت غیر مقبول تھا۔ اسپانیہ کے کچھ حصوں میں عیسائی قوانین خصوصاً جرائم کے معاملات میں شرعی ضابطہ سے زیادہ نرم تھے۔ مسلمانوں نے بعض اوقات اسی لئے اپنے مقدمات ہلکی سزاؤں کے حصول کے لیے عیسائی عدالتوں میں منتقل کروانے کی کوشش کی۔ عیسائی معاشرہ میں اگرچہ مسلمان عموماً ایک غیر اہم گروہ تھے وہ مکمل طور پر بالکل الگ نہیں تھے۔ مسلمان کاریگروں اور صدر معماروں نے عیسائی گرجاگھر تعمیر کئے۔ کسان اور دہقان عیسائی منڈیوں میں اپنی پیداوار لاتے تھے۔ چودھویں صدی میں آراگون کے شہر تیروایل میں مسلمان، عیسائی اور یہودی اس قدر قریب تھے کہ مقامی مورخ اور محافظ خانے کے انتونیو فلوریانو نے اس دور میں تینوں عقائد کے اراکین کے درمیان "پر تپاک، تقریباً برادرانہ" تعلقات پر تبصرہ کیا۔

بہت سے مسلم الاندلس کی یادرفتہ کو محسوس کرتے ہوں گے لیکن تیرہویں صدی کے آخر میں مُدجّنی (سکونت کیلئے اجازت یافتہ) بغاوتوں کے بعد عیسائی حکمرانی کے خلاف شدید مزاحمت دم توڑ چکی تھی۔ گریناڈا کی جنگ کے دوران فردیناند اور ازابیلا کی فوجوں میں بھرتی کیلئے تمام یورپ سے عیسائی آئے لیکن آخری آزاد آئیبیرین مسلم

سلطنت کی لڑائی میں مدد کیلئے مواز نتاً اسپانیہ کے اندرون وبیرون سے مسلم رضاکاروں کی کوئی کمک نہ آئی۔ مسلم اتحاد کلیتاً غائب نہیں تھا اور کچھ ویلنسیائی مسلمانوں نے نصریوں کی مدد کے لیے رقم اکٹھی کی لیکن اسپانیہ میں مسلم آبادیوں کا بہت زیادہ بکھراؤ فاتحین کا مقابلہ کرنے سے قاصر تھا اور زندہ بچ جانے والے وہاں حتیٰ المقدور مزاحمت سے باز رہے جو حکمرانوں سے قطع نظر اب بھی ان کا آبائی وطن تھا۔

رواداری کا درپردہ مطلب ہمیشہ اس چیز سے جذباتی بیزاری ہے جو برداشت کی جارہی ہے اور پندرہویں صدی کا اسپانیہ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں تھا۔ اسپانوی مسلم عیسائیوں سے نہ صرف عبادت کے طریقوں میں منفرد تھے بلکہ ان قوانین اور ممنوعات میں بھی جو ان کی مذہبی اور ثقافتی روایات نے ان پر مسلط کر رکھے تھے۔ انہیں عیسائیوں کے برعکس شراب پینے سے منع کیا گیا تھا، اگرچہ بہت سے اس حد تک چڑھاجاتے تھے کہ عیسائی اسپانیہ میں مسلم شراب نوشی کو ایک سنگین سماجی مسئلہ سمجھا جاتا تھا۔

انہیں خنزیر کا گوشت اور دوسرے مخصوص جانور کھانے سے منع کیا گیا تھا جنہیں عیسائی کھا سکتے تھے۔ وہ جانور کو اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کرتے تھے۔ عیسائی پکانے کیلئے سؤر کی چربی جب کہ مسلمان زیتون کا تیل استعمال کرتے تھے جس سے ان کے گھروں سے مختلف قسم کی بو آتی تھی۔ عیسائی دستر خوان پر جبکہ مسلمان زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ وہ عربی یا الگرابیا (غلط زبان) بولتے تھے جسے بہت کم عیسائی بولتے یا سمجھ پاتے تھے۔ بچوں کے مسلم نام جن کا تلفظ عیسائیوں کیلئے مشکل تھا۔

عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان جلد کے رنگ اور جسمانی ساخت میں واضح فرق نہیں تھا۔ پندرہویں صدی کے اسپانیہ میں بہت سے سیاہ فام افریقی تھے جن میں سے کچھ غلام یا مسلمانوں اور عیسائیوں کے سابقہ غلام تھے۔ اکثر عیسائی حوالہ جات سے "سفید مور" یا "چمپئی مور" سے معلوم ہوتا ہے کہ جلد کا رنگ کلیدی عنصر نہیں تھا۔ مسلمانوں اور عیسائیوں میں واضح بصری فرق متعین ملبوسات تھے لیکن ان میں تمیز بھی فیصلہ کن نہ تھی۔ گریناڈا کی فتح سے قبل مرد روایتی موری لباس جیسے جھاڑ و پھیرتے لباس، پگڑیاں، اور ٹوپی دار چغے پہنتے تھے لیکن مسلم اعلیٰ طبقے میں عیسائی فیشن بھی مقبول تھے۔ 1529 میں جرمن مصور کرسٹوف وائیٹس نے اسپانیہ کی "کاسٹیوم بک" شائع کی جس میں زمرہ پیش کرنے والے موری موسیقاروں اور ایک رقاص کی دلکش تصویر شامل تھی جس میں سبھی نے عیسائی تنگ قسم کی پینٹیں پہن رکھی تھیں۔

فردیناند 1482 کے والینسیا میں صریحاً "دو آبادیوں کے درمیان واضح فرق کی غیر موجودگی پر کافی فکر مند تھا جس پر اس نے مسلمانوں کو صرف نیلے رنگ کے کپڑے پہننے کا حکم دیا۔ اس نے چار سال بعد پھر شکایت کی کہ مسلمان اب بھی "عیسائیوں کی طرح، اور ان میں بہت سے لوگ ریشمی کپڑے، چست مردانہ صدری اور عمدہ لباس پہنتے تھے۔

مردوں کے مقابلتاً وضع قطع سے مسلم خواتین بہت جلد پہچانی جاتی تھیں اور سولہویں صدی میں اسپانیہ کا دورہ کرنے والے یورپی مسافروں کیلئے بشمول وائیٹس اور فلیمش نقاش جارج ہوئیفنا گل، ان کے ملبوسات مسلسل دل کشی اور حیرت کا باعث تھے۔ واٹس کی کندہ تصاویر میں ننگے پاؤں موری خواتین کو ڈھیلی ڈھالی چٹلّا دار پتلون اور لمبا کوٹ پہنے دکھایا گیا ہے، ایک سفید نقاب سمیت جو عوام میں ان کا سر اور چہرہ ڈھانپ سکے۔ اسپانوی عیسائی اکثر مسلم مردوں کے سادہ اور مستورات کے زیورات اور زرق برق ملبوسات کے درمیان فرق سے متاثر تھے جب کہ اس کے برعکس ان کی عیسائی خواتین سے افسردہ لباس متوقع تھا۔ بہت سی موری خواتین کو ذاتی آرائش کا شوق تھا جیسے دون کی آتی کی کیپٹر زٹیل''، میں ایک عیسائی راوی نے الجزائری زوریدہ کی خوبصورتی بیان کی۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ اس کے پیارے گلے، کانوں اور سر پر اس کے سر کے بالوں سے زیادہ موتی آویزاں تھے۔ اس کے ٹخنوں پر جو موری فیشن کے مطابق ننگے تھے، پاؤں کے لیے بہت سے جڑاؤ ہیروں کے خالص ترین سونے کے کنگن اور کڑوں کے سیٹ تھے — اس نے مجھے بعد میں بتایا کہ اس کے والد نے ان کی مالیت دس ہزار ڈالر لگائی تھی اور اتنی ہی مالیت کا اس نے جو کچھ کلائیوں پر پہن رکھا تھا۔

اگر اس غیر ملکی لباس نے عیسائی مردوں کی موری خواتین کی طرف جنسی رغبت میں اضافہ کیا تو امن کے اور خصوصاً جنگ میں عیسائی لالچ نے ان لوازمات کی تصوراتی دولت کو بھی بیدار کیا جب ان کے کپڑے اور زیورات کو اکثر مال غنیمت سمجھ کر لوٹ لیا جاتا تھا۔ اسپانوی کلیسا کے لوگ خواتین کی ایسی بیہودہ حرکت کو ناپسند کرنے کے علاوہ اس حقیقت سے وحشت زدہ بھی ہوئے کہ بہت سی موری خواتین نے اپنے جسموں کو بھی آراستہ کیا، خواہ وہ ان کے بالوں کے گندھے ہوئے انداز تھے یا مہندی کے پیچیدہ ٹیٹو جن سے انہوں نے اپنی ٹانگوں، ہاتھوں اور پاؤں کو منقش کر رکھا تھا۔ جسم کے متعلق ایسے رواج ایسے رویہ کی عکاسی کرتے تھے جو دنیاوی زندگی کے حقیر راہبانہ انداز سے بہت مختلف تھا جسے کلیسا نے اہمیت دی تھی اور اس سے کبھی کبھی کشش اور بغاوت کا ایک عذاب آمیز مرکب پیدا ہوتا تھا جو نئی دنیا کے " ننگے "ہندوستانیوں کے متعلق اسپانوی رویوں سے مختلف نہیں تھا۔

ایک ثقافتی عمل جو کلیسا کیلئے خصوصاً خوفناک تھا وہ مسلمانوں کا حماموں کیلئے شوق تھا۔ قرون وسطیٰ میں مسلم حمام بہت سے اسپانوی قصبوں کی خصوصیت بن گیا تھا اور عیسائی حکمرانوں نے یہودیوں اور عیسائیوں کو مختلف دنوں میں حماموں میں جانے کی اجازت دی تھی۔۔ اسپانیہ اور یورپ میں پندرہویں صدی کے بعد رضاکارانہ حماموں کو دبا دیا تھا۔ یہ تبدیلی جزوی طور پر اس اسپانوی عقیدہ کی وجہ سے تھی کہ نہانے سے جلد کے مسام کھل جاتے ہیں جس سے طاعون کے خلاف جسم کا دفاع کمزور پڑ جاتا ہے۔ یہ بھی ایک وسیع پیمانے پر عکاسی ہے کہ حماموں اور عصمت فروشی اور

بے حیائی کے درمیان تعلق ہے۔پندرہویں صدی کے اسپانیہ میں مرد و عورت کیلئے اگرچہ الگ دن مقرر کیے گئے تھے لیکن پھر بھی غیر قانونی جنسی تعلقات کے لیے حماموں کو اکثر ملاقات کی جگہ سمجھا جاتا تھا۔

کچھ عیسائی مسلمانوں کے غسل کے شوق کو موری جنسیت اور غیر مہذب ہونے کا اظہار سمجھتے تھے،ایک ایسا تاثر جو بلاشبہ سترہویں صدی کے کلیسیائی مورخ فرانسسکو برمودیز دی پیڈرازا کی وضاحت کرتا ہے کہ غرناطی مسلمانوں کے''دسمبر میں بھی"نہانے پر برہم ہو کر مذمت کرتا ہے۔نہانے کو زنانہ اور غالباً ہم جنس پرستی سمجھا جاتا تھا—جیسے کچھ عیسائیوں کی سرگرمی،جیسے پندرہویں صدی کے وقائع نگار فرنانڈو دی پلگر نے گریناڈا کی جنگ کے دوران الحاما میں شکست کو مسلمان کے حماموں سے منسوب کیا جو ان کے جسموں میں ایک خاص نرمی"کا باعث بنے۔ عیسائی کی حمام سے نفرت بھی اسلامی مذہبی رسم پر مبنی تھی۔چند اسپانوی مسلم نماز سے پہلے نہ صرف ہاتھ دھوتے تھے بلکہ تمام جسم کا وضو کرتے تھے جس میں وہ اعضاء بھی شامل تھے جنہیں کلیسا نے احتیاط سے"شرمناک حصے"کہا۔

اسپانیہ کے حکمرانوں کے لیے پندرہویں صدی میں کافی عرصہ تک ثقافتی اور مذہبی تفرق کا ایسا نشان ترجیحی نہیں تھا۔ایسے اختلافات ناپسندیدہ یا نامنظور تو ہو سکتے ہیں لیکن کلیسائی اور لامذہب حکام عموماً انہیں برداشت کرنے کے لیے تیار تھے،اس شرط پر کہ مسلم رسم و رواج عیسائی معاشرے کے رگ وپے میں بیجا سرائت نہ کر جائیں۔اکادکا جبر کے علاوہ عیسائی اصولوں کو مسلم آبادی پر مسلط کرنے کی کوئی منظم کوشش نہیں کی گئی۔1391-1412 کے انقلابات کے دوران گو کچھ مسلمانوں کو مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کیا گیا تھا۔انہوں نے اتنی تعداد میں کبھی ایسا نہیں کیا کہ عیسائی معاشرے کے اندر ایک وجودی خطرے یا خرابی کا جواز بنے۔اسپانوی مسلمان اسپانیہ میں کمزور اور بلا دفاع اقلیتیں ہو سکتے ہیں لیکن یہودیوں کے برعکس وہ ثقافت اور مذہب کے ذریعے مسلم ریاستوں سے حقیقتاً منسلک تھے جن کی سیاسی اور فوجی طاقت تھی جو نظریتاً عیسائیوں کے خلاف استعمال کی جا سکتی تھی۔آراگون اور ویلنسیا کے مسلمانوں کو ان مقامی شرفاء کی طاقت و رحمائت بھی حاصل تھی جنہیں عیسائیت میں تبدیل کرنے کے بجائے ان سے زیادہ فائدہ اٹھانے کیلئے زیادہ تشویش تھی۔

پندرہویں صدی کے دوران اسپانوی حکمران ظلم و ستم روا رکھنے کے بجائے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان جبر کے بجائے علیحدہ کرنے سے فاصلہ برقرار رکھنے کیلئے فکر مند تھے جس وجہ سے انہیں الگ الگ علاقوں میں رہنے کا حکم دیا گیا۔1412 میں کاتالینا کے الگ الگ رکھنے کے قوانین مسلم اور یہودیوں کیلئے تھے جیسا کہ کاستیہ میں عیسائیوں،یہودیوں اور موروں کی مشترکہ زندگی میں مسلسل میل جول کی وجہ سے متوقع"ناخوش گواری اور بڑے

نقصان" کو روکنے کے لئے "ازابیلا نے حکم نامہ جاری کیا۔ فردیناند اور ازابیلا نے جب گریناڈا پر چڑھائی کی تو بقیہ اسپانیہ میں مسلمانوں کی آبادی کو قرون وسطیٰ کے عیسائی پیش روؤں کے ساتھ رہنے کی اجازت جیسے معاہدوں کی وجہ سے تحفظ حاصل تھا۔ متحدہ عیسائی اسپانیہ میں یہ انتظامات کتنے درست تھے جو یہودی آبادی کو مزید رہنے کی اجازت دینے کے لیے تیار نہ تھے؟

جنگ کے فوراً بعد اسپانیہ کے حکمرانوں کے ارادے مسلم رعایا کے متعلق بالکل واضح نہیں تھے اور اکثر متضاد نظر آتے تھے۔ فردیناند اور ازابیلا نے 1597 میں شادی سے پہلے مذاکرات کے دوران پرتگالی بادشاہ کو اپنی بیٹی کا ہاتھ دینے سے قبل پرتگال سے مسلمانوں اور یہودیوں کو ملک بدر کرنے کا پابند کیا، لیکن ان مسلمانوں کو کاستیہ میں سے ہو کر جانے کے علاوہ وہاں سکونت پذیر ہونے کی اجازت بھی تھی۔ پرتگال میں مسلم آبادی کی بیخ کنی کے بعد کیتھولک فرماں رواؤں نے اپنی قلم روؤں میں ملحدین کی تعداد میں اضافہ کیا۔ کیا یہ واضح تضاد قلیل المدت معاشی فائدہ حاصل کرنے کی مذموم کوشش تھی کہ عنقریب ان مسلمانوں کو یہودیوں کی طرح ویسے ہی انتخاب کا سامنا کرنا پڑے گا یا اس نے مذہبی رواداری کے لیے طویل المدت وابستگی کا اشارہ کیا؟ عیسائی اسپانیہ کا مسلمانوں کے حالیہ حصول میں ان سوالات کے جوابات کی وضاحت کیلئے صدی کے آخر تک انتظار کرنا پڑا۔

4

جاں بلب وعدے: گریناڈا 1492 - 1500

کیتھولک بادشاہ بظاہر مکمل طور پر گریناڈا کی نئی مملکت میں مسلمانوں کی مستقل موجودگی کا پابند دکھائی دیتا ہے۔ یہ عزم نومبر 1491 میں بوعبدل کے معاہدے میں خصوصاً نہائت کریم النفسی سے ہتھیار ڈالنے پر شامل کیا گیا تھا۔ مسلم آبادی کو ان کی زمینوں، جائیدادوں اور آمدنی کی دائمی ضمانت دی گئی تھی۔ انہیں شمالی افریقہ میں ہجرت کرنے اور بعد میں ارادہ بدلنے پر اسپانیہ واپس آنے کی اجازت بھی تھی۔ معاہدے میں یہ بھی واضح کیا گیا تھا کہ گریناڈا میں جن "ججوں، میئروں اور گورنروں" کو حاکم مقرر کیا گیا ہے "یہ وہ لوگ ہوں گے جو موروں کا احترام کریں گے اور ان کے ساتھ مشفقانہ سلوک کریں گے۔

مذہب کے سوال پر کیتھولک شاہان بخوبی مصالحتی تھے، اعلان کیا: ان کے ملکان معظم اور ان کے جانشین شاہ ابی عدیلجی [بوابدیل] اور ان کے حواری، قاضی، مفتیان، فوجی رہنما، اچھے اشخاص اور تمام خورد و کلاں عام لوگ اپنے

مذہب کے مطابق رہیں گے۔ان سے ان کی مساجد چھیننے کی اجازت نہیں ہو گی، نہ ان کے مینار اور نہ مؤذن اور نہ ہی وہ متبرک مقامات یا اوقاف میں مداخلت کریں گے جو ایسے مقاصد کے لیے ہیں اور نہ ہی ان کے استعمال اور رسم و رواج میں خلل ڈالیں گے۔

ان وعدوں کو ایک مشترکہ میونسپلٹی کے قیام سے تقویت ملی جس میں مسلم آبادی کو گریناڈا شہر کی کونسل کے لئے اپنے نمائندے چننے کی اجازت تھی۔ یہ سب کچھ مسلم گریناڈا اور اس کے نئے حکمرانوں کے درمیان ایک طویل المدتی بقائے باہمی کے لیے پیش آگاہی لگتی تھی۔ کیا یہ نیا انتظام واقعی مستقل ہو گا؟ اس پر سوالیہ نشان تھا۔ اس کے ابتدائی دور میں ہی سولہویں صدی کے غرناطوی مورخ لوئیس دی مارمول کارواہل کے مطابق فردیناند پر اسپانوی کلیسائی پیشواوں نے زور ڈالا کہ "اسپانیہ سے محمد کے نام اور فرقے کی بیخ کنی کی جائے اور" اسپانوی مسلمانوں کو بھی یہودیوں جیسے انتخاب یعنی جلا وطنی یا بپتسمہ کا حکم دیا جائے جس کا آغاز گریناڈا سے ہو۔ فردیناند نے مارمول کے مطابق ان مطالبات کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ ایسی پالیسی "دوبارہ جنگ میں واپسی" کے مترادف ہو گی وہ جب کہ اسپانیہ سے باہر "دیگر فتوحات" میں مصروف تھا۔ اس نے بقول مارمول اس امید میں عدم مداخلت کی حکمت عملی منتخب کی کہ "گھریلو مواصلات کے ذریعے، عیسائیوں کے ساتھ، مذہبی معاملات پر بحث و مباحثہ کے ذریعے مسلمان اپنی غلطی سمجھنے کے بعد چھوڑ جائیں گے اور صحیح عقیدے کا علم ہونے پر اسے قبول کریں گے جیسے بہت سی دوسری وحشی قوموں نے ماضی میں کیا۔

یہ تدریجی نکتہ ء نظر بنیادی طور پر معاشی اور امن وامان کے تقاضوں کے تحت ہوا۔ فردیناند دس سال کی جنگ کے بعد خواہش مند تھا کہ گریناڈا پر عیسائیوں کے تسلط کو مضبوط کر کے مسلم آبادی کو آمدنی کے ذرائع میں تبدیل کیا جائے۔ گریناڈا کی جنگ کے سابق فوجیوں کو گوز مینوں اور مسلم لگان داروں سے نوازا گیا لیکن عیسائی فتح نو کے فوراً بعد عیسائی ہجرت بہت کم رہی۔

نئی تقسیم میں مسلم آبادی کے مسلسل تعاون کی پالیسی کو یقینی بنانے کے لیے اعتدال ضروری تھا۔ اس مقصد کے لیے گریناڈا کی نئی انتظامیہ کو نئی بادشاہی کا علم رکھنے والے تجربہ کار عیسائی منتظمین سے بھر دیا گیا، جیسے شاہی سیکرٹری خرناندو دی ظفرا، جس نے ہتھیار ڈالنے کے معاہدے کئے اور گا ہرتادوی میندوزا، تیندیلا کا نواب، جسے کپتان جنرل مقرر کیا گیا۔ ایک عہدہ جو تقریبا وائسرائے اور گورنر جنرل کے برابر تھا۔ ایک طاقتور مینڈوزا قبیلے کی

نسل، اسپانوی نشاۃ ثانیہ کا عظیم خاندان، تینڈیلا نے الحمرا میں واقع ایک چھوٹے محافظ فوجی دستے کی صدارت کی اور مقامی مسلم اشرافیہ کے ساتھ خوشگوار تعلقات برقرار رکھے۔

خرناندو دی تالاویرا کی تقرری میں بھی مفاہمت کی پالیسی کی جھلک تھی، ہائرونومائٹ خانقاہی سلسلے میں سینٹ جیروم کا ایک فقیر اور ازابیلا کا سابق شاہی اعتراف گناہ قبول کرنے والا، گریناڈا کے اسقف اعظم جیسے اہم عہدے پر مقرر ہوا۔ عیسائی۔۔ یہودی اصل کا اور ساٹھ کے پیٹے میں جب اس نے تاریخی نئی تقرری اپنی درخواست پر لی۔ تالاویرا اپنے تقویٰ اور اعتدال کے لیے مشہور تھا۔ اس نے 1480 میں ایک متنازعہ مذہبی رسالہ بنام کاتو لیکا ایمپگنا سیون لکھا کہ "بدعتیوں کو درست کرنے کیلئے سزاؤں اور کوڑوں کے علاوہ کیتھولک استدلال کی بھی ضرورت ہے۔

یہ مؤخرالذکر پر زور تھا جس نے اپنے نئے کلیسائی حلقے کی مسلم آبادی کے علاج کا تعین کیا۔ تلاویرا نے گریناڈا میں تفتیشی عدالتیں متعارف کرنے کی مخالفت کی۔ مسلمانوں کو عیسائیت کی طرف راغب کرنے کیلئے خوف کے بجائے "کلام، کتاب اور مثال" کے ذریعہ کو ترجیح دی۔ وہ اپنے اصولوں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے اپنے دور اقتدار کے آغاز سے ہی نکل کھڑا ہوا۔ ہر ہفتے اور کبھی کبھی اسی دن کئی ایک وعظ دینے کیلئے مسلم اجتماعات کو خصوصاً مدعو کرتا تھا۔ اس نے شہر کے البائیسین علاقے میں نجی "نظریہ کے مدارس،" قائم کئے جہاں اس نے مترجم کے ذریعے فردا'' فردا'' اور مسلم الفقہاء کے چھوٹے گروہوں کو تبلیغ کی۔ یہ کوششیں بنیادی طور پر مسلم اشرافیہ کیلئے، اوپر سے نیچے کے عمل، پر مرکوز تھیں کہ تبدیلیٔ مذہب شروع کرنے کی کوشش کریں۔ تلاویرا نے گریناڈا کے مسلمانوں کیلئے عیسائیت کو زیادہ دلکش بنانے کیلئے چند ممکنہ متنازعہ اختراعات کے ذریعے کوشش بھی کی۔ اس نے مسلمانوں کو سالانہ کارپس کرسٹی جلوسوں کے دوران زمبرا رقص اور عشائے ربانی کی رسم کے دوران چند عربی الفاظ استعمال کرنے کی اجازت دی۔ وہ اس پر بھی مصر ہوا کہ اس کے مبلغین عربی سیکھیں، اس عمل کو آسان بنانے کے لیے کاستیہی میں بنیادی عربی گرامر شروع کروائی۔ اس نے پیرانہ سالی کے باوجود خود زبان سیکھنے کی کوشش کی اور مبینہ طور پر دس احکام اور سوال۔۔۔ جواب نامہ سے عربی اقتباسات پڑھ سکتا تھا۔

ان کوششوں کا مقصد سماجی کلیسائی تفہیم کو وسیع کرنا نہیں تھا اور نہ ہی ذولسانیت کی بنیاد رکھنا۔ جی پیدرو دی الکالا، کاستیہی۔ عربی گرائمر کے مصنف نے اس کا مقصد بیان کہ یہ دستی کتاب "ان حالیہ مذہب تبدیل کرنے والوں کو تاریکی اور بہت سے اس برے، خبیث اور ملعون محمد سے پیدا ہونے والی غلطیاں نکالنے کے لیے تھی۔''[1] اگرچہ تلاویرا نے ایک موقع پر اعلان کرتے ہوئے سنجیدگی سے مسلمانوں کی تعریف کی کہ "ہمیں ان کا اخلاق اپنانا چاہیے اور

انہیں ہمارا ایمان، "وہ بھی اپنے دور کے کسی دوسرے عالم کی طرح "فرقہ محمدی" کو ختم کرنے کا خواہاں تھا۔ تلاویرا کے نزدیک غرناطوی مسلمانوں کو عیسائی بنانا انہیں مہذب بنانے کے مترادف تھا۔ برمودیزدی پیدرازا کے مطابق لاٹ پادری موری رئیسوں کو رات کے کھانے پر مدعو کیا کرتا تھا تاکہ ان میں عیسائی رسم ورواج سے "محبت" پیدا ہو سکے جیسے کرسیوں پر بیٹھنا، عیسائی کھانا کھانا اور "کاستیہی انداز میں لباس پہننا۔"

ایسا لگتا ہے کہ گریناڈا میں تالاویرا کا اس پدرانہ پن کی وجہ سے احترام کیا جاتا تھا. پیدرازا بیان کرتا ہے کہ تلاویرا کے سر پر ایک وعظ کے دوران "آگ کا گلوب" کیسے نمودار ہوا — ایسے معجزہ سے اسے مقامی مسلمانوں میں "عیسائیوں کے مقدس الفقیہ" کا قابل احترام لقب حاصل ہوا۔ 95 -1494 میں آسٹریا کے ایک ڈاکٹر بنام ہیرو نائینس منذر، جس نے اسپانیہ کے سفر کے دوران سابق امارات کا دورہ کیا اور اس کے سفر نامے میں مخلوط عیسائی۔۔ مسلم معاشرہ کی چند واضح وضاحتیں ہیں جو جنگ کے بعد کے دور میں ظہو پذیر ہوئیں۔ منذر نے چند غرناطوی قصبوں میں مسلم آبادی کی جگہ عیسائی آبادی دیکھی جس نے ان کی مساجد کو دوبارہ گرجاگھر بنادیا۔ حیرت زدہ منذر کے لیے دیگر علاقے مکمل طور پر اسلامی رہے۔

منذر کو غرناطوی "سیریسینز،" کے مذہبی طریقوں کا دشمن تھا لیکن وہ اسلامی دنیا سے مسحور بھی ہوا جو اسے اجنبی اور عجیب سی لگتی تھی۔ اس نے پیداواری اور زراعت میں مسلم آبادی کی قوت کی تعریف کی۔ منذر غرناطوی دارالحکومت سے خاصا متاثر ہوا اور اسے "دنیا کا سب سے بڑا شہر" قرار دیا۔ اس نے گریناڈا میں اپنی پہلی رات میں حیرت سے دیکھا کہ "شام کی اذان کے دوران مسجد کے میناروں سے غل غپاڑہ ناقابل تصور تھا۔" نڈر عیسائی سیاح تنگ، پن پتھر گلیوں میں گھومتا پھرا۔ البائیسین کی سڑکوں اور مسلم شرفاء کے شاندار محل نما مکانات کا مشاہدہ کیا جن میں شاندار باغات اور صنوبر کے درخت تھے، چھوٹے، بھیڑ بھرے مکانات جہاں آبادی کی اکثریت رہتی تھی اور اہل یہود کا سابقہ ضلع جو اخراج کے بعد کیتھولک بادشاہ کے حکم پر مسمار کیا گیا تھا۔۔

عیسائیوں کی موجودگی گو بڑھ رہی تھی لیکن گریناڈا زیادہ تر مسلمان رہا جہاں منذر نے مساجد کی گنتی دو سو سے زیادہ کی۔ ان میں ایک وہ بھی جس میں "اس قدر ہجوم تھا کہ نمازیوں نے گلیوں میں نماز ادا کی۔" منذر نے الحمرا میں عیسائی شہری محافظ دستوں کا دورہ بھی کیا جہاں البائیسین کے مسلمان کارکن مرمت کا کام کر رہے تھے۔ کیپٹن جنرل تیندیلا نے محل کے میدان میں اس کی تفریح کی جو موری انداز میں سبزہ زار میں ریشمی کپڑے پر بیٹھا تھا۔ وہ تلاویرا سے بھی ملا، اس نے اسے ایک "نیا سینٹ جیروم" بیان کیا جس نے "بہت سے سارسین کا مذہب تبدیل کروایا۔ "

منذر کے مروج اسلام کے متعلق بیانات لائق التفات نہیں۔ان میں گریناداسے باہر کے علماء اور جستجو کرنے والوں کی تنقیدوں کی جھلک نہیں کہ تالاویرا کے طریقوں سے نتائج کافی تیزی سے برآمد نہیں ہورہے تھے۔ گریناڈا کے اندر بھی تناؤ موجود تھا۔دارالحکومت میں پہلے سالوں میں ہتھیار ڈالنے کے بعد وہاں متعدد پر تشدد واقعات ہوئے بشمول ایک جس میں رہنماؤں کو گھوڑوں کے پیچھے باندھ کر گھسیٹا اور آبادی میں "ضروری خوف اور فرمانبرداری" پیدا کرنے کے لئے ان کے چار چار ٹکڑے کردیئے گئے۔

یہ کشیدگیاں اعلیٰ طبقے کے مسلم مہاجرین کے شمالی افریقہ کی طرف مستقل ہجرت کی وجہ بنی ہوں گی۔ بوعبدل 1493 کے موسم خزاں میں الپوخرّا پہاڑوں میں دیہی جاگیریں چھوڑ کر شمالی افریقہ سدھار گیا جہاں وہ کچھ سال بعد مر گیا۔اس کی پیروی میں الحسن الوازان جیسے رئیسوں کے خاندان نے بھی فیض کی طرف ہجرت کی جو جغرافیہ دان اور سیاح لیوافریقانس کے نام سے مشہور ہے۔اسے برسوں بعد بھی اپنے آبائی شہر کی چمکیلی ٹائلیں یاد تھیں،اس کے ختنہ کی تقریب پر دعوت اور رقص اور سفید المالافہ جو اس کی ماں نے پہنا تھا۔

شاہی سیکرٹری ڈی ظفرا نے 1495 کے موسم گرما میں اپنے حکام کو خط میں اس خروج پر اطمینان کا اظہار کیا اور دعویٰ کیا کہ "باقی ماندہ بھی ملک چھوڑ رہے ہیں جو ان کے ساتھ کسی سخت سلوک کی وجہ سے نہیں کیونکہ لوگوں کے ساتھ کبھی اس سے بہتر سلوک نہیں کیا گیا۔" اس نے اس سال کے 22 ستمبر کو مطلع کیا،" یہ سبھی نہائت پر سکون ہیں اور کاملاً آپ کی خدمت پر کمربستہ . . . .تاہم،میری خواہش ہے کہ وہ اتنی تعداد میں نہ ہوتے۔خدا کا شکر ہے یہ کسی شک کی بناپر نہیں لیکن پیچ کو معمولی سا کسنے سے عزت مآب کی سلطنتوں سے کم اہمیت اشخاص کو نکالا جاسکتا ہے۔ ایسا کوئی اشارہ نہیں کہ فردیناند اور ازابیلا کا اس وقت ایسا کوئی ارادہ تھا سوائے ان چند عارضی کوششوں کے کہ مسلم اشرافیہ کو ہجرت پر ابھارا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ موری رؤسا کا ہجرت جاری رکھنا یقیناً عیسائی حکمرانی کے تحت مستقبل میں گرتے اعتماد کی نشان دہی کرتا ہے۔

اسی عرصے میں عیسائی مہاجرین گریناڈا شہر میں آرہے تھے۔ نئی انتظامی مشینری جو نئی سلطنت میں قائم کی جا رہی تھی اس میں ٹیکسوں میں چھوٹ اور دیگر ترغیبات کے ذریعے حوصلہ افزائی کی وجہ سے دستکاروں اور چھوٹے کسانوں سے لے کر متوسط طبقے کے افسر شاہی نظام تک کے عہدوں کی تلاش میں تھے۔بہت سے مہاجروں کو ایسے نمونے سے بہت کم ہمدردی تھی جو باہمی سکونت کیلئے خصوصی مراعت یا اعتدال کے ذریعہ ان کے لاٹ پادری نے مفتوح آبادی کے لیے دکھائی،وہ جسے کافر سمجھتے تھے۔ان مہاجرین اور مقامی مسلم آبادی کے درمیان رابطہ پر دونوں

کے مذہبی رہنما چیں بجبیں ہوتے تھے جنہیں قربت میں چھپا تنازعہ اور متعدی وبا نظر آتی تھی۔ مارچ 1498 میں تلاویرا نے مسلمانوں کو جائیداد کرائے پر دینے، موری لباس، حماموں میں جانے یا مسلم قصابوں سے گوشت خریدنے سے عیسائیوں پر پابندی لگادی۔

ان ضوابط کے بعد شہر کو دو الگ حصوں میں تقسیم کرنے کے لیے ایک معاہدہ کیا گیا جس میں البائیسین کے ارد گرد اوپر کے علاقہ میں زیادہ تر گھنی مسلم آبادی تھی۔ 1499 کے موسم گرما میں کیتھولک بادشاہ اپنی سب سے بڑی فتح کے شہر کی جائے منظر دیکھنے کے لیے واپس آیا اور وہ جلد ہی اپنے ساتھ اس آدمی کو لایا جس نے مراعات ختم کرنے کے لیے سب سے زیادہ کام کیا۔

فردیناند اور ازابیلا کی سات سال کی غیر حاضری کے بعد گریناڈا میں آمد تھی۔ ہزاروں مسلمان خواتین سمیت پرجوش ہجوم نے استقبال کیا جس کا وقائع نگار الونسو دی سانتا کروز کے مطابق سفید المالاف کا "لائق صد ستائش" منظر پیش کیا۔ یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ انہوں نے جب الحمرا سے البائیسین کا علاقہ دیکھا تو فاتحین گریناڈا بھی اسلامی عبادات کے عوامی تاثرات سے اسی طرح متاثر ہوئے ہوں گے جو انہوں نے دیکھے اور سنے تھے۔ اس موسم خزاں میں فردیناند اور ازابیلا کے ساتھ گریناڈا میں تولیدو کا لاٹ پادری فرانسسکو جمینیز دی سیسنیروس شامل تھا۔ وہ 1436 میں پیدا ہوا اور اپنے عہد کی نمایاں اور غالب ترین شخصیات میں سے تھا۔ اس کا مشغلہ سیاست، مذہب اور فوجی فتوحات کو محیط تھا۔ تلاویرا کی طرح وہ ملکہ کا سابق اعتراف گناہ قبول کرنے والا اور نہائت متقی شخص تھا جس کا مذہبی جوش سنگ دلی اور جمود سے مملو تھا۔ وہ کسی بھی قیمت پر سمجھوتہ کرنے کے حق میں نہیں تھا۔ سیسنیروس عوامی زندگی میں نسبتا'' دیر سے شامل ہوا۔ یونیورسٹی آف سلامانکا میں قانون کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ کلیسا میں مشغول ہوا اور ایسا لگتا تھا کہ اعلیٰ کلیسیا ہی اس کا مقدر ہے۔ اسے اس وجہ سے قید کیا گیا کہ اس نے ایسے عہدے کیلئے ملاقات کا وقت لیا جس عہدے کیلئے اس کا اعلیٰ افسر کسی اور سے وعدہ کر چکا تھا۔ سیسنیروس نے خلاف ورزی کی سزا کاٹی اور بعد میں فیصلہ کیا کہ وہ فرانسسکن راہب بن کر دنیاوی معاملات سے مکمل کنارہ کشی اختیار کرے گا۔ وہ کچھ سال تولیدو کے قریب ایک مذہبی گوشہ نشینی کیلئے جنگلی علاقے میں، جہاں ایک چھوٹی سے عارضی پناہ گاہ جس میں ایک شخص بمشکل ہی گھس سکتا تھا، بطور سنیاسی رہا۔ پودوں پر گذر اوقات اور بالوں کی قمیض کے علاوہ کچھ نہ پہنا۔ اس نے شب و روز عبادت، روحانی غور و فکر اور نفس کو ذلیل کرنے کیلئے وقف کئے۔

ایسی سخت طرزِ زندگی جنونی مذہبی اسابیلا کو بھا گئی۔ اس نے 1492 میں اسے اپنا اعتراف گناہ سننے والا منتخب کیا۔ چھپن سالہ سنیاسی نے اس تقرری کو مذہبی فرض سمجھ کر قبول کیا۔ اس کی عورت ذات سے وحشت اس قدر تھی کہ اس نے عورتوں کے ساتھ ساجھی چھت کے نیچے سونے سے انکار کر دیا۔ پیٹر مارتیئر کے الفاظ میں، وہ سینڈل پہنے راہبانہ عادات لئے "بدو" جیسی زردی مائل مردہ سی شخصیت کا ستیبی دربار میں وارد ہوئی۔ ایک ہم عصری نقاشی اس کی گہری عقابی نظر کو ظاہر کرتی ہے، دھن کا پکا سر منڈا راہب، جس نے جلد ہی اپنے ان سیاسی مقاصد کے حصول میں ثابت قدمی اور آہنی مرضی ثابت کی جو اللہ تعالیٰ کی ذات کی عکاسی کرتے ہوں۔

سیسنیروس نے جلد ہی اپنی ذہانت کا مظاہرہ کیا جب اسے اسپانیہ کے منتشر خانقاہی سلاسل کی اصلاح کا مشکل کام سونپا گیا۔ ان میں بہت سے قرون وسطیٰ کے تقویٰ کے معیارات سے دور ہو کر اس قدر گر چکے تھے کہ وہ کھلے عام "بیویوں" اور لونڈیوں کے ساتھ رہتے تھے۔ سیسنیروس نے خچر پر سوار ہو کر ملکی خانقاہوں کا دورہ کیا اور ان گمراہ راہبوں پر اتنی طاقت کے ساتھ اپنا اختیار مسلط کیا کہ سینکڑوں بھٹکے ہوئے راہب نئے مطلوبہ تقاضے تسلیم کرنے کے برعکس اپنی خواتین سمیت اسپانیہ چھوڑ گئے۔ ازابیلا نے باصرار اس کی کوششوں کے صلہ میں کلیدی عہدے پر ترقی دے کر تولیدو کا اسقف اعظم مقرر کیا۔ اس نے اپنے شیوہ کے مطابق اپنا نیا عہدہ راہبانہ لباس اور سینڈل پہن کر کیا۔ وہ گو بعد میں پوپ کے اصرار پر روایتی ریشم اور سمور پہننے پر رضامند ہوا لیکن خوبصورت لباس کے نیچے بالوں کی قمیض پہننا ترک نہ کیا۔

سولہویں صدی کے اولیاء کا سوانح نگار الوار گومیز دی کاسترو کے الفاظ میں وہ ایسا آدمی تھا جس کا مزاج ایک مذہبی اعلٰے عہدے دار کے بجائے "جنگی جنون سے بھرا پڑا تھا۔" فردیناند اور ازابیلا نومبر میں شہر میں کام کرنے کیلئے تلاویرا کے ساتھ سیسنیروس کو چھوڑ کر سیبیہ واپس آئے جس کی وجوہات غیر واضح ہیں۔ تولیدو کے کلیسائی رئیس غرناطوی مسلمانوں کو تبدیل کرنے کے لیے ساتھی کے انجیلی بشارت کے طریقوں سے پر جوش نہیں تھا۔ اس نے ایک مرتبہ ان کے صحائف کے عربی تراجم کا موازنہ "سوروں کے آگے موتی ڈالنا" سے کیا۔ سیسنیروس نے الفاکیوں کے گروپوں کو منتخب کر کے تبلیغ کے ذریعے اپنی کوششیں شروع کیں جن میں گومز دی کاسترو کے مطابق اس نے "نرم اور ملنسار لہجہ" اختیار کیا۔ انہیں جیتنے کی کوشش میں رنگین ریشمی کپڑوں کے تحائف اور سرخ رنگ کی ٹوپیوں سے نوازنا شروع کیا۔

وہ جلد ہی ترقی کی سست روی سے بددل ہو گیا اور ضدی مسلمانوں کو جیل بھیجنا شروع کر دیا جہاں ان کے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا جو گومیز دی کاسترو کے الفاظ میں "طریقے جو درست نہیں تھے،" جب تک کہ وہ تبدیل ہونے پر متفق نہ ہوں۔ان قیدیوں میں سے ایک موری رئیس بنام زیگری ازاتور تھا جسے سیسنیروس نے ایک ٹھگ پادری کے حوالے کیا جو اپنے نام لیون کی نسبت سے شیر کے نام سے جانا جاتا تھا۔اس "شیر" کی صحبت کی سختی میں بیس دن کے بعد سیسنیروس کے سامنے زنجیروں میں جکڑا ذلیل اور غلیظ رئیس لایا گیا۔اس نے اعلان کیا کہ اللہ نے اسے خواب میں عیسائی بننے کا حکم دیا۔ سیسنیروس نے فوری طور پر زیگری کو پاک صاف کروا کر سرخ لباس پہنایا اور اسے بپتسمہ کے چشمہ پر لے گیا جہاں اس نے عیسائی نام گونزالو فرنانڈیز زیگری اپنایا۔

اس کامیابی سے جری ہو کر سیسنیروس نے فخر کرتے ہوئے اپنی کوششیں تیز کر دیں، دسمبر میں پوپ الیگزینڈر ششم کے پاس ڈینگ ماری کہ ایک دن میں تین ہزار موروں نے مذہب تبدیل کیا۔مذہبی تبادلوں کی تعداد اتنی بڑی تھی کہ بعض اوقات مسلمانوں کو بپتسمہ کیلئے چشمہ پر لے جانے کے بجائے ان پر مقدس پانی چھڑکنے پر اکتفا کی۔تولیدو میں سیسنیروس نے جب اپنے کلیسا کی کونسل کو مشورہ دیا کہ یہ مذہبی تبادلے خصوصی مراعات کے معاہدوں کی خلاف ورزی ہو سکتے ہیں تو مہالاٹ پادری نے بلا معذرت اعلان کیا کہ "اگر کفار نجات کے راستے کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتے تو انہیں اس کی طرف گھسیٹنا پڑتا ہے۔'' سیسنیروس کی نظر میں شکست خوردہ کافر دشمن پر تبدیلیٔ مذہب بنیادی طور پر فتح کی مسلط کردہ ذمہ داری تھی۔اس نے ایک خط میں اپنے کلیسا کے ساتھیوں کو بتایا کہ اسے گریناڈا کے مسلم مذہبی رہنماؤں نے "شہر کی کنجی کی مانند،'' سنکھ اس کے حوالے کئے وہ جنہیں اذان کے لیے استعمال کرتے تھے۔گریناڈا کے سبھی مسلمان نئے نظام کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ سیسنیروس کی کوششوں نے بہت مختلف ردعمل پیدا کیا۔

مزاحمت کی پہلی نشانیاں البائیسین کے کاریگروں، درزیوں اور ریشم کے کارکنوں کے اس تنازعہ پر نمودار ہوئیں کہ عیسائیوں کے اسلام قبول کرنے والوں کو ایلچیں کے نام سے جانا جاتا تھا جو عربی لفظ الج (غیر ملکی) کا لفظی ترجمہ ہے۔عقیدہ بدلنے والا عیسائی اور مسلمان یکساں طور پر ایک مرتد تھا؛ ان کی طرف عیسائیوں کا رویہ مسلم۔۔عیسائی کے متعلق 1487 میں ملاگا کے محاصرے کے ایک ہولناک واقعہ کے بعد سے واضح ہو گیا تھا جب ایک عیسائی گروہ نے اسلام قبول کرنے والوں کو صلیبوں سے باندھ کر ایک ظالمانہ طریقے سے نیزہ بازی کے مقابلوں کی شکل میں بانس کے تیروں سے مارا، جیسے گھڑ سوار ایک دوسرے کو بانس کی چھڑیوں سے ضربیں لگاتے ہیں۔

غرناطوی مسلم بنے عیسائی مراعات کی مخصوص شقوں کے ذریعہ ایسے سلوک سے محفوظ تھے جن میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ مذہب تبدیل کرنے والے جو "مور بن چکے ہیں" انہیں مرضی کے خلاف عیسائیت میں واپس آنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

ان معاہدوں کے باوجود ایسے مذہب تبدیل کرنے والوں سے عیسائی علماء مسلم مذہبی حکام کی موجودگی میں "سوال" پوچھنے کے مجاز تھے۔ سیسنیروس نے اس خامی سے فائدہ اٹھانے کے لئے جلدی سے نومسلموں کو دفتر بلا کر دھونس جمانا شروع کی کہ پھر سے عیسائی بنو، بصورت دیگر جیل جاؤ۔ سیسنیروس کی کوششیں اکثر مسلمانوں سے شادی کرنے والی عیسائی خواتین پر توجہ مرکوز تھیں جس پر مسلم آبادی کو خصوصاً غصہ آیا جسے انہوں نے مقدس گھریلو جگہ پر حملہ کے مترادف سمجھا۔ سیسنیروس نے 18 دسمبر کو ایک نوجوان مسلم۔۔عیسائی خاتون کو پوچھ گچھ کیلئے البائیسین لانے کیلئے سپاہی بنام ویلاسکو دی بیریونیو اور ایک مددگار کو بھیجا۔ یہ اہل کار ایک چوک سے گزر رہے تھے جب ان کے قیدی نے چیخنا شروع کر دیا کہ اسے عیسائی بننے پر مجبور کیا جا رہا تھا۔ سیسنیروس کے اہلکاروں کو منٹوں کے اندر ایک مخالف ہجوم نے گھیر لیا اور بیریونیو کو کھڑکی سے ایک پتھر گرا کر ہلاک کر دیا جبکہ مددگار شخص کو ایک مقامی مسلمان خاتون نے چارپائی کے نیچے چھپا کر بچایا۔ پچھلے دو ماہ سے ابلتا غصہ اب بغاوت بن کر پھٹ پڑا۔ البائیسین کے باشندوں نے اپنی گلیوں میں رکاوٹیں کھڑی کیں اور چھپائے ہوئے سامان سے اسلحہ بنانا شروع کر دیا۔ شہر کی مسیحی آبادی اور اس کے چھوٹے سے محافظی دستے کیلئے یہ ایک نازک لمحہ تھا جب ایک بپھرے ہجوم نے سیسنیروس کے گھر پر چڑھائی کی۔ لاٹ پادری کے عملے نے اسے زندگی بچانے کی خاطر بھاگ جانے کی تاکید کی۔ سیسنیروس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا کہ "اگر مشیت ایزدی یہی ہے تو شہادت کے تاج کے انتظار کیلئے رضامندی کا اعلان کیا۔ وہ اور اس کا عملہ تمام رات ایک ایسے حملے کے لیے تیار رہا جو کبھی نہ ہوا۔ ہجوم آہستہ آہستہ بکھر گیا۔ اگلے چند دن میں ایک زیادہ منظم بغاوت تب سر اٹھانے لگی جب البائیسین کی آبادی نے خود اپنے حکام اور رہنما منتخب کئے۔ ایک تصادم کا سامنا تھا جسے ٹالنے کے لئے انہوں نے بہت کچھ کیا۔ تاندیلا اور تالاویرا بحران کو کم کرنے کے لیے نکل پڑے۔ تالاویرا کے ساتھ پادریوں اور راہبوں کا جلوس صلیب پر یسوع مسیح کی تصویر لئے البائیسین میں داخل ہونے کی کوشش کی جہاں ان کا استقبال ان پر پتھراؤ سے کیا گیا۔ تالاویرا نے عالی ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صلیب اٹھائی اور اکیلے ہی رکاوٹوں کے قریب پہنچا۔ مقامی مسلمانوں نے تعریف کی جن میں سے کچھ نے اشارتاً "احتراماً" اسے "عیسائیوں کے الفقیہ" سمجھ کر اس کے لباس کی جھالر کو بوسہ دیا۔

تینڈیلا نے بھی صورت حال کو پر سکون کرنے کے لیے مداخلت کی۔اس نے البائیسین میں سواری کرتے ہوئے پرامن ارادے کی علامت کے طور پر اپنی سرخ ٹوپی بھیڑ کے آگے پھینکی۔ کیپٹن جنرل مزید جذبہ خیر سگالی کیلئے اہلیہ اور بچوں سمیت البائیسین کی مرکزی مسجد کے ساتھ کے مکان میں آبسا۔ دس دن کے بعد مسلمانوں نے اپنے ہتھیار جمع کروادئے اور سیسنیروس کے سپاہی کے قاتلوں کو بھی حوالے کردیا جنہیں فوری طور پر پھانسی دے دی گئی۔ کیتھولک بادشاہوں کو سیبیہ میں ان واقعات کی مبہم اطلاعات پہنچی تھیں۔ان کا ابتداً خیال تھا کہ انہیں ایک عام بغاوت کا سامنا ہے۔ فردیناند غصے میں اپنی بیوی سے کہہ رہا تھا، "ہمیں آپ کا لاٹ پادری مہنگا پڑا جس کی نادانی نے چند گھنٹوں میں وہ سب کھودیا ہمیں جسے حاصل کرنے میں برس ہا برس لگے۔ سیسنیروس کو جواب دہی کیلئے سیبیہ طلب کیا۔اس نے اعتراف کیا کہ اُس کے "ایمان کے مفادات کے لیے پر جوش "ہونے نے بدامنی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا، لیکن دلیل دی کہ میں نے نہیں بلکہ مسلمانوں نے ہی مسلح بغاوت میں ملوث ہو کر مراعات کی خلاف ورزی کی۔

وہ بجائے اس کے کہ سرکشی کیلئے روایتی سزائے موت نافذ کرتا اس نے فردیناند اور ازابیلا کو کج رو تجویز پیش کی کہ وہ باغیوں کیلئے عام معافی نامہ اس شرط پر جاری کریں کہ وہ عیسائیت اختیار کرلیں۔ یہ حقیقت ہے کہ کیتھولک بادشاہوں نے فوری طور پر ان تجاویز پر اتفاق کیا۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بالغ نظری سے مراعات کو خود بھی مستقل انتظام کے بجائے ایک عملی انتظام سمجھتے تھے۔ایک بے داغ ثابت شدہ سیسنیروس گریناڈا میں بپتسموں کی مزید لہر دوڑانے کیلئے واپس آیا۔ گریناڈا، کم از کم بظاہر چند ہفتوں میں ایک عیسائی شہر میں تبدیل ہو چکا تھا۔ بڑے پیمانے پر بپتسمہ دینے، مساجد کو کلیساؤں میں بدلنے کی خوشی میں کلیسائی گھنٹیاں بجائی جا رہی تھیں جسے مسلمان طنزاً "اسپانیہ کی گائیں کی گھنٹیوں کا بادشاہ" کہتے تھے۔

16 جنوری 1500 کو سیسنیروس نے اپنی کلیسیائی کونسل میں فاخرانہ کہا کہ "اب شہر میں کوئی بھی ایسا نہیں جو عیسائی نہ ہو اور تمام مساجد گرجا گھر ہیں۔" گریناڈا کے مضافاتی شہروں اور دیہات میں اسی عمل کا دور دورہ تھا۔ سیسنیروس نے پیش گوئی کی کہ کچھ ہی عرصے میں "تمام مملکت مذہب بدل لے گی جس میں دو لاکھ سے زیادہ نفوس ہیں۔" سیسنیروس کی ان کامیابیوں کے مقابلتاً اس کے جارحانہ طریقوں پر تنقید اب کم ہو گئی ہے۔ تلاویرا نے اعتراف کیا کہ اس کے ساتھی نے فردیناند اور ازابیلا سے بھی زیادہ کامیابیاں حاصل کیں کیونکہ انہوں نے صرف زمین فتح کی جبکہ اس نے گریناڈا کی روحیں۔ سیسنیروس نے ایک ماہ سے قدرے زیادہ میں مکمل طور پر مراعات کی

گتھیاں سلجھادی تھیں اور مستقبل میں آنے والے واقعات کے اس سلسلہ کو حرکت میں لایا جو ایک صدی سے زائد عرصے کے بعد اخراج پر اختتام پذیر ہوُا۔ گریناڈا کے عیسائی شہر میں تبدیلی کا جشن منانے کیلئے جب کلیسائی گھنٹیاں بج رہی تھیں تو آس پاس کے دیہی علاقوں میں بغاوت کے شعلے پھیل رہے تھے۔

5

بغاوت اور تبدیلی

ایک ایسا ملک جو اپنے پر فریب اور قدرتی مناظر کے جاہ و جلال کیلئے مشہور ہے، اسپانیہ میں کوہ البیخرا کے مقابلتاً کچھ زیادہ ہلچل مچانے والے قدرتی مناظر بھی ہیں۔ سیر انیواڈا کی برف پوش چوٹیوں کے درمیان ٹھونسا ہوُا بنجر ساحلی پہاڑی سلسلہ جو اس کے جنوب میں چالیس میل کے فاصلے پر واقع خود گریناڈا سے جڑا ہوُا ہے، دارالحکومت سے البیخرّا پہاڑوں تک عموماً بذریعہ اس سڑک پہنچ جاتے ہیں جو ویگا سے گردش کناں پل تک تابلاتے گھاٹی کے اس پار جاتی ہے۔ سڑک وہاں سے لیکرین وادی سے ہوتی ہوئی تنگ گھاٹیوں اور پہاڑی علاقوں تک لے جاتی ہے جو انجیر، نرنجی اور لیموں کے باغوں سے بھرے اور زیتون اور بادام کے درختوں سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ البیخرّا پہاڑوں کی خوبصورتی اس کے مختلف خطوں میں تنوع کی مرہون منت ہے یعنی بنجر الپائن چوٹیاں، ان کے جنگلات اور تیز بہتے دریا اور ان کی حیرت انگیز زرخیز وادیوں کے تضادات میں ہے۔ اور گیوا قصبہ سے سیر انیواڈا کی طرف بل کھاتی اوپر جاتی سڑک پر جائیں تو آپ غار نما گھاٹیوں اور نالوں اور ناقابل رسائی پہاڑی گزرگاہوں میں بندھی ایک ایسی دنیا میں داخل ہوتے ہیں جو اعلےٰ درجے کی چاندنی دھلے اندلسی گاؤں جن کی پتھر کی دیواریں اور ٹائل لگی ہموار چھتیں انہیں ایک فطری حسن فراہم کرتی ہیں، جیسے وہ گردو پیش کے قدرتی منظر کی روئیدگی ہوں۔ تمام علاقہ مراکش کے اٹلس پہاڑوں سے مشابہت رکھتا ہے جو بربر نو آبادیات والوں کیلئے کشش کی وضاحت کر سکتا ہے جنہوں نے ناممکن ڈھلوان چبوترے اور آب پاشی کے لئے بہتے پانی کی مصنوعی نہریں یا کھاڑیاں کھودیں جو تمام البیخرّا میں اب بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔

پندرہویں صدی کے آخر میں ان پہاڑوں پر تقریباً بلاشرکت غیرے مسلمان دہقان اور چھوٹے کسان آباد تھے جو بھیڑیں یا مویشی پالتے یا شہتوت کے درختوں اور ریشم کے کیڑے کے چھپروں کی دیکھ بھال کرتے تھے جو البائیسین کے جولاہوں اور درزیوں کے لیے خام مال مہیا کرتے تھے۔

لچکدار، آزاد، اور مضبوطی سے اپنی مذہبی روایات سے منسلک ان پہاڑی برادریوں نے عیسائی حکمرانی کو بادل ناخواستہ قبول کرلیااور ابوعبدل سے اس قدر متنفر تھے کہ گٹھو بادشاہ نے آخری روانگی سے قبل اپنی البجرّا کی جائدادوں سے دور رہنے میں ہی عافیت سمجھی۔ ایک قدرتی قلعہ کے طور پر البجرا کے سلسلہ ہائے کوہ نے ہمیشہ مرکزی حکومت سے مفرور باغیوں، اچھوتوں اور ڈاکوؤں کو اپنی طرف متوجہ کیااور یہی جگہ تھی جہاں جنوری 1500 میں البائیسین بغاوت کے زیادہ ضدی مفرور رہنما آئے، انتباہ کہ گریناڈا میں مذہبی تبدیلیوں کو تمام علاقے تک بڑھایا جارہا تھا۔

باغیوں کے پاس مطیع ہونے سے انکار کے علاوہ کوئی مربوط عسکری یا سیاسی حکمت عملی نہیں تھی جسے وہ مراعاتِ خصوصی کی خلاف ورزی سمجھتے۔ البجرّا کے اس پار کے قصبات اور دیہات بلا قصد بغاوت کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ان مسلمانوں کا قتل شروع کردیا جنہوں نے عیسائی حکام کے ساتھ تعاون کیا تھا، بشمول علاقے کے چند عیسائی آبادکار جن میں دو پادری بھی شامل تھے جنہیں سنگسار کرکے آگ لگادی گئی۔ بغاوت پڑوسی صوبے المیریا تک پھیل گئی، ''البجرّا کے جنگلی درندوں کو ''مغلوب کرنے کے لیے تقریباً اسی ہزار عیسائی فوجوں کو عجلت میں متحرک کیا گیا۔ ان فوجی کارروائیوں میں سخاوت عنقا اور جذبات کی مدارت ''مفقود تھی جو الونسو دی سانتا کروز نے گریناڈا کی جنگ سے منسوب کی۔ پچھلی جنگ کی طرح ہتھیار ڈالنے والے باغیوں کو جان ومال کی امان دی جاتی تھی لیکن صرف اس شرط پر کہ وہ بپتسمہ لینے کیلئے رضامند ہوں۔ قصبے اور دیہات جو حملہ سے زیر کئے گئے ان کے ساتھ سخت سلوک کیا گیا۔

گریناڈا کے شمال میں گوئے آر میں باغیوں نے تینڈیلا کے مارکوایس اور گونزالو دی کوردوبا، افسانوی سپاہی اٹلی میں جس کے کارناموں نے اسے '' عظیم کپتان ''کا خطاب دیا، کی مزاہمت کیلئے آب پاشی کے نالے کھول دئے۔ ان کے گھوڑے کیچڑ اور پانی میں پسلیوں تک دھنسنے کی وجہ سے گھڑ سواروں نے کچھ نقصانات اٹھائے، تب شہر پر کامیابی سے حملہ کیا گیااور مرد آبادی کو تہ تیغ کرڈالا، عورتیں اور بچے غلام بازار میں بیچ دئے گئے۔ ایسے واقعات کہیں اور بھی ہوئے۔ بیلفیق میں مسلم آبادی نے شدید سردی میں تین ماہ کا خوفناک محاصرہ برداشت کیا۔ جب ان کی پانی کی فراہمی منقطع ہوگئی تو ہرجائی شاہی سکریٹری دی ظفرا کے کہنے پر بادشاہ سے رحم و کرم کی بھیک کیلئے ہتھیار ڈال دیں۔ ''دی ظفرا کے حکم پر دوسو باغی لیڈروں کو مسجد کے مینار سے پھینک دیا گیااور عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا گیا۔

اندراکس کے قصبے میں اسپانوی کمانڈر لوئس دی بیومونت کے حکم پر تین ہزار مسلمانوں کو قتل کیا گیا۔ چھ سو خواتین اور بچوں سمیت مسجد میں پناہ گزینوں کو اڑادیا گیا۔ وادی لیکرین کی گذرگاہ لنجارون کے قصبہ پر فردیناند نے ذاتی طور پر ان تین ہزار باغیوں پر حملے کیلئے فوجیوں کی قیادت کی جنہیں گریناڈا کی طرف سے عیسائی متوقع حملے کے

تدارک میں مضبوط قلعے کے ارد گرد تعینات کیا گیا تھا۔ فردیناند اور اس کے فوجی راتوں رات جرأت سے پہاڑ پر چڑھے جہاں عقب سے شہر نظر آتا تھا۔ اگلی صبح عیسائی فوجی متوحش دفاعی باغیوں سے لڑتے ہوئے قلعہ تک پہنچ گئے جہاں ان کے رہنما "بلیک مور" کے علاوہ باغیوں نے ہتھیار ڈال دئے جو قلعے کی دیوار سے چھلانگ لگا کر اپنی موت مرا۔ کچھ مسلمانوں نے اگرچہ عیسائی بننے کے بجائے "مور بن کر موت" کو ترجیح دی، دوسروں نے اسے ناگزیر سمجھ کر اتفاق کر کے بپتسمہ لینا قبول کیا، اس یقین پر کہ بعد میں ان کی گلو خلاصی ہو جائے گی۔ چند نو مذہب مخلص بھی تھے جیسے پیدرو دی مرکادو، رونڈا کے قریب گاؤں کا ایک کاشت کار جس نے بغاوت میں شامل ہونے سے انکار کیا" کیونکہ وہ عیسائی بننا چاہتا تھا" اور جب باغیوں نے اس کا گھر جلایا، اس کی بیوی اور اس کی ایک بیٹی کو اغوا کیا اور اس کے مویشیوں کو مار ڈالا تھا، اسے جس کے عوض بعد میں اس کا معاوضہ ملا۔ سیسنیروس کے مطابق دیگر نو مذہب نئے عقیدے کیلئے اس قدر پر عزم تھے کہ انھوں نے عقیدے سے دست بردار ہونے کے بجائے موت قبول کی اور "یسوع مسیح اور ہماری خاتون کو پکارتے ہوئے "شہداء کی موت مرے۔ سیسنیروس اپنے افعال پر کھلے بندوں انہیں نہتہ کرنے پر نادم نہ تھا بلکہ اپنے کلیسا کے ساتھیوں کو یہ بتایا کہ باغی "اپنا مذہب بدلیں یا انہیں غلام بنایا جائے کیونکہ بحیثیت غلام وہ بہتر مسیحی بنیں گے اور ملک میں ہمیشہ کے لیے امن ہو جائے گا۔"

فردیناند ہمیشہ کی طرح زیادہ لچک دار تھا، مقامی حالات کی ضرورت کے مطابق اپنی پالیسیوں کو ترتیب دیتا تھا۔ مسلمانوں کو بعض جگہوں پر ہجرت کی اجازت دی گئی۔ دوسروں کو، اگر وہ ایمان لے آئیں تو انہیں خصوصی اور مالی مراعات کی پیشکش کی گئی۔ باقی ماندہ سال میں تمام سلطنت میں گریناڈا کی "دوسری فتح" کا سلسلہ جاری رہا۔ جنوری 1501 میں فردیناند کافی پر اعتماد تھا لہٰذا اس نے فوج کو آرام کرنے کا حکم دیا لیکن ابھی جنگی تیاری ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ دربار کو کوہ البیخرّا کے جنوب مشرق میں رونڈا کے اوپر سیرا برمیا پہاڑ پر مزید بدامنی کی خبریں پہنچیں جہاں مسلم دیہات کے پادریوں کو قتل کرنے اور افریقہ میں عیسائی عورتوں اور بچوں کو بطور غلام فروخت کرنے کی اطلاع ملی۔ الونسو دی ایگیلار، اسپانیہ کا ایک ممتاز ترین رئیس اور گریناڈا جنگ کا تجربہ کار، کی کمان میں دو ہزار پیادہ اور تین سو گھڑ سواروں کو جلدی سے سیرا برمیا کی طرف روانہ کیا گیا۔ عیسائیوں کا گمان تھا کہ باغیوں کو جلد ہی زیر کر لیا جائے گا۔ لیکن اگیلار کے فوجیوں میں اکثریت مقامی اندلس رضاکار فوج کی تھی جن میں نظم و ضبط کی کمی کی وجہ سے نتیجہ بر عکس نکلا۔ 16 مارچ کو اگیلار کے فوجیوں نے سیرا برمیا کے ویران "سرخ پہاڑوں" میں ایک چھوٹے سے مسلح باغی گروہ کا تعاقب کیا۔ آخر کار انہوں نے باغی فوجوں کو ایک بلند چوٹی کی اوپری ڈھلوان پر دفاعی حالت میں پایا۔ ان کے

پیچھے سطح مرتفع پر آس پاس کے دیہات سے عورتوں، بچوں اور بوڑھے لوگوں سمیت مال و متاع بھی وہیں تھا۔ مال غنیمت کے لالچ میں ہراول عیسائی سپاہیوں کا ایک پیشگی دستہ پہاڑی پر چڑھ گیا اور باغیوں کو پسپا کیا۔ عیسائی جوں ہی کھلے میدان میں آگے بڑھے وہ ایک شدید جوابی حملے کا نشانہ بنے کیونکہ نشیبی دیہات کے دوسرے مسلمان باغیوں کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ اب شدید جنگ شروع ہوئی جو شام تک جاری رہی، تب آگیلار اور اس کے تین سو آدمیوں نے کھلے میدان میں عارضی کیمپ بنایا۔ باغی اندھیرے میں رینگتے ہوئے عیسائی کیمپ تک پہنچے اور محافظوں سے دست بدست لڑائی شروع کی جو بارودی پیپا پھٹنے سے کچھ دیر کیلئے روشن ہو گئی تھی۔ صبح ہوتے ہی آگیلار کی فوج کو شکست فاش ہو چکی تھی۔ چند ثابت قدم رہے اور لڑتے ہوئے مر گئے. دوسروں کو آس پاس کے پہاڑوں میں شکار کیا گیا یا بھاگتے ہوئے آس پاس کی گھاٹیوں میں سر کے بل گرے۔ ایک تیر سے زخمی ہونے کی وجہ سے اس کے تمام دانت گر گئے، ہاتھ میں تلوار لئے اس کی موت ایسی لڑائی میں ہوئی جو بعد میں متعدد عیسائی نظموں اور سینہ بسینہ گیتوں کے ذریعہ منائی گئی آگیلار کا نائب، اورینا کا کاؤنٹ جنگ میں زخمی ہو گیا تھا لیکن ہکا بکا دربار کو اسپانیہ کے مشہور ترین فوجی کی موت اور تباہی سے دوچار مہم کے متعلق مطلع کرنے کے لئے باقی ماندہ فوجیوں کے ساتھ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔

فردیناند اب سیرا برمیخا میں نیست و نابود کرنے کی جنگ کے لیے تیار ہوا لیکن باغی خود اپنی اس قدر کامیابی سے چکرا گئے کہ انہوں نے امن کی خاطر صلح کی پیشکش کی۔ بادشاہ نے ایک بار پھر عالی ظرفی کا مظاہرہ کیا اور انہیں جلاوطنی اور بپتسمہ میں سے ایک کو منتخب کرنے کی اجازت دی، یہ اعلان کرتے ہوئے کہ "اگر آپ کا گھوڑا غلطی کرے تو آپ تلوار پکڑ کر اسے مار نہیں ڈالتے بلکہ پہلے تم اس کی پیٹھ پر چپت رسید کر کے اس کے سر پر پوشش ڈالتے ہو؛ میرا اور ملکہ کا نظریہ یہ ہے کہ موروں کو بپتسمہ دیا جائے اور اگر وہ عیسائی نہیں بنتے تو ان کے بچے اور پوتے پوتیاں تو بن جائیں گے۔ 1"

بپتسمہ یا جلاوطنی دراصل ہمیشہ واضح متبادل نہیں تھا جیسا یہ بظاہر لگتا ہے. فردیناند نے شمالی افریقہ تک نقل و حمل فراہم کرنے کیلئے سونے کے دس ڈوبلاس فیس مقرر کی جو چند ہی مسلمان ادا کر سکتے تھے۔ ایسی شرائط کے نفاذ سے پتہ چلتا ہے کہ کیتھولک بادشاہوں نے اب بھی غیر معتبر یا غیر مخلص نو مذہب لوگوں کو کم آباد سلطنت میں ترجیح دی۔.

کیتھولک بادشاہ جولائی 1501 الحمراواپس آ گیا جہاں سیسنیروس شدید بیمار پڑ گیا یہاں تک کہ بادشاہ اور ملکہ کو جان کے لالے پڑ گئے۔ ستم ظریفی یہ کہ اس کی زندگی ایک بزرگ مسلم خاتون کی مداخلت کی بدولت بچ پائی جو اس کے علاج کیلئے ایک اسّی سالہ جڑی بوٹیوں والی موری خاتون کو بلالائی۔ عیسائی ڈاکٹروں کی خواہش کے خلاف سیسنیروس کا علاج "مرہم اور جڑی بوٹیاں" سے کیا گیا جس سے اس کی صحت تیزی سے بحال ہوئی. وہ عدالت انسداد ارتداد کا جنرل بن گیا اور اسپانیہ کی سرحدوں سے باہر کفار کے خلاف جنگ کرنے کیلئے نکل کھڑا ہوا۔ 1506 میں اس نے شمالی افریقہ اور ان کی فوجی مہم کو منظم کرنے میں مدد کی، تین برس بعد شہر پر خود دوسرے حملے کی قیادت کی، رومن قیصر کی طرح، موری قیدیوں اور اونٹوں پر لدے مال غنیمت کے جلوس کے ساتھ یونیورسٹی آف الکالے دی اینارس میں واپس آیا، جس کی بنیاد اس نے رکھی تھی؛۔ اس کی موت 1517 میں کاستیہ کے قائم مقام فرماں روا کے طور پر ہوئی، غیر معمولی کیریئر جس کی ابتدا تولیدو کی دیہاتی خانقاہ سے ہوئی اور سیاسی طاقت کی انتہا پر اس کا خاتمہ ہوا۔

1501 کے آخر تک، گریناڈا کی تقریباً تمام مسلم آبادی نومذہب عیسائی بن چکی تھی، یعنی لفظاً "موروں سے بنے نئے عیسائی۔" دو دہائیوں میں گریناڈا جنگ اور فتح کے صدمے سے گزرا، اس کے بعد بغاوت پر خوں ریزی ہوئی، آبادی بڑے پیمانے پر عیسائی بن گئی۔

نئی صدی کے ابتدائی سال میں ایک گمنام کاستیہی مسلمان مصنف، تاریخ میں جو صرف ارے والو (جواں سال) کے نام سے جانا جاتا ہے، نے گریناڈا کا دورہ کیا جہاں اس کا تعارف ایک عیسائی۔۔ مسلم بزرگ یوس وینیگاس سے ہوا۔ جوان آدمی نے وینیگاس اور اس کی بیٹی کے ساتھ گریناڈا کے مضافات میں ان کی شاہانہ املاک میں قیام کیا۔ ملاقات کے تیسرے دن میزبان نے اسے وسیع پھل دار باغات کا دورہ کرنے کی دعوت دی، وینیگاس نے جہاں "گریناڈا کے حالات" کے متعلق جذباتی انداز میں بولنا شروع کیا، اس نے بہت بڑے ذاتی نقصان کی کہانی سنائی جس میں اس کے تین بیٹے "اپنے مذہب کے دفاع" میں مارے گئے تھے، اس کے بعد اس کی بیوی اور تین بیٹیوں کی موت واقع ہوئی، "دل جوئی" کیلئے فقط ایک بیٹی باقی بچی۔ یہ اجتماعی سانحے کا صرف ایک واقعہ تھا جو وینیگاس نے مہمان سے بیان کیا: میرے خیال میں گریناڈا کے بیٹوں کی ایسی بدقسمتی پر کبھی کوئی نہیں رویا۔ میں جو کچھ کہتا ہوں اس میں شک نہ کرو کیونکہ میں ان میں سے ایک عینی شاہد ہوں، میں نے اپنی آنکھوں سے تمام بزرگوں کو دیکھا؛ شریف النفس خواتین، بیوہ اور شادی شدہ کو تضحیک کا نشانہ بنایا گیا، میں نے مزید دیکھا کہ تین سو سے زائد لڑکیاں عوامی نیلامی میں فروخت ہوئیں۔ میں آپ کو مزید نہیں بتاؤں گا کہ مجھ میں اس سے زیادہ بیان کرنے کی سکت نہیں.... بیٹا، میں ماضی

پر نہیں روتا، کیونکہ وہ واپس نہیں آسکتا۔ میں اس پر روتا ہوں جو تم اپنی زندگی میں دیکھوگے اور آپ جو اس سرزمین جزیرہ نما اسپانیہ میں متوقع ہے۔ خدا اس سے راضی ہو ہمارے محبوب قرآن کی شرافت کی وجہ سے کہ میں جو کہنا چاہتا ہوں وہ بے بنیاد ثابت ہو اور ایسا نہ ہو جیسا کہ میں دیکھ رہا ہوں۔ ہمارے مذہب کو اس کے باوجود نقصان پہنچے گا۔ لوگ کیا کہیں گے ؟ ہماری دعا کہاں گئی ؟ ہمارے آباؤاجداد کے مذہب کو کیا ہوُا؟...اگر اتنے مختصر وقت کے بعد ایسا لگتا ہے کہ ہمیں بقا کے لیے جدوجہد کرنی پڑ رہی ہے، موسم کے اختتام کے بعد لوگ کیا کریں گے ؟ اگر والدین مذہب کے متعلق کم سمجھتے ہیں تو ان کے پڑپوتے اسے سربلند کیسے کریں گے ؟ اگر فاتح بادشاہ وعدہ ایفا نہیں کرتا تو ہم اس کے جانشینوں سے کیا توقع رکھ سکتے ہیں ؟ یہ سوالات اسپانیہ سے باہر مسلم دنیا میں بھی پوچھے جا رہے تھے۔

1501 میں کیتھولک بادشاہ ان خبروں پر اتنا پریشان ہوُا کہ مصر کے مملوک سلطان نے گریناڈا میں عیسائی بنانے کے بدلہ کے طور پر قبطی عیسائیوں اور عیسائی زائرین کو ستانا اور ہراساں کرنا شروع کر دیا تھا کہ اس نے اسپانوی ظلم اور غداری کی خبروں کی تردید کے لئے پیٹر مارتر آف انگھیری کو بطور خصوصی ایلچی مصر روانہ کیا۔ اس کے سفر کا روزنامچہ مسلمانوں کے متعلق حقارت بھرا تھا، جن کا مصر میں سامنا ہوُا، اس نے انہیں "ایک وحشی اور غیر متمدن نسل کے طور پر بیان کیا جو مردوں کی.. کسی بھی خوبی سے عاری۔" وفادار اطالوی فاضل نے اپنے فرماں رواؤں کو بتایا کہ سلطان نے ابتدا میں انکار کیا کیونکہ ہم نے" یہودی اور موری بدعتیوں کو اپنے ممالک سے نکال دیا تھا جن میں سے بہت سوں کو ان علاقوں میں پناہ ملی۔"" "ان جلاوطنوں نے دروغ گوئی اور دھوکہ بازی کے الزامات پھیلائے۔ مارتیرؔ نے دعویٰ کیا کہ اس نے سلطان کو اپنے فرماں رواؤں کے "پر تشدد اور دروغ گو ظالم" ہونے پر قائل کر لیا تھا۔ اسے مملوک حاکم سے بالآخر ملاقات کا موقع دیا گیا جس میں اس نے دعویٰ کیا کہ گریناڈا میں تبدیلیءمذہب جبراً نہیں کی گئی اور بحث کی کہ فردیناند اور ازابیلا نے ان باغیوں کی جان بخشی سے کریم النفسی کا مظاہرہ کیا جنہوں نے اسپانوی فوجیوں کا "قتل عام" کیا تھا۔ مارتیرؔ اس بات پر مصر تھا کہ گریناڈا کے عیسائی مسلمان مظلوم نہیں بلکہ "بزدل" تھے جنہوں نے اپنا ایمان ترک کر دیا تھا جبکہ یہودیوں کو مریضانہ، وبائی اور متعدی ریوڑ" سمجھ کر مسترد کر دیا گیا تھا۔

سلطان بظاہر ان دلائل سے متاثر ہوُا جس نے مارتیرؔ کو مقدس سرزمین میں عیسائی کلیساؤں تک رسائی کی اجازت دی تا کہ مسیحی زائرین کو ہراساں کرنا بند کیا جا سکے۔ غرناطوی گمنام مسلم نے اسی دور میں ماتیرؔ کے واقعات کی تردید کرتے ہوئے عثمانی سلطان بایزید کی خدمت میں کلاسیکی عربی میں بذریعہ قصیدہ ایک غیر معمولی التجا کی جس میں اس نے اصرار کیا کہ ہم نے "موت کے خوف اور جلائے جانے کے ڈر سے مذہب تبدیل کیا" اور معاہدوں کی خلاف

ورزی کی مذمت کی، ایک بدنام زمانہ اور شرمناک فعل جو ہر خطہ میں ممنوع ہے، ایک بادشاہ کے لیے "جو خصوصاً" ایک شرمناک فعل تھا۔ غرناطوی مسلم نے اس "عہد شکنی" کے ازالہ کے لیے سلطان کو پوپ سے سفارش کرنے کا کہا۔ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ کارروائی کا یہ غیر متوقع طریقہ اپنایا گیا تھا نہ ہی یہ معلوم ہے کہ آیا بایزید کیتھولک مطلق العنان فرمارواؤں سے پوچھنے پر رضامند ہوا تھا یا نہیں کہ وہ گریناڈا کے مسلمانوں کو شمالی افریقہ کی طرف نہتے کرکے ہجرت کرنے کی اجازت دیں۔" خود اسپانیہ کے اندر بھی چند عیسائیوں نے ان طریقوں پر سوال اٹھایا کہ دو لاکھ سے زائد کافروں کی معجزانہ مذہبی تبدیلی کیسے ہوئی۔ کیتھولک بادشاہوں نے ان مذہبی تبدیلیوں کو اپنی سب سے بڑی کامیابی سمجھا۔ گریناڈا میں بپتسمہ دینے والوں نے بعد میں مقبرے سے متصل شاہی گرجے کی قربان گاہ میں ہتھیار ڈالتے بوعبدل کی منبت کاری کی۔ گریناڈا کی تبدیلی کے کلیسائی تنظیمی ڈھانچے کو بھی اسی طرح سراہا گیا۔ صرف تلاویرا نے اس پر شک ظاہر کیا کہ یہ مذہب تبدیل کرنے والے اپنے پرانے عقیدے پر قائم رہیں گے جب تک کہ انہیں مذہبی تعلیم فراہم نہ کی گئی۔ مورسکو کے لڑکوں کے لیے البائیسین میں ایک چھوٹا اسکول قائم کیا گیا، یقینی بنانے کے لیے کہ کم از کم کچھ نئے عیسائی۔۔ مسلموں نے عیسائیت کی تعلیم حاصل کی۔ گریناڈا کا پہلا لاٹ پادری اس پیش رفت کو مزید آگے نہ بڑھا سکا۔

1501 میں وہ بدعنوان قُرطبی تفتیش کار دیگو رودریگیز لوسیرو کی، جسے "اندھیرے لانے والا" کہا جاتا تھا، تلاویرا سے ناچاقی ہو گئی۔ اس نے تلاویرا پر "یہودی خفیہ عبادت گاہوں" کو اجازت دینے کا الزام لگایا۔ وہ آخرکار گو ان تمام الزامات سے بری ہو گیا لیکن کچھ ہی عرصہ بعد اس کی موت واقع ہو گئی۔ چند مورخین نے سیسنیروس کی جنونیت کے مقابلتاً تلاویرا کو زیادہ فلاحی متبادل کے طور پر دیکھا کہ اگر اس کی تجاویز پر مستعدی سے مزید عمل کیا جاتا تو غالباً زیادہ مثبت نتائج میسر آتے۔

ان دو افراد کے درمیان فرق اتنے نہیں تھے جتنے کبھی کبھار نظر آتے تھے۔ اگر سیسنیروس زیادہ بے صبرا اور بے رحم تھا۔ وہ تلاویرا سے زیادہ اس اعتراف میں حقیقت پسند تھا کہ گریناڈا کے مسلمان زبردستی کے بغیر بڑی تعداد میں عیسائیت کبھی قبول نہیں کریں گے۔ دونوں علماء کے مقاصد بالآخر یکجا ہو گئے۔ اپنے نام لکھے گئے ایک غیر منقول خط میں البائیسین میں تبدیل ہونے والوں کو عیسائیوں سے متوقع سلوک کیلئے ہدایات کی ایک تفصیلی فہرست دی۔ انہیں بتایا گیا کہ آپ کا طرزِ زندگی ان لوگوں کے لیے بدنامی کا باعث نہ بن جائے جو پیدائشی طور پر عیسائی ہیں اور مبادا ایسا سوچیں کہ آپ اب بھی محمد کے فرقے کو اپنے دلوں میں بسائے رکھتے ہیں، ضروری ہے کہ تم تمام چیزوں میں اور

ہر چیز کے لیے اچھے اور معزز عیسائی مردوں اور عورتوں کی طرح طرز زندگی اپناؤ۔ اپنے لباس، جوتوں کا انداز، داڑھی مونڈنے کا طریقہ، کھانے اور میز رکھنے اور گوشت کی تیاری جس طرح اسے عام طور پر تیار کیا جاتا ہے۔ خصوصاً اس سے بھی کہیں زیادہ کہ آپ کی گفتگو میں جہاں تک بھول سکو جو آپ کر سکتے ہیں؛ عربی زبان اور اپنے آپ کو بھول جائیے اور اسے اپنے گھروں میں کبھی نہ بولنے دیا کریں۔ یہ ہدایات تقریباً یقینی طور پر سیسنیروس کی مداخلت کے بعد جاری کی گئی تھیں اور تلاویرا کا مقصد عدالتِ استحصالِ ارتداد کی توجہ ہٹانے سے مسلمان گروہ کی حفاظت کرنا ہو سکتا ہے۔ لیکن سیسنیروس بذات خود بآسانی یہ نصیحت کر سکتا تھا۔

اکتوبر 1501 میں کیتھولک فرماں رواؤں نے سابق امارت میں تمام اسلامی کتب اور مخطوطات کو تلف کرنے کا حکم دیا جو نہ ماننے کی صورت میں موت یا جائیداد کی ضبطی کو دعوت دینا تھا۔ یہ فیصلہ اکثر سیسنیروس سے منسوب کیا گیا ہے اور وہ یقینی طور پر اس کی منظوری دیتا لیکن تولیدو کے لاٹ پادری کے برعکس ایسا نہیں لگتا کہ جب ہزاروں قرآن اور دوسری "محمدی بے دینی کتب" کو شہر میں برسرعام نظر آتش کیا گیا وہ اس وقت گریناڈا میں نہیں تھا۔ ان میں سے بہت سی کتب خوبصورتی سے آراستہ عربی مخطوطات تھے، کچھ مسلمان ناظرین نے انہیں شعلوں کی نظر نہ کرنے کی التجا کی لیکن صرف چند طبّی اور فلسفیانہ پلندے بچا لئے گئے جو آخرکار سیسنیروس کی الکالئے یونیورسٹی کی لائبریری میں پہنچ گئے۔ ثقافتی بربریت کا یہ عمل گریناڈا میں الاؤ 1562 میں مایا تہذیب کے کتابی شکل میں پرانے مسودے جلانے کے مترادف ہے جنہیں یوکاتان کے بڑے پادری دیگو دی لانڈا کالدیرون نے جلانے کا حکم دیا تھا۔ دونوں صورتوں میں ثقافت کی تباہی میں مفتوح کا تعاون فاتح لوگوں کا ورثہ تسلیم کرنے کا ایک علامتی عمل تھا جس کا مقصد فاتحین کی ثقافت اور مذہب کو قبول کرنے کیلئے راستہ ہموار کرنا تھا۔ ان دونوں واقعات میں مذہبی عدم برداشت کو آئین جہانبانی کے تصور کے ساتھ جوڑ دیا جسے اس وقت بڑے پیمانے پر سمجھا اور قبول کیا گیا تھا۔

میکیاولی نے دی پرنس میں استدلال کیا کہ مفتوح ریاستوں پر تسلط اس وقت آسان ہوتا ہے جب ان کی مفتوح آبادیاں "زبان، رسم و رواج اور قوانین" اپنالیں۔ اس اصول کو سامراجی اسپانیہ نے اپنے تمام مفتوح علاقوں میں رائج کیا اور گریناڈا استثنا نہیں تھا۔ راتوں رات تقریبا" تین لاکھ مسلمانوں کو "نئے عیسائی" بنا ڈالا، فردیناند اور ازابیلا باقی اسپانیہ کے لیے اسی تیرہ و تار عمل کو اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

6

ایمان کی فتح

گریناڈا کے مسلمانوں پر کیتھولک مذہب مسلط کرنے میں کیتھولک بادشاہوں کو ایسے ہی مخمصے کا سامنا کرنا پڑا جب ان کے پیشروؤں نے 1391-1412 میں یہودیوں کو "نئے عیسائی" بنانے کے متعلق سوچا تھا۔ آبادی کے ایک حصے کو "تبدیل" کرنا ایک چیز تھی لیکن عیسائی۔۔ مسلمان اگر اپنے سابق ہم مذہبوں کے ساتھ گھلتے ملتے رہے تو یہ کب تک عیسائی رہ سکتے ہیں؟ فردیناند اور ازابیلا نے گریناڈا میں نئے مذہب تبدیل کرنے والے عیسائی۔۔ مسلمانوں اور بیرون سلطنت مسلموں کے درمیان ہر قسم کے پہلے رابطے پر پابندی لگا کر مسئلہ حل کرنے کی کوشش کی۔ یہ قرنطینہ نافذ کرنا ناممکن تھا۔ اس غیر معمولی نتیجہ کی 1501 میں اسپانیہ میں فلیمش سفارت کار انتون لالانگ، کاؤنٹ آف ہوگستریتن نے فلپ دی فیئر، ازابیلا اور فردیناند کے ہاپسبرگی داماد سے ملاقات کی تصویر کشی کی ہے:

مئی میں برگنڈیین آرچ ڈیوک سسرال والوں سے ملنے تولیدو پہنچا جہاں اس نے بارہا اس پر حیرت کا اظہار کیا کہ سفید موروں کا جم غفیر جو اسپانیہ میں رہتا تھا، "اور پوچھا کیوں ان کی موجودگی کو برداشت کیا؟ اسے مسلمانوں کے سالانہ خراج سے آگاہ کیا گیا جو وہ بادشاہ کو ادا کرتے تھے۔ فلپ نے خبردار کیا کہ "کسی دن وہ خراج کے مقابلتاً سلطنت کو زیادہ نقصان پہنچا سکتے ہیں جیسا کہ انہوں نے پہلے وقتوں میں کیا۔" لالانگ کے مطابق، "آرچ ڈیوک نے ان الفاظ کو بکثرت دہرایا کہ وہ ملکہ کے کانوں تک پہنچ گئے،" "یہ جانتے ہوئے کہ اس نے جو کہا سچ تھا" اس نے اپنے مستقبل کے داماد کو خوش کرنے کے لیے وعدہ کیا کہ اس کی سلطنتوں کے تمام مور اس سال کے آخر تک عیسائی بن چکے ہوں گے۔

ان تنقیدوں سے ازابیلا خوش نہیں ہوئی ہوگی جس کی موروں سے نفرت شوہر کی عملیت پسندی سے کم نہ تھی۔ امکان ہے کہ وہ پہلے ہی کارروائی کے لئے تہیہ کئے ہوئے تھی۔ اس نے اسی وجہ سے اسی سال جولائی میں شاہی فرمان پر دستخط کئے جس کی رو سے کاستیہ اور لیون کے تمام مسلمانوں کو بپتسمہ لینے یا ملک چھوڑنے کا حکم دیا گیا۔ اسے اگلے سال فروری تک عملی جامہ پہنانا عام نہیں کیا گیا تھا اور اسے قرون وسطیٰ کے ماضی کو گریناڈا میں حالیہ واقعات کے مقابلتاً زیادہ واضح طور پر مسترد کر دیا۔ وہاں کیتھولک بادشاہوں نے بڑے پیمانے پر تبدیلی کے لئے سرکشی کا بہانہ استعمال کیا لیکن ایسے الزامات کاستیہ کے پرامن موروں پر شاذ ہی لگ سکتے تھے جو تیرھویں صدی کی ناکام بغاوتوں کے بعد حکمران کی وفادار رعایا بن گئے تھے۔

ازابیلا نے اس کے باوجود "مقدس کام کے تحفظ میں مدد" کیلئے گریناڈا میں شروع کرنے کیلئے اپنی ذمہ داری کا اعلان کیا" اور اس کا عزم کہ "کسی بھی ایسی وجہ یا امکان کو ہٹانا جس سے نئے تبدیل ہونے والے ہمارے عقیدے سے

منحرف یاالگ ہو سکیں۔'' ظاہر ہے کہ کاستیہ کے مسلمانوں کو بھی یہودیوں کی طرح یہی متبادلات پیش کئے گئے تھے کہ وہ اسپانیہ میں عیسائی بن کر رہ سکتے ہیں یا وہ مسلمان رہنا چاہیں تو انہیں اپریل کے آخر تک اسپانیہ چھوڑنا پڑے گا۔

سلطنت کی پیش کردہ شرائط پہلے متبادل کے حق میں بہت زیادہ تھیں۔ ممکنہ تارکین وطن کو سونے یا چاندی لے جانے کی اجازت نہیں تھی۔ مختلف ضروری اشیاپر بھی اسی طرح پابندی تھی۔ آراگون میں سے ہوتے ہوئے زمینی سفر کرنے سے منع کیا گیا تھا، یقینی بنانے کی خاطر کہ وہ وہاں آباد نہیں ہوں گے؛ ان کے سوار ہونے کی بندرگاہیں بحر اوقیانوس کی بسکے کی خلیج تک محدود تھیں۔ انہیں کسی ایسے مسلم ملک میں جانے کی اجازت نہیں تھی جس کی کاستیہ کے ساتھ جنگ ہورہی تھی؛ اس طرح مسلم دنیا کا بیشتر حصہ خارج از بحث ہو گیا۔ گو آخری لیکن پر اہمیت کہ انہیں چودہ سال سے کم عمر کے لڑکے یا بارہ سال سے کم عمر کی لڑکیوں کو اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں تھی جنہیں کاستیہی خاندانوں کو عیسائی طور پر پرورش پانے کے لیے حوالے کرنا تھا۔ ان پابندیوں سے بڑے پیمانے پر ملک چھوڑنے میں آسانی پیدا ہونے کا امکان نہیں تھا۔ اس بات کو غالباً یقینی بنانا تھا کہ مسلمان وہاں سے نہ جائیں۔

اسابیلا اس طرح اپنی مذہبی ذمہ داریوں کو نبھانے کے ساتھ قابل قدر مزدور قوت اور آمدنی کا ذریعہ بھی برقرار رکھ سکتی تھی۔ معلوم نہیں کتنے مسلمانوں نے ان شرائط کو قبول کیا لیکن اس سے ایک چھوٹے سے تناسب سے زیادہ کا امکان نہیں۔ کاستیہ کے اس پار بڑے پیمانے پر مذہبی تبادلے شہری تقریبات میں تبدیل ہو گئے جیسے مساجد کو دوبارہ گرجے بنا لیا گیا یا وہ انہدام کے لیے مختص کر لی گئیں اور تمام مسلم خاندانوں کو خوش مسیحی ہجوم کے سامنے رضاکارانہ بپتسمہ دیا اور مسیحی ناموں سے منسوب کیا گیا۔ اسپانیہ کے قدیم شہر اویلا میں ایک قدیم ترین آبادی کے اجتماعی بپتسمہ لینے پر بیلوں سے لڑائیاں اور رنگ رلیاں منائی گئیں۔

ازابیلا 26 نومبر 1504، شوہر کو بستر مرگ سے یہ نصیحت کرتے ہوئے مر گئی کہ شمالی افریقہ میں "موروں کے خلاف دائمی جنگ" کی جائے۔ اس کے داماد فلپ دی فیئر کی موت کے دو سال بعد کاستیہ میں خاندانی بحران کا آغاز تب ہوا جب اس کی بیوہ دماغی مریض جوانا دی میڈ تخت نشین ہوئی جو کام کے لیے غیر موزوں ثابت ہوئی۔ ایک اہل کاستیہی دعوے دار کی عدم موجودگی میں فردیناند وقتی طور پر قائم مقام بادشاہ بن گیا تاوقتیکہ وراثت کا فیصلہ ہو پائے۔ 1516 میں اس کی وفات کے بعد کچھ وقت کیلئے سیسنیروس بادشاہ بنا تاوقتیکہ جوانا کا سب سے بڑا بیٹا، چارلس آف گینٹ جوان نہیں ہو گیا۔ 1517 میں تخت نشینی کے درمیانی وقفہ کا اختتام ہوا جب کیتھولک بادشاہوں کا نو عمر پوتا کاستیہ اور آراگون کا چارلس اول اسپانوی ہاپسبرگ کا تاج پہننے کیلئے پہلی بار اسپانیہ پہنچا۔ اسپانیہ میں اس وقت تک ثقافتی

اور مذہبی شناختوں کی پراگندگی میں ایک نیا زمرہ شامل ہو چکا تھا۔ کاستیہ اور گریناداکے مذہب تبدیل کرنے والے مسلمان مورسکو کے نام سے مشہور ہوئے جو "موریش" کی تحقیر آمیز صفت تھی جس کا مطلب تھا "چھوٹا مور" یا آدھا مور" جو جلد ہی تمام اسپانیہ کے سابقہ مسلمانوں کیلئے معیاری حوالہ بننے جارہا تھا۔ ہاؤس آف ہاپسبرگ میں خاندانی منتقلی کے ساتھ اسپانیہ کو برگنڈی ین/ہپسبرگ کے نشیبی ممالک، جرمنی کی ملکیتیں اور مغربی یورپ کے وسط میں ایک نیا کردار حاصل ہو گیا۔ 1519 میں نیا بادشاہ مقدس رومی شہنشاہ چارلس پنجم، منتخب ہوُااور عیسائیت کا لا مذہب سربراہ بن گیا۔ کورٹیس نے دو سال بعد ازٹیک میکسیکو پر اپنی جری بالادستی مکمل کی جہاں سے سینٹ جیمز کی تبدیلی کا آغاز ہوُا۔ تسخیر نو کا قابل عزت راہب، سینتیا گو مسلموں کا قاتل سے سینتیا گو، انڈیز کا قاتل، جیسا کہ فاتحین نے ایزٹک کے دارالحکومت تینوک ٹیٹلان کی فتح کیلئے اس نام سے برکت حاصل کی۔ نئے اسپانیہ کی تسخیر نے امریکہ میں مزید حصول کے لیے وسیلہ فراہم کیا جس نے چارلس کی تین براعظموں پر پھیلی ایک وسیع بین الاقوامی عیسائی سلطنت کے سربراہ کو تاریخ کے ایک طاقت ور ترین حکمران میں تبدیل کر دیا۔

یہ عظیم الشان طاقتیں لا محدود نہیں تھیں۔ چارلس رومن شہنشاہ بننے کے لیے مہنگی انتخابی مہم کی وجہ سے فلیمش اور جرمن بینکروں کے بھاری قرضوں تلے دب گیا جنھوں نے اس کی بولی کی مالی اعانت فراہم کی تھی۔ وہ اپنے دورِ حکومت میں مالی مسائل سے دوچار رہا۔

1520-22، کاستیہ میں کومیونیرو کی بغاوت خانہ جنگی کی صورت میں واپس آدھمکی، ایک ہلچل جو جزوی طور پر اس چیز کے خلاف احتجاج تھا جسے کاستیہ پر ایک "غیر ملکی" ہیپسبرگ بادشاہ کے مسلط ہونے کے طور پر دیکھا۔ وہ اس تصادم سے گو بالآخر فتح یاب ہو کر ابھرا لیکن اسے اسپانیہ کے اندر اور باہر دیگر مبارزت طلب مسائل کا سامنا بھی تھا۔ 1517 میں مارٹن لوتھر نے اپنے مشہور مقالات وِٹنبرگ کی قلعہ بند عمارت کے کلیسا میں لگائے جو پروٹسٹنٹ اصلاح کی نظریاتی بنیاد بن گئے اور تمام یورپ میں مذہبی اور سیاسی تنازعات کا ایک نیا دور شروع ہوُا۔ لوتھرزم کی آمد وسطی یورپ کے لیے عثمانی سلطان سلیمان اعظم سے ایک نئے خطرے پر منطبق ہوئی۔ دریائے ڈینیوب کے ساتھ ترک پیش قدمی سے بلقان اور ہنگری فتح ہو گیا جو 1529 میں ویانا کے ناکام محاصرے پر اختتام پذیر ہوُا۔ ترکی کی مزید فتوحات روڈس، شمالی افریقہ اور مصر میں ہوئیں جنھوں نے ہیپسبرگ اسپانیہ کو بحیرہ روم میں ایک شدید جدوجہد کے مرکز میں دھکیل دیا جو آنے والی صدی میں چھائی رہی۔ ان سخت مسائل اور ناکامیوں کے باوجود سولھویں صدی کے اوائل میں اسپانوی سلطنتیں ایک طاقت اور کامیابی کے مظہر کی تصویر تھیں جس میں عقیدہ کی بنیاد پر سامراجی تسخیر

کے متوازی تمام اسپانیہ میں بڑے اور چھوٹے گرجاگھروں کی تعمیرات ہوئیں جن میں سے بہت سی مساجد یا یہودی عبادت گاہوں کے منہدم کھنڈرات پر تعمیر کی گئی تھیں۔ شاہی احوال عالم نویس پیدرو دی مدینہ نے (اسپانیہ کی عظیم اور یادگاری چیزوں پر کتاب، 1548) میں تحریر کیا "ہماری تسخیر کی وجہ ہمارا ایمان ہے جس کے بغیر خدا کو خوش کرنا ناممکن ہے۔"

یہ جذبات بڑے پیمانے پر مشترک تھے۔ کیتھولک فتح پسندی کے ساتھ اسپانوی معاشرے سے اسلام کا اخراج تھا جو مختلف طریقوں سے ظاہر ہو رہا تھا جیسے نئے تعمیراتی انداز میں "رومن" کی تلاش سے اسپانوی دربار کے معالج، انسانیت پسند دانشور فرانسسکو لوپیز دی ولالوبوس کی تنقید، جس نے تولیدوئی اسپانوی میں عربیت کے استعمال کی مذمت کی جو کاستیبی صفائی اور شفافیت کو "بدشکل اور غیر واضح کرتی ہے۔"

قرطبہ کی عظیم مسجد جو اموی خلافت کے زیورات میں سے تھی جس کے اندر گرجاگھر تعمیر کیا گیا تھا۔ عمارت، خصوصاً کیتھولک بالادستی کا ایک بھونڈا مظاہرہ جسے چارلس نے خود دیکھ کر اس نے جمالیاتی بنیادوں پر اس حرکت کی مذمت کی تھی۔ معماروں کے گھٹیا ذوق پر بادشاہ کی تنقید اس کا اسلام کیلئے احترام یا پیار کا مظاہرہ نہیں تھا۔

چارلس نے بحیثیت ایک عقیدت مند کیتھولک، مکمل طور پر "ایمان کا محافظ" کا عہدہ قبول کیا کہ مقدس رومی شہنشاہ کی حیثیت سے اس کا عہدہ اس پر مسلط کیا گیا تھا اور وہ یکساں طور پر ایک عالمگیر عیسائی سلطنت کے ہیپسبرگ خواب کے لیے پر عزم تھا جسے بہت سے یورپی لوگ یورپ پر تسلط کیلئے ہیپسبرگ کا بہانہ سمجھتے تھے۔ چارلس ہیپسبرگ کے حکمرانوں کی تین نسلوں میں سے پہلی نسل تھی جس کے فیصلے نے آئندہ صدی میں مسلم اسپانیہ کی قسمت کا تعین کیا۔ اس کے طویل دور حکومت کا بیشتر حصہ اسپانیہ سے باہر یورپ اور شمالی افریقہ کے میدان کارزار میں گزرا اور اس نے اپنی غیر موجودگی میں اسپانوی سلطنتوں پر حکومت کرنے کیلئے نائبین اور وزارتی کونسلیں قائم کیں۔

چارلس نے اپنے دور حکومت کے آغاز میں مقدس رومن شہنشاہ کی حیثیت سے عہد کیا کہ وہ ترک سلطنت عثمانیہ کے خلاف ایک عیسائی صلیبی جنگ کی قیادت کرے گا۔ اس نے بالآخر ثابت کر دیا کہ وہ اس خواہش کو پورا کرنے سے قاصر رہا لیکن یہ خواہش میں کمی کی وجہ سے نہیں تھا۔ سخت اور لحیم و شحیم، جس نے واضح ہیپسبرگ جبڑے کے جسمانی نقص کو داڑھی سے چھپانے کی بھرپور کوشش کی، چارلس ایک بدنام پیٹو تھا جس کے ناقص خوراک کی وجہ سے اس کے تمام دانت نسبتاً کم عمری میں ہی ساتھ چھوڑ گئے جس نے اسے کھانا چبانے کے بجائے چوسنے پر مجبور کر دیا۔ وہ جسمانی طور پر بہادر اور متحرک بھی تھا، اس نے عیسائی اور مسلم مخالفین کے خلاف متعدد مہمات میں خود فوجیوں کی

قیادت کی۔ چارلس نے وسیع سلطنت میں ایمان کے معاملات پر بھی کافی توجہ دی۔ فردیناند اور ازابیلا کی طرح وہ بھی بدعت کے خاتمہ کا پابند تھا اور اس کے دور حکومت میں تفتیش کی سرگرمیوں میں شدت لانے سے اتفاق کیا گیا۔

صرف عیسائی۔۔ مسلمان ہی نہیں بلکہ مشتبہ لوتھری اور منحرف کیتھولک فرقے بھی شامل کئے جیسے بے ضرر صوفیانہ مشہور الومینسٹ فرقہ جس کے ارکان نے بیرونی مذہبی پرستش کے بجائے اندرونی روحانیت پر زور دیا۔

ارتدادی تحقیقات نے اسپانیہ کے سابق مسلمانوں میں بھی دلچسپی لیناشروع کی جواب بپتسمہ یافتہ کیتھولک کے طور پر اس کے دائرہ اختیار میں آتے تھے۔ مقدس دفتر کو خصوصاً گریناڈا اور کاستیہ کی رپورٹوں پر تشویش تھی کہ بہت سے مورسکوؤں نے ابھی تک موروں کے وقت "کے مذہبی اور ثقافتی طریقے ترک نہیں کئے اور نہ ہی اپنے نئے عقیدے کو مکمل طور پر قبول کیا۔ ایسے الزامات اکثر اسپانوی اسلام کے مذہبی اور ثقافتی پہلوؤں کے درمیان فرق کرنے میں ناکام رہے یہاں تک کہ مورسکوؤں کا غیر کیتھولک انداز یاان کے کپڑے بھی پیچھے کی طرف لڑھکنے کا ثبوت مانے گئے۔

بہت سے کلیسائی اور لامذہب حکام کا خیال تھا کہ مورسکوؤں کی ثقافتی روایات ان کی مذہبی پیش رفت میں سد راہ ہیں اور دلیل دی کہ مورسکو کبھی عیسائی معاشرے میں مکمل طور پر ضم نہیں ہوگا جب تک وہ بولنے، کھانے اور کپڑے پہننے میں عیسائیوں سے مختلف رہے گا۔

1511 اور 1526 کے درمیان اسپانیہ کے حکمرانوں نے ان خصوصیات کی حتمی بیخ کنی کیلئے شاہی فرامین، متون کی وضاحتین اور بلدیاتی احکام جاری کئے۔ ایسی قانون سازی کا مقصد بنیادی طور پر گریناڈا کیلئے تھا جہاں مسلم ثقافتی فرق زیادہ واضح تھا۔ 20 جون 1511 کو ایک شاہی فرمان نے گریناڈا میں مورسکو کو بپتسمہ کی تقریبات میں گاڈ فادر بننے سے روک دیا اور حکم دیا کہ ان کی جگہ عیسائی لیں۔ اسی دن ایک اور حکم نامے میں حلال کمیلا پر پابندی لگا دی گئی۔ شاہی فرمان جاری کیا کہ جانوروں کو صرف بوڑھے عیسائیوں یا ان کی نگرانی ہی میں ذبح کیا جاسکتا ہے۔ بعد کے ایک اور فرمان میں غرناطوی درزیوں کو "موری" لباس بنانا ممنوع قرار دیا گیا۔ ایسی قانون سازی خصوصاً خواتین کے لباس سے متعلق تھی۔

29 جولائی 1513 کو ایک فرمان میں اس حقیقت کی مذمت کی کہ موریسکی خواتین "چہرہ ڈھانپے چلتی ہیں" اور خواتین کو الملالافا ختم کرنے کیلئے دو سال کی رعایتی مدت دی۔ اس کے بعد جو عورت محجوب پائی گئی وہ بتدریج سزاؤں کے سلسلہ کی سزاوار ہوگی، یعنی پہلے جرم پر خلاف قانون لباس کی ضبطی سے لے کر کوڑے مارنا اور جلاوطنی تک ہو گی۔

مغربی اور اسلامی معاشروں کے درمیان پردہ دار خواتین کے چہرے سے خوف اور دشمنی کا بار بار مذکور موضوع ہے جو مختلف تاریخی تناظر میں مختلف معنی لئے ہوئے ہے۔۔انیسویں صدی کے مصر میں برطانوی قونصل لارڈ کرومر نے نقاب کو ثقافتی پسماندگی اور خواتین کی محکومی کی علامت کے طور پر عکاسی کی جبکہ ہمارے عہد میں نقاب (پردہ) اور حجاب (خواتین کا لباس) کو مختلف انداز سے خواتین پر جبر، اسلامی بنیاد پرستی یہاں تک کہ دہشت گردی کی علامات کے طور پر دکھایا گیا ہے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ سولہویں صدی کے اسپانیہ میں خواتین کی آزادی اعلیٰ ترجیح نہیں تھی۔

الملافا کی طرف عیسائیوں کی عداوت اکثر ہوس ناک واہموں کا شکار تھی جس سے خدشہ تھا کہ خواتین جن کے چہرے باپردہ ہیں ان کے غالباً غیر قانونی عشق بازی کے تعلقات یا جسم فروشی میں ملوث ہونے کا امکان تھا۔ یہ شکوک وشبہات "بے شرمی اور بے ایمانی" کے حسن تعبیر کے حوالے سے عیاں تھے۔

الملافا غالباً چھپے ہوئے اور وسیع عقیدہ کی عکاسی کرتا ہے کہ مسلمان خواتین عیسائی ہم منصبوں کے مقابلتاً جنسی طور پر زیادہ آزاد اور متحرک ہیں۔ الملافہ پر شبہات صرف موریسکائی خواتین کے استعمال تک محدود نہیں تھے۔ کچھ عیسائی خواتین بھی کالے رومال سے اپنے چہرے ڈھانپتی تھیں جو اسپانوی معاشرے پر موری ثقافتی اثر ورسوخ کی ایک اور علامت تھی۔

ستمبر 1523 میں ایک فرمان نے خصوصاً معمر مسیحی خواتین کو الملافہ پہننے سے روک دیا تاکہ "نئے نو مذہبوں کیلئے بری مثال" قائم نہ کریں اور ہمارے رب" کے خلاف کچھ زیادتیوں کے مرتکب ہونے کی برائی سے بچ سکیں۔" الملافا سے ایک اور قانون شکنی بہت مختلف ڈھب سے منسلک ہے جس کے ذریعے "کوئی مرد، عیسائی ہو یا مورسکو، رات یا دن کو خواتین کے لباس میں گھومنے کی جرات نہیں کرے گا،" جس کی سزا لباس کی ضبطی یا سر عام کوڑے مارنا ہوگی۔ موریسکا خواتین کی نقاب کشائی مورسکو ثقافت پر قانون سازی ایک وسیع تر حملہ کا صرف ایک جزو تھا جس نے مسلمانوں کی گھریلو اور انتہائی ذاتی اور لاینفک جگہوں کو عیسائی معاشرہ کی دشمن چوکسی کیلئے کھول کر رکھ دیا۔ دوسرے قوانین کے تحت مورسکوؤں کو جمعہ اور شادی کی تقریبات کے دوران دروازے بند رکھنے پر پابندی عائد کر دی، اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ انہوں نے درپردہ کہیں عبادت یا مسلم رسم ورواج پر عمل تو نہیں کیا۔ اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ ان تقریبات میں اسلامی رسومات موجود نہ تھیں مورسکوؤں کو جمعہ کے دن حمام استعمال کرنے یا عمر رسیدہ عیسائی گواہ کے بغیر شادی کرنے سے منع کیا گیا۔ اس قانون پر گریناڈا کے تجربہ کار کپتان جنرل، مارکوئس آف

تینڈیلا کی طرف سے سخت تنقید کی گئی۔ چارلس کے عہدے داروں کو ایک خط لکھا: جناب عزت مآب، آپ یہ کیا کر رہے ہیں، مورسکوؤں کو لباس ترک کرنے کا حکم دے رہے ہیں؟ کیا وہ سمجھتا ہے کہ یہ اتنی معمولی سی بات ہے؟ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کپڑے بدلنے اور خریدنے میں سلطنت دس لاکھ سے زیادہ ڈکاتس سے محروم ہو جائے گی۔...اور جناب، بادشاہ ایزیک دی بیستارد کے آنے تک ہم یہاں اسپانیہ میں کیا کپڑے پہنتے تھے؟ ہم نے اپنے بالوں کو مورسکو انداز کے علاوہ کیا اپنایا ہے اور ہم نے کس میز پر کھایا؟ کیا بادشاہوں نے عیسائی اور سَنت ہونا چھوڑ دیا؟ اس کی وجہ سے؟ خدا کی، نہیں جناب۔

یہ تنقیدیں اسپانیہ کے کلیسیائی حلقوں اور لامذہب اداروں میں جاری بحثوں کی عکاسی کرتی ہیں۔ اعتدال پسند تینڈیلا جیسے بتدریج انضمام کے حامیوں کے درمیان اور کلیسا اور ریاست کے اندر زیادہ انتہا پسند اور جارحانہ وطن پرستی کے شعبوں میں جن کے مطابق انضمام کیلئے مجموعا‘‘'' موروں کی تمام یاد'' کو کلیتا‘‘ ترک کرنے کی ضرورت ہے۔ چند انتہائی جابرانہ مورسکو مخالف فرمانوں پر اذیت زدہ ملکہ جوانا کے دستخط موجود تھے لیکن وہ تقریباً یقیناً کاستیہی دربار کے پیشہ ور ئیسان کلیسا، پوچھ گچھ کرنے والوں اور مشیروں کے پیدا کئے ہوئے تھے بشمول ہر جا موجود سیسنیروس۔

ان حکم ناموں نے مورسکو آبادی کو بھڑکا دیا۔ یہاں ان سے بہت سے عملی مسائل پیدا ہوئے جنہیں کالعدم کرنے کے لیے مزید قانون سازی کی ضرورت تھی۔ گریناڈا کے دیہی علاقوں میں، مورسکو قصابوں کے لیے بوڑھے عیسائیوں کو تلاش کرنا مشکل اور اکثر ناممکن تھا کہ ذبح کرنے کے عمل کی نگرانی کریں۔ آس پاس میں بوڑھے عیسائی قریب نہیں رہتے تھے۔ یہ قصاب یا تو بلا نگرانی ذبح کر کے جرمانہ یا سزا کا خطرہ مول لے سکتے تھے یا گاہکوں سے کہیں کہ وہ تب تک بلا گوشت جائیں جب تک ایک بوڑھا عیسائی گواہ نہ ہو۔ دوسرے معاملات میں مورسکو کے جانوروں کے ریوڑ چھوت زدہ ہو گئے کیونکہ ان کے مالک بیمار بھیڑوں یا مویشیوں کو ذبح نہیں کر سکتے تھے۔ پرانے عیسائیوں کی نگرانی پر اصرار بھی استحصال کا ایک نسخہ تھا۔ چند عیسائیوں نے گاڈ فادر یا مورسکو کی شادیوں پر گواہ بننے کیلئے نقدی، مرغی یا ریشم کی شکل میں ادائیگیوں کا مطالبہ کیا۔ گریناڈا میں پادریوں نے بھی مورسکو اجتماعات پر مقدس رسوم کے انتظام کیلئے جشن منانے والوں سے بڑے پیمانے پر بھاری فیسیں وصول کیں۔ میونسپل احکام صادر کرنے کے نظریہ کا مقصد انضمام کو فروغ دینا تھا لیکن یہ اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ مورسکو ثقافت کو یوں بدنام کرنا جیسے یہ ایک ناپسندیدہ اور کمتر شے ہے جس سے مورسکوؤں اور گریناڈا میں آنے والے عیسائی تارکین وطن کے درمیان خلیج وسیع تر ہو گئی۔

ان دو برادریوں کے درمیان تعلقات کی خصوصیت اکثر گہری جذباتی دشمنی تھی جس سے آباد کار نو آبادیاتی معاشرے بدنامی کا شکار ہیں۔ مور سکو رسومات کو مجرم ٹھہرانے سے یہ رجحان رک نہ پایا۔ کچھ غرناطی عیسائیوں نے مورسکوؤں کو گرجا گھروں میں دفن کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ دوسروں نے گلیوں میں موریسکا خواتین کے الملافا پھاڑ دئے یا مورسکو مردوں کو کتے اور غدار کہتے تھے۔ کلیسا کی نصیحتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے کہ مذہب تبدیل کرنے والوں کو "اچھی طرح سے دیکھا جائے، پسند کیا جائے اور عزت دی جائے۔"

22 مئی 1524 کو ایک خط میں گوآدیکس کے مستقبل کے بشپ معروف کلیسیائی فاضل فرے انتونیو دی گوؤے دیوارا نے والینسیا میں مورسکو بنام سیدی عبدو قاسم کی توہین کرنے پر ایک شناسا پر تنقید کی جسے اس نے خود بپتسمہ دیا تھا۔ گویرا نے اپنی ناپسندیدگی کو دوٹوک الفاظ میں بیان کر دیا۔ میں سچی آزادانہ بات کرتے ہوئے یہاں تک کہتا ہوں کہ ایک معزز بوڑھے عیسائی موری کو کتا اور کافر کہہ کر بلانا اور اپنے دفاع میں یہ کہنا کہ وہ آپ کے شہر میں عموماً یونہی پکارتے ہیں، مجھے ایسا لگتا ہے کہ وہ عدالتِ استحصالِ ارتداد کے ذریعہ سزا کا حق دار ہے، اس لئے کہ ایسی معذرت کے ساتھ آپ نے آبائی سرزمین کو بدنام کیا اور عیسائی مذہب کو نقصان پہنچایا۔

دیگر کلیسیائی عہدے داروں نے غرناطوی مورسکوؤں کے ساتھ ناروا سلوک کی مذمت کی اور عیسائیوں پر زور دیا کہ وہ ان کے ساتھ بہتر سلوک کریں۔ ایسے سلوک کیلئے کیا سہولت فراہم کی گئی؟ اس کے مرتکب افراد کے ذہنوں میں، قوانین اور ضوابط میں بھی مورسکوؤں کو مشتبہ آبادی سمجھا گیا اور ایسے عیسائی حکام اور پادریوں کو ان پر اختیار کے عہدے دئے گئے۔

ایسے اختیارات کا حسب معمول غلط استعمال کیا گیا، خواہ وہ مورسکو گھروں میں گھس کر پیسے چوری کرنے والے سپاہی تھے یا مورسکو مالکان مکان پر حقیقی یا فرضی جرم پر جرمانے عائد کرنا یا پادری اور کلیسائی محافظ عہدے دار جنہوں نے مرغیوں، ریشموں کا مطالبہ کیا یا گرجا جانے والوں سے نقد ادائیگی اور ان سے اتوار کو باغات میں کام کرنے کا عہد لیا۔ ان تمام اجزا نے مورسکوؤں کو اس ایمان اور زندگی سے پیار کرنے میں بہت کم کردار ادا کیا جسے ان میں سے اکثر نے آزادانہ نہیں چنا تھا اور یہ جلد ہی واضح ہوتا گیا کہ گریناڈا میں فرمان کے ذریعے اسلام سے جان چھڑانے کی کوشش ناکام ہو رہی تھی۔

جون 1526 میں چارلس نے اپنے دور حکومت میں اپنی پرتگالی بیوی ازابیلا کے ساتھ الحمبرا میں سہاگ رات گزارنے کے لیے صرف ایک مرتبہ گریناڈا کا دورہ کیا۔ شاہی جوڑے کے استقبال کے لیے شہر کی تمام آبادی نکلی

بشمول مورِیسکا رقاصوں کے ایک گروپ جس نے لیلیٰ رقص کیا اور گایا، مور سکو موسیقاروں سمیت جو دف اور ستار کی قسم کا باجا بجا رہے تھے۔

چارلس نے الحمرا میں چھ ماہ گزارے اس نے جسے بعد میں زندگی کے انتہائی خوشی کے دن کہہ کر یاد کیا۔ اس نے اس دورانِ سہاگ رات میں امورِ مملکت بھی سرانجام دیئے اور متعدد غیر ملکی معززین اور سفیروں سے ملاقات بھی کی، وینیسی ایلچی اینڈریا ناوگیرو سے لے کر پالاتینی کاؤنٹ فریڈرک تک، جس کے ڈاکٹر جوہانس لینڈر نے اس دورہ کا روزنامچہ لکھا۔ جو کچھ عیسائیت کے لامذہب شہنشاہ کے گرد و پیش میں دیکھا ناوگیرو اور لینڈر دونوں مورِی ثقافتی دنیا کو دیکھ کر متحیر ہوئے. لینڈر نے بتایا کہ کس طرح سان اوخان کے تہوار پر چارلس اور اس کے درباریوں کو بھینسوں سے لڑائی اور "مورِی عیسائیوں" کے جشن سے مدارت کی گئی جہاں دربار کی خواتین و حضرات نے " خاص مورِسکا" لباس پہن رکھا تھا۔ الحمرا میں بعد میں مورِیسکی مورِی خواتین کے رقص سے محضوظ ہوئے "جن کے کان، پیشانی اور بازو بہترین موتیوں اور دیگر قیمتی نگینوں سے آراستہ تھے۔"

شاہی دربار کے ایسے رقص ایک غیر ملکی کیلئے عوامی تماشے کے طور پر قابل قبول ہو سکتے ہیں لیکن جب ان کو خود مور سکوؤں کی عام زندگی میں مروج دیکھا تو اس کا انداز بہت مختلف تھا۔ چارلس کو خود ان رپورٹوں سے تشویش تھی کہ مور سکو اپنے مذہبی فرائض کو پورا نہیں کر رہے تھے اور وہ غرناطی مور سکوؤں کی عیسائی قیادت کے ہاتھوں استحصال اور بد سلوکی سن کر حیران رہ گیا۔ اس نے بد سلوکیوں کی تحقیقات کے لیے ایک کلیسیائی کمیشن بٹھایا جس کی صدارت اس وقت کے بشپ آف گوادکس گرانادا گاسپر دی ایولوس اور مستقبل کے اسقف اعظم نے کی۔

کمیشن نے ان زیادتیوں کی تصدیق کی لیکن اس کے باوجود خبردار بھی کیا کہ "مور سکو واقعی مسلمان ہیں: انہیں مذہب بدلے ستائیس سال بیت چکے، ان میں سے ستائیس یا سات بھی نہیں جو عیسائی ہیں۔" یہ نتائج مذہبی علماء، کلیسا کے اعلیٰ حکام، لاٹ پادریوں اور کلیسیائی وکلاء کے سامنے پیش کیے گئے جسے چارلس نے انہیں گریناڈا میں موسم خزاں میں مور سکوؤں کی صورت حال پر تبادلہ خیال کیلئے بلایا تھا۔

رائل چیپل مکمل ہونے پر جس میں کیتھولک بادشاہوں کا مقبرہ موجود تھا، اہل کلیسا نے مور سکوؤں کے ساتھ غیر مسیحی سلوک کی مذمت کی۔ ان کے پادری انتونیو دی گویرا جس نے مباحث کے بڑے حصے کا خلاصہ کیا تھا مورِیسکا خواتین کے جسموں سے مہندی کو چاقو سے کھرچنے اور ان کے بال مونڈنے کیلئے اپنی خواہش کا اس بنا پر اظہار کیا کہ "ان کی لٹیں اور چٹیا کی کڑھائی افریقی رواج کے مطابق تھی۔" یہ ایک ایسا شخص کہہ رہا ہے جس نے عیسائی معاشرے

سے مورسکوؤں کو مسترد کرنے کے خلاف اتنی زبردستی سے بات کی تھی۔ گیویرا کا افریقی "رسم ورواج کے متعلق فوری تغیر کلیسا کے اندر، جن کیلئے وہ انضمام کی خواہش رکھتے تھے، خود سابق مسلمانوں کے متعلق متضاد رویوں کی طرف اشارہ تھا۔ مہینوں کی بحث کے بعد رائل چیپل کونگریگیشن نے سفارشات کا ایک سلسلہ وار فراہم کیا جس میں انہوں نے پچھلی دو دہائیوں کی تمام پابندیوں کی توثیق کی اور ان میں سے بعض کو بڑھا دیا۔ مورسکوؤں کو عربی لکھنے یا بولنے کی اجازت نہیں تھی۔ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ گھروں میں بھی کاستینی بولیں۔ وہ بوڑھے عیسائی کی نگرانی کے بغیر حمام استعمال نہیں کر سکتے اور نہ ہی اپنے بچوں کے موری نام رکھ سکتے تھے۔ موریسکا خواتین اپنے ہاتھوں یا پیروں میں 'کھلے عام یا چھپ کر'' مہندی نہیں لگا سکتی اور نہ چہرہ ڈھانپ سکتی تھیں۔ جمعہ کے دن اور شادیوں کے دوران انہیں گھروں کے دروازے کھلے رکھنا ہوں گے۔ وہ اپنے مردہ کو بوڑھے عیسائی کی موجودگی کے بغیر دفن نہیں کر سکتے تھے۔ ختنہ کرنے والے سرجنوں اور ڈاکٹروں کے خلاف ملک بدری یا ان کی جائیداد کی ضبطی کی کارروائی ہو سکتی تھی۔

چارلس نے دسمبر میں ان احکام کی باقاعدہ منظوری دی۔ ان اسپانوی پادریوں اور مداخلت کے حمایتی اہل کاروں کی ایسی بے حسی جو دیکھنے میں آئی۔ یہ ایک اور اشارہ تھا کہ اسپانیہ اپنے قرون وسطیٰ کے ماضی سے کتنا دور جا چکا تھا۔ عیسائی حکمرانوں نے جہاں ''الجھن" کے خطرے سے بچنے کی خاطر مسلمانوں کے ساتھ فرق برقرار رکھنے کیلئے کبھی قانون سازی کی تھی، چارلس نے اب ایسے پرانے اختلافات پر قانون سازی کی تجویز پیش کی تاکہ گریناڈا کی مورسکو آبادی کو عیسائی معاشرہ میں جذب کیا جا سکے۔ مالی صورت حال مخدوش ہونے کی وجہ سے شہنشاہ نے ان زیادہ سخت گیر مولویوں کو مایوس کیا جب مقامی مورسکو کے نمائندوں کی سالانہ اسّی اور نوے ہزار دکاتوں کے درمیان ادائیگی کی پیشکش کو، "قومی شادی کے تحفے" کے طور کے بدلے چالیس سال کی عارضی پابندی پر اتفاق کیا۔

ان ادائیگیوں کی مدد سے فرانسیسیوں کے خلاف پاویا کی لڑائی میں چارلس کی فتح کا جشن منانے کی خاطر الحمرا سے ملحقہ شاندار رینے سانس محل کی تعمیر کیلئے مالی اعانت میسر آئی۔ انہوں نے غرناطی مورسکوؤں کیلئے انہی چالیس سالہ مدت کے لیے عدالت استحصال ارتداد سے مہلت بھی دی۔ ایسا نہ تو پہلی اور نہ ہی آخری بار ہوا کہ شاہی خزانے کی ضروریات کو مذہبی پاکیزگی کے طویل المدت مقصد پر زیادہ ترجیح دی گئی۔ اسی سال ایسا ہی معاہدہ آراگون میں بھی ہوا جہاں حال ہی میں اسپانیہ کے باقی ماندہ مسلمانوں کی عیسائیوں میں تبدیلی تاخیر سے ہوئی۔

7

آخری عارضی مورچہ: آراگون 26 - 1520

گریناڈااور کاستیہ کے مسلمانوں کی تبدیلی کے ساتھ اب آراگون کیتھولک اسپانیہ میں رہنے کی اجازت کا آخری مملکت غیر میں محصور علاقہ بن گیا۔جب فردیناند گریناڈا کے مسلمانوں پر عیسائیت مسلط کر رہا تھا تب اس نے کوئی اشارہ نہ دیا کہ وہ اپنی رعایا کو بھی اسی انجام سے دوچار کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

1500 میں البیجزّ اس بغاوت کے عروج پر کیتھولک بادشاہوں نے آراگون میں فردیناند کی مسلم رعایا کو یقین دلایا کہ یہاں ایسا نہیں ہوگا اور عوامی سطح پر ان افواہوں کی تردید کی" کہ یہ ہماری نیت اور ارادہ ہے کہ اس مملکت میں موروں کو طاقت کے ذریعے مقدس عقیدے اور عیسائی مذہب میں لایا جائے۔ان دہرائی گئی یقین دہانیوں کا مطلوبہ اثر نہ ہوا۔اپریل 1502 میں ویلنسیائی دربار (پارلیمنٹ) نے فردیناند کو مطلع کیا کہ بہت سے مسلمان مذہبی تبدیلی سے اتنے پریشان تھے کہ انہوں نے کھیتوں میں کام کرنا چھوڑ کر شمالی افریقہ بھاگنا شروع کر دیا۔مزید نقصانات کو روکنے اور ان مسلمانوں کو واپس آنے پر آمادہ کرنے کے لیے امراء نے فردیناند سے مطالبہ کیا کہ وہ مسلم آبادی کو ایک بار پھر یقین دلائے کہ ان کی مذہبی خودمختاری کا احترام کیا جائے گا۔

کیتھولک بادشاہ نے اس درخواست سے اتفاق کیا اور اس نے ویلنسیا اور آراگون کی علاقائی پارلیمنٹوں سے دو الگ الگ مواقع پر وعدہ کیا کہ اس کی سلطنتوں میں اجازت یافتہ مسلمان بن کر رہتے رہیں گے۔ گریناڈا اور کاستیہ میں واقعات پہلے ہی ظاہر کر چکے تھے کہ ایسے وعدے لازماً پکے نہیں تھے اور یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ فردیناند واقعی اسپانیہ کے ایک حصے میں اسلام کی مستقل موجودگی کی اجازت دیتا جبکہ اسے ہر دوسری جگہ ختم کیا جا رہا تھا۔اس کے طویل المدت ارادے جو بھی تھے فردیناند ایک مدبر سیاست دان کی حیثیت سے آراگون اور والینسیا کے طاقت ور جاگیر داروں سے ایسے تصادم پر آمادہ نہ تھا وہ جس میں شاید کامیاب نہ ہو سکے۔ان جاگیر داروں کی املاک کے مفادات ہمیشہ مذہبی اتحاد کے مقابلتاً اعلیٰ ترجیح کے حامل تھے۔وہ عیسائیت کو ان کے مسلم لگان داروں پر ٹھونسنے کی کسی بھی کوشش کو اپنی آمدنی کے ذرائع کے لیے ایک ممکنہ خطرہ سمجھتے تھے۔ دونوں سلطنتیں اپنے ان آبائی (مقامی قوانین) کی سخت حفاظت کرتی تھیں جنہوں نے ان کے علاقوں میں بادشاہت کے دائرہ اختیار کو محدود کر دیا۔ آراگون یا والینسیا میں

عدالت استحصال ارتداد کو کبھی مکمل طور پر قبول نہیں کیا گیا جہاں اسے اکثر فسادی کا ستیبی در آمد سمجھا جاتا تھا۔ایک بڑھتی ہوئی بے ضابطگی کی پالیسی تھی جسے فردیناند کی موت کے بعد اس کی بیوہ جرمین دی فوکس نے جاری رکھا۔اس کے ذریعے آراگونی مسلمان ماضی کے رہائشی اجازت ناموں کے انتظامات کے مطابق رہتے رہے جہاں ان کے ہم مذہبوں کو ہر جگہ بالجبر عیسائی بنایا جا رہا تھا۔ سیسنیروس کی گریناڈا میں مداخلت کے ڈرامائی انداز کے تقریباً دو دہائی بعد یہ صورت حال تب بھی برقرار رہی جب 1519 میں چارلس اول اپنی اسپانوی وراثت کا دعویٰ کرنے کیلئے پہنچا۔اس کے اسی سالہ اطالوی چانسلر مرکورینو گیتینارا نے نوجوان بادشاہ کو مطلع کیا کہ خدا نے اسے ایک "عالمی بادشاہت کیلئے،.. تمام عیسائیت کو متحد کر کے ایک ہی چرواہے کے تحت "منتخب کر لیا ہے اور اس کردار کے تحت اس کی ذمہ داریوں کے متعلق تفصیلی بیان دیا۔عالمی شہنشاہ جس نے خود کو ہرکولیس سے تشبیہ دی، وہ بھی اپنی تاج پوشی کی تقریب میں حلف اٹھانے کا پابند تھا کہ وہ آراگون کے مسلمانوں پر کیتھولک مذہب نافذ کرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔چند سال بعد یہ وعدہ بھی توڑ دیا جائے گا۔چارلس کو سلطنت والینسیا میں ایک مقبول بغاوت نے موقع فراہم کیا جو اس کے پیشروؤں کو میسر نہیں تھا۔

واقعات کا پیچیدہ سلسلہ جس کی ابتدا شہر ویلینسیا میں ہوئی جس سے آراگون میں رہائشی اجازت نامے کا خاتمہ ہو گیا۔پندرہویں صدی کے آخر میں ویلنسیا اسپانیہ کے خوش قسمت ترین اور خوش حال شہروں میں سے تھا۔آبی اور سیراب زمینوں کے ساتھ اہم مقام جو بکثرت پھلوں کے باغات کی وجہ سے اسپانیہ کا باغ کے نام سے موسوم تھا، والینسیا فروغ پذیر بندرگاہ بھی تھا جس نے بحیرہ روم کے پار اطالوی نشاۃ ثانیہ کے عظیم شہر۔۔۔ریاستوں اور اسکندریہ کے ساتھ تجارتی روابط برقرار رکھے۔شہر کی تجارتی کامیابی کی علامت لونجا سلک ایکسچینج تھی اور 45,000 کی وسیع المشرب آبادی جس نے والینسیا کو اسپانیہ کا بہت ہی بڑا مرکزی شہر بنا دیا تھا۔تجارتی خوش حالی سے باہر اور "خوبصورت ویلینسیا" کی نشاۃ ثانیہ کی نفاست ایک ایسی جابرانہ جاگیردارانہ درجہ بندی کے تحت تھی جس پر انتہائی حریص اشرافیہ کا غلبہ تھا جن کی دولت کا زیادہ تر انحصار مسلم غلام لگان داروں پر تھا اور جس کے ارکان تکبر، طمطراق اور تشدد کے لیے مشہور تھے۔

ان جاگیرداروں سے عیسائی عوام نفرت کرتی تھی اور وہی طبقاتی نفرت ان کے مسلم لگان داروں کا مقدر ٹھہری۔جاگیردارانہ نظام کے اندر پست عہدے عیسائیوں اور مسلمانوں کیلئے تھے۔لا مذہب اور کلیسیائی جاگیرداروں کے نزدیک مسلم زیادہ بار آور تھے اور وہ اکثر زیادہ سخت اور مطالبہ کرنے والے جاگیردارانہ انتظامات کے تابع تھے۔

والینسیا کے جنوب میں ڈیوک آف گیندیا کے گنے کی تپتی ساحلی زمینوں پر ہزاروں مسلم لگان داروں نے بورگیا خاندان کی آبائی نشست پر ایسے حالات میں محنت کی جو غلامی سے کم نہیں تھی۔ خانقاہیں، راہباؤں کے گروپ اور گرجاگھر، جیسے والادگنا کی امیر خانقاہ پھلوں، انگوروں کے باغات کی کاشت کرنے، فصلیں کاٹنے اور ریوڑ چرانے کے لیے مسلم مزدوروں پر بہت زیادہ انحصار کرتی تھی۔ وہ خصوصیات جنہوں نے ویلنسیائی مسلمانوں کو جاگیرداروں اور آجروں کے لیے پر کشش بنایا وہ مسیحی آبادی میں ہر دل عزیز نہ ہو سکیں۔

عیسائی نچلا طبقہ ان مسلمانوں کو حریف سمجھتا تھا اور اگیردارانہ نظام میں زیادہ کرایہ دینے اور سخت شرائط قبول کرنے پر آمادگی نے عیسائیوں کی سودے بازی کی طاقت کو مزید کمزور کر دیا۔ اس کا نتیجہ معاشی ناراضی کا زہریلا مرکب تھا، مذہبی جوش اور ایک بڑی مسلم آبادی کا خوف تھا جو اکثر بغاوت کے دہانے پر یا موری کا خفیہ شمالی افریقہ سے رابطہ ہونا تصور کیا گیا۔ سلطنت میں علاقائی لاقانونیت اور جرم کی وجہ سے عدم تحفظ کا یہ احساس مقامی طور پر بڑھ گیا تھا۔

اپنی خوشحالی کے عروج پر بھی پندرہویں صدی میں ویلنسیائی معاشرہ ڈاکوؤں کے لیے اعلانیہ مشہور تھا اور غیر حل شدہ قتل، عصمت دری اور ڈکیتیاں عام تھیں۔ ایسی سرگرمی کسی خاص سماجی طبقے تک محدود نہیں تھی۔ ایک ایسی مملکت میں جہاں مرکزی اختیار کمزور اور دور دراز تھا، اشرافیہ اکثر بذات خود قانون کی طرح برتاؤ کرتی تھی اور یہ حقیقت کہ اس کے ارکان قتل اور لوٹ مار کر کے پاداش سے بری ہو سکتے تھے، اس سے صرف ان کے خلاف ناراضی میں اضافہ ہوا۔

سولہویں صدی کے اوائل میں معاشی کساد بازاری اور مہلک طاعونوں کی وجہ سے ویلنسیا میں لاقانونیت اور بدنظمی شدت اختیار کر گئی۔ اسی عرصے میں ساحلی شہروں پر بربری قزاقوں کے چھاپوں میں اضافہ ہوا جن کا مقامی مسلمانوں پر سہولت فراہم کرنے کا اکثر شبہ کیا جاتا تھا۔ ان تمام عوامل نے سلطنت، خصوصاً دارالحکومت میں، نسلی اور مذہبی کشیدگی کو ہوا دی۔ 1519 کے موسم گرما میں والینسیا کے مال دار رہائشی طاعون سے بچنے کے لیے دیہی علاقوں میں بھاگ گئے اور بھوکی، بے روزگار اور باغی آبادی قزاق حملے کا سامنا کرنے کیلئے پیچھے رہ گئی۔ والینسیا میں قانون کی پاس داری کا خاتمہ بیک وقت مسلسل مسلم بغاوتوں اور قزاقوں کے بحری جہازوں کے مشاہدہ کی غیر مصدقہ افواہوں سے ہوا۔

نشاۃ ثانیہ کے اسپانیہ میں بڑی سماجی اتھل پتھل سے قبل بھی کئی ایک پر اسرار دم دار ستاروں سے لے کر دیو پیکر جادوئی شیر کے ظہور کے شگون اور اعجوبے موجود تھے۔ موجودہ صورت حال کو مذہبی جوش و خروش، مسلم خلاف نفرت اور سماجی انتہا پسندی سے ایندھن ملا۔

والینسیا کی سیاسی طاقت سال کے آخر تک مقامی ہم پیشہ گروہوں اور بڑے کاری گروں کو منتقل ہو چکی تھی جو بنیادی طور پر درمیانے اور نچلے درمیانے طبقات سے تھے جنہوں نے شہر پر حکومت کرنے کیلئے گورننگ کونسل قائم کی۔ انہوں نے اسے مسیح اور اس کے رسولوں کی متابعت میں تیرہ کہا۔ کونسل ابتدائی طور پر مرکزی حکومت کی ہم نوا نظر آئی۔ اس نے شاہی وائسرائے دیا گو ہرتادو دی میندوزا سے اپیل کی کہ وہ شاہی تسلط کو دوبارہ نافذ کرے اور شہری دفاع کیلئے آبادی کو قزاق حملے کے خلاف اسلحہ فراہم کرے۔ توازن کو تبدیل کرنے کا موقع محسوس کیا اور چارلس نے آزاد خیال زمین داروں کو قربان کر کے اجازت دی۔ جنوری 1520 میں تیرہ شہریوں کو شہر کی حفاظت کے لیے رضاکار فوج بنام جرمانیا (اخوان) کی تشکیل کی اجازت دی۔ سال کے دوران وائسرائے، اشرافیہ، اور شہری متوسط طبقے کو ہولناکی سے دوچار کرتی ہوئی رضاکار فوج ایک بنیاد پرست سماجی تحریک میں تبدیل ہوئی جو جاگیر داری نظام کو تباہ کرنے کے لیے نکلی۔

1521 کے موسم بہار میں شمالی محاذ سے دو ہزار کی فوج نے، سلطنت کے تمام شرفاء کو نیست و نابود کرنے کے ارادے کا اعلان کرتی ہوئی، ویلنسیائی دیہی علاقوں کی طرف پیش قدمی کی۔ رضاکار فوجوں نے جونہی اشرافیہ اور کلیسیائی جاگیر داروں کی املاک کو جلایا اور لوٹ مار کی تب میندوزا اور رؤساء نے بغاوت کو کچلنے کی کوشش میں اپنی فوجی قوتوں کو یکجا کیا۔ یہ کوششیں ابتدا میں ناکام ہوئیں اور باغیوں نے شاہی جاگیر داروں کی افواج کو پے در پے عبرت ناک شکستیں دیں جن کے پیدل سپاہیوں میں بہت سے مسلم لگان دار بھی شامل تھے۔ باغی اپنے تشدد کا رخ تیزی سے مسلم آبادی کی طرف کر رہے تھے۔ جولائی میں ایک مخصوص فرانسسکی درویش کے نعرے "مسیح زندہ باد اور مسلمانوں کے خلاف جنگ!" پر رضاکار فوج نے والینسیا شہر کی مسلم نواہی بستیوں پر حملہ کیا۔ اسی مہینے باغی متحد شاہی جاگیر داری فوجوں کے ساتھ شدید لڑائیاں لڑے جن کی صفوں میں بڑی تعداد میں مسلم لگان دار شامل تھے۔ ان لڑائیوں نے مسلم مخالف جذبات کو مزید بھڑکا دیا۔ 14 جولائی کو جرمانیا کے جنگجوؤں نے جادیوا کے قصبے پر قبضہ کر لیا اور مقامی مسلم لوگوں کے علاقے پر حملہ کیا۔ سیکڑوں مسلمانوں کو گھسیٹ کر مرکزی بڑے گرجا میں لایا گیا اور

بپتسمہ یا موت کے درمیان انتخاب کرنے کا حکم دیا۔ زیادہ تر نے بپتسمہ منتخب کیا لیکن چند لوگ پھر بھی مارے گئے تھے۔

جرمانیا کا جنرل بنام وائسنٹ پیرس، پتھر کے ماہر معمار نے اگلے ہفتے شاہی۔۔ جاگیرداری افواج ایک اور فاتح باغیوں کی قیادت کی جس میں ڈیوک آف گندیا کے تین ہزار کے لگ بھگ مسلم لگان دار بھی شامل تھے۔ فتح کے نشہ میں چور پیرس کے فوجی قصبہ گاندیا کی پس ماندہ مسلم بستی پر یہ چیختے ہوئے پل پڑے "مرگ بر مور!" اور آبادی کو ایک بار پھر بپتسمہ لینے یا گلے کٹوانے کا اختیار دیا گیا۔ تین دن کے وقفے میں اتنے مسلمانوں نے بپتسمہ لیا کہ ان پر پانی کے قطرے چھڑکنے کیلئے آب پاشی کے گڑھوں میں ڈبوئی شاخوں سے کام لینا پڑا۔ یہ "مذہبی تبدیلیاں" ایک آگہی طلب نسلی انتقام، مذہبی جوش اور طبقاتی نفرت کے مجموعہ کے ذریعے کارفرما تھیں۔ ایک طرف باغیوں کو خدا کو خوش کرنے کی امید تھی اور بغاوت کی کامیابی کو یقینی بنانے کا انحصار کفار کو بپتسمہ دینا ٹھہرایا۔ شمالی محاذ کا اسی وقت بظاہر اس پر یقین تھا کہ قابل نفرت جاگیرداروں کے مسلم لگان داروں کو عیسائی لگان داروں میں تبدیل کرنے سے وہ جاگیرداروں کے لیے کم پرکشش ہوں گے اور جاگیردارانہ نظام میں خوش آئند "مراعات یافتہ" مقام سے ہٹا دئے جائیں گے۔ جن حالات میں ان بپتسموں میں ملوث طاقت کا دخل تھا بعد میں کلیسیائی حکام کے لئے ایک اہم مذہبی تنازعہ کا باعث بن گیا۔ تمام مسلمانوں کو بپتسمہ کے منبع تک تلوار کی نوک پر رکھ کر گھسیٹا نہیں گیا۔ بعض صورتوں میں مسلمانوں نے چیخ کر کہا: عیسائی! عیسائی!" رضاکار فوجیوں کے محض قریب پھٹکنے پر بپتسمہ لینے کی خواہش کا اظہار کیا، خود کو غالباً بدسلوکی سے بچانے کیلئے یا اس لیے کہ وہ سمجھتے تھے کہ ان سے یہی مطالبہ کیا جائے گا۔

جن دوسروں نے اس فتح کو ناگزیر سمجھا وہ عیسائیت کے آگے جھک گئے جیسے کچھ مسلمانوں نے گریناڈا میں کیا تھا۔ چند ایک "مخموروں" کو گو بپتسمے دیئے گئے لیکن اکثریت کا کیتھولک رسوم کے مطابق پادریوں اور درویشوں نے گرجاگھروں میں انتظام کیا، قطع نظر اس سے کہ مسلمانوں کو سب سے پہلے کون سادباؤ بپتسمہ کے منبع تک لایا تھا۔ ناقابل تردید بات یہ ہے کہ یہ تمام مذہبی تبدیلیاں براہ راست دھمکیوں کا نتیجہ تھیں یا نہیں، یہ تشدد اور اور دہشت گردی کے ماحول میں حسب منشاء انتخاب کے لیے بالکل سازگار نہیں تھیں۔ 3

1521 کے تمام موسم گرما میں کورٹیس نے عقیدے کے نام پر ایزٹیک میکسیکو پر تسلط جمایا، ادھر رضاکار فوج کے گروہوں نے ویلنسیائی دیہی علاقوں میں طبقاتی و صلیبی جنگ مسلمانوں کے قتل، لوٹ مار، مذہب تبدیل کرنے اور ان کی مساجد کو، بعض اوقات صرف ان کے دروازوں پر مسیح اور مریم کی تصویریں لگا کر، گرجاگھروں کی بھینٹ

چڑھایا۔ طبقاتی منافرت اور مذہبی جوش کا محرک امتزاج کا اظہار بعض اوقات باغیوں کے 'نعروں 'مرگ بر شرفاء!، مرگ بر مور'' سے کیا جاتا تھا۔ باغیوں نے دوسرے معاملات میں، نعرے لگائے "موروں کو موت جب تک وہ عیسائی نہ بن جائیں!''

اولیوا کے قصبے میں مسلمانوں کو بپتسمہ لینے کیلئے کلیسا جانے کے دوران قتل کیا اور لوٹا گیا اور عینی شاہدین نے سڑکوں کے کنارے درجنوں کچرے کی طرح بکھری لاشوں کی اطلاع دی۔ تمام عیسائی ان سرگرمیوں میں ملوث نہیں تھے یا انہیں اچھا نہ سمجھا۔ اولیوا میں چند مسلمانوں کو ایک مقامی درویش اور ایک مقامی عیسائی گروہ نے تحفظ فراہم کیا۔ یہ واحد موقع نہیں تھا جس میں عیسائیوں نے مسلمانوں کو باغیوں سے بچانے کے لیے مداخلت کی۔ شاہی اور جاگیرداروں کی فوجیں جب میدان جنگ میں غالب آنے لگیں تو بغاوت کے نسلی اور مذہبی کردار کو مزید بھڑکایا گیا۔

پولوپ کے ساحلی شہر میں شمالی محاذ نے تقریبا'' چھ سو مسلمانوں کا قتل عام اس وقت کیا جب وہ بپتسمہ لے چکے تھے؛ قاتلوں نے "روحوں کو جنت میں اٹھانے کی اپنی خواہش کا اعلان کیا اور سکے ان کی آنکھوں پر رکھنے کے بجائے اپنی جیبوں میں ڈال دئے۔'' 1521 کے خزاں تک کم از کم پندرہ ہزار مسلمانوں کو بپتسمہ دیا جا چکا تھا اور پیریس ویلنسیا کے تمام مسلمانوں کی تبدیلیء مذہب کا مطالبہ کر رہا تھا۔ سردیوں میں طبقہ ءامراء نے اپنے متوقع بیج کنوں سے خونی انتقام لینا شروع کر دیا جبکہ شاہی حکام نے ویلینسیا شہر کا دوبارہ کنٹرول حاصل کر لیا۔ مارچ 1522 میں پیریس مارا گیا اور بغاوت ایک گمنام شخصیت کے ہاتھ لگ گئی جس نے انجیل میں فرضی نام (ایک غائب)—ایک شخصیت جو سولہویں صدی کے اسپانیہ میں اکثر سماجی اور سیاسی بحران کے اوقات میں ظاہر ہوتی ہے۔ اس کرشماتی مسیحا کے متعلق بہت کم علم ہے جس نے کیتھولک بادشاہوں کا رشتہ دار ہونے کا دعویٰ کیا۔ وہ پہلی بار مارچ میں جادیوا کے قصبے میں نمودار ہوا اور سر پر منڈلاتے قیامت کے دن کی پیشین گوئی کی۔ اپنے گرد خدم و حشم جمع کئے، اس نے ملی جلی جاگیردارانہ بنیاد پرستی، بائبل کی پیشن گوئی اور مسلمانوں اور یہودیوں سے مذہبی نفرت کی تبلیغ شروع کی جس سے جلد ہی کافی تعداد میں پیروکار جمع کر لئے۔ مئی 1522 میں غائب کے قتل کیلئے وائسرائے کے بھیجے قاتلوں کے قتل کرنے سے پہلے مسلم مخالف تشدد اور تبدیلی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ دسمبر میں آخر کار بغاوت فرو کرنے سے قبل کم از کم مزید تین ''غائبین'' نے اس کے لقب کا دعویٰ کیا۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت تک بارہ ہزار لوگ

مارے گئے اور دیہی والینسیا کا زیادہ تر علاقہ تباہ و برباد ہو گیا. صدمے سے دوچار مسلم آبادی کے لیے اب مستقبل غیر یقینی تھا.

بادشاہ اور اس کے قائم کردہ نظام کے ساتھ مثالی وفاداری کے مظاہرہ کے بعد بہت سے مسلمانوں کو توقع تھی کہ بپتسمہ دینا کالعدم قرار دیا جائے گا جبکہ فاتح عیسائی جاگیر داروں نے بھی یہی فرض کر لیا کہ مذہبی تبادلوں کو غلط قرار دیا جائے گا۔ دونوں گروہ جلد ہی مایوس ہو گئے۔ مذہبی اور قانونی نکتہ نظر سے والینسیا کے ان مذہبی تبادلوں کے متعلق قانونی حیثیت کے سوالات اٹھائے گئے جن سے 1412 - 1391 میں یہودی۔۔۔ مخالف منظم قتل عام کی یاد دلائی گئی۔ دونوں معاملات میں مقبول تشدد کے عام ہونے نے ایک نیا عیسائی زمرہ پیدا کر دیا جو ایسے طریقے استعمال کر رہا تھا جو جبری تبدیلی کے متعلق کلیسا کی مذہبی مخالفت کے مطابق نہیں تھے لیکن ان سے پہلے یہودیوں کی طرح حقیقت یہ ہے کہ ویلنسیائی مسلمانوں نے بپتسمہ لیا تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ اب عیسائی تھے۔

اس سے قطع نظر کہ ان کی تبدیلی رضاکارانہ تھی یا نہیں. یہ بپتسمہ جن حالات میں ہوًا گو وہ مثالی نہیں تھے لیکن چند پادریوں نے دلیل دی کہ ان سے ایک مثبت نتیجہ برآمد ہوًا۔ دوسروں نے نشان دہی کی کہ اگر یہ بپتسمے کیتھولک رسم کے مطابق دئے گئے تھے تو انہیں حلف کی تبدیلی سے انکار کیے بغیر سابقہ طور پر منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔ بغاوت کے نتیجے کے سابقات کے باوجود والینسیا کے حکام اور جاگیر داروں کی یہ بات کہ تبدیلیاں درست نہیں تھیں لہٰذا ان کے کالعدم ہونے کا مطالبہ کیا۔ سوال یہ ہے کہ آیا لگان داروں کے بپتسمہ لینے کے طریقے صحیح تھے یا نہیں۔ یہ اس وقت خصوصاً ضروری ہو گیا جب والینسیا میں تفتیشی حکام نے مطلع کرنا شروع کیا کہ بہت سے لوگ اسلام کی طرف لوٹ رہے ہیں، مسیحی حکام نے بعض صورتوں میں ان کی حوصلہ افزائی کی۔ اگر ان کا بپتسمہ جائز قرار دیا گیا تو یہ مسلمان ارتداد کے مرتکب تھے تو وہ تحقیقات اور سزا کے لائق تھے۔ کچھ مسلمانوں پر مقدمہ چلایا گیا لیکن پوچھ گچھ کرنے والوں نے عموماً نرمی سے نمٹا دیا جب تک کہ ان کی مبہم مذہبی حیثیت واضح کی جا سکے.

1524 میں تفتیشی جنرل کارڈینل الونسو دی مینریک نے ویلنسیائی تفتیش کار جوآن دی چروکا کو ہدایت دی کی کہ اس بات کی تحقیق کر کے واضح کیا جائے کہ کتنے مسلمان کن حالات کے تحت تبدیل ہوئے. ان تحقیقات کے نتائج معلوم ہونے سے پہلے ہی چارلس نے پوپ کلیمنٹ VII کو خط میں اپنے ارادوں کو واضح کیا کہ وہ اپنے سابقہ حلف سے فارغ ہونے کے لیے کہہ رہا ہے کہ وہ مسلمانوں کا مذہب جبراً" تبدیل نہ کرے۔

شہنشاہ غالباً کسی سیاسی عہد نامے سے متاثر ہوا جو 24 - 1523 کے موسم سرما میں اس کے اطالوی اور فلیمش مشیروں نے اس کے لیے تب تیار کیا جب دربار پامپلونا میں تھا جس نے نوجوان بادشاہ کو مشورہ دیا کہ خدا کے غضب سے بچنے اور دور حکومت کیلئے خدا کی رضامندی حاصل کرنے کی خاطر اُسے کون سے قدم اٹھانے کی ضرورت تھی۔ چارلس کو دیگر سفارشات کے علاوہ مشورہ دیا گیا کہ وہ اپنی تمام سلطنتوں سے موروں اور کفار کو نکال باہر کرے تاوقتیکہ وہ عیسائیت قبول کر لیں۔

نومبر 1524 میں چرّاکا کے کمیشن نے والینسیا میں سفر شروع کیا اور ان مسلمانوں کی فہرستیں مرتب کیں جو مذہب تبدیل کر چکے تھے، ان حالات کے متعلق عینی شاہدین کے بیانات جن میں تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ چارلس کی میدرد میں اگلے اپریل میں کلیسیائی اسمبلی کے اجلاس میں یہ تحقیقات پیش کی گئیں۔ میدرد کی فرانسسکی خانقاہ میں تقریباً چار مہینوں تک رئیسان کلیسا، تفتیش کاروں، مولویوں اور مذہبی قوانین کے ماہرین نے بڑی محنت سے ویلنسیا کے مسلمانوں کی حیثیت پر دقیق بحث کی۔ یہ بحثیں اکثر "طاقت" کے تعین کرنے کی پیچیدہ کوششوں پر مشتمل ہوتی تھیں۔ بعض علماء نے صرف یہ دلیل دی کہ تبدیلیءمذہب رضاکارانہ تھی کیونکہ مسلمانوں نے ہلاک ہونے کے بجائے مذہب تبدیل کرنے کا انتخاب کیا تھا۔ دوسرے، جیسے مستقبل کا بارسلونا کا تفتیش کار اور کلیسیائی مصنف فرناندولوائسز بھی دلیل دے کر اسی نتیجے پر پہنچا کہ والینسیا کے مسلمانوں کے بپتسمہ میں استعمال ہونے والا تشدد "درست" کے بجائے "مشروط" تھا کیونکہ یہ تبدیل ہونے والے تلوار کی نوک پر تبدیل نہیں ہوئے تھے۔ باغیوں کے اعمال اگرچہ مجرمانہ تھے، لوآسزنے دلیل دی کہ بپتسمے "برائی سے اچھائی" نکالنے کی خدا کی صلاحیت کو ظاہر کرتے ہیں اور انہیں درست سمجھا جانا چاہیے۔

فردیناند کی بیوہ جرمین دی فوکس کے خط میں چارلس کا یہ مؤقف تھا کہ والینسیا کے وائسرائے کی حیثیت سے مسلمانوں کو تبدیل کرنے کے لیے جو تشدد استعمال کیا "وہ نہ تو درست تھا اور نہ ہی مطلق جوان کو بپتسمہ میں وعدہ کئے گئے عقیدے کو برقرار رکھنے سے خارج کرنے کے لئے کافی تھا۔" اپریل 1525 میں ایک فرمان میں شہنشاہ کا موقف اور بھی واضح کر دیا گیا تھا جس میں اعلان کیا گیا کہ ویلنسیا کے "مسلمانوں کو عیسائیوں کے طور پر شمار ہونا چاہیے کیونکہ بپتسمہ لیتے وقت ان کا دماغ صحیح تھا، پاگل نہیں تھے اور رضاکارانہ طور پر عیسائی بننا چاہتے تھے۔" پوپ کلیمنٹ VII نے اس سال جون میں چارلس کو مسلمان رعایا کو بزور مذہب تبدیل نہ کرنے کے حلف سے رہا کیا۔

ستمبر میں چارلس نے ویلنسیا کے ان تمام مسلمانوں کو جنہوں نے رضا کارانہ "بپتسمہ کا مقدس پانی نہیں لیا تو وہ ملک معظم کے "دیگر ذرائع اپنانے" کا پابند ہو گا۔ اس نے دو ماہ بعد ملک بدر کرنے کا ایک عام حکم جاری کیا جس میں ویلنسیا کے تمام مسلمانوں کو دسمبر کے آخر تک عیسائیت اختیار کرنے یا ملک چھوڑنے کا حکم دیا۔ آراگون اور کاتالونیا کی مسلم رعایا کو انتخاب کرنے کیلئے ایک ماہ اضافی دیا گیا جو انتہائی محدود تھا۔ جن مسلمانوں نے جلاوطنی منتخب کی انہیں بحیرہ روم کے ساحل سے سفر کرنے کی اجازت نہیں تھی اس کے بجائے وہ اس کے پابند تھے کہ وہ پاسپورٹ حاصل کریں اور اسپانیہ کی دوسری طرف گالیشیائی بندرگاہوں لاکورونا اور فوانتارابیا سے سفر کریں جہاں سے انہیں صرف منازل کی محدود تعداد میں سفر کرنے کی اجازت تھی جن میں سے شمالی افریقہ کی کوئی بندرگاہ شامل نہیں تھی۔ ان پابندیوں کا مقصد جزوی طور پر ویلنسیائی جاگیرداروں کو راضی کرنا تھا جنہوں نے جرمینیائی مذہبی تبدیلیوں کی توثیق کو مسترد کرنا جاری رکھا تھا۔

تبادلوں کی سرکاری اشاعت سے پہلے ہی آراگونی (پارلیمنٹ یا اسمبلی) کی طرف سے ایک وفد نے چارلس کو خبردار کیا کہ "صنعت اور ملک کی خوشحالی موروں پر ٹکی ہوئی ہے" اور پیشن گوئی کی کہ ان کی رخصتی معاشی تباہی کا باعث بنے گی لیکن شہنشاہ نے کم از کم بظاہر لچک نہ دکھائی. دسمبر 1525 میں ویلنسیا کے مسلم وفد نے اسے رائے تبدیل کرنے کی کوشش میں میدرد کا سفر کیا اور چارلس نے اگلے مہینے ان نمائندوں کے ساتھ ایک خفیہ معاہدہ کیا جس میں اس نے سالانہ چالیس سے پچاس ہزار ڈکاٹس کے درمیان بطور خاص اسی چالیس سالہ رعایتی مدت کے عوض "ٹیکس" کی ادائیگی قبول کی۔ اس دوران ویلنسیا کے مورسکو عدالتِ استحصالِ ارتداد کی سزا سے مستثنیٰ رہیں گے۔ اس معاہدہ کو بعد میں گریناڈا کے مورسکوؤں تک بڑھا دیا گیا۔ ایسا لگتا تھا کہ مسلم وفد نے اپنے لیے عدالتی حکم پر عمل درآمد ہونے کو خرید لیا ہے لیکن جونہی یہ خبر ویلنسیا پہنچی، ان کے بہت سے ہم مذہب پرستوں نے پہلے ہی مذاکرات کی امید چھوڑ دی تھی اور معاملات کو اپنے ہاتھ میں لینا شروع کر دیا تھا۔

چارلس کے فرمان کے اعلان سے پہلے ہی بہت سے مسلم والینسیا چھوڑ کر شمالی افریقہ کے لیے عازم سفر ہو چکے تھے۔ دوسرے مسلح ہونے کی تیاری کرنے لگے۔ گریناڈا میں مزاحمتی جیسا کہ زیادہ ضدی ویلنسیائی مسلم مزید ناقابل رسائی پہاڑی محفوظ مقامات پر چلے گئے۔ دوسروں نے خود کو اپنے شہروں اور دیہات میں مخالفت کے اظہار کیلئے بند کر لیا جو اکثر دیرپا ثابت نہ ہوا. ماریا کے گاؤں میں باغیوں نے خود کو قائل کیا کہ انہیں بچانے کے لیے الطفیمی نامی افسانوی موری جنگجو سبز گھوڑا پر سوار آئے گا، اس کے نہ آنے پر فوراً ہتھیار ڈال دیے گئے۔ دوسری جگہوں پر مزاحمت زیادہ

سخت تھی۔ بیناگوآسل کے قصبے میں ویلنسیا سے دس میل اندرون ملک مقامی مسلمانوں نے جنوری میں قصبے سے عیسائیوں کو نکال دیااور خود کو قلعہ بند دیواروں کے عقب ''اپنی شریعت بچانے" کے ارادے سے بند کر لیا۔" چارلس کے ہدائت کے تحت دارالحکومت سے ایک عیسائی فوج قصبے کی طرف روانہ کی گئی کہ آبادی کو پہلے ہتھیار ڈالنے پر آمادہ کیا جائے۔ جب بیناگوسیل " پارلیمنٹ" کے رہنماؤں نے شمالی افریقہ کے لیے محفوظ راستے پر اصرار کیا تواس درخواست کورد کر دیا گیااور محاصرہ شروع ہوُاجو دوماہ بعد شہر کی دیواروں پر توپ خانے سے بمباری کرنے کے بعد ختم ہوُا۔ قصبے کے کچھ رہائشیوں نے ہتھیار ڈالنے کے بعد دعویٰ کیا کہ مذہبی رہنماؤں نے ان کی مرضی کے خلاف بغاوت پر مجبور کیا تھا۔

یہ دعوے آیا سزا سے بچنے کی کوشش تھی یا نہیں باغیوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا گیا لیکن ایسی عالی ظرفی ہمیشہ کہیں اور موجود نہیں تھی۔ بغاوت کا مرکزی گڑھ ویلنسیا کے شمال میں سیرادی ایسپادن کے پہاڑوں میں تھا جہاں ہزاروں مسلمانوں نے تبدیلیء مذہب قبول کرنے کے بجائے خاندانوں سمیت پناہ لی تھی۔ اس ناہموار اور دشوار ماحول میں باغیوں نے خندقیں کھودیں اور عارضی جھونپڑیاں اور پناہ گاہیں بنائیں، گھسے ہوئے اور گول پتھر ذخیرہ کئے اور ممکنہ حملہ آوروں پر لڑھکانے کیلئے باہر نکلے ہوئے درخت کے تنے تیار کر رکھے تھے۔ باغیوں نے نزدیکی گاؤں سے اپنا بادشاہ منتخب کیا جس کا نام المنصور فاتح رکھا جو مسلم قرطبہ کا مشہور ترین حکمران تھا۔ بہت سے باغی امیر ترین جاگیردار سیگوربی کے لگان دار تھے جو والینسیا میں ایک طاقت ور عیسائی حاکم تھا جسے جرمائینے دی فوکس نے 1526 کے موسم بہار میں باغیوں کے خلاف ایک مہم کی قیادت کرنے کا حکم دیا۔ ویلنسیائی حکام اور آبادی کی ناپسندیدگی کی وجہ سے سیگوربی کی افواج بھاری نقصانات کے ساتھ پسپا ہوئیں جس نے منفی افواہوں کو جنم دیا کہ امیر ترین جاگیردار بادشاہ کے اختیار کی بنسبت اپنے معاشی اثاثوں کے تحفظ کے متعلق زیادہ فکر مند تھا۔

جولائی 1526 میں مسلمانوں نے ایسپادان کے عیسائی گاؤں چیلچیس پر دھاوا بول دیااور مقامی کلیسا چھان مارا اور مبینہ طور پر شرکت عشائے ربانی کی روٹی اٹھاکر جلدی سے نکل گئے۔ مقدس مقام کی اس توہین آمیز اشتعال انگیزی کی وجوہات واضح نہیں ہیں البتہ حملہ آور جرمانیوں کی بغاوت کے دوران ان کی اپنی مساجد پر حملوں کا بدلہ لینا ہو سکتی ہیں۔

عیسائی ویلنسیا میں بہر صورت انتقامی غصے کی لہر پھیل گئی، کلیسا کے دروازے بند کر دیے گئے اور اس گستاخانہ غم وغصے پر سوگ میں قربان گاہیں سیاہ کپڑے سے ڈھانپ دی گئیں۔ بغاوت فرو کرنے نے اب صلیبی جنگ کی شکل

اختیار کرلی جیسا کہ پوپ کے سفیر نے والینسیا میں کافروں کے خلاف لڑائی میں شریک تمام لوگوں کو مراعات دیں۔ تین ہزار کی ایک نئی جاگیرداری فوج تیزی سے متحرک کی گئی اور بطور کمک چار ہزار کرائے کے جرمن فوجی جو براستہ بارسلونا آئے۔ان سپاہیون نے اسپادان پر کروفر سے پیش قدمی کی "جیسے ان کے دلوں میں بھڑکتی آگ کے تنور ہوں، ''ویلینسیائی مورخ گاسپر ایسکولانو کے مطابق شہر والینسیا کا سرکاری جھنڈا اور اس کے شہنشاہ کے گارڈ سمیت، سینٹنار، ان کی سفید ریشمی قمیصیں سینٹ جارج کی صلیب سے مزین تھیں۔

ستمبر 19 کو ان فوجوں نے باغیوں کی لشکر گاہ پر حملہ کیا۔ پتھروں، گلیلوں اور کمانوں سے لیس مسلمانوں نے 72 عیسائیوں کو مار ڈالا لیکن انہوں نے سرکشی کی بھاری قیمت چکائی جیسا کہ چارلس کے جرمن کرائے کے فوجیوں نے پانچ ہزار قیدیوں کو ذبح کیا یا غلام بنایا۔ اس قتل عام نے والینسیا میں مزاحمت کا خاتمہ کر دیا۔ اگرچہ کچھ مسلمان شمالی افریقہ فرار ہو گئے، اکثریت موروں سے عیسائی بنے لوگوں کی صفوں میں شامل ہو گئی۔ گریناڈا کی مانند بڑے پیمانے پر بپتسمہ کے ساتھ ہی مساجد کو گرجا گھروں میں تبدیل کیا گیا اور رضاکارانہ قرآن اور دیگر مسودات نظر آتش کئے گئے۔ آراگون اور کاتالونیا کی سلطنت میں یہی کھیل کھیلا گیا۔ 1526 کے آخر تک متوقع عالمی شہنشاہ بظاہر ناممکن نظر آنے والے کام کو نبھانے میں کامیاب ہو گیا، اسپانیہ سے اسلام کی آخری چوکی کا کلیتاً خاتمہ لیکن ساتھ ہی مزدور نفری برقرار رکھی جس پر اس کی آراگونی سلطنتوں کی خوش حالی کا انحصار تھا۔

یہ بہت سے طریقوں سے اکیلی فتح سے کم تھا جس میں مذہبی تبدلیاں ایک بغاوت کے درمیان نافذ کی گئی تھیں جنہیں قابل اعتراض الٰہیات اور صریحاً موقع پرستی کے پیش نظر سرکاری منظوری دی گئی تھی۔ مسیحی معاشرے میں یہ نتیجہ عالمگیر احسان کے ساتھ شمار نہیں کیا جاتا۔ برے دی ریمنجو، زاراگوسا کے قریب آراگونی گاؤں، کادریتے کا باسی ایک مسلم الفقیہہ نے بعد میں ایک عیسائی دوست، کارمیلیتے درویش، بنام فرے ایستیبال مارتیل، سے اس خبر پر ردعمل بیان کیا کہ "ہمیں بالجبر عیسائی بننے کی سزا سنائی گئی ہے۔'' کیدریت کی مسجد سے دوست ریمنیو کو گھر بلا کر انار، بھنا گوشت اور ویلنسیائی میٹھا کھانا پیش کیا، "جب ہم کھانا چکے، "الفقیہہ کو بعد میں یاد آیا، "ہم اس کے والد کے گھر کے مطالعہ کے کمرے میں داخل ہوئے، وہ آنسو بھری آنکھوں سے مجھ سے مخاطب ہوا: ''جناب برے، آپ اس تمام پرتشدد تبدیلی کے متعلق کیا سوچتے ہیں اور غیر مسیحی طریقہ جس میں آپ کو استعمال کیا جا رہا ہے؟ میں اپنی طرف سے کہتا ہوں کہ ایسا ہونے پر میرا دل اور جان ملول ہیں کہ انہوں نے تم پر بہت بڑا ظلم کیا ہے۔'' رامنییو کے مطابق:

یہ دوست ہم پر ترس کھا کر اتنا متاثر ہوُا کہ وہ ان تمام لوگوں، اسقف اعظم کے نمائندوں اور کونسلوں سے بحث کرنے سے کبھی نہ رکا جو ایسے احکام صادر کرنے پر رضامند ہوئے، انہیں برا بھلا کہا۔ بہت سے دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر بادشاہ اور اس کے وزراء سے احتجاج اور سخت بحث کرنے کے لیے اطلاع نامہ جاری کیا۔ اگر وہ دو ماہ کے اندر فوت نہ ہوُا ہوتا تو قدرے مؤثر بنانے کیلئے کر گذرتا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اگر وہ مر جائے تو میں اس کے لیے دعا کروں، جب میں اس سے ملا تب وہ بیمار تھا، جب وہ مر گیا تو میں رویا کیونکہ وہ وفادار دوست تھا۔

اس سابق الفقیہہ کا ایک مسیحی دوست کو دل کو چھونے والا خراج تحسین جس کو اس نے "اس بادشاہی کے موروں کے عظیم دوست" کہا جو مزید یاد دہانی ہے کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان مثبت تعلقات جو پرانے حکم کے تحت کبھی ممکن تھے دوسرے مسیحی نو مذہبوں سے کم التفات رکھتے تھے اور والینسیا میں ان کی مسلسل موجودگی کو غیر مخلصانہ تبادلے کہا جو عیسائی معاشرہ کیلئے خطرناک اور متعصبانہ تھے۔

میدرد میں ویلنسیائی مسلم وفد کی التوائے ادائیگی پر کچھ عیسائیوں نے تنقید کی۔ ان معاہدوں کی تفصیلات کبھی منظر عام پر نہ لائی گئیں۔ انہیں قبول کرنے کے لیے چارلس کے فلیمش اور اطالوی مشیروں کو موردالزام ٹھہرایا گیا۔

ایک عیسائی مشہور عام افسانہ کے مطابق، آراگونی قصبے توبیت میں کنواری مریم کے مجسمہ کو والینسیا میں "جھوٹے بپتسموں" پر احتجاج کے طور پر اس قدر پسینہ آنے لگا جس کے قطرے ایک گلاس بھرنے کے لیے کافی تھے۔

کچھ اسپانوی ان انتظامات سے اگرچہ خوش نہیں تھے اس کے باوجود اسپانیہ کے حکمران اس حقیقت سے کچھ اطمینان حاصل کر سکتے تھے کہ اسلام کو ظاہری طور پر اسپانوی معاشرے کی سطح سے مٹا دیا گیا تھا۔ تمام اسپانیہ میں وسی گوتھ کے زوال کے بعد پہلی بار نماز کیلئے اذان خاموش ہوگئی۔ خاموشی ہے اور اذان کچھ دیر تک دوبارہ سنائی نہیں دے گی۔

حصہ دوم

ایک گلہ، ایک چرواہا

ہم ان کے ساتھ ان کی عیسائی رسومات میں عبادت کرنے پر مجبور ہیں۔

ان کے رنگ شدہ بت خدائے برتر کا مذاق اڑاتے ہیں۔ کوئی اعتراض کرنے کی ہمت نہیں رکھتا۔

کسی میں ایک بھی لفظ بولنے کی ہمت نہیں: کون بتا سکتا ہے کہ ہم کیسے کیسے سوہان روح حوادث کا نشانہ بنے ۔۔۔۔رب کے وفادار؟

8

ایک ”گھر سانپوں اور بچھوؤں بھرا“

انضمام ایک ایسا تصور ہے جس میں طریقوں اور مطالب کے وسیع سلسلے سما سکتے ہیں۔ یہ ایک دو طرفہ تعلقات کا طریقہ ہو سکتا ہے جس میں انضمام نسلی یا ثقافتی اقلیتوں پر مسلط کرنے کے بجائے باہمی مساوات اور فرق کا احترام ملحوظ رکھ کر بات چیت کی جا سکتی ہے۔ یہ اوپر سے نیچے کے عمل کو بھی بیان کر سکتا ہے جس میں غالب اکثریت اقلیتوں سے ان کی ثقافتی، مذہبی، یا لسانی خصوصیات کے مکمل خاتمہ کا مطالبہ کرتی ہے جنہیں وہ فطری طور پر کمتر سمجھتی ہے اور جن کا الگ وجود ان سے مطابقت نہیں رکھتا۔ سولہویں صدی کے اسپانیہ میں انضمام سختی سے دوسری قسم سے تعلق رکھتا تھا۔

عیسائی معاشرے کو اس کی یہودی اور مسلم اقلیتوں کی تبدیلی کے لیے نہ صرف ان کے مذہبی عقائد اور عبادت کی شکلوں کو مکمل طور پر ترک کرنے کی ضرورت تھی بلکہ ہر اس چیز کا غائب ہونا لازم ٹھہرا جس نے انہیں عیسائیوں سے ممتاز کیا۔ جہاں تک ان حتمی مقاصد کا تعلق تھا اسپانیہ کے حکمران کم و بیش متفق تھے لیکن اس کے باوجود ایک اعتدال پسند اور انتہا پسندانہ رائے کا وسیع میدان عمل تھا کہ ان کا بخوبی تعاقب کیسے کیا جائے جس کی حدود قائل کرنے، انجیلی بشارت دینے اور مثبت ترغیبات سے لے کر زبردستی ظلم و ستم تک پھیلی ہوئی تھیں۔

چارلس اور اس کے مشیروں کو مورسکوؤں کے نئے عقیدے سے وابستگی کے متعلق کوئی وہم نہ تھا لیکن انہوں نے اس کے باوجود اسلام کے ظاہری جال سے نکل کر اسپانیہ کے سابق مسلمانوں کو "اچھے اور وفادار عیسائی“ بننے کیلئے ایک ضروری مستقل تبدیلی کیلئے پہلا قدم اٹھایا۔ ویلنسیا میں ہنگامہ خیز واقعات کے فوری بعد کلیسیائی اور لا مذہب حکام انضمام کے زیادہ تدریجی نمونے کی طرف مائل تھے۔ 1526 میں چارلس، میدرد اور گریناڈا میں مسلم وفود کے درمیان طے پانے والے معاہدوں میں مورسکوؤں کو تفتیش کی ”ہر قسم کے مذہبی تشدد" سے بچانا اس سے مشروط تھا کہ وہ نئی مذہبی ذمہ داریاں رضاکارانہ طور نبھائیں گے۔ اس رعایتی مدت کے صحیح حالات ملوث فریقین پر کبھی بخوبی واضح نہیں تھے اور دونوں متضاد تشریحات کے تابع تھے۔

1528 میں والینسیائی عدالتِ استحصالِ ارتداد کے خط میں انکوزیٹر جنرل الفانسو دی مانریک نے اس بات کی تردید کی کہ عدالتِ استحصالِ ارتداد کی سر گرمیوں پر پابندی لگادی گئی ہے۔ "برے طریقے سے باخبر افراد" کے افواہیں پھیلانے پر اس بات کی مذمت کی کہ مور سکوؤں کو "چالیس سال قبل کی طرح جینے کالائسنس" دیا گیا ہے۔ مانریک اور اس کے پیشرو عہدے داروں نے نرمی کی پالیسی اختیار کی لیکن انکوزیٹر جنرل کا کہادرست تھا کہ رعایتی مدت کا مقصد موجودہ رہائشیوں کی اجازت میں تبدیلی لانا نہیں تھا۔ ان معاہدوں کو خود مور سکوؤں نے بہت مختلف انداز سے سمجھا جن میں سے بہت سے لوگوں نے جبر کی عدم موجودگی کو عارضی رعایت کے بجائے ایک مستقل استثنا سے تعبیر کیا۔ دوسروں نے غالباً رعایتی مدت یامذاکرات کے متعلق سنا ہی نہ ہو یا یہ کہ مذاکرات جو ان کا محرک بنے لیکن بہت سے والینشیائی تبدیلی کے بعد موروں کی طرح رہتے رہے چونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ عیسائی بننا ہی نہیں چاہتے تھے۔ بہت سے ویلنیشیائی موروں کو اپنے عیسائی جاگیرداروں کی طرف سے دوبارہ "مور" بننے کی ترغیب دی گئی اور انہوں نے ذمہ لیا کہ وہ ان کی حفاظت کریں گے۔ اگلی چار دہائی میں ان توقعات کی عدم مطابقت تیزی سے واضح ہو جائے گی۔ ان ڈرامائی واقعات کے مقابلتاً جو مور سکوؤں کو عیسائیت کے اندر لے آئے تھے یہ نسبتاً" پر سکون اور غیر فعالی دور تھا لیکن کھلم کھلا تصادم کی غیر موجودگی کا فریب ثابت ہو نا تھا۔

رعایتی مدد کسی حد تک ابتدائی تبدیلیءمذہب کے عمل کی کمیوں کی پہچان تھی۔ دسمبر 1526 میں پوپ کے نام ایک خط میں چارلس نے اعتراف کیا کہ ویلنسیا کے مسلمانوں کی تبدیلیءمذہب مکمل طور پر رضاکارانہ نہیں تھی اور اس کے بعد انہیں ہمارے مقدس کیتھولک عقیدے کی ہدایت اور تعلیم و تربیت نہیں دی گئی۔ "شہنشاہ کی تجویز کہ والینسیا کے تبدیلیءمذہب کی کمیوں کی تلافی بعد میں انجیلی تعلیم سے کی جاسکتی ہے۔ اس میں میں خواہش مندانہ خیال آرائی کا ایک مضبوط عنصر موجود تھا۔ کلیسا اور ریاست کے بالائی طبقات میں ایسی خواہشات کو سنجیدگی سے لیا گیا۔

اسپانیہ کے تمام سابق مسلمان عدالت استحصال ارتداد کی ناگوار توجہ کے تابع تھے یہاں تک کہ (انکوئیزیشن سپریم کونسل) نے تسلیم کیا کہ مور سکوؤں کو اپنی مذہبی ذمہ داریوں میں ناکام ہونے پر سزا دینا غیر معقول بلکہ الٹا نقصان دہ تھا جب کہ ان میں سے بہت سے لوگوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ نئے ایمان کی ضرورت کیلئے کیا مطلوب ہے۔ بہت سے مور سکوؤں میں کیتھولک علم کی انتہائی بنیادی کمی بھی تھی؛ وہ اس کی بنیادی نمازیں نہیں پڑھ سکتے تھے، رسومات اور مقدس اشیاء نہیں سمجھتے تھے اور اس کے مذہبی کیلنڈر سے ناواقف تھے۔ انہیں اکثر پڑھانے یا سکھانے والا کوئی استاد نہیں تھا۔

چارلس کی تخت نشینی پر گریناڈا میں نئی کلیسیائی انتظامیہ نے سلطنت کے دور دراز عیسائی بستیوں کو بنیادی ضروریات مہیا کیں لیکن اس کا اثر نچلے پادریوں کی ناقص حوصلہ افزائی کی وجہ سے محدود تھا جو بستی کے مورسکوؤں کی روحانی نجات کی بنسبت ان کی کھال اتارنے میں زیادہ فکر مند تھے۔ ویلنسیا اور آراگون میں صورت حال زیادہ بہتر نہیں تھی۔ دور دراز مقامات کے مورسکوؤں کو ابتدائی بپتسموں کے بعد اکثر کئی ماہ تک کوئی پادری یا کلیسا کا نمائندہ نظر نہیں آتا تھا۔ 1532 میں اسقف اعظم کلیمنٹ VII نے کاردینل مانریک کو والینسیائی مورسکوؤں کی بستیوں کیلئے بنیادی ضروریات مہیا کرنے کی ہدایت دی۔ اس کے باوجود مینریک کو عمل شروع کرنے کے لیے والینسیا کلیسیائی کمشن روانہ کرنے میں مزید دو سال بیت گئے۔ ان کی سفارشات سے آخر کار تمام سلطنت میں 120 عیسائی بستیاں وجود میں آئیں۔ یہ نئی عیسائی بستیاں روپے پیسے سے محروم تھیں اور اکثر صرف برائے نام موجود تھیں۔ ان سے عموماً یہ توقع کی جاتی تھی کہ وہ اپنے اخراجات مقامی کرایہ اور کلیسا کا دسواں حصہ، سے فراہم کریں۔ مورسکوؤں کی بستیاں اکثر زیادہ تر غریب تھیں جو مستقل طور پر رہائشی پادری رکھنے یا مساجد کو گرجاگھروں میں تبدیل کرنے اور نئے ساز و سامان سے آراستہ کرنے کے اخراجات کے لیے شاذ و نادر ہی معقول آمدنی پیدا کرنے کے قابل تھیں۔ گریناڈا میں جیسے بہت سے پادریوں نے اپنی غربت بستی کے عیسائیوں کو قربان کر کے کم کرنے کی کوشش کی۔ دوسروں نے مکمل طور پر مورسکو والینسیا سے بچنے کو ترجیح دی اور بستی کے عیسائیوں کو ان کے اپنے حال پر چھوڑ کر چلتے بنے۔

1547 میں ایک کلیسیائی کمیشن نے دریافت کیا کہ مورسکو ویلینسیا میں بہت سے پادریوں نے اپنی نوکریاں چھوڑ دی تھیں اور دوسروں نے ان فنڈز میں غبن کیا جن کا مقصد عیسائی بستیوں کی مالی اعانت کرنا تھا۔ مستند اور محرک عملے کی غیر موجودگی اس قدر تھی کہ 1542 میں ویلنسیائی کلیسا کے بارٹولومی دی لاس اینجلس نامی پادری کو مجبوراً بحال کرنا پڑا جسے تفتیشی عدالت سے پہلے ہی مورسکوؤں کی بستی سے پیسے بٹورنے کی سزا دی جا چکی تھی۔ لاس اینجلس کو ذاتی ذمہ داری پر مورسکوؤں کے 128 قصبے اور دیہات دیئے گئے—ایک مضحکہ خیز تعداد جو کسی ذمہ دار مولوی کیلئے بھی بہت زیادہ ہے۔ وہ دوسری بار دو سال کے اندر بھتہ خوری کے الزام میں گرفتار ہوا۔ لاس اینجلس والینسیا کے چند پادریوں میں سے تھا جو عربی میں بات کر سکتا تھا۔

ویلنسیائی پادریوں کی اکثریت عربی سے بالکل نابلد تھی جنہوں نے سرد مہر اور بعض اوقات مخاصم مورسکوؤں کو تبلیغ کی، ایک ایسی زبان میں جسے بہت کم لوگ سمجھتے تھے۔ ایک ایسا تجربہ جو پادریوں کے لیے بلاشبہ اتنا ہی غیر متاثر کن تھا جتنا ان کے سامعین کے لیے۔ دینی تعلیم فراہم کرنے کی کوششیں بھی اتنی ہی بے ڈھنگی تھیں۔ دی منریک

کمیشن نے مور سکو بچوں کو پڑھانے کے لیے اسکولوں کے وسیع نظام کی سفارش کی تھی۔ ایک دہائی کے کافی بعد مور سکو بچوں کو مذہبی تعلیم فراہم کرنے والا واحد ادارہ ویلنسیا کا ایک نجی اسکول تھا جو متقی جو شیلے پادری سینٹ فرانسسکو دی بورگیا نے ڈیوک آف گاندیا کی املاک پر قائم کیا تھا۔ جس میں کل اٹھارہ میں سے بارہ جگہیں مور سکو شاگردوں کے لیے تھیں۔ گریناڈا میں حالت زیادہ بہتر نہیں تھی۔1559 میں جو شیلے پادریوں نے البائیسین ضلع میں ایک مذہبی عقائد کے سوال جواب والا سکول قائم کیا جہاں جو شیلے بارہ پادریوں نے طلباء کو مذہبی تعلیم کیلئے باستیلی زبان میں پڑھنا لکھنا سکھایا۔اس عملے میں گریناڈا کا ایک عیسائی مسلمان بنام خوآن دی البوتو دو تھا۔البا سین کالج کے تقریباً پانچ سو لڑکوں نے روزمرہ کی پر مشقت راہبانہ زندگی گذاری۔ فجر سے پہلے عشائے ربانی کیلئے جاگنا،اس کے بعد دعائیں،مالا، سوال جواب کا علم،اور دوپہر کے کھانے میں ایک چھوٹی گول روٹی، لیکن چند سال میں اکثر مور سکو بچوں نے تعلیم چھوڑ دی اور اسکول میں زیادہ تر پرانے عیسائی خاندانوں کے بچے ہی رہ پائے۔ جوش وجذبے کی یہ کمی عام نہیں تھی۔ کچھ مور سکوؤں کی اگر اپنے بچوں کو عیسائی اسکولوں میں بھیجنے یا مذہبی تعلیم حاصل کرنے میں عدم دلچسپی تھی تو دوسروں نے حکام سے ایسے اسکول فراہم کرنے اور پادری بھیجنے کا مطالبہ کیا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے مور سکو عیسائی بننا نہیں چاہتے تھے اور اس مسلط کردہ عقیدے پر نالاں تھے۔انجیلی تبلیغ کی سست رفتار کاملاً مور سکوؤں کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے نہیں تھی۔

کلیسا کی مذہبی حکومت نے سولہویں صدی کے دوران مور سکوؤں کو مسلسل مذہبی ہدایات فراہم کرنے کی ضرورت کا اعادہ تو کیا لیکن ایسے انسانی اور مالی وسائل فراہم کیے بغیر جوان کوششوں کو غالباً کامیابی سے ہم کنار کر سکتے تھے۔عیسائی۔۔ مسلم بستیوں نے شاذونادر ہی پر عزم پادریوں کو اپنی طرف متوجہ کیا جیسے اسپانیہ سے بیرون ملک تبلیغی پادریوں میں پایا جاتا تھا۔ مور سکو بستیوں کے تمام پادری بدعنوان یا سست ''بیوقوف'' نہیں تھے جیسا کہ ایک اسپانوی پادری نے والینسیا میں اپنے ساتھیوں کو بیان کیا، لیکن بہت سے مطلوبہ معیارات سے کم تر تھے یا ضروری ادارہ جاتی مدد حاصل کرنے میں ناکام رہے جو شائد انہیں متحرک کر سکتی تھی۔ یہ اختلافات نظرانداز نہ ہو سکے۔ 1570 میں ایک گمنام عیسائی مصنف نے لکھا'' مجھے علم نہیں کہ ہم اس قدر اندھے کیوں ہیں.. کہ ہم جاپان، چین اور دیگر دور دراز کے کافروں کو تبدیل کرنے کے لیے تو نکل پڑے مگر'' سانپوں اور بچھوؤں سے بھرا اپنا گھر صاف کرنے کا خیال نہ آیا اور افریقہ میں شیروں یا شتر مرغ کے شکار کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔''اسی مصنف نے نشان دہی کی کہ '' ہمارے لیے مور سکوؤں کو تبدیل کرنا اس کے بغیر ناممکن ہے کہ ہم ان میں پہلے خوف اور نفرت دور

کر کے سکون بخشیں جو ان کے دلوں سے عیسائیت دشمنی دور کیے بغیر ناممکن ہے۔" دوسرے مولویوں نے بھی ایسے ہی مشاہدات کئے لیکن ان مقاصد کی تکمیل کیلئے ابھی تک کوئی منظم اور مربوط کوشش نہ کی گئی۔ یہ صدائیں کیوں نہیں سنی گئیں؟ وضاحت کا کچھ حصہ کلیسا کی ادارہ جاتی کمزوریوں میں مضمر ہے جو دیہی اسپانیہ میں قدیم عیسائی آبادی کی مذہبی ضروریات پورا کرنے کیلئے بمشکل کافی تھا۔ 1547 میں گریناڈا کے لاٹ پادری اور کلیسا کے مصلح جو آن دی ایویلا نے پوچھا "وہ مخلص اور پرجوش مبلغین مفید ہوتے جو لاٹ پادری کے اضلاع میں نجات ارواح کے پرچار کیلئے گھومتے پھرتے ہیں؛ لیکن وہ ہمیں کہاں سے میسر ہوں گے"؟

ویلنسیا میں بھی اسی کمی کا رونا تھا۔ مورسکوؤں کے ساتھ جب بھی کلیسائی حلقوں کے پادریوں اور نچلے اہل کلیسا کے استحصالی سلوک کو تنظیمی ڈھانچے نے روکنے کی کوشش کی تو ایسے اقدامات پر شاذونادر ہی عمل ہوتا تھا اور اکثر بوجھل کلیسیائی ضابطہ پرستی کی نظر ہو جاتے تھے۔ انضمام کو دوسرے ذرائع سے بھی آگے بڑھایا گیا۔ چند مقامی حکام نے پرانے عیسائیوں اور مورسکوں کے درمیان ٹیکس میں چھوٹ یا دیگر مالی مراعات کے ذریعے مخلوط شادیوں کو فروغ دینے کی کوشش کی جس سے چند شادیاں تو ہوئیں لیکن ان کی تعداد اتنی زیادہ نہیں تھی کہ دو برادریوں کے درمیان نسلی تقسیم کے تدارک کا مؤثر سبب بن سکے۔

مورسکوؤں کو بالجبر پرانے عیسائی محلوں میں بسانے کی (اور اس کے برعکس) بھی کوشش کی گئی۔ علیحدہ مسلم بستیوں کو عیسائی قصبوں میں دوبارہ شامل کرنا ایک پیچیدہ عمل تھا جس میں کرایہ اور ملکیت سے متعلقہ دیرینہ معاہدوں کا مذاکرات میں دوبارہ شامل ہوتا تھا اور یہ عمل کبھی کبھی مسلمانوں کے احساسات کے متعلق متکبرانہ رویئے کی نظر ہو جاتا تھا۔ مورسکوؤں پر اپنی مذہبی عمارتوں اور بستیوں کی دیواریں گرانے کے اخراجات کی ذاتی ذمہ داری بھی تھی۔8 غریب بستی کی مادی دیواروں کا انہدام مزید انضمام کا باعث نہ بن سکا۔ اکثر موریسکو وہ محلے چھوڑنے سے گریزاں رہے جہاں انہوں نے اپنی زندگی گزاری تھی یا وہ اتنے غریب تھے کہ دوسری جگہوں پر زیادہ کرایہ ادا نہ کر سکتے تھے جبکہ عیسائی ان علاقوں میں رہنے کے خواہش مند نہیں تھے جن کی نظروں میں وہ عموماً "شہر کے شرمناک ترین" علاقے تھے۔ بپتسمہ یافتہ عیسائی اصولاً پرانے عیسائیوں کی طرح قانونی اور ٹیکس کی حیثیت سے برابری کے حق دار تھے۔ ایسی مساوات بھانت بھانت کے ٹیکسوں اور امتیازی قوانین سے متصادم تھی جس کا اطلاق صرف اسپانیہ کے سابق مسلمز پر ہوتا تھا۔ مورسکو سڑکوں اور پلوں کی دیکھ بھال کیلئے اکثر خصوصی چندے ادا کرنے کے پابند تھے۔ انہوں نے گریناڈا میں مملکت کی ساحلی دفاعی دیکھ بھال کے لیے بنام فرداً ٹیکس ادا کیا۔ ان کی تبدیلیءمذہب کے بعد بھی بعض پیشے جیسے

دایہ، طب یا اصول دواسازی پر پابندی جاری رہی جو صرف عیسائیوں کے لیے مخصوص تھے۔ان کیلئے ویلنسیا میں جائے اقامت کی بلا اجازت تبدیلی جرمانے یا کوڑوں کی سزا تھی۔ مورسکو کو گریناڈا میں کند خنجر کے علاوہ ہتھیار رکھنے کی اجازت نہ تھی وہ جس سے اپنا دفاع نہ کر سکتے تھے۔ سرکاری امتیازی سلوک اکثر مقبول تعصب اور دشمنی لئے ہوتا تھا۔

1537 میں ایک امیر غرناطوی عیسائی بنام کاتالینا ہرنانڈیز نے شہر میں یتیم خانہ کے قیام کے لیے اپنی وصیت میں ایک بڑا عطیہ اس شرط پر دیا کہ اس میں موریسکا یتیموں کو اس سے باہر رکھا جائے. ایک مورسکو کی عیسائی بیوی نے عدالتِ استحصالِ ارتداد سے شکایت کی کہ "پرانے عیسائی مجھے یا میری بیٹی کو اس بنا پر نہیں چاہتے کیونکہ میری بیٹی ایک نئے عیسائی کی بیٹی ہے۔"

برنار دو پیریز دی چنچون اسلام مخالف (قرآن مخالف، 1532) کلیسیائی مصنف نے مورسکوؤں کو درج ذیل الفاظ میں مخاطب کیا: تم زیادہ تر ایسے لوگ ہو جو پڑھنے لکھنے سے نابلد ہونے کے علاوہ خدا، ارض و سما کے متعلق کچھ نہیں جانتے، دیہی علاقوں میں بلا قانون بربر کے عرب لوگ وحشی جانوروں کی طرح گھومتے پھرتے ہو جن کا کوئی بادشاہ نہیں اور مستقل رہائش نہ ہونے کی وجہ سے ناشناسائے امن، آج یہاں کل وہاں: غدار اور چور لوگ، تمام مسلم افریقہ کی طرح مائل باغلام پرستی. 9 اگران رویوں سے عیسائی معاشرے میں مورسکوؤں کی قبولیت پر شک پیدا ہوتا ہے تو اس کے علاوہ بڑھتے ہوئے شواہد موجود تھے جو غماز ہیں کہ اسپانیہ کے بہت سے سابق مسلمان ان بلاوجہ تھوپی ہوئی شناختوں کے زیادہ گرویدہ نہیں تھے۔

اسپانیہ کے مختلف حصوں سے کلیسائی محتسبوں اور پادریوں نے مطلع کیا کہ مورسکوؤں کی بڑی تعداد رسوم عشائے ربانی میں شرکت یا اعتراف گناہ کیلئے نہیں جا رہی تھی؛ وہ بچوں کو بپتسمہ بھی نہیں دے رہے تھے نہ ہی عیسائی روزے اور عید کے تہوار منا رہے تھے۔ وہ جب گرجا جاتے تو اکثر بے ادب اور گستاخ ہوتے تھے، صلیب کا نشان بنائے بغیر داخل ہونے کے علاوہ نماز کے دوران ان میں "جسم کا پر خلوص انداز" ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ اہل کلیسا نے چند مورسکو اجتماعات کے رویے، خصوصاً عشائے ربانی کی تقریب کے دوران تذلیل محسوس کی۔ شراب اور روٹی کا مسیح کے خون اور جسم میں تبدیل ہونے کا تصور کیتھولک مذہب کے پہلوؤں میں سے تھا جس پر مسلم مذہبی علماء ہمیشہ غضب ناک ہوئے۔

بہت سے مور سکوؤں نے مقدس عشائے ربانی (خصوصاً روٹی) اٹھانے سے منہ موڑ لیا اور متبرک رسم کی سنجیدگی میں خلل ڈالنے کے لیے بچوں کو رلانے کی خاطر چٹکی لی یا قربان گاہ پر روٹی کے ٹکڑے پر ایک مرتبہ ایک غلیظ کپڑا پھینکا۔ کلیسا میں برا سلوک صرف مور سکوؤں تک محدود نہیں تھا۔ دیہی اسپانیہ کے کچھ حصوں میں عیسائی کسان کلیسا میں اپنے جانور لائے اور زیادہ وقت بات کرنے، جؤا کھیلنے اور کلیسا کی موسیقی پر رقص کرنے میں گزارا۔ لیکن مور سکوؤں کی بے ادبی ہمیشہ دہاتی جہالت یا پس ماندگی سے زیادہ خوفناک مطالب کے زیادہ تابع رہی۔

1530 میں گریناداکے اسقف اعظم، گیسپر دی اوالوس نے ملکہ ازابیلا کو غرناطی مور سکوؤں کی حیثیت کے متعلق مطلع کرنے کے لیے ایک خصوصی ایلچی بھیجا جو شمالی افریقہ میں چارلس کی غیر موجودگی میں بطور نائب کام کر رہا تھا۔ اوالوس نے ایلچی کو ملکہ کو مطلع کرنے کے لیے جرائم کی ایک وسیع فہرست فراہم کی کہ "یہ نئے عیسائی اپنے عقیدے میں اس وقت سے بھی بدتر ہیں جب وہ مسلم تھے۔ وہ رمضان کے روزے رکھنے اور بچوں کو مسلم نام دینے کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے تھے؛ انہوں نے اعتراف جرم کرنے سے بلا مجبوری اور رسم عشائے ربانی میں شرکت سے انکار کیا اور وہ عموماً بے ادب ہوتے تھے "جب تک کہ وہاں کسی پرانے عیسائی کی موجودگی کا خوف نہ ہو۔"10 بڑے پادری نے ملکہ کو سخت اقدام اٹھانے کی تاکید کی کہ مور سکو قوم پر محبت کے بجائے زیادہ خوف وہراس سے حکومت کرنا چاہیئے۔" ملکہ نے جواباً موری لباس، گانوں اور رقص پر ممنوعہ احکام کی قسط جاری کر دی لیکن ایسا لگتا ہے ان احکام کا نفاذ نہ ہؤا یا اطاعت نہ کی گئی۔

اوالوس کی اپنے قصبے گوئیجار میں الملافا اور موری رقص پر پابندی لگانے کی کوششوں پر ہنگامہ برپا ہو گیا اور آخر کار اسے پیچھے ہٹنا پڑا جب کیپٹن جنرل لوئس ہرتادو دی مینڈوزا، تینڈیلا کا بیٹا جس نے سب سے پہلے یہ عہدہ سنبھالا، نے مور سکوؤں کو مجبور کرنے کی کوشش کو ترک کرنے پر مجبور کیا۔ کپتان جنرل کا کہنا ماننے پر لاٹ پادری کا اتوار کو رسم عشائے ربانی پر نہ جانے کی پاداش میں مسافر مور سکوؤں کے دوطرفہ تھیلے جلانے کیلئے سڑکوں پر سپاہیوں کی بڑے پیمانے پر تعیناتی کو ترک کروایا۔

گریناڈا میں کپتان جنرل کی مور سکوؤں سے رواداری کے مظاہرہ کی وجہ سے ویلینسیا کے عیسائی رئیسوں میں جو اور بھی زیادہ مروج تھی، اپنی جائیدادوں پر کلیسا کے لوگوں اور مذہبی محتسبوں کی غیر موجودگی میں اپنے لگان دار مور سکوؤں کو "موروں کی طرح زندگی گزارنے" کی حوصلہ افزائی جاری رکھی۔

1544 کے مقدمے کی سماعت کے دوران رسوا پادری بارتولومی دی لاس اینجلس نے ویلینسیا کے مورسکوؤں کو "نافرمان اور باغی لوگ" کے طور پر بیان کیا اور دعویٰ کیا کہ "چالیس گھرانوں میں سے... صرف پانچ یا چھ رسم عشائے ربانی کیلئے جاتے ہیں۔" 11 لاس اینجلس نے اس بے حسی کا الزام ان کے مسیحی زمین داروں پر لگایا جنہوں نے مورسکوؤں کو اپنی جاگیروں پر تحفظ فراہم کر کے انہیں مسیحی بنانے کی کوششوں میں رکاوٹ ڈالی. ویلنسیا کے مذہبی محتسبوں نے جاگیرداروں پر اسی طرح کے الزامات لگائے اور ان کے عہدے داروں کی کوششوں میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے اکثر ان پر تنقید کی۔ بدنام ترین "برے جاگیرداروں" میں سے ویلنسیا کا امیر البحر سانچو دی کاردونا تھا جس پر 1570 میں استحصالی محتسبوں نے کئی دہائیوں تک مورسکو کی حامی وکالت کا الزام لگایا تھا۔ 1542 میں اس کے مقدمے کی سماعت کے دوران ایک گواہ نے بتایا کہ جب کسی مقامی پادری نے رسم عشائے ربانی میں شرکت کا حکم دیا تو کاردونا نے مورسکوؤں کو اپنی جائیدادوں پر کیسے جعلی ظاہراً عیسائی شکل بنانے لیکن باطناً مور رہنے کیلئے بتایا تھا۔ ایک اور نے دعویٰ کیا کہ امیر البحر نے جائیدادوں پر مورسکوؤں کو رہنے کی اس قدر ڈھیل دے رکھی تھی، "گویا وہ فیض میں ہیں" اور انہیں ایک نئی مسجد بنانے کی اجازت دی۔ کاردونا کا اپنے مورسکو لگان داروں کا تحفظ ذاتی معاشی مفادات سے زیادہ کسی اور بات پر مبنی ظاہر ہوتا ہے۔ مختلف گواہوں نے دعویٰ کیا کہ وہ شاذو نادر ہی کلیسا جاتا یا اقرار گناہ میں شرکت کرتا تھا۔ ایک گواہ نے دعویٰ کیا کہ امیر البحر نے ایک بار اسقف اعظم کو مطلع کرنے کی تجویز پیش کی کہ والینسیا کے موروں پر تبدیلیءمذہب زبردستی تھوپی گئی تھی اور اسے اجازت دینے کو کہا کہ وہ اپنے مذہب کی طرف لوٹ آئیں۔ 12 کاستیہ میں محمد کے فرقے" سے مسلسل چپکے رہنے کی اطلاعات بھی ہیں۔ 1538 میں ایک مورسکو بنام خوآن آف برگوس تھا جس پر تولیدو کی عدالت استحصال ارتداد کی طرف سے الزام لگایا گیا کہ وہ دوستوں اور رشتہ داروں کو "رات کے وقت اپنے گھر پر زمبری (رقص و موسیقی) اور کسکس کھانے" کی محافل کیلئے مدعو کرتا تھا جہاں وہ "موری گانے گائے، عربی میں بات کرتے اور ایک دوسرے کو ان ناموں سے بلاتے جب وہ مور تھے اور عیسائی ناموں کے بجائے ان ناموں کی قدر کرتے تھے۔ 13

1540 میں عدالتِ استحصالِ ارتداد نے دیمیئل قصبے میں ایک طویل تفتیش کی جس میں ماری گومیز نامی ایک موریسکا خاتون نے تشدد کے تحت "تصدیق شدہ اور مستقل مور" ہونے کا اعتراف کیا۔ مذہبی محتسبوں نے قصبے میں ایک گمنام مورسکو "پیغمبر" کی شناخت دریافت کرنے کی ناکام کوشش کی جس نے مبینہ طور پر فرشتوں اور مردہ لوگوں سے بات کرنے کا دعویٰ کیا تھا اور خفیہ ملاقاتوں میں اسلام میں لانے کا پرچار کر رہا تھا۔ عدالتِ استحصالِ ارتداد

نے اسی عرصے میں سیگوویا کے قریب اریوالو قصبے میں اسلامی عبادت کی خبروں کی چھان بین کی جس میں ایک "لڑکے کو نبی مانا گیا" تھا جس کی کبھی نشان دہی نہ ہو سکی۔ان تحقیقات کے دوران تفتیش کاروں کو ثبوت فراہم کرنے کے شبہ میں بہت سے مورسکو پراسرار طور پر قتل کئے گئے۔ مورسکوؤں کو اپنے نئے عقیدے کی ذمہ داریوں کو بخوشی پورا کرنے کیلئے طاقت کے بجائے قائل کرنے پر زور ہمیشہ مشروط رہا ہے اور سخت گیر لوگوں نے ایسے واقعات کو اس بات کے ثبوت کے طور پر پیش کیا کہ کٹھور ہتھکنڈوں کی ضرورت تھی. چارلس کے دورِ حکومت میں جبر و تشدد کبھی بھی کاملاً غائب نہیں تھا۔ مورسکوؤں پر بڑے پیمانے پر رسم عشائے ربانی، تہوار کے دنوں میں شرکت نہ کرنا یا ایک دوسرے کو مسلم نام سے پکارنے پر پادریوں یا لا مذہب عہدے داروں کی طرف سے حسب معمول جرمانہ عائد کیا جاتا تھا۔1546 میں خصوصاً پرجوش اور سخت گیر تفتیش کار جنرل فرناندو دی والدیس کی تقرری کے بعد جو شدت سے احتسابی نگرانی کے تابع تھا، دماغی خلل کے مریض، مشکوک والدیس نے لوتھرانزم کے معمولی سے اظہار کو جڑ سے اکھاڑنے کیلئے پرعزم، بدعت کے خلاف ایک تازہ دم مہم کی صدارت کی جس سے اسپانیہ کے سابق مسلمان بھی متاثر ہوئے۔ اس عرصے میں چند مورسکوؤں کو "مذہبی سزاؤں میں نرمی" میسر آئی، مذہبی محتسبین ان کی سزاؤں پر غلطی سے نرمی کرتے رہے اور نتیجتاً جرمانے، سامان اور جائیداد کی ضبطی، کوڑے مارنا اور "روحانی سزائیں" جیسے فرض نمازیں اور اعتراف گناہ یا خصوصی رسم عشائے ربانی میں حاضری پر اکتفا کی۔عدالتِ استحصالِ ارتداد نے چند معاملات میں مجرم مورسکوؤں کی سزاؤں کو مکمل طور پر معاف کر دیا۔علاقائی محتسب بذات خود قانون تھے، اس کے باوجود انہوں نے سبھی کو معاف نہ کیا. 1535 مخورکا میں میں پانچ مورسکوؤں کو صلیب پر جلادیا اور دیگر چار نہ ملے تو ان کے پتلے جلائے گئے۔1540 کی دہائی میں 232 مورسکوؤں کو زاراگوزا میں ایمان کے نام پر عوام میں چلایا گیا جن میں چار الفقیہاؤں اور ایک سابق راہب جس نے اسلام قبول کر لیا تھا، کو صلیب پر جلادیا گیا۔

مورسکو اکثر مذہبی خلاف ورزیوں پر لاعلمی کے دعویٰ سے التجا کرتے تھے کہ اس بات سے بے خبر ہیں کہ ان سے کیا متوقع ہے۔ایسی التجائیں کبھی کبھار منظور ہو جاتی تھیں لیکن عدالتِ استحصالِ کے ارتداد کے احکامات تسلیم کرنے کے باوجود ان کا احترام نہیں کیا جاتا تھا.1546 میں اسقف اعظم نے دس سال تک آراگون کے مذہبی محتسبوں کو مورسکوؤں کا سامان یا جائیداد ضبط نہ کرنے کا حکم دیا لیکن ایسی ضبطیاں رک نہ سکیں۔ مقدس دفتر کی آمدنی کا ایک بڑا حصہ جرمانوں اور ضبطیوں پر منحصر تھا اور مورسکوؤں کو اکثر شبہ ہوتا تھا کہ جرمانہ ان پر ظلم و ستم کرنے والوں کی تنخواہیں ادا کرنے کیلئے عائد کیا جاتا تھا۔ والینسیا اور آراگون کے مقامی طبقہ امراء نے ان سزاؤں پر ناراضی اس بناپر

ظاہر کی کہ ان کے لگان دار مور سکو اور ان کی اولادیں بد حالی کا شکار ہونے کی وجہ سے ان کے اقتصادی منقولہ و غیر منقولہ اثاثے نقصان کا شکار ہو رہے ہیں۔ 1556 میں یہ معمہ عارضی طور پر حل ہو گیا جب محتسب جنرل والدیس نے آراگونی مور سکوؤں کے مخصوص جرائم پر عام معافی منظور کی۔ بھاری سالانہ ادائیگی کے عوض عدالتِ استحصالِ ارتداد مور سکوؤں کی جائیداد ضبط نہ کرنے پر متفق ہوئی، ویلنسیا اور گریناڈا میں بھی ایسے مصالحتی معاہدوں پر گفتگو ہوئی۔

مور سکو ایک بار پھر تحفظ کی رقم ادا کر کے ظلم و ستم سے بچ نکلے لیکن ایسی رعایتیں دھوکہ دہی تھیں۔ سولہویں صدی کے وسط تک مور سکوؤں کی طرف اسپانوی عہدے داروں کا رویہ اب وہ نہ رہا جیسا ان کے مذہب تبدیل کرنے کے فوراً بعد رہا تھا۔ مور سکوؤں کی خلاف ورزیوں پر محتسب گو کبھی لاعلمی کا عذر قبول کرنے کے لئے رضامند تھے لیکن ان کے تبدیل ہونے سے مسلسل انکار کو بطور صاف جواب سمجھنے پر مائل تھے جو عیسائی فراخ دلی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے تھے۔

بحیرہ روم میں اسلام اور عیسائیت کے درمیان جدوجہد میں بڑھتی ہوئی خون آشامی بھی مور سکو سوال پر بدلتے رویّوں سے متعلق تھی۔ صدی کے پہلے نصف میں عثمانی ترکوں نے شمالی افریقہ میں مسلسل کامیابیاں حاصل کیں، متعدد شہروں اور علاقوں پر براہ راست یا بالواسطہ اقتدار قائم کیا جو قلعوں میں محافظ افواج کے اس ڈانوا ڈول نظام کیلئے پر خطر بن گیا جو اسپانیہ نے بربری ساحل کے ساتھ ساتھ قائم کیا تھا۔ 1516 میں یونانی قزاق اروج اور خیر الدین باربار وسا الجزائر پر قابض ہو گئے جنہوں نے شہر کو ترکی کے زیر سایہ خود مختار قزاقوں کیلئے محصور علاقے میں تبدیل کرنے کا آغاز کیا جسے مزید تین صدیوں تک منڈلاتے رہنا تھا۔

1518 میں تلمسان کے محاصرے کے دوران اسپانوی فوجیوں کے ہاتھوں عروج کی موت کے بعد سلطان نے خیر الدین باربروسہ کو امیر البحر مقرر کیا۔ باربروسا کو اس عہدے نے ایک ایسا طاقت ور بحری بیڑہ تیار کرنے کے قابل بنا دیا جو بہت سے عیسائی حکمرانوں کیلئے باعث رشک تھا جس میں قسطنطنیہ نے عیسائی یورپ کے ساتھ تنازعہ سمیت منافع کے حصول کو حربی اور مذہبی مفادات کو یکجا کر رکھا تھا۔ اسپانیہ اور اٹلی کے بہت سے ساحلی قصبوں اور دیہات نے اس کے اثرات محسوس کئے جسے وہ سمندر کا خود ساختہ جنرل، جسے اسپانوی شر کا بادشاہ کہتے تھے۔ 1534 کے موسم گرما میں باربروسا نے دوبارہ درست کئے بحری بیڑے سے اٹلی کے ایڈریاٹک ساحل کے قصبوں اور دیہات کو تاخت و تاراج کرتے ہوئے ہزاروں عیسائیوں کو غلام بنالیا۔ 1543 میں فرانس کی بندرگاہ ٹولن میں باربار وسا اور

اس کے بحری بیڑے کے کوئی تیس ہزار ملاحوں کا استقبال کیا گیا۔ فرانس کے بادشاہ والوئے نے ترک سلطان کے ساتھ ایک عارضی اتحاد پر مہر لگائی۔ اس قابل نفرت مشترکہ فرانسیسی۔۔۔ مسلم بحری بیڑے نے عیسائی یورپ کی نظر میں، ہیپسبرگ کی لگان دار ریاست نِیس کو تہہ و بالا کیا۔ بحیرہ روم میں ترکی کے عروج نے پروٹسٹنٹوں اور کیتھولکوں میں "عیسائیوں کے درمیان امن اور کافروں کے ساتھ جنگ" کو جنم دیا۔

1529 میں ویانا کے ترک محاصرے کے بعد مارٹن لوتھر نے ترکوں کے خلاف ایک دشمن سے جنگ کی وکالت کی جسے وہ شیطان کا اوتار سمجھتا تھا جبکہ تمام لاٹ پادریوں نے مقدس رومی شہنشاہ کو تمام عیسائیوں کو متحد کر کے ترکی کے خلاف صلیبی جنگ کیلئے پکارا۔ چارلس نے مختلف مواقع پر دیگر عیسائی شہزادوں کو اس دشوار مہم میں دلچسپی لینے کیلئے کوشش کی مگر ناکام رہا؛ وہ سلطان کے خلاف اسے مناسب موقع سمجھ کر شمالی افریقہ پر فیصلہ کن ضرب لگانے کی تاک میں رہا جو اس کے وقار کو چار چاند لگا دے گا اور اسپانیہ کو قزاقوں کے خطرے سے نجات دلا دے گا۔ چارلس نے ابتدا میں باربروسا کو اس دشوار مہم میں ساتھ ملانے کی کوشش کی کہ عیسائیت قبول کرنے پر اسے تمام شمالی افریقہ پر سیاسی اقتدار میسر ہوگا۔ اس پیشکش کو واضح طور پر مسترد کر دیا گیا اور ایلچی کا سر اڑا دیا گیا۔ 1534 میں باربروسا نے جب تیونس کے اسپانوی کٹھ پتلی حکمران مولی حسن کو ملک بدر کیا تو چارلس نے شہر پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لیے اگلے سال پچیس ہزار فوجیوں کے بیڑے کی قیادت کی۔ کامیاب مسیحی حملے کے بعد تباہی پر رنگ رلیاں منائی گئیں جس میں کتب خانوں اور مساجد کو زمین بوس کر دیا گیا اور دسیوں ہزار مسلمان جو پہلے ہی ہتھیار ڈال چکے تھے ان کا سڑکوں پر قتل عام کیا یا غلام بنا لیا گیا۔

چارلس کی واپسی پر اٹلی کے مختلف شہروں میں رومی قیصر کی طرح فاتحانہ جلوس کا جشن منایا گیا، بشمول خصوصاً میسینا میں جسے مصور کاراواجیو کی تصویر میں واضح استقبال دکھایا گیا۔ اس میں ایک رتھ پر مال غنیمت سے بھری قربان گاہ بھی شامل تھی جسے زنجیروں میں جکڑے چھ مسلمانوں نے چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا۔ تیونس کی فتح سے چارلس کی ساکھ میں صلیبی جنگ کے عیسائی شہزادے کی حیثیت سے شاید اضافہ ہوا ہو لیکن اس سے بربری قزاقوں کی سرگرمیوں کو زیر کرنے کے لیے کچھ نہ ہو سکا جنھوں نے اسپانوی ساحل پر حملہ کرنا اور سسلی کے ساتھ اسپانیہ کے اہم تجارتی روابط کو دھمکانا جاری رکھا۔ چارلس نے اکتوبر 1541 میں حد سے تجاوز کیا جب اس نے تیونس میں اپنی کامیابی کی ہمسری کیلئے باربروسا کی جاگیر الجزائر پر حملہ کیا۔ یہ بہت ہی بڑی مہم اس کے مشہور جینوئی امیر البحر گیان اینڈریا دوریا کے مشورے کے خلاف چلائی گئی جو آفت انگیزی پر ختم ہوئی جب ساحل سے دور منتظر ایک سو پچاس سے

زیادہ بحری جہاز بارہ ہزار سپاہیوں سمیت طوفانوں میں ڈوب گئے یا باقی ماندہ مقامی آبادی کے ہاتھوں ہلاک ہوئے اور ایک ترک وقائع نگار نے بیان کیا کہ کیسے شمالی افریقہ کے ساحل "آدمیوں اور گھوڑوں کی لاشوں سے اٹے پڑے تھے۔ ۔"1546 میں باربروسا کی موت کے بعد ایک یونانی قزاق بنام ترگوت یا دراگوت کا عروج ہؤا جیسا کہ وہ یورپ کے عیسائیوں میں جانا جاتا تھا، جو اس کی جگہ امیر البحر مقرر ہؤا اور جلد ہی ہیپسبرگ اسپانیہ کا اتنا ہی مہیب دشمن ثابت ہؤا۔

بحیرہ روم میں اس بڑھتی ہوئی جدوجہد کے نتائج کا مورسکوؤں پر بھی اثر ہؤا کیونکہ اسپانوی حکمرانوں نے مربوط کرنے کیلئے انضمام کی کوشش بے ترتیبی سے جاری رکھی۔ غفلت کے ادوار میں طویل عرصے تک عام معافیاں، رشوتیں، اقرار جرم پر سخت سزاؤں میں تخفیف کے احکام اور جبر کے غیر متوقع مریضانہ دوروں سے بدلتے رہے۔ مورسکوؤں پر اسپانوی ساحل پر قزاقوں کے چھاپوں کیلئے جاسوسی کرنے کا شبہ تھا بلکہ ایسی اطلاعات بھی تھیں کہ ترکی کی کامیابیوں سے کچھ مورسکوؤں کے حوصلے بڑھ گئے کہ انہیں اپنی آزادی جلد آنے کا یقین ہو گیا۔ صدی کے درمیان اسپانوی سرکار نے یہ نتیجہ اخذ کرنا شروع کیا کہ اسپانیہ کے سابق مسلمانوں کی اکثریت عیسائی معاشرے میں تھی لیکن انہیں ابھی تک اس کا حصہ بننا ہے۔9

منظم ظلم وستم کی غیر موجودگی میں بھی مورسکو ایسی تنگ گلی میں پھنسے ہوئے تھے جہاں سے اسپانیہ کا مسیحی معاشرہ موروں کی "یادوں کو کلیتاً" مٹانے" پر تلا ہؤا تھا۔ جو نئے اصطباغ کیلئے تیار نہیں تھے ان کیلئے مسلح مزاحمت عموماً معقول انتخاب نہیں تھا۔ متبادل نقل مکانی تھا جو سختی سے منع تھی اور ایسا کرنے کی کوشش کے مرتکب مورسکوؤں کے اثاثہ جات کی ضبطی سے پھانسی تک کی سخت سزائیں تھیں۔ مورسکوؤں نے ان خطرات کے باوجود قزاقوں، یار شتہ دار یا دوست جو جا چکے تھے، کی مدد سے ایک مستحکم تواتر سے بربر کی طرف فرار ہونے کا انتظام کیا۔ اسپانیہ کے سابق مسلمانوں کی اکثریت اپنے گھروں میں رہی اور خود کو بحیثیت عیسائی اپنی نئی شناخت کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی۔ بہت سے مورسکوؤں نے قرآنی حکم تقیہ، "حفظ ماتقدم" سے فائدہ اٹھایا جو مسلمانوں کو ظاہری طور پر زمانہ سازی کے عقیدے کے وسیع تر مفادات کے پیش نظر ظلم وستم سے بچنے کی اجازت دیتا ہے۔

1504 میں مفتی احمد ابن ابو جمعہ نے مورسکوؤں کے استفسارات پر ان کی مذہبی رہنمائی کے لیے فتویٰ میں یہ نصیحت کی کہ وہ مذہب کو مضبوطی سے تھامے رکھیں جیسے "دہکتے انگارے" کو مضبوطی سے تھامے رکھنا۔ جمعہ مورسکوؤں پر جبر سے واضح طور پر آگاہ تھا اور اس نے انہیں ایمان کی ظاہری شکل وصورت اور حقیقی خیالات و

احساسات کے درمیان ایک سخت سّدِ راہ پر ثابت قدم رہنے کا مشورہ دیا۔ اگر وہ عیسائی دعائیں پڑھنے یا حلفوں پر مجبور ہوں، باطنی طور پر رد کر کے خاموشی سے محمد کا نام لے لیا کریں اگر سؤر کھانا پڑے تو "اسے کھالو لیکن دل میں اسے مسترد کرتے جاؤ"۔ اگر وہ روزمرہ کی نماز سے پہلے رسمی وضو کرنے سے قاصر ہوں تو دیوار پر مسح کرنے "یا" سمندر میں غوطہ لگاتے ہوئے۔ "خود کو پاک کر سکتے ہو۔ ابو جمعہ نے مشورہ دیا کہ اگر نمازیں بر وقت ادا نہ کر سکو تو رات کو نماز پڑھ لیا کرو۔ 1 اسپانیہ کے اندر اور باہر مسلم مذہبی علماء کے لیے ریاکاری مایوس کن صورت حال میں مایوس کن ردعمل تھا۔ قرون وسطیٰ میں عیسائیوں کے ساتھ مسلمانوں کی قربت میں مضمر اکثر مذہبی آلودگی کے خطرات کا ممکنہ ذریعہ بیان کیا گیا ہے۔ عیسائیوں کی رسومات، عبادات اور عقائد میں مور سکوؤں کے روزانہ انجذاب سے یہ خطرات واضح طور پر بہت بڑھ گئے تھے۔ کون بتا سکتا ہے کہ رسم عشائے ربانی پر دعائیں پڑھتے مور سکوؤں کے جھکے سر دلوں میں واقعتاً انہیں مسترد کر رہے تھے؟" یہ کیسے ممکن تھا کہ ایک اچھے اور برے مسلم میں امتیاز کیسے کیا جائے جب تمام مور سکو ظاہراً اچھے عیسائی کی شکل اختیار کرنے کے پابند تھے؟ اسپانیہ میں ان سوالات نے عیسائی مذہبی حکام کو بھی پریشان کر رکھا تھا لیکن بہت مختلف وجوہات کی بناء پر۔

سولھویں صدی کے یورپ میں سرکاری طور پر ظلم و ستم کیلئے صرف مور سکو ہی مذہبی گروہ نہیں تھے جو روپوش ہونے پر مجبور ہوئے۔ کیتھولک فرانس میں پروٹسٹنٹ اور مختلف اوقات میں انگلش کیتھولک اور پروٹسٹنٹ بھی اپنے عقیدے پر خفیتاً عمل کرنے پر مجبور ہوئے۔ سولھویں اور سترہویں صدی کے دوران پروٹیسٹینٹ اور کیتھولک یورپ میں دسیوں ہزار خواتین کو موہوم مذہبی خلاف ورزیوں پر چڑیلیں سمجھ کر جلا دیا گیا۔ اسپانوی اسلام کو دبانے کا واحد مقصد محض مذہبی عقیدہ نہیں تھا۔ اس کا مقصد ایک ایسی نسلی اقلیت کو ختم کرنا تھا جس کے رسم و رواج لازماً مذہبی نہیں تھے۔ مور سکوؤں کو ظلم و ستم کا نشانہ بننے کے لیے متقی ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ انتہائی خاموش طبع مور سکو آج بھی عیسائی معاشرے کی نظروں میں ان کے کپڑوں، زبان یا کھانا کھانے کے انداز سے مشکوک تھے۔ اسپانیہ کے کلیسیائی اور لامذہب حکام جس قدر جبر اور سزا کے ذریعے ان ثقافتی اختلافات کو ختم کرنے کے تعاقب میں تھے، ان اختلافات کو اسی قدر بالعمد سرکشی کا اظہار سمجھا جاتا تھا۔ نتیجہ ایک مخفی جدوجہد کی صورت میں نکلا۔ سولھویں صدی کے یورپ میں یہ کسی بھی شے کے برعکس تھا جو اکثر مور سکوؤں کا دنیا میں داخل ہونے کے لمحے سے شروع ہوا اور اس کے بعد بھی جاری رہا جب وہ چھوڑ چکے تھے۔

سولہویں صدی کے دوران ان کے فتوے کو خفیہ مسودات میں وسیع پیمانے پر دوبارہ پیش کیا گیا لیکن مورسکوؤں کو اس کی مخصوص سفارشات سے اپنی جداگانہ حالتوں پر عمل کرنے کے لیے آگاہ ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ان کی ابتدائی تبدیلیءمذہب کے بعد لمبے عرصے تک بہت سے مورسکو عیسائیت کی ظاہری صورت کے نیچے ایک متوازی اسلامی زندگی جیتے رہے۔جہاں بھی ممکن ہوا انہوں نے اسلامی کیلنڈر کی تعمیل کی، رمضان کے روزے رکھے اور اسلامی تہوار منائے۔مساجد کی غیر موجودگی میں اپنے گھروں میں انفرادی طور پر اور کبھی کبھی اجتماعی طور پر عبادت اور نماز ادا کی۔

1587 میں ایک مورسکو الفقیہ کو، والینسیا میں بونول سے، جس کا نام دیمیان دوبلت تھا، اسلامی طریقوں پر عمل کرنے کی وجہ سے دوسری بار عدالتِ استحصالِ ارتداد نے گرفتار کیا۔مختلف گواہوں نے اس کے مقدمے میں بیان کیا کہ دوبلت نے کیسے اپنے گھر کے صحن میں پتھر کے بنچوں پر بیٹھے پچاس مردوں اور عورتوں کے اجتماع میں تبلیغ کی جہاں وہ ستار کی قسم کا باجا لئے خطبہ دیتا تھا۔ایک گواہ نے بتایا کہ کیسے جمعہ کی کئی ایک راتوں کو بن سنور کر مورسکو مردوزن دوبلت کے گھر گئے۔اس شبہ پر کہ وہ فرقہ محمدی کی تبلیغ کرتا تھا، ہم نے انہیں ایک رات حیران کرنے کا عزم کیا۔مرکزی دروازے پر تالا لگا دیکھ کر ہم چور دروازہ سے داخل ہوئے۔ہم نے دوبلیت کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے پایا جس کے ہاتھوں میں ستار کی قسم کا باجا تھا اور ایک پاؤں بلا پاپوش اور ایک مورسکو اس کے سامنے کتاب کھولے پڑھ کر گا رہا تھا۔2

سولہویں صدی کے اسپانیہ میں ایسے بہت سے اجتماعات ہوئے۔چند ایک میں مورسکوؤں نے اپنے دوستوں اور پڑوسیوں کے ساتھ خفیہ مجالس میں شرکت کی انہوں نے جہاں قرآن پڑھا یا فقہاء یا تبلیغی مسلم مبلغین سے خطبات سنے۔دیگر اوقات میں گھر کے اندر خاندان کے مرد سربراہ کی زیر نگرانی اسلامی عبادت کی۔

چند اسلامی روایات کی محکم ترین محافظ خواتین تھیں جن کا علما اور کلیسیائیوں نے کیتھولک مذہب کے خلاف ان کی "سرکش "مزاحمت کا اکثر حوالہ دیا ہے. تحقیقات کے ریکارڈ میں ایسی سرکشی کی بے شمار مثالیں موجود ہیں جیسے ازابیل دی میدرد، جسے اس بات پر گرفتار کیا گیا تھا کہ اس نے " موری کتیا" کے عیسائی طنز کا اعلاناً یہ جواب دیا کہ "میں ایک مور ہوں، میرے والدین مور تھے جو بحیثیت مور فوت ہوئے، میں بھی ایک موری عورت کے طور پر مروں گی۔"3 موریسکا ماریا لا مونخا نے استفسار پر کواینکا کی عدالت استحصال ارتداد کو بتایا کہ "وہ یہ کہنا کسی بھی قیمت پر بند نہیں کرے گی کہ وہ ایک مور تھی، اس لیے کہ یہ انتہائی باعث فخر بات تھی۔ مورسکو کی سرکشی ہمیشہ اتنی واضح

نہیں تھی۔ مور سکو رضاکارانہ طور پر کیتھولک مذہب کی محض لفظاً لیکن اپنی مسلم شناخت کیلئے نجی طور پر تصدیق کرتے تھے۔ ایسا کرنے کا ایک طریقہ عیسائی عہد و پیمان کو بے اثر کرنا تھا۔ کچھ مور سکو خاندان گرجا گھروں میں اپنے بچوں کو بپتسمہ دینے کے بعد انہیں گھر لے جا کر بپتسمہ دینے والے مقدس تیل کو زائل کرنے کیلئے گرم پانی یا روٹی کے ٹکڑوں سے دھو ڈالتے تھے۔ شیر خوار کو اس کے بعد، فدا، نام دینے کی روایتی مسلم تقریب کرتے جو نجی طور پر استعمال کیا جائے گا۔ دوسرے مور سکو نے مرد بچوں کا ختنہ کرنے کی رسم کے بعد اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو روایتی تقریب میں شرکت کی دعوت دینا جاری رکھا۔ شادی پر بھی اکثر یہی حربے استعمال کیے جاتے تھے۔ مور سکوؤں نے چند معاملات میں عیسائی طرز پر شادیوں کو حقارت سے ترک کرتے ہوئے اپنے ڈھنگ کی تقریبات سے شادی کی۔ کلیسائی حکام نے مور سکوؤں کو اکثر ان کے طرز با کر عیسائی طریقے سے شادی کرنے پر مجبور کرنے کیلئے سخت محنت کی لیکن بہت سے خاندانوں نے ان لازمی کلیسا کی شادیوں پر، خصوصاً اسی دن، اپنے مسلم طریقے کی پیروی کی۔ متنازعہ اور اکثر سخت ترین لڑائیاں مردوں پر لڑی جاتی تھیں۔ کلیسا مصر تھا کہ مور سکوؤں کو مقدس روغن ضرور ملنا چاہیئے اور اپنا آخری اعترافِ گناہ کرنا چاہیئے؛ مور سکو خاندان کو جو اپنے مقامی پادری کو اپنے بچے یا قریب المرگ رشتہ دار کی شدید بیماری سے مطلع نہ کرنے کی صورت میں جرمانہ اور سزا دی جا سکتی تھی۔ مور سکو اس بات کو یقینی بنانے کے لیے یکساں طور پر پر عزم تھے کہ ان کے پیارے "مور ہی مریں۔" تاکہ ان کی ارواح جنت میں داخل ہوں؛ وہ اکثر بہانہ بناتے کہ ان کے رشتہ دار کا اچانک انتقال ہو گیا، پادری کو مطلع کرنے کیلئے وقت نہ مل سکا۔ یہ کشمکش موت کے بعد بھی جاری رہی۔

اسلامی تدفین کے طریقے جیسے میت کو معطر پانی سے دھونا یا صاف کپڑے پہنانا سختی سے منع کیا گیا تھا اور مور سکو کی تدفین میں بعض اوقات پادریوں کا لاش کے معائنہ کی وجہ سے تاخیر کرنا پڑتی تھی، اس بات کی تصدیق کیلئے کہ ان کے ہاتھ پاؤں کے ناخن کٹے ہوئے نہیں ہیں، وہ پیٹھ پر لیٹے ہوئے اور ان کے ہاتھ عیسائی طریقے سے سینے پر چلیپا بنے ہوئے ہوں۔ اگر مور سکو مردوں کو مسلم قبرستان میں دفن کرنے کی صورت میں سوگوار خاندان، جب بھی ممکن ہوتا، فقیہہ کے مبارک کہنے پر کبھی کبھار لاش کو پتھروں کے بستر پر رکھ دیتے تاکہ نعش زمین کو نہ چھوئے۔ مقامی گورکن اگر مور سکو ہوتا تو رشتہ دار اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کرتے کہ میت کو پاک صاف مٹی میں دفن کرنے کیلئے قبر کو معمول سے زیادہ گہرا کھودا جائے۔ مور سکوؤں نے ایسے معاملات میں عیسائی قبرستانوں سے مدفون لاشیں کھود کر ان کی مناسب اسلامی طریقے سے پاک صاف مٹی میں تدفین کی۔ یہ عمل بعض اوقات الٹ بھی گیا

مور سکوؤں کو جہاں مشکوک تفتیش کاروں نے ان کے رشتہ داروں کی لاشیں کھودنے کا حکم دے کر عدالت کی طرف سے مقدمہ دائر کیا، بعض مرتبہ برسوں بعد، اور انہیں دائیں یا بائیں کروٹ لیٹے پایا۔

مور سکوؤں کو ایسے معاشرے میں ریاکاری برقرار رکھنا آسان نہیں تھا جہاں کلیسا میں جمائی لینے، کرسی پر صحیح ڈھنگ سے بیٹھنے یا جمعہ کے دن صاف کپڑے پہننے پر عدالتِ استحصالِ ارتداد میں جرم کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ حمام میں غسل عموماً ممنوع تھا لیکن جو مور سکو اپنے گھروں میں غسل لیتے تھے اس پر بھی ان پر مسلم وضو کرنے کا الزام لگ سکتا تھا۔ کوائینکا شہر میں موریسکا ماریا دی میندوزا کو گرفتار کیا گیا کیونکہ ایک گواہ نے عدالتِ استحصالِ ارتداد کو بتایا کہ اس نے اسے باغ میں پانی سے گھڑا ابھرتے دیکھا، اس کا پیچھا کرتے ہوئے اس کے گھر میں داخل ہوا، اسے "مادر زاد برہنہ حالت میں دیکھا۔ وہ موسم گرما، جون یا جولائی، ہونے کے باوجود ننگے پاؤں تھی اور یہ کہ وہ گھٹنوں کے بل جھک کر اپنے بال دھو رہی تھی۔"4 عدالتِ استحصالِ ارتداد کے نزدیک، ایسا رویہ تمام جسمانی اسلامی مذہبی وضو کا ثبوت تھا۔ مرسیا میں 1550 کی دہائی میں مور سکو نامی جوآن دی سپوچے کو بدعنوان تفتیش کار کرسٹوبل دی سالزار کے سامنے لایا گیا جس کو کسی نے اسے لکڑی کاٹنے کے بعد چشمے میں ہاتھ مونہہ دھوتے دیکھا تھا۔ "تشدد" سہتے ہوئے بدقسمت مور سکو نے محمدیت کا اعتراف کیا اور اپنے کئی ایک پڑوسیوں کی مذمت کی، اس نے اعتراف کے بیان سے فوری طور پر رجوع کرنے پر سالزار نے اسے دوسری بار اس قدر تشدد کا نشانہ بنایا کہ اس کے ہاتھ اس حد تک ناکارہ کر دئے گئے کہ وہ اپنے کپڑے تک نہ پہن سکا اور وہ کچھ دیر بعد جیل میں ہی فوت ہو گیا۔ کیا دی سپوچی صرف کام کے بعد خود کو صاف کر رہا تھا یا وہ نماز کی تیاری کیلئے ہاتھ اور چہرہ دھو رہا تھا؟ تحقیقات کے ریکارڈ ایسے ہی واقعات سے بھرے پڑے ہیں جن میں بظاہر بے ضرر رویہ فرقہ محمدی" کے ثبوت کے طور پر سمجھا جاتا تھا۔

مور سکوؤں کی مذمت اس پر بھی کی گئی کہ انہوں نے رمضان کے دوران کھانے کی دعوت کو مسترد کر دیا تھا یا ان کے گھروں میں مذہبی یا مصلوب عیسیٰ کی تصویر نہیں تھی۔ تولیدو کا ایک مور سکو جوآن دیفلوریس کو عدالتِ استحصالِ ارتداد نے "اسے عموماً کرسی میں نہ بیٹھنے یا میز پر نہ کھانے" کی پاداش میں مورد الزام ٹھہرایا۔ "اسپانیہ کے کچھ حصوں میں مسیحی اہل کار معمول کے مطابق کھانے کے وقت مور سکو کے گھروں کا دورہ یہ پڑتال کرنے کیلئے کرتے تھے کہ وہ کہیں زمین پر بیٹھ کر کھانا تو نہیں کھا رہے۔ ایسی چوکسی ہر جگہ یکساں نہیں تھی۔ ویلنسیا اور آراگون کے دور دراز دیہی علاقوں میں اپنے مسیحی آقاوں کی حفاظت میں محفوظ مور سکوؤں پر اکثر پردہ پوشی سے کام لیا جا سکتا تھا لیکن جہاں وہ عیسائیوں کے قریب رہتے تھے وہاں ایک عامیانہ سا تبصرہ یا لفظ تباہی کا باعث بن سکتا تھا۔

1571 میں گریناڈا میں آٹوڈافے سے متاثرین میں برگوس سے تعلق رکھنے والے مورسکو رامیر و دی پلیسینشیا بھی شامل تھا جسے جمائی لیتے اور بڑبڑاتے ہوئے یہ کہتے سنا گیا "خدا کرے کہ محمد میری آنکھیں بند کردیں" اور ایک مورِیسکا خاتون بنام میئر گارسیا نے ایک بحث کے دوران کنواری مریم کے متعلق پوچھا "یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ شادی شدہ عورت ولادت کے بعد کنواری رہے؟ کوا ینکا کے تینا ھاس قصبے کی مورِیسکا خاتون بنام لوئیسا ہرنیز یز کو عدالت استحصال ارتداد کے سامنے لایا گیا: گلی میں مورسکو بچے کی بے عزتی کا سن کر وہ غصے میں آپے سے باہر ہو گئی اور چیخ کر کہا "ایک مور کی قدر و قیمت ایک عیسائی سے زیادہ ہے۔ فرانسسکو دی کوردوبا کی اس لئے مذمت کی گئی چونکہ رمضان کے دوران اپنے عیسائی پڑوسیوں کی طرف سے دوپہر کے کھانے کے دعوت ناموں سے انکار کرتا رہا۔ مورسکو بیچنے والے جارج دی پریلاتا کو اس لئے گرفتار کر لیا گیا کیونکہ اس کا سامان خریدنے سے انکار پر اس نے مشتعل ہو کر "محمد" کا نام لے دیا۔ اس کے عیسائی پڑوسی مورِیسکا ازابیلا گاردا نے دوپہر کا کھانا کھلانے کے بعد اسے بتایا گیا کہ اس کے کھانے میں سؤر کا گوشت شامل تھا۔ اس نے فوراً گلے میں انگلیاں ڈالیں اور قے کر دی—اس کے نتیجے میں عدالتِ استحصالِ ارتداد میں اس کی مذمت کی گئی۔ ہم نہیں جان سکتے کہ آیا اس کی بغاوت ایک فطری تھی یا کسی مذہبی/ثقافتی امتناع پر جسمانی رد عمل تھا یا ممنوعہ کھانا کھانے سے اسے روح کی نجات کی فکر لاحق ہو گئی تھی لیکن بہت سے مورسکو ہوں گے جنہوں نے خود کو ایسی کڈھب حالت میں پایا جیسے 1528 میں عدالت استحصال ارتداد کی طرف سے دھات کے برتن مرمت کرنے والے بزرگ کو شراب اور خنزیر کے گوشت سے پرہیز اور "وضو کرنے" پر معتوب کیا گیا تو اس نے احتجاج کیا کہ تبدیلی مذہب کے وقت اس کی عمر پینتالیس سال تھی اور کبھی سؤر کے گوشت کے ذائقہ کی طرف راغب نہ ہو سکا۔ چند مورسکو اگر زندگی بھر کی عادات نہ توڑ سکے یا توڑنا نہیں چاہتے تھے تو دوسروں نے دیدہ دانستہ ''موروں جیسی زندگی گزارنے "کا انتخاب کیا۔ کچھ مورسکوؤں نے ایسا کیا کیونکہ وہ دائمی سزا سے خوف زدہ تھے، کوا ینکا کے مورسکو خوآن کارازون کی طرح جس نے "جہنم'' سے بچنے کیلئے رسمی وضو کرنے کا اعتراف کیا۔ دوسروں کو فقہاء، رشتہ داروں یا ہم مرتبہ گروہ کے دباؤ سے ایمان پر ثابت قدم رہنے کیلئے قائل کیا گیا تھا۔ کچھ اپنے اسلامی ماضی کے ساتھ ظلم و ستم پر ایک منحرف رد عمل کے طور پر چمٹے رہے۔ ان کا محرک کچھ بھی ہو بہت سے مورسکوؤں نے اس صبر آزما اور پر خطر طرز زندگی کو عمر بھر اپنائے رکھا اور انہی دوہری شناختوں کو بچوں اور پوتوں تک پہنچانے میں کامیاب رہے۔ مورسکوؤں کی وسیع اسلامی دنیا کی بہت سی آبادیوں سے ان کی تنہائی کے پیش نظر یہ تسلسل اور بھی قابل ذکر ہے۔ مساجد یا مذہبی ادارے معدوم، کتابوں کو جلایا یا ممنوع قرار دیا گیا، مذہبی

رہنماروپوشی پر مجبور کردئے گئے اور بہت سے مورسکوؤں کو موریسکا اینادی پیدیلا کی طرح اس مخمصے کا سامنا کرناپڑا جس نے عدالتِ استحصالِ ارتداد کو بتایا کہ "اس نے موری تقریبات میں اس لئے حصہ نہیں لیا کیونکہ وہ ان سے لاعلم تھی لیکن علم ہونے کی صورت میں سرانجام دینے کیلیئے پر عزم تھی۔ کچھ مورسکوؤں نے عدالت استحصال ارتداد کے تحقیقاتی احکام میں موجود ممنوعہ اسلامی طریقوں کی تفصیلی فہرستوں کو بغور سن کر ان ممنوعہ رسومات اور عقائد کو اکٹھا کرکے ان سے خوشہ چینی کی کوشش کی۔ بہت سے مورسکوؤں نے فقہاء اور تبلیغی مبلغین کے تحت جو پڑھا دوسروں کو سکھایا۔ بہت سے مورسکوؤں نے اسلامی ماضی کے ساتھ خفیہ ادب کے ذریعہ رابطہ برقرار رکھا جو برادری کے نام سے جاناجاتا تھا۔

یہ تحریریں، دست نوشتہ متون جو عموماً مقامی کاستیہی، کاتالانی یاپرتگالی زبان لیکن عربی حروف میں لکھی گئی تھیں جس کی وجوہات کبھی واضح نہ ہوسکیں۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ مندرجات چھپانے کی خاطر عربی کا استعمال کیاجاتا تھا، دوسروں کا کہنا ہے کہ عربی کا استعمال دانستہ بطور ثقافتی مزاحمت کیا گیا تھا جبکہ ایک اور مکتبہ فکر ان تحریروں کو بطور ثقافتی پیوندکاری پیش کرتا ہے الاندلس میں جس کی مثال پہلے سے لاینفک تھی.

یہ خیال کہ عربی چھپانے کی قسم جیسی چیز تھی، قابل فہم نہیں لگتا جب کہ عدالت استحصال ارتداد پہلے سے ہی آبادی کے تمام مخطوطات کو 'محمدی فرقہ "کا ثبوت سمجھتی تھی؛ مواد سے قطع نظر یہ کسی کے قبضے میں ملنے پر اسے گرفتاری اور سزا کا حق دار گرداناجاتا تھا۔ ایسی تنبیہات کو بلاشبہ ان میں سے چند لوگوں نے بطور مزاحمت لکھا اور پڑھا۔ سولہویں صدی کے دوران خصوصاً آراگون کی آبادی میں ہزاروں متون ضبط کرکے جلادئے گئے جہاں عربی زیادہ بولی نہیں جاتی تھی۔ یہ مخطوطات دیوار کے طاقچوں، فرشوں اور قالینوں کے نیچے دریافت ہوئے یہاں تک کہ آراگونی غار میں ہتھیاروں کے درمیان چھپائے ہوئے بھی ملے۔

سروینٹس پر اگر یقین کیا جائے تو ان کی تلاش ہمیشہ کوئی ایسی مشکل نہ تھی، دان کے ابتدائی حصے میں کیا تے، قاری کو مطلع کرنے کی خاطر سروانیتس ایک دیو کے ساتھ اپنے مرکزی کردار کی لڑائی روکتا ہے کہ بقیہ ناول ایک مشترکہ عربی مخطوطہ "عربین اور مانچیگن مصنف "سیدی ہمت بیننجیلی کی تصنیف کا "ترجمہ "ہے۔ سیر وانتے کے تصنیفی واضح استعارہ میں یہ مخطوطہ تولیدو کے بازار میں تب دریافت ہوا جب وہ اتفاقاً ''چرمیں کاغذ کی کتب بیچنے والے لڑکے سے ٹکرایا "جن میں سے ایک عربی حروف میں تھی جسے میں پہچانتا تھا۔ "اس دریافت پر پرجوش سروانتے

نے ''اسپانوی بولنے والا مور'' ڈھونڈ نکالا جو اس کا ترجمہ کرتا ہے جسے بے شمار قارئین نے یقیناً پہچان لیا ہو گا کہ دان کیاتے کی مہم جوئی کی داستان جاری رکھنے کیلئے اسے ایک ممنوعہ عربی حروف میں لکھا اسپانوی مخطوطہ تسلیم کیا گیا ہے۔5

عدالت استحصال ارتداد کا آبادی پر تفتیشی دباؤ اتنا مؤثر تھا کہ اس کا وجود بڑی حد تک انیسویں صدی تک فراموش کر دیا گیا تھا لیکن بہت سے مسودات اتفاقاً تعمیراتی کاموں کے دوران دریافت ہوئے۔ آراگون میں ایک واقعہ جو ستم ظریفی کی یاد دلاتا ہے جب ایک پادری نے مقامی لڑکوں سے ان کتابوں سے اپنی نسل کیلئے ایک کتاب بچائی وہ جن کے صفحات پھاڑ کر الاؤ میں جھونک رہے تھے۔

جب انیسویں صدی میں سب سے پہلے اسپانوی عربی کے عالم پاسکول گیانگوس اور دیگر علماء نے عربی حروف میں اسپانوی مخطوطات کا ترجمہ کیا تو چند اسپانوی دانش وروں نے امید ظاہر کی کہ وہ شائد ایک گم شدہ ہندی ادبی انڈیز تشکیل دیں گے جو غیر دریافت شدہ ادبی شاہ کاروں سے بھرا پڑا ہے۔ ان توقعات کا ابھی تک شرمندۂ تعبیر ہونا باقی ہے۔6

چند مورسکو شعراء نے اگرچہ عربی حروف میں اسپانوی لکھی، ان تحریروں کی بنیادی تشویش جمالیاتی اظہار کے بجائے ثقافتی اور مذہبی بقا کیلئے تھی۔ بہت سی عبارات جن کا اب تک انکشاف ہوا ہے وہ گمنام منتخب شعری مجموعوں اور دیگر ذرائع سے تالیفات پر مشتمل ہے جن کا بنیادی مقصد خطرے سے دوچار معدوم ہوتی ایک مذہبی اور ثقافتی دنیا کا تحفظ معلوم ہوتا ہے۔ ان کا مواد قرآن اور قرآنی تفاسیر کے اقتباسات سے اسلامی فقہ پر تحریریں اور محمد کی زندگی کی لوک داستانوں سے لے کر دواؤں سے علاجوں، منتروں اور جادوئی کرشموں کے مجموعے، اقوال زریں کی کتاب، یا متفرق جنتریاں، الہامی کتاب تک پھیلے ہوئے ہیں۔7

چند عبارات میں نسبتاً ''ایک عام سفر اور لمبے بڑے سفروں کے بیانات بھی ہیں، عیسائی مخالف مناظرے اور ابتدائی اسلامی تاریخ کے افسانے اور رزمیہ کہانیاں۔ ان میں سے بہت سے مافوق الفطرت طاقتوں کے افسانوی مسلم سورما جو انسانی اور شیطانی دشمنوں پر فتح یاب ہوئے جیسے علی، محمد کے چچیرے اور ساتویں صدی کے مسلم سپہ سالار خالد ابن الولید۔ عربی حروف میں لکھی اسپانوی کی مشہور ترین تحریروں میں سے کارکیونا بلادست دوشیزہ کی کہانی تھی جس کے سنہری فاختہ کے بذریعہ اسلام قبول کی وجہ سے کافر باپ نے ہاتھ کاٹ ڈالے، عقائد کی بنا پر جب گھر سے نکالی گئی تو کارکیونا نے ایک غار میں رہنا شروع کر دیا جہاں اس کی دیکھ بھال جنگلی جانور اس وقت تک کرتے رہے یہاں تک کہ انطاکیہ کے بادشاہ کو اس سے پیار ہو گیا اور اسے اپنی بیوی بنا لیا۔ اسے جب بادشاہ کا ایک درباری حاسد گروہ ایک

بار پھر بیابان کی طرف بھگا دیتا ہے تو اسے وہاں اس کے دوست جانور بچاتے ہیں۔اس کے ایمان اور پاکیزگی کے انعام کے طور پر ہاتھ معجزانہ طور پر بحال ہو جاتے ہیں۔اس کے شوہر نے آخر کار اسے بچا لیا اور اسے تخت پر متمکن کر دیا۔8

خاندانی اجتماعات اور خفیہ ملاقاتوں میں بلند آواز میں پڑھی جانے والی یہ کہانیاں سامعین کیلئے بلاشبہ ایمان، قوت برداشت اور حتمی نجات کیلئے تسلی بخش اور امید افزا ہیں لیکن یہ اسلامی ماضی سے منسلک رہنے کا ذریعہ بھی تھیں جو اسپانوی زندگی کی سطح سے بڑی حد تک مٹ چکا تھا۔یہ آنکھ سے اوجھل ہوتی دنیا میں رہنے کے احساس کا پُرجوش اظہار کنندہ گمنام مصنف بنام "اریوالو کا نوجوان" ہے جو ہمیں گریناڈا میں مل چکا ہے۔اس کے متعلق بہت کم معلوم ہے سوائے اس کے کہ وہ کاستیہ کے قصبہ آریوالو سے آیا تھا اور ایسا لگتا ہے کہ اس کی والدہ صحیح معنوں میں عیسائی مسلم بن چکی تھی۔وہ سولہویں صدی کے نصف اول میں جیا اور لکھا،اسپانیہ کے قرب وجوار میں بڑے پیمانے پر سفر کئے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ الاندلس کے اسلامی ورثہ کی روحانی جستجو اور زیارت، دونوں رفتگان گم گشتہ کی تلاش میں رہا ہے۔ نوجوان کی ان سفروں کے بیانات میں چند مؤثر باتیں ملتی ہیں۔مورسکوؤں کے خفیہ باغی گروہوں کی جھلک، ان کے خفیہ مذہبی اجتماعات اور کرب ناک مذہبی بحثوں سمیت کہ آیا ان کی عبادات ان حالات میں نجات کیلئے کافی ہوں گی۔ یہ عبیدہ کی بہادر عقل مند موراجیسی ناقابل تسخیر خواتین کی دنیا ہے یہ نوجوان اسے صدی کے اوائل میں گریناڈا کے سفر میں ملتا ہے۔تقریباً سو سال عمر اور عملی طور پر نابینا،اپنی نمازوں کیلئے بمشکل گھٹنے ٹیکنے کے قابل، غربت کی ماری موراا پنی برادری میں ایک بااثر شخصیت ہے جس کی مصائب سے ابھرنے کی قوت واضح طور نوجوان مہمان کو متاثر کرتی اور تحریک دیتی ہے: گریناڈا اور اس کے گرد تمام ملک مورا کے زیر انتظام تھے۔اس نے کبھی شادی نہیں کی اور کہا جاتا تھا کہ نہ ہی کسی مرد کو جانتی تھی۔علاقے کے عام لوگوں کا کہنا تھا کہ مورا ہمارے مذہب اور سنت کے معاملات میں سب سے بڑھ کر قابل اعتماد تھی.... وہ ٹھیک تھی۔وہ تمام فقہاء میں معروف تھی کیونکہ اس نے مجھے چاروں قانونی مکاتیب کے علاوہ دیگر عظیم مفتیوں اور علماء کے خطوط بھی دکھائے۔۔وہ کبھی آرام نہ کرتی تھی اور کہتی تھی کہ جہاد کی ارفع ترین شکل ان ممالک میں اپنے مذہب کی تبلیغ کرنا ہے جہاں مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے۔9

یہ نوجوان زاراگوزا میں "مؤقر مسلمانوں کی "ایک خفیہ ملاقات بیان کرتا ہے جو اسے مکہ میں حج کرنے میں مدد کیلئے خیرات دیتے ہیں۔شام کی نماز کے بعد ان میں سے کچھ علماء تبصرہ کرتے ہیں کہ "ہمارا دین کس قدر غفلت کی نظر ہو گیا تھا" اور اسے قرآن کی تفسیر لکھنے کیلئے کہا۔نوجوان نے اسے قبول کیا اور اپنا بیان مجلس کے متعلق مندرجہ ذیل دعا کے ساتھ بند کر دیا: کسی کو اپنا ایمان نہ کھونا چاہئے کیونکہ اللہ نے ہمیں اس سے بھی کم سے پیدا کیا ہے اور ہم اسی کے

ہیں. آیئے ہم اس کی رحمت کی امید رکھیں جو اس کی تمام تخلیقات سے بھی زیادہ ہے، اگر ہم اپنے گناہوں کے نتیجے میں دکھ جھیل رہے ہیں تو ایک وقت آئے گا جب اس کی بے پایاں محبت ہمیں کافروں کی حکومت کو دفن کرنے کی توفیق عطا فرمائے گی اور اس جزیرہ نما میں مسلم مفاد کیلئے اسلام کے تخت کو بحال کرے گا. پس آیئے ہم اُسے پکارنے سے رکیں نہیں کیونکہ ہمیں اس سے کہیں زیادہ کا وعدہ کیا ہے جو اس نے ابھی تک دیا ہے، اتنا طاقت ور اور پر زور ہے وہ۔ 10

یہ پیشہ "اللہ اور ہر مسلمان کی خدمت کرنا" خطرناک بلاوا تھا چونکہ مسلمان جو فعال طور پر اسلام کی تبلیغ کرتے تھے ان کیلئے عدالت استحصال ارتداد سے روزمرہ کی زیادتیوں پر گرفتاریوں کے مقابلتاً ہمیشہ سخت سلوک متوقع تھا۔

اس کی تقدیر کے متعلق تاریخ خاموش ہے لیکن نوجوان کی اسلامی نشات ثانیہ کی بلاشبہ بہت سے مورسکوؤں کی مشترکہ پرجوش امید تھی۔ بعض نے اسپانیہ میں ان پر ظلم و ستم کو ایمان کا امتحان سمجھا۔ دوسروں نے جیسے عیسائیوں نے ان سے پہلے اپنے دشمنوں کی فتح کو سزا کے طور پر ان کی بے حیائی اور ایمان کی کمی پر محمول کیا۔ ان میں وہ بھی تھے جنہیں عربی حروف میں لکھی اسپانوی میں نبوی کی عبارات میں پیشگوئی سے تشفی ملی کہ اسپانیہ کے مسلمانوں کو آخرکار آزاد ہونے سے قبل تکالیف برداشت کرنا ہوگا۔ ان میں سے کچھ پیشن گوئیوں میں نجومی کیلنڈر کے مسعود سالوں کے بموجب اسپانیہ پر ترک شمالی افریقی فوجوں کے حملہ کی پیش گوئی کی گئی تھی اور ایسے مورسکو تھے جنہوں نے صدی کے پہلے نصف میں ترکوں کی عسکری اور بحری کامیابیوں میں ان پیشین گوئیوں کی تصدیق دیکھی۔ دوسروں کو ہزار سالہ پیشین گوئیوں کی بازگشت سنائی دی کہ اس دور کے عیسائیوں کی پیغمبرانہ عبارات میں پیشن گوئی تھی کہ اسپانیہ پر نئی اسلامی فتوحات کے بعد اسلام کی عالمی فتح ہوگی۔

یہ جاننا ناممکن ہے کہ کتنے مورسکوؤں نے عیسائی مسلم بننے کے بعد ایسی "متوازی زندگیاں" گزاریں۔، لیکن اسپانیہ کے تمام سابق مسلمان تقیہ پر بھروسہ کرنے یا در پر منتظر آزادی کا خواب دیکھنے والے تھے۔ چند حقیقی مسلم عیسائی بن گئے جیسے خوآن اینڈریس ایک سابق ویلنسیائی فقیہہ جو 1487 میں عیسائیت اختیار کرکے پادری بن گیا اور گریناڈا کا جیسوٹ خوآن البوتودو۔ وہ گریناڈا میں ناصری اشرافیہ کا سابق رکن تھا جیسے وینیگاس اور زیگری خاندان جو فتح کے بعد عیسائی انتظامیہ میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوئے۔ ان میں سے چند رئیس عیسائیوں اور غرناطوی مسلموں کے درمیان ثالث بن گئے جیسے فرانسسکو نونیز مولے، لاٹ پادری تلاویرا کا نو عمر ملازم جس نے ابھی تک مسیحی انتظامیہ سے وفاداری کے صلہ میں اعزازی لقب مولے برقرار رکھا (عربی لفظ مولائے، شریف ارکان کیلئے ایک قابل احترام

اصطلاح)اشارتاً کہ مورسکو برادری میں اس کی مسلسل اعلیٰ حیثیت برقرار رہی۔ گریناڈا کے مورسکو بھی تھے جو نسبتاً حقیر آغاز سے مسیحی معاشرے میں باوقار عہدوں پر فائز ہوئے جیسے میگوئل دلونااور الونسو دیل کاستیہو، دونوں نے گریناڈا کی نئی دانش گاہ سے طب میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ دیل کاستیہو، عیسائی مسلم کا بیٹا عربی مترجم بن گیا جس نے پہلے گریناڈا کی سٹی کونسل اور پھر عدالتِ استحصالِ ارتداد میں کام کیا۔ وہ ترقی کرتے ہوئے فلپ II کا سرکاری مترجم بن گیا جسے میگوئل دی لوناسمیت ایسکوریئل پیلیس میں (سولھویں صدی میں فلپ کے حکم پر گرینائٹ سے بنے محل، گرجااور خانقاہ کی تعمیر) عربی مخطوطات کے مجموعوں کی فہرست بنانے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اسپانیہ میں دوسری جگہوں پر اور مورسکو بھی تھے جیسے آراگون میں پینا دیل ایبروسے زاؤزالا کا خاندان جس کی یکے بعد دیگرے نسلوں کے اراکین نے مقامی عیسائی انتظامیہ میں خدمات انجام دینے پر بے حد زمینیں اور مویشی جمع کر لئے تھے۔ زاؤزالا خاندان کی دولت اس قدر تھی کہ 1532 میں مقامی جاگیر دار کے ایک فرد کے قتل اور ڈکیتی کے جرم میں موت کی سزا سے بری کرنے کے عوض خاندان نے تمام شہر کو "ایک سال تک جی بھر کر کھانا کھلانے" کی پیشکش کی جو ٹھکرادی گئی۔11 کاستیہ کے اویلا شہر میں ایسے متمول عیسائی مسلم تھے جنہیں میونسپل کونسل میں ووٹنگ کے حقوق حاصل تھے جنہوں نے مقامی رضاکار فوج میں خدمات سرانجام دیں۔ سماجی پیمانے پر مزید نیچے، نچلے آراگون میں وادے ہیلو کا میں مورسکو کسان باقاعدگی سے اپنے بچوں کو بپتسمہ لینے کیلئے کلیسالاتے تھے۔ وہ قریب المرگ رشتہ داروں کیلئے مقدس تیل چپڑنے کی رسم کیلئے پادریوں کا مطالبہ کرتے تھے۔1550 کے گریناڈامیں عیسائی اور مورسکو مقامی سنت، جان آف گاد، کی موت پر ماتم کرنے کیلئے نکلے جو غرباء کیلئے رضاکار ہسپتال کا بانی تھا جس کے مریض اور رضاکار عملے میں بوڑھے عیسائی اور مورسکو شامل تھے۔ ایک مقامی مبصر نے بتایا کہ سبھی بشمول مورسکو، روئے اور تقاریر میں اس کے عظیم صدقہ کا ذکر کیا۔12 مقامی حکام کی اجازت سے ملاگا میں مورسکوؤں نے چارلس کی تیونس کی تباہی و بربادی کا جشن منانے کیلئے زمبرا رقص کیا۔1539 میں چارلس کی پیاری بیوی ازابیلا زچگی کے دوران انتقال کر گئی، اس کی متعفن لاش کو شاہی چیپل میں دفنانے کیلئے گریناڈا لے جایا گیا۔ یہ وہی ملکہ تھی جس نے تقریباً ایک دہائی پہلے مورسکو مخالف جابرانہ احکام کا ایک سلسلہ جاری کیا تھا لیکن ایک حیرت زدہ عیسائی مبصر کے مطابق جب اس کے خدم و حشم شہر پہنچے جہاں غم زدہ ہجوم میں ہزاروں مورسکو بھی شامل تھے بشمول تین ہزار موریسکا خواتین جنہوں نے مسیحی دست کاری کی انجمنوں کے رنگین جھنڈوں کے ساتھ اپنے سفید الما لافوں کو اپنے سروں پر لہرایا" چیخیں، اپنے بال

نوچے اور لبادے پھاڑ ڈالے۔''ہم نہیں جان سکتے کہ ان میں سے موریسکا خفیہ طور پر کتنی مسلم تھیں لیکن ان کی اسلامی ثقافتی شناخت واضح طور پر عیسائی خود مختاری سے ان کی سیاسی وفاداری متصادم نہیں تھی۔

اسپانیہ کے دوسرے حصوں سے دیگر اشارے ملے تھے کہ مورسکوایسی تفریق کرنے کے قابل تھے۔یہ سوچنا سود مند ہوگا کہ اگر حکام مزید غیر مطمئن مورسکوؤں کو پہلے ہی ملک چھوڑنے کی اجازت دے دیتے جیسا کہ انہوں نے یہودیوں کے ساتھ کیا تھا،اور انجیلی تبلیغ کیلئے زیادہ مہذب پروگرام اپناتے تو کیا ہوتا۔کیا باقی ماندہ مسیحی حکومت کے اندر ایک مستقل نسلی اور ثقافتی اقلیت بن پاتے؟یاان کی مذہبی وفاداریاں——اور ان کی ثقافت اور روایات—آخر کار مرجھا چکتیں جیسا کہ ملک کے کچھ حصوں میں وہ پہلے ہی شروع کر چکے تھے؟یہ سوالات خالصتاً قیاس آرائی پر مبنی ہیں لیکن یہ لائق استفسار تو ہیں۔ہم اگر خود کو صرف یہ یاد دلائیں کہ اسپانیہ کے حکمرانوں کے پاس عمل کے فی الواقعی موجودہ طریقوں کے علاوہ دوسرے ممکنہ طریقے بھی تھے۔بلاشبہ ایک اور متبادل تھا جو جدید دنیا لامذہب اور مذہباً غیر جانب داری کے تصور کی عادی ہو چکی ہے۔مذہبی طور پر غیر جانب دار ریاست جس کی بنیاد اس کے تمام شہریوں کو ضمیر کی آزادی حق کے طور پر ہو۔سولہویں صدی میں مذہبی رواداری کا تصور عنقا نہیں تھا۔

سلطنت عثمانیہ میں غیر مسلم مذہبی اجتماعات انتظامی اکائیوں کے تحت منظم کئے جاتے تھے جنہیں ملت کہا جاتا تھا۔اس کے ممبروں کو اپنی برادریوں میں مذہبی خود مختاری اور ایک خاص حد تک ایک ایسے انتظام سے سیاسی، رضاکار اور تعلیمی دائرہ اختیار کی اجازت تھی جو قرآنی ذمی نمونے کے متوازی تھا۔کثیر المذہبی اور کثیر الثقافتی وسعت پذیر سلطنت عثمانیہ میں یہودی،یونانی تقلید پرست،آرمینی-جارجیائی کلیسیائی برادریوں کو ملت نظام میں شامل کیا گیا تھا۔قسطنطنیہ میں مرکزی حکومت کے ساتھ ثالثی کیلئے یونانی شہر سلونیکا میں یہودی،یونانی تقلید پرست اور تمام مسلم برادریوں کے اپنے الگ الگ نمائندے تھے۔سلطنت میں تمام فرقوں کے ارکان سلطان کی افواج میں لڑے۔

1608 میں آسٹریا کے ہیپسبرگ بادشاہت کے ایک خصوصی ایلچی نے وہاں سے گزرنے کے دوران عثمانیوں کے زیر اقتدار بلغراد میں مسلمانوں،یہودیوں،۔خانہ بدوشوں اور مسیحی تقلید پرستوں کی مخلوط آبادی دیکھی اور یہاں تک کہ فرانسسکن فریئرز نے مقامی کلیسا میں بڑے پیمانے پر رسم عشائے ربانی منائی۔ہندوستان میں مغل بادشاہ اکبر نے ہندوؤں اور پرتگالی عیسائیوں کو بھی ایسی ہی خود مختاری عطا کی تھی۔اکبر کی مذہبی تکثیریت سے اس قدر وابستگی تھی کہ اس نے جیسوئٹ تبلیغیوں کو ہندوستان میں داخل ہونے کے علاوہ انہیں ایک بیٹے کو تعلیم دینے کی اجازت بھی دی۔

یہ سب کچھ یورپ سے بہت مختلف تھا جہاں کے حکمران مذہبی۔۔ مخالف نظریات کے عیسائیوں کو بھی ضمیر کی آزادی کی اجازت دینے سے گریزاں تھے۔ شدید جدوجہد کے درمیان پروٹسٹنٹ اور کیتھولک یورپ کے درمیان عارضی باہمی بودوباش کے دور بھی تھے۔

1562 میں کیتھرین دی میدیسی نے (سینٹ جرمین کا برداشت کرنے کا حکم نامہ) نافذ کیا جس نے فرانس میں کچھ وقت کیلئے فرانسیسی پروٹیسٹنٹوں پر ظلم و ستم ختم کر دیا، سینٹ بارتھولومیو کے دن کے قتل عام سے پہلے فرانسیسی مذہبی جنگوں کی پہلی جنگ کا آغاز ہوُا۔

1598 ہینری چہارم کی طرف سے نانٹیس کے حکم نامے کی منادی سے ان جنگوں کا خاتمہ کر دیا گیا جس میں فرانسیسی پروٹیسٹنٹوں کو محدود شہری حقوق دیئے گئے۔ سولہویں صدی کے کیتھولک اور پروٹسٹنٹ حکمرانوں نے مختلف اوقات میں جرمنی، پولینڈ اور ٹرانسلوینیا میں ایسی ہی قانون سازی کی۔

1571 میں آسٹریا کے ہیپسبرگوں نے زیریں آسٹریا کے رؤساء کو بطور پروٹسٹنٹ عبادت کرنے کے لئے خصوصی استثناء دیا تھا۔ سیباسشن کاستیہیو (63 -1515)، غیر معمولی فرانسیسی مبلغ اور ماہر الٰہیات جس نے اسپانوی ماہر الٰہیات، فلسفی اور طبیب میگوئل سرویٹس کے کیلونسٹ جنیوا کی مقدس تثلیث سے انکار پر کفر اور بدعت کے الزامات پر پھانسی کے خلاف احتجاج کیا۔ سرویٹس کی پھانسی بڑی حد تک جان کیلون کی ذاتی کوششوں کا نتیجہ تھی جس کی کاستیہیو نے جذباتی طور پر اپنے کتابچے "آیا رافضی کو پھانسی ملنا چاہئے تھی"؛ اس نے 1554 میں ایسی تمام پھانسیوں کی مذمت کی اور دلیل دی کہ "کسی شخص کو جلانا کسی نظریے کا دفاع نہیں کرتا بلکہ اسے ذبح کرنا ہے۔" 13 یورپ میں ان خون ریز مذہبی تنازعات اور سیاسی و سماجی ارتقاء کو ایک مستقل اصول کے طور پر قبول کرنے کیلئے کئی صدیاں درکار تھیں۔

سولہویں صدی میں بہت سی یورپی ریاستوں کیلئے مذہبی مطابقت ایک "حکمرانی آلہ" تھی جس نے اپنی رعایا پر حکمرانوں کے اختیار اور سرحد پار قوت کے منصوبہ کو جائز قرار دینے کا کام کیا۔ ہاؤس آف ہیپسبرگ میں یہ اصول مضبوطی سے جاگزیں تھا، اس کی بلند خواہش کہ کیتھولک بادشاہت عالمگیر ہو اور یہی اسپانوی سامراجی نظریہ کا ایک لازمی جزو بھی تھا جس نے ہمیشہ اپنی بیرونی فتوحات کو کیتھولک عقیدے کی جانب سے مذہباً نہائت اہم بنا کر پیش کیا۔ مذہب اور ریاستی دست کاری کے درمیان یہ ہم آہنگی اسپانیہ کو اپنی زیادہ رواداری روایات اور معاشرے میں اس کے ارتقاء کے رد کو سمجھنے کیلئے اہم ہے جسے عدالت اسحصال ارتداد کے جنرل کے بیٹے روڈرریگو مینریک نے 1533 میں

ایک جلاوطن دوست کو خط میں اپنے ملک کو "حسد، فخر اور... بربریت کی سرزمین" بیان کیا جس میں "کوئی شخص معمولی علمی شدبد کا بدعت، غلطی اور یہودیت کے شبہ کے بغیر مالک نہیں ہو سکتا۔ یورپ کے دیگر اپنے ہم منصبوں کی طرح اسپانوی حکمرانوں کا بھی یہی خیال تھا کہ مذہبی اختلاف ان کے سیاسی اقتدار کیلئے ممکنہ خطرہ ہے۔

ایک ایسا معاشرہ جس نے اسپانیہ کی حالیہ فتوحات کو بین الاقوامی اسٹیج پر ایک الٰہی فضل کے اشارے کے طور پر دیکھا جو اسپانیہ کے لئے بیرونی دنیا میں طاقت اور وقار کی خاطر مذہبی پاکیزگی کو یقینی بنانا ضروری تھا۔ اس مقصد کے حصول کیلئے اس کے حکمران بقائے باہمی کے اس نمونے کو ختم کرنے کیلئے تیار تھے جو صدیوں سے غالب تھا اور اب بھی رعایا کی زندہ یادوں کی پہنچ میں تھا۔ تمام سولہویں صدی میں مورسکوؤں اور پروٹسٹنٹوں پر عدالت استحصال ارتداد کی طرف سے اس توہین آمیز عقیدے کے اظہار پر مقدمہ چلایا گیا کہ "ہر کوئی اپنے قانون کے مطابق بچایا جا سکتا ہے۔" کلیسا اور ملک معظم کیلئے ایسے خیالات بدعتی اور خطرناک تھے۔ آزادی کے انتخاب کے بغیر حکام کو نہ صرف مشکل کام کا سامنا کرنا پڑا جس مورسکو آبادی پر ظاہری مذہبی مطابقت کو نافذ کرنا تھا جنہوں نے عیسائیت بخوشی قبول نہیں کی تھی بلکہ اس بات کو بھی یقینی بنانا تھا کہ مورسکو "اپنے دلوں میں" کاملاً پکے عیسائی بن گئے تھے۔ پندرہویں صدی کے وسط تک بہت سے اسپانوی حکام کو شک شروع ہو چکا تھا کہ آیا دونوں میں سے کوئی ایک مقصد بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

والینسیا میں مذہبی تبدیلیوں کے بعد مورسکوؤں اور اسپانوی حکام کے درمیان جنگ بندی کسی حد تک چارلس کی اسپانیہ سے بار بار کی غیر حاضریوں کی وجہ سے ممکن ہو سکی۔ شہنشاہ اگرچہ ریاست کے اہم معاملات میں زیادہ مشغول تھا لیکن مورسکوؤں کو مکمل طور پر فراموش نہیں کیا گیا تھا۔

1555 میں چارلس نے تخت چھوڑ کر بیٹے فلپ کو تاج حوالے کرنے کا غیر معمولی قدم اٹھایا۔ نئے بادشاہ کو اپنے سیاسی عہد نامے میں فلپ کو ہدایت کی کہ وہ بدعت کے خلاف سنگدلی سے مسلسل جنگ لڑتا رہے، عدالت استحصال ارتداد کی حمایت کرے اور " موروں کو اپنی سلطنتوں سے باہر پھینک دے۔" جسمانی طور پر ذیابیطس، گنٹھیا، بے خوابی اور سال ہا سال کی مہمات سے تباہ حال چارلس نے آخری ایام خانقاہی اعتکاف میں گزارنے کیلئے دنیاوی امور سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ وہ 1558 میں مر گیا، عیسائی دنیا کو متحد کرنے میں ناکامی پر مایوس ہوا۔ اس کا دور حکومت زیادہ تر مورسکوؤں اور اسپانوی حکام کے درمیان وقفے وقفے سے لیکن نسبتاً کم متصادم رہا۔ فلپ دوم جب فلینڈرس سے، ہیپسبرگ اسپانوی ریاستوں میں مستقل رہائش کیلئے اسپانیہ واپس آیا تو یہ سب جلد ہی بدل جائے گا۔

10

خطرناک عہد: 68 – 1556

فلپ II (1527-1598) کی تاج پوشی پر اسپانیہ تاریخ کے ایک ہنگامہ خیز دور میں داخل ہوا جو مورسکوؤں کیلئے ناگہانی نتائج کا حامل تھا۔ فلپ اپنے والد کے برعکس اسپانیہ میں ہی پیدا ہوا، یہیں پرورش پائی اور قائم مقام فرمان روا کے طور پر پہلے ہی دو موقعوں پر یہاں حکومت کر چکا تھا۔

ستمبر 1559 میں اس کی یقینی واپسی، ہیپسبرگ کا اپنی اسپانوی املاک پر ایک نیا پر زور اشارہ تھا۔ یہ نئی ترتیب اس دور پر منطبق ہوتی ہے جب یورپ بڑھتے ہوئے شدید سیاسی اور مذہبی بحران سے دوچار تھا اور پروٹسٹنٹ ازم اور کیتھولک ازم کے درمیان فرقہ واریت مستقل ہو رہی تھی نیز ریاستوں کے اندر اور باہر مذہبی دراڑیں کھل رہی تھیں۔

اسپانیہ کے اندر لوتھر ازم کے زیر اثر منڈلاتے مذہبی تنازعہ کی ممکنہ بغاوت کے خوف سے اسپانوی حکومت نے غیر ملکی مذہبی اثرات سے بچنے کیلئے ملک میں آمدورفت بند کرنے کی خاطر بہت سے جابرانہ اقدامات متعارف کراوئے جن میں غیر ملکی کتب کی تنقیح اور بیرون ملک تعلیم حاصل کرنے والے اسپانوی طلباء پر پابندیاں شامل تھیں۔ اسی عرصے میں عدالت استحصال ارتداد کی دہشت گردی میں شدت دیکھی گئی۔ فلپ اسپانیہ میں واپس آیا ہی تھا کہ اس نے والادولد میں انیتس لوتھریوں کو ایمان پر عمل کی بنا پر آگ میں جلتے دیکھا۔ اس شہر اور غالباً سیبیہ میں بھی پروٹسٹنٹ حجرے دریافت ہوئے۔ "عیسائیت کا طاقت ور ترین بادشاہ" ایسے مناظر کا دلدادہ مانا جاتا تھا۔ پرجوش اور پیار کرنے والا باپ، موسیقی کا رسیا اور فلیمش پینٹنگ کا دقیقہ شناس، فلپ بدعت کی مخالفت میں بے رحم تھا جس نے معروف طور پر 1564 میں پوپ پیئس چہارم کو مطلع کیا، "خدا کے سچے مذہب میں تعصب کی معمولی سی بات میں مبتلا ہونے کے برعکس میں اپنی تمام ریاستیں قربان کر سکتا ہوں، ہو سکے تو میں اپنی زندگی سو گنا زیادہ نچھاور کر دوں گا۔ میں بدعات کا حاکم نہیں اور نہ ہوں گا۔"

فلپ کا کیتھولک مذہبی تقلید پسندی کو برقرار رکھنے کے عزم کی وجہ سے اسے بھانت بھانت کے دشمنوں کے خلاف صف آرائی کا کمزور کن سلسلہ شروع کرنا پڑا جن میں پروٹسٹنٹ انگلستان، فرانس اور ڈچ کیلونسٹ باغی شامل تھے۔ اس کے والد نے جہاں خود کو یورپ کے میدان جنگ میں تھکا مارا لیکن فلپ ایک ضابطہ پرست جنگجو تھا جس نے اپنی جنگیں میز پر سے لڑیں اور وہ کیتھولک مذہب کے دفاع میں بھی کم جنگجو نہ تھا۔ مسلسل جنگوں کا سبب صرف

مذہب ہی نہیں تھا جو "عقلمند بادشاہ" کے دور حکومت کی علامت بنا اور نہ ہی اسپانیہ انفرادی طور پر ان تنازعات کا ذمہ دار تھا۔ انسداد اصلاح کیلئے اسپانیہ کا خود مقرر کردہ کند آلے جیسے کردار نے اسے یورپ اور اس کے باہر اس کی فوجی مہمات کیلئے ایک زبردست جواز مہیا کیا۔ ان جنگوں نے اسپانیہ میں مسیحی مذہبی قوم پرستی اور غیر ملکیوں کے خلاف نفرت کو بھی بلند کیا جیسا کہ ہسپانیوی حکمرانوں نے خود کو خالص عقیدے کا واحد گڑھ پیش کرنے کی کوشش کی۔

1590 میں فرے انتونیو بالتاسر الواریز نے لکھا "آج دنیا میں ایسا کوئی حصہ نہیں ہے جہاں ہمارے حقیقی خدا کو ستایا اور ناجائز استعمال نہ کیا گیا ہو سوائے اس چھوٹے سے کونے کے جسے اسپانیہ کہا جاتا ہے، ایک پناہ گاہ جہاں وہ عظیم رحمت کے باعث خوش آمدید قبول کرنے کیلئے تیار ہوا۔"1

فلپ کے دور حکومت کے ابتدائی سال (63 -1545) ایکیومینیکل کونسل آف ٹرینٹ کے آخری اجلاس پر منطبق ہوئے جب یورپ کے تمام معروف کیتھولک علمائے کرام اور پادریوں نے پروٹسٹنٹ کی للکار کا مشترکہ جواب دینے کی وضاحت کی۔ کونسل نے صبر آزما غور و خوض کے بعد 156 حکم نامے یا "ابواب" جاری کیے جن میں حلفوں اور دعاؤں سے لے کر ان کے سنتوں، بھجنوں اور تہوار کے دنوں تک کے کیتھولک نظریے اور رسم کے ضروری اجزاء کا خاکہ پیش کیا۔ کونسل کا حکم ناموں میں اس بات کو یقینی بنانے کیلئے تجاویز کا ایک سلسلہ بھی شامل تھا کہ ان مسلم معیارات پر عمل کروایا جائے بشمول ان اُسقُفوں کا اپنے علاقوں کا باقاعدہ معائنہ کرنا اور علاقائی عیسائیوں کا مذہب پر عمل پیرا ہونا، جیسے اجتماعی عشائے ربانی، اعتراف گناہ یا بپتسمہ کی تقریبات میں ان کی حاضری پر خاص نظر رکھنا تھا۔ کونسل آف ٹرینٹ کے تمام مباحث میں اسپانوی کلیسیائی وفود نے ایک اہم کردار ادا کیا، خصوصاً 1562-1563 کے آخری فیصلہ کن اجلاس میں جب اس کے اکثر احکام کا نفاذ ہوا۔ یہ کلیسائی لوگ ٹرینٹ کے کارہائے لائقہ کے نافذ کرنے کے عزم کے ساتھ اسپانیہ واپس آئے فلپ نے جن کی مکمل حمایت کی۔

اسپانیہ کے شدید مذہبی انقلاب۔ مخالفت جوش کا اظہار مختلف طریقوں سے کیا گیا: سینٹ تھریسا کی پارسائی اور اصلاحی جوش، سینٹ کی شاعری، جان آف دی کراس اور ایل گریکو کے صوفیانہ کشفی پیکر؛ نئے مذہبی فرقوں اور شلق (کوڑے) کے جلوسوں کی توسیع پذیری؛ مقدس عورتوں کو بحیثیت متبرک ماننے؛ اسپانوی قصبوں، شہروں کے بلند و بالا بڑے کلیساؤں اور عام گرجاگھروں میں قربان گاہ کے گرد سونے کی بیش بہا تصاویر، مسیح اور سنتوں کی وحشت ناک نقاشی میں جنہوں نے ناظرین کی توجہ خون، زخموں اور شہادت پر مرکوز کروائے رکھی۔ فلپ کا دورِ حکومت بھی اسپانیہ کے نسلی خون اور ایمان کی پاکیزگی کے جنون پر منطبق تھا۔ فلپ نے 1546 میں بحیثیت قائم

مقام حاکم تولیدو کے آرچ بشپ کارڈینل سلیسیو کے نافذ کردہ متنازعہ صفائی کے قانون کی مخالفت کی تھی جس نے اپنے بڑے کلیسا کے علاقے میں متوقع یہودی یا موری نسب کے درخواست دہندگان کا داخلہ بند رکھا تھا۔ اس نے دس سال بعد خود ہی اس کی توثیق بھی کر ڈالی. فلپ نے اپنے فیصلے کا دفاع کرتے ہوئے فرانس جیسے ملک کے مقابلتاً اسپانیہ کے ایسے قوانین کی تعریف کی جو اس بات کو یقینی بنانے میں ناکام رہے تھے کہ تمام سلطنت کو "موروں اور یہودیوں کی نسلوں کو بقیہ پرانے کیتھولک عیسائیوں سے الگ" جانا جاتا تھا، چونکہ اس وجہ سے ان کی بدعات نے ناپاک کر رکھا تھا۔"2

اس سرکاری منظوری نے دانش گاہوں، بڑے کلیساؤں اور سرکاری فوجی دستاویزات میں خون کی پاکیزگی کے قوانین کے سیلاب کیلئے راہ ہموار کی۔ یہ ایک دور تھا جس پر عام عیسائی سانچو پانزا کی طرح فخر کر سکتے تھے کہ ان کا خون کسی قسم کے یہودی یا مور کی ملاوٹ سے پاک تھا" جب کہ امراء اپنے نام گرین بکس" میں ظاہر ہونے سے خوفزدہ ہو گئے جن کا مقصد کاستیبی امراء کے ان ارکان کو ظاہر کرنا تھا جن کے نسب پر یہودی یا موری خون کا "داغ" تھا۔ فلپ کی مذہبی پالیسی کہ اس نے اپنے پالتو منصوبے، چوکور گرینائٹ کے محل۔۔ کلیسا۔۔ خانقاہ کی تعمیرات میں فرانسیسی یا مورسکو کارکنوں کو شرکت کی اجازت دینے سے انکار کر دیا جب کہ مؤخرالذکر کی بحیثیت کاریگری اور معماری صلاحیت زبان زدعام تھی۔ اس تیرہ وتار "دنیا کا آٹھواں عجوبہ" کو بطور ہیپسبرگ بادشاہت کی یادگار بنانے کی نیت تھی لیکن یہ اسپانیہ کی اس تصویر کی بھی علامت تھی فلپ نے جسے دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہا: کٹر ایمان کا ناقابل فنا قلعہ۔ یہ ایسی تصویر تھی جو اسپانوی حقیقی معاشرے کی ہمیشہ عکاس نہ تھی اور یہ تفاوت اسپانیہ کے سابقہ مسلموں کے معاملے سے زیادہ واضح کہیں نہیں تھا۔

فلپ کی تاج پوشی کے بعد کی دہائی میں بحیرہ روم میں اسپانوی خارجہ حکمت عملی پر ہیپسبرگ اور عثمانی ترکوں کے درمیان وحشی تصادم کا غلبہ تھا اور نصف سولہویں صدی کے بعد یہ ایک ایسا تصادم تھا جو فیصلہ کن طور پر قسطنطنیہ کے حق میں تبدیل ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔ 1551 میں ایک ترک مہم جُو فوج نے مالٹا کے بانکوں کو طرابلس سے نکال دیا۔ صالح رئیس، الجیریا کے گورنر جنرل نے چار سال بعد مراکش میں اہم اسپانوی محصور علاقے بیجایا (بوگی) پر قبضہ کر لیا۔ 1558 میں ایک ترک بحری بیڑے نے جزائر بیلاریک کو تباہ و برباد کر کے چار ہزار عیسائیوں کو قیدی بنا لیا۔ اسپانیہ نے اسی سال اپنے اڈے سے ترک فوجی چھاؤنی مستگنیم پر دھاوا بول دیا جو ایک تباہ کن شکست اور بارہ ہزار فوجیوں کی گرفتاری پر ختم ہوا۔ 1559 میں اس سے بھی بدتر آفت آئی جب دو سو بحری جہازوں کے اسپانوی-اطالوی

بیڑے نے عسکری مقام سے قزاق امیر البحر ڈریگٹ کو بے اثر کرنے کیلئے ایک اہم عسکری جزیرے، جر با قلعہ پر قبضہ کر لیا جہاں سے طرابلس کی تسخیر نو ہو سکے۔ عظیم ترک امیر البحر پیالے پاشا کے زیر کمان موسم بہار کے بعد ترکی بحری بیڑے نے لنگر انداز عیسائی بحری بیڑے کو پھانس لیا جس کے ساٹھ بحری جہازوں کو ڈبو دیا یا پکڑ لیا۔ ترکوں نے جب جزیرے پر دوبارہ قبضہ کر لیا تو جر با مہم کا بڑا حصہ تہس نہس ہو گیا اور فتح مند پیالے پاشا ہزاروں کی تعداد میں قیدیوں سمیت قسطنطنیہ لوٹ گیا۔ ان سلسلہ وار شکستوں نے مؤثر طریقے سے اسپانیہ کو سلیمان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ فلپ اور اس کے دربار کو اگلے پانچ سال تک بڑے پیمانے پر ترکی حملہ متوقع تھا لیکن ایسا کوئی حملہ نہ ہوُا۔ اسپانیہ نے پاپائی نظام کی مدد سے دیوانہ وار چھوٹے بیڑے کے جنگی جہازوں کو دوبارہ درست کرنا چاہا۔ عثمانیوں نے 1565 میں مغربی بحیرہ روم میں ایک اور بڑی پیش قدمی کی جب سلیمان نے مالٹا میں سینٹ جان کے سورماؤں کے خلاف مہم کا آغاز کیا۔ اسپانیہ نے اس وقت تک اپنے بحری جہازوں کو تبدیل کرنا شروع کر دیا تھا اور فلپ آخر کار اپنے پریشان اتحادیوں پر بوجھ کم کرنے میں تب کامیاب ہو گیا جب اس کے ایک خونی محاصرے سے عثمانیوں کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا۔

مالٹا سے عثمانیوں کی پسپائی، ہیپسبرگ کے قدیم دشمن، سلیمان، کیلئے ذلت تھی جو اگلے سال مر گیا۔ بحیرہ روم میں بالا دستی کی جدوجہد کیلئے کم اہل جانشین، سلیم II کے تحت جاری رہی۔ 1564 میں وینلسیائی وقائع نگار مارتن دی ویکیانا نے لکھا ”زمین پر تو امن ہے لیکن سمندر پر دائمی جنگ ہے،“ ترکی قوت بحیرہ روم میں اسپانوی مفادات کیلئے صرف ایک ہی خطرہ نہیں تھی۔ اسی عرصے میں اسپانوی بحری جہازوں اور ساحلی شہروں پر بربری قزاقوں کے چھاپوں میں غیر معمولی اضافہ ہوُا۔ یہ حملے جزوی طور پر ایک بے قاعدہ قسم کا جنگی سماں پیش کرتے تھے لیکن یہ افرادی قوت کی ضرورت کے تحت بھی ہو رہے تھے۔ عیسائی اور مسلمان قزاقوں کو بحری بیڑے کیلئے ملاحوں کی ضرورت تھی اور عیسائی ملاح بھی بشمول۔۔ اسپانوی۔۔ غلاموں یا ملاحوں کی تلاش میں بربری ساحل پر اکثر چھاپے مارتے تھے۔ بحیرہ روم اور ایڈریاٹک میں مسلمانوں نے بھی عیسائی زمینوں پر اسی طرح کے چھاپے مارے۔ ڈریگٹ، باربروسا کا جانشین کپوڈن پاشا جو ”اسلام کی کھینچی ہوئی تلوار“ کے نام سے جانا جاتا ہے، اوچیالی، الجزائر کا بیلربے اور باربروسا بھائیوں کے دو بیٹے بہت سے مسلم قزاقوں میں سے تھے جو سولہویں صدی کے دوسرے نصف میں اسپانیہ کے ساحلوں اور جہاز رانی کیلئے مصیبت بنے رہے۔

چند قزاق ترک سلطان یا مقامی مسلم حاکموں کیلئے بحیثیت قائم مقام کام کرتے تھے انہوں نے ان کے لئے منافع کا چند فیصد نذر کیا۔ دوسروں نے بذات خود نیم خود مختار شمالی افریقی بندرگاہوں جیسے تیونس، طرابلس اور الجزائر سے کام کیا۔ ان میں سے کچھ بندرگاہیں تجارتی گودام بن کر پھل پھول رہی تھیں جن کی معیشتیں غلاموں اور تاوان یافتہ عیسائی اسیروں کے علاوہ تجارت اور زراعت پر بھی مبنی تھیں۔ ان بندرگاہوں میں سب سے زیادہ کامیاب اور عیسائی یورپ کے تناظر میں سب سے زیادہ بدنام الجزائری قزاقوں کی قائم مقام حکومت تھی جس کی بنیاد باربروسا برادران نے رکھی۔ سولہویں صدی کے نصف تک "عیسائیت کی عقوبت آسمانی" اچانک ایک خوش حال قصبہ قسم کی چیز بن گئی تھی جس کی وسیع المشرب آبادی میں یہودی، مورسکو، اسلام قبول کرنے والے عیسائی، تمام یورپ بلکہ امریکہ تک سے بھی غیر ملکی مہم جُو شامل تھے۔ سولہویں صدی کے الجزائر کو اکثر ایک "بدمعاش ریاست" کے طور پر پیش کیا جاتا تھا جس کے باشندے "بلاایمان و قانون" بگھوڑے اور وحشی تھے۔ انہی قزاقوں نے ایک پھلتے پھولتے وسیع المشرب شہر کی بنیاد رکھی جس نے یورپی زائرین کو بھی متاثر کیا۔ 1551 میں فرانسیسی سیاح اور شاہی جغرافیہ دان نکولس دی نکولے نے اسے ایک "بہت سے خوب صورت اور خوش گوار باغات کا فروغ پذیر شہر بیان کیا" جہاں ترک، مور اور یہودی بڑی تعداد میں حیرت انگیز طریقے سے تجارتی سامان کی خرید و فروخت "کرتے تھے۔ 3

الجزائر میں بھی بدنام زمانہ غلام۔ باڑے تھے جہاں عیسائی اسیروں کو مہیب حالات میں رکھا جاتا تھا۔ سروانتیس ان بہت سے اسپانوی قیدیوں میں سے تھا جو ان تبدیل شدہ حماموں میں سے گزرا۔ سولہویں صدی کے دوسرے نصف میں اسیر آبادی غالباً 25,000 سے متجاوز ہو گی۔ مصنف دان کیآتے کی طرح بہت سے قیدی تاوان کی ادائیگی سے قبل برسوں نڈھال حالت میں رہے۔ دوسروں کو شمالی افریقہ اور اسلامی دنیا میں بحیثیت غلام فروخت کیا گیا یا اپنی آزادی کی خاطر اسلام قبول کیا۔ 4 اسپانیہ کے سابق مسلموں کیلئے بربری قزاقوں کی سرگرمیوں کے اہم نتائج نکلے۔ 1560 کی دہائی کے اوائل کے بعد بحیرہ روم میں اسپانیہ کی کمی کے باعث قزاق تیزی سے اس قدر نڈر ہو گئے کہ وہ اکثر دن دہاڑے حملے کرتے تھے۔ فلپ خود 1563 میں والینسیا کے شاہی دورہ کے دوران ان حملوں کو روکنے میں اسپانیہ کی نااہلی پر پر درد طریقے سے باخبر تھا۔ فرانسیسی سفیر نے لکھا کہ "تمام گفتگو کھیلوں اور نیزہ بازی کے مقابلوں، دیگر عمدہ تفریحات کے متعلق ہوتی ہے جبکہ مور شہر سے ایک لیگ کے فاصلے پر جرأت سے جہاز پکڑ کر ان سے جس قدر سامان اٹھا سکیں، چرانے میں وقت ضائع نہیں کرتے۔" 5 اسپانوی کمزوری کا بہت سے دیگر مواقع پر بھی مظاہرہ ہوا جیسے قزاقی سردار چھتیس جہازوں کے بحری بیڑے لئے پھرتے تھے جو اسپانیہ ان کے خلاف بآسانی جمع کر سکتا تھا۔

1556 میں ڈریگٹ نے والینسیا کے شہر دینیا پر حملہ کیا۔ 1565 میں قزاق گریناڈا کے ساحل پر اترے اور البجرّا کے شہر گیوا کی طرف بلا روک ٹوک چلتے گئے اور سینکڑوں قیدی بنا کر جہازوں پر واپس چلے آئے۔ اگلے سال قزاقوں نے گریناڈا کے ساحلی قصبے تبرناس کی غارت گری کی اور سینکڑوں عیسائیوں کو قیدی بنالیا۔ اسپانیہ نے ساحلی دفاع کو بہتر بنانے کیلئے کچھ کوششیں کیں۔ اطالوی انجنیئروں کی مدد سے گھڑ سواروں کیلئے مستقل قلعوں سے لے کر دفاعی دیواریں اور پہرے کے مینار تعمیر کروائے جنہیں فلپ نے 1561 میں مشہور فوجی معمار جیوانی بتستا انتونیلی کو ویلینسیا کے ساحل کے ساتھ ساتھ قلعہ بندیوں کا نظام وضع کرنے کا کام سونپا تھا۔ پہرے کے میناروں کی کوئی بھی تعداد مکمل تحفظ کو یقینی نہیں بنا سکتی تھی۔ اسپانیہ کے بحری بیڑے کی تعمیر نو کے بعد بھی گریناڈا اور ویلنسیا ساحل کی قریبی بستیوں کیلئے بربری قزاق عیسائیوں کیلئے مستقل خطرہ بنے رہے اور ساحل پر اچانک نامعلوم بحری جہازوں کے نمودار ہونے پر باشندوں کو اندرون ملک فرار ہونے یا مقامی قلعہ میں بھیجنے کا باعث بن سکتا تھا۔ عیسائی تصور میں "بربری" الجزائری گنواروں کے ہاتھوں خوفناک گمشدگیوں اور ہولناکیوں کا مترادف تھا۔ ایسی دہشت گردی صرف اسپانیہ تک محدود نہیں تھی۔ شمالی افریقہ کے نزدیک ساحلی مسلمانوں پر بھی عیسائی قزاقوں کے حملوں اور غلامی کا شکار ہونے کا خوف طاری رہتا تھا۔ والینسیا اور گریناڈا میں قزاقوں کے خوف کا نزلہ ان کی مدد کرنے کے شبہ پر اکثر مورسکوؤں پر گرتا تھا۔ ایسے شکوک وشبہات بے بنیاد نہیں تھے۔ قزاقوں کے ابرناس پر چھاپے کے دوران سینکڑوں مقامی مورسکوؤں نے قصبے کی غارت گری میں حصہ لیا اور اس کے بعد شمالی افریقہ کی طرف بھاگ گئے۔ چند قزاقوں نے مقامی معلومات کیلئے مورسکوؤں کو جاسوسی کرنے اور چھاپوں میں سہولت کیلئے اپنے عملے میں شامل کیا۔ چند صورتوں میں مورسکو ماہی گیروں نے قزاقوں سے سمندر میں ملاقات کی اور انہیں عیسائی دفاعی حالت پر معلومات فراہم کیں۔ ایسی ملی بھگت اکثر افواہوں اور مفروضوں کے ذریعے بآسانی مبالغہ کی نظر ہو جاتی تھی جیسا کہ لوگوں کا رجحان عدم ثبوت کی صورت محض تصور پر تکیہ کر بیٹھنا تھا۔ ایک ایسی صورت حال جو ہمارے دور میں مکمل طور پر سکیورٹی کی ہنگامی صورت حال کے برعکس نہیں ہے، حکام کے پیش نظر مورسکو ملی بھگت کو اکثر وسیع ترین رجحان کا اظہار سمجھا جاتا تھا۔ مورسکوؤں اور قزاقوں کے درمیان ممکنہ روابط کے علاوہ اسپانوی حکام آراگون کے مورسکوؤں اور فرانسیسی پروٹسٹنٹوں کے درمیان ممکنہ خفیہ مفادات میں اتحاد سے بہت فکر مند تھے۔

1550 کی دہائیوں میں فرانسیسی علاقہ بیئرن پروٹیسٹینٹ کیلئے محصور مقام کے طور پر ابھرنا شروع ہوا۔ آراگون کی عدالت استحصال ارتداد کو آراگونی مورسکوؤں پر بیئرنسیوں کی مدد سے بغاوت کی سازش کا شبہ تھا۔

مور سکواور فرانسیسی پروٹیسٹینٹوں کو کیتھولک ظلم وستم کا مشترکہ تجربہ ہوُا تھا اور مور سکوؤں نے وقتاً فوقتاً بیئرن میں پناہ لی تھی جبکہ بیئرنی حکمرانوں نے بھی آراگونی مور سکوؤں کے ساتھ اتحاد کی چھیڑ خانی کی کہ شائذ نَوّر کو کاستیہ سے بازیاب کرانے میں ان کی مدد حاصل ہو سکے۔

1559 کے موسم گرما میں مور سکوئی آراگون میں ہوئیسکا کے قریب پلاسنیکا دیل مونتے گاؤں میں ایک سنسنی خیز واقعہ تب پیش آیا جب محتسبوں کے تین واقف کاروں کے ٹکڑے ایک کنویں کی تہ پائے گئے۔ قریب ہی ایک مقامی پادری بطور تفتیشی اہل کار کا کٹا گلا پایا گیا۔ یہ اہل کار مور سکوالفکیہہ بنام خوان زمبریل کو گرفتار کرنے جارہا تھا جو بالآخر پکڑا گیا اور تشدد کا نشانہ بنا کر مار دیا گیا۔ تیرہ دیگر مور سکو مبینہ قاتل پیرینیس کے پار بیئرن میں فرار ہو گئے۔ اسپانوی مسافروں نے جب مور سکوؤں کو گرفتار کیا تو بیئرنی حکام نے انہیں رہائی دلوائی اور ان کی حوالگی کی درخواستوں سے انکار کر دیا اور قاتل آزاد ہو گئے۔ ایسے واقعات نے مسلمانوں کی مبہم مذہبی وفاداریوں پر تیزی سے متوجہ ہونے پر مائل کیا؛ اسپانوی حکام کا رجحان تھا کہ ہر قسم کے ثقافتی اور مذہبی فرق کے اظہار کو نمک حرامی یا بغاوت کا ثبوت سمجھا جائے۔ ایسے ادراک نے انضمام کے مقصد کو از سرِ نو عجلت بخشی۔ اسپانوی عہدے داروں نے مور سکوؤں کو جس قدر ان کے بیرونی دشمنوں کے ساتھ روابط کو اسپانیہ کے اندرونی دشمن سمجھا انہیں اسی قدر عیسائی معاشرے سے ان کی مسلسل علیحدگی کو ریاست کی سلامتی کیلئے ایک ممکنہ خطرہ جانا۔ ایسے انحراف کی کمی نہیں تھی۔ تورتوسا کے بڑے پادری نے مئی 1568 میں آراگون اور ویلینسیا میں مور سکو کلیسائی حلقوں کا دورہ کیا جو اس نے دیکھا وہ اس سے متاثر نہ ہوُا۔ اکسا وادی میں جائیداد کے مالک سیگوربی کی جائیدادوں پر مقامی مور سکوؤں نے کھلے عام بڑے پادری سے شکایت کی کہ انہیں جبراً عیسائی بنایا گیا تھا اور وہ چاہتے ہیں کہ فلپ اور اسقف اعظم سے اس پر وکالت کی جائے۔

"ان لوگوں نے مجھے تنگ اور مشتعل کیا ہے،" بڑے پادری نے شکایت کی۔ "ان کا رویہ قابل ملامت ہے اور میں ان میں کسی قسم کی بھلائی سے مایوس ہو گیا ہوں.... میں نے ان پہاڑوں کو آٹھ دن میں چھان مارا اور میں نے انہیں پہلے سے کہیں زیادہ مور اور اپنے برے طریقوں پر خوب قائم ودائم پایا۔"6 تفتیشی حکام نے اکثر ایسی ہی مایوسی کا اظہار کیا اور دعویٰ کیا کہ مور سکو نہ صرف ضم ہونے میں ناکام ہو رہے تھے بلکہ مزید کھلم کھلا سرکش اور کٹر ہوتے جا رہے تھے۔۔

1560 میں والینسیا عدالتِ استحصالِ ارتداد نے ایک پھنسانے والے باضابطہ بیان میں دعویٰ کیا کہ مور سکو تمام سلطنت میں اپنی اسلامی رسوم وروایات کو برقرار رکھنے کے ساتھ برملا اپنے بدعتی عقیدے کا اعلان کرتے ہیں کہ

"انہیں ان کا لعنتی فرقہ بچا سکتا ہے اور انفرادی طور پر ہر شخص آزاد ہے۔" مذہبی محتسبوں نے والینسیا کے مورسکوؤں کی انتہائی خطرناک الفاظ میں تصویر کشی کی جو مورسکو محصور علاقوں میں لاقانونیت کی عکاسی کو جنم دیتے ہیں، "ناہموار، سنگلاخ اور خطرناک سرزمین" پر کلیسا اور سلطنت کے دائرہ اختیار سے کاملاً باہر ہیں جہاں پادری اور سپاہی داخل ہونے سے ڈرتے تھے۔ مورسکو شاہی عہدے داروں کی صرف مزاحمت ہی نہیں کر رہے تھے بلکہ ان کے متعلق افواہیں پھیلائی گئیں کہ وہ ترکی کی حمایت سے بغاوت کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ 7 ایسے باضابطہ بیانات نے اسپانوی اہل کلیسا اور سیاست دانوں کے درمیان اتفاق رائے کو تقویت دی کہ مورسکو کے ساتھ نہائت نرمی سے برتاؤ کیا گیا تھا، انہیں عیسائیوں میں تبدیل کرنے کیلئے مزید سخت اقدامات کی ضرورت تھی۔

1561 میں ویلنسیا کے گریگوریو دی مراندا، عدالتِ استحصالِ ارتداد کے کمشنر نے فلپ کو تمام مورسکو آبادی کو غیر مسلح کرنے کیلئے فوج بھیجنے کی درخواست کی۔ والینسیا کی اشرافیہ نے احتجاج بھی کیا کہ تخفیف اسلحہ مورسکوؤں کو نجی رضاکار فوجوں میں استعمال کرنے سے محروم کر دے گا لیکن بادشاہ نے کمشنر کی درخواست سے اتفاق کیا۔ فروری 1563 میں ویلینسیا کے مورسکوؤں کو شہر بہ شہر ہتھیار جمع کروانے کا حکم دیا گیا، بادشاہ کے عہدے داروں نے تقریباً بیس ہزار نیزے، تیر کمانیں، تلواریں، ہلکی توڑے دار اور دستی بندوقیں ضبط یا وصول کیں۔ والینسیا کی عدالتِ استحصال ارتداد اگلے سال اپنا تسلط ثابت کرنے کیلئے ایک سخت اعلان کے ساتھ اس حکم سے آغاز کیا کہ مورسکو بالغان اور سات سال سے بڑی عمر کے بچے رسم عشائے ربانی میں شرکت کریں۔ پادریوں کو پابند کیا کہ وہ اپنے کلیسائی حلقوں میں مورسکوؤں کا خدا، مرحبا مریم، عقیدہ اور دیگر رٹے ہوئے اقتباسات کا علم دریافت کیا کریں۔

فلپ نے دسمبر 1564 میں مورسکوؤں میں انجیلی تبلیغ پر پیش رفت کا جائزہ لینے کیلئے ویلینسیا، میدرد میں کلیسیائی مجلس بلائی۔ مجلس کو 1530 کی دہائی کے دوران مورسکوؤں کے کلیسائی علاقوں میں بدعنوانی، غفلت اور انحطاط کی مایوس کن تصویر پیش کی گئی۔ ایک ویلنسیائی مولوی نے افسوس کا اظہار کیا کہ مورسکوؤں کو "رضاکار یا نجی طور پر کسی قسم کا عیسائی عقیدہ نہیں بتایا گیا۔" مذہبی محتسبوں نے بتایا کہ بہت سے کلیسائی علاقوں میں رقوم کی اتنی کمی تھی کہ چند مساجد کو کلیسانہ بنایا جا سکا جن میں اب بھی ان کے صُور، قرآن اور عبادت کے لوازمات برقرار ملے جبکہ نئے گرجا گھروں میں عشائے ربانی کے کپ اور صلیبیں تک نہ تھیں۔ ویلنسیا میں یہ روئیدادیں کلیسیا کی کامیابیوں کیلئے مضر فرد جرم تھیں لیکن ایسا پہلی یا آخری بار نہیں ہوُا تھا، ایسی ناکامیوں کے اعتراف سے خود مورسکوؤں پر الٹا منفی اثر ہوُا۔

فروری 1565 میں میدرد مجلس نے مور سکوؤں کے لباس اور رسم ورواج بشمول ''فقہاء، مبلغین، ختنہ کنندگان اور الجیر یا یا دیگر مقامات سے آنے والوں کو جڑ سے اکھاڑنے کیلئے نئے سخت اقدامات کی تجویز پیش کی۔ اسی وقت ''مور سکو کے ساتھ "عیسائی مذہبی شفقت اور انسانی ہمدردی" کا سلوک اور مذہبی ہدایات کیلئے ماہر پادری اور ناظم فراہم کیا جانا تھا جن کا تقرر خصوصاً اسی اہم کام کیلئے ہو گا۔ بد عنوان اہل کاروں اور پادریوں کو سزا دی جائے گی اور کلیسیائی کرایہ اور دسواں حصہ کلیساؤں کی دیکھ بھال اور مقامی پادریوں کی تنخواہ کیلئے استعمال کیا جانا تھا جبکہ مور سکوؤں کو کئی قسم کے صرف ان پر لاگو "ظالم" ٹیکسوں سے نجات دلانا تھا جس پر مجلس نے معقول دلیل دی کہ ان سے یہ توقع رکھنا غیر منصفانہ تھا کہ وہ "عیسائیوں کی طرح زندگی گزاریں اور موروں کی طرح ادائیگی کریں۔'' یہ پہلی مرتبہ نہیں تھا کہ ایسی قابل قدر تجاویز پیش کی گئی ہوں بلکہ جیسے بہت سے دوسرے مواقع پر کلیسائی اور لامذہب ضابطہ پرستی نے بار د گر اصلاحات کے بجائے جبر کیلئے مزید توانائی اور وسائل وقف کیے جیسا کہ عدالتِ استحصالِ ارتداد سے مور سکوؤں نے خود کو تیزی سے سخت سزا، درے لگوانے اور قید سے جرمانے یا اسپانوی بحریہ میں بطور ملاح مقررہ مدت تک خدمت مہیا کرنے کا نشانہ بنا پایا۔ فلپ کے دور حکومت کی پہلی دہائی میں پھانسیاں نسبتاً بہت کم تھیں گو "بلا معاوضہ بادشاہ کیلئے ملاحی" اکثر موت کی سزا کے مترادف تھی۔ حالات اتنے روح فرسا ہوتے تھے کہ بہت سے ملاحوں نے عرشے سے چھلانگ یا پہنی زنجیروں سے لٹک کر خودکشی کی یا تھکن سے چور ہو کر مر گئے۔

جبر پر نئی تاکید نے مختلف پیش ناموں پر کام کیا، ایک ایسے وقت میں جب دفتر محتسبین مالی مشکلات میں گھرا ہوا تھا تب مور سکو ملاح غلاموں نے اسپانوی بحیرہ روم کے بحری بیڑے کیلئے ضروری افرادی قوت فراہم کی جبکہ جرمانے اور ضبطیوں نے تنخواہوں اور عدالتِ استحصالِ ارتداد کے روزمرہ کے اخراجات ادا کرنے میں مدد کی۔ مور سکوؤں کا نظم وضبط بھی، خصوصاً آراگون کی سرکش بادشاہی میں، ہیپسبرگ بادشاہت کے سیاسی تسلط کو دوبارہ قائم کرنے کا حصہ تھا۔ زاراگوزا میں سابقہ موری محل۔۔ قلعہ میں اپنے ہیڈ کوارٹر الجفیریا سے آراگون کی عدالتِ استحصالِ ارتداد نے ملک کے کسی دوسرے حصے کے مقابلتاً زیادہ فیصد مور سکوؤں کو سزائیں دے کر ملاحی غلامی کیلئے بھیجا۔ فلپ نے 1560 میں سفارش کی کہ "جیسا سارا گوسا میں رواج ہے" اسپانیہ میں ایسی سزا کو دوسری جگہوں کے مور سکوؤں تک بڑھایا جائے۔8

آراگون میں جبر جزواً اس عقیدے پر مبنی تھا کہ آراگونی مور سکو کٹر اور سرکش تھے لیکن ساتھ ہی ''لگان داروں کے عیسائی مالکان'' کو کمزور کرنے کا مقصد بھی تھا جو 1565 میں زاراگوسا کی عدالت استحصال ارتداد کے

مطابق ''اس قدر آزاد ہیں کہ وہ پہلے ہی شاہی اور کلیسیائی ججوں پر ظلم کر رہے ہیں، اگر کر سکیں تو وہ مذہبی محتسبوں کے ساتھ بھی ایسا ہی کرنا چاہیں گے۔

زاراگوسا کے محتسبین نے اکثر دعویٰ کیا کہ جب ان کاتاگارینو، جیسا کہ آراگونی مورسکو جانے جاتے تھے، سے احکام منوانے کی کوشش کی تو عیسائی امراء حائل ہوئے اور انہوں نے فلپ کا والینسیا جیسے تخفیف اسلحہ کے نفاذ کیلئے مغز چاٹا، آراگونی رعایا کاستیہ کی حکمرانی سے سخت ناراض تھی۔ بادشاہ ریاست کو ایک ایسے وقت پر غیر مستحکم کرنے کا خطرہ مول لینے کیلئے تیار نہیں تھا۔ جون 1557 میں سپریم کونسل کو خط میں زاراگوزا کی عدالتِ استحصالِ ارتداد کے حکام نے واضح کیا کہ ان کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور ان کے اعلیٰ افسران کی طرف سے ایک سابقہ خط کا حوالہ دیا گیا جس میں اعلان کیا گیا تھا کہ "ہمیں مخدوش حالات کے پیش نظر فی الحال تاگارینوں کے خلاف مقدمات کی سماعت معطل کر دینی چاہیے۔''9

والینسیا میں بھی عدالتِ استحصالِ ارتداد کو ایسی ہی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا جہاں 1566 میں حکام نے مسیحی جائیداد کے مالکان کے خلاف شکایت کی جو "روزانہ نائب اسقف اور اس کے مخصوص خدمت گاروں پر ظلم کرتے ہیں اور محکمہ احتساب کلیسا کے کارندوں کو اپنی زمینوں سے یہ کہہ کر نکال رہے ہیں کہ وہ اپنے علاقے میں ایسی تحقیقات نہیں چاہتے۔'' آراگون کے مورسکوؤں کی ایسی مخالفت نے ملک معظم کی حاکمانہ صلاحیت کو محدود کر دیا۔ اس نے مورسکو مسئلہ پر اسپانوی حکمرانوں کی مایوسی میں اضافہ کیا۔ اسپانوی حکومت کے حکام اعلےٰ نے بلا تحقیق یہ فرض کر لیا کہ مورسکو عمداً ''عیسائی معاشرے میں ضم ہونے میں ناکام ہو گئے تھے اس لئے انضمام میں تیزی لانے کیلئے کچھ کرنا ہو گا۔ آراگون میں ہوشیاری سے چال چلنے کی گنجائش محدود ہونے کی وجہ سے ملک معظم نے اپنی توجہ گریناڈا کی شورش زدہ ریاست کی طرف منعطف کی۔

فلپ جب اسپانوی وراثت لئے واپس آیا تو گریناڈا کو اسپانیہ کا حصہ بنے تقریباً ستر سال بیت چکے تھے۔ اس وقت تک گذشتہ موری مملکت میں کافی تبدیلیاں آچکی تھیں۔ اس کے بہت سے قصبوں اور شہروں کو باقاعدگی سے عیسائی بنایا جا چکا تھا۔ مساجد اور میناروں کی جگہ کاستیہ کے فن تعمیر کے عکاس کلیسا اور عوامی عمارتیں لے چکی تھیں۔ تنگ موری گلیوں کو وسیع کر دیا گیا اور بعض جگہ ان پر کھڑی عمارتیں گرا دی گئیں۔

1505 میں شاہی عدالت اختیار سماعت کے قیام کے ساتھ ویلادولد کے بعد کاستیہ میں دوسری اعلیٰ ترین عدالت، گریناڈا مضبوطی سے کاستیہ کے انتظامی نظام میں مربوط ہو چکا تھا۔ ریاست میں مورسکوؤں کی گو اب بھی

مجموعا" اکثریت تھی لیکن گریناداشہر میں عیسائی تارکین وطن کی آبادی مورسکوؤں سے زیادہ تھی۔ یہ تارکین وطن اسپانوی معاشرے کے بہت سے شعبوں، درمیانے درجے سے عدالت عالیہ کے وکلاء۔۔ ضابطہ پرست کارندوں سے لے کراندلس، پرانے کاستیہ، یاباسک ملک سے بہت معمولی قسم کے آبادکاروں تک آئے۔اِن نئے آنے والوں کارویہ مورسکوؤں کی طرف گریناداکے جنگ کے سابق فوجیوں اور آبادکاروں سے بہت مختلف تھا جنہوں نے تسخیر کے بعد سلطنت پراقتدار حاصل کیا۔ وہ ہیپسبرگ نظام کے افسر شاہی عہدوں میں ترقی یاخوش قسمتی سے امیر بننے کے خواہاں تھے اور مورسکوؤں کی موجودگی کو اکثر نئے آنے والے دیہی کسان اپنی معاشی ترقی میں رکاوٹ سمجھتے تھے۔ گریناداجنگ کے سابق عیسائی فوجیوں کامورسکوؤں کے ساتھ پدرانہ رواداری کے مظاہرہ پر ناراضی ظاہر کی گئی۔ مینڈوزاخاندان اشرافیہ رواداری کا مظہر تھا جس کے ارکان نے کپتان جنرل کا بطور ایک موروثی عہدہ پر قبضہ کررکھا تھا اور مورسکوؤں کو اکثر عدالتِ استحصالِ ارتداد سے بچانے کیلئے اپنا اثرورسوخ استعمال کرتااور کلیسااور حکومت کے درمیان معاملات سے متعلق ان کی طرف سے سفارش کرتا تھا۔

مینڈوزااور مورسکوؤں کے درمیان خوشگوار تعلقات گریناداکے وکلاءاور ججوں سے متصادم تھے جو گرینادا کے نظام افسر شاہی کے اہل کار سے بھرے پڑے تھے۔اسپانیہ کے لامذہب اور کلیسائی اداروں میں خصوصاً وکلاء کا پیشہ دگدھامیں تھااور ان اہل کاروں نے ذاتی عزائم اور مذہبی جوش کو بلاشبہ بادشاہت سے وفاداری کے ساتھ جمع کررکھا تھا جسے گریناداکے مورسکوؤں کیلئے مہلک ثابت ہوناتھا۔ سولہویں صدی کے پہلے نصف میں مینڈوزااور سٹی کونسلرز، وکلاء، مذہبی محتسبین اور سخت گیر پادریوں کے اتحاد کے درمیان ایک خفیہ سیاسی جدوجہد سامنے آئی جس کا مورسکوؤں پر تدریجا" اثر ہوا۔ فلپ کی تاج پوشی کے وقت کپتان جنرل کا عہدہ انیگولوپیز دی مینڈوزا، تینڈیلا کے نواب ثالث کے پاس تھا۔ مندوزا، ایک الگ اور تندمزاج شخصیت کے مالک منجھے ہوئے سپاہی نے مورسکو کی حامی وکالت کی خاندانی روایت جاری رکھی جس کی حمایت اس کے والد، لوئس ہرتادودی مینڈوزا، موندیار کا مارکیس ثانی، کاستیہ کی کونسل کے صدر کی حیثیت سے کی تھی۔

فلپ کی واپسی سے قبل ہی ہیپسبرگ کے دربار میں مینڈوزاکااثرروبتنزل تھا جہاں کپتان جنرل پر مورسکوؤں کی بے جاحمایت کرنے کاشبہ تھا۔ گریناداکے ساحل بلکہ اندروں ملک تک بلاروک ٹوک قزاقوں کے چھاپے، مورسکوؤں کا باقی آبادی میں جذب نہ ہونے والی بڑی تعداد کی متضاد وفاداریوں کواسپانیہ کے دفاع میں خصوصاً شدید کمزوری سمجھا جاتا تھا۔ گریناڈامیں مینڈوزاکے سیاسی دشمنوں کی رپورٹیں ان پریشانیوں کوہوادے رہی تھیں جن میں مورسکوؤں کا

قزاقوں کیلئے مخبری کرنا، عیسائیوں کو اغوا کر کے غلاموں کے طور پر بیچنا، گندم کو ذخیرہ کرنا اور بغاوت کی تیاری کیلئے ہتھیار جمع کرنا شامل تھا۔ ان میں سے کچھ کہانیاں بے بنیاد عیسائی ذہن کی مرہون منت تھیں۔ دوسری غالباً اکثر من گھڑت تھیں جو 1561 میں فلپ کے ایک افسر نے عیسائیوں کا گریناڈا کے موسکوؤں پر اپنا بے رحمانہ استحصال چھپانے کیلئے خفیہ سازشوں کی الزام تراشی کی۔ 10 عیسائیوں کی ایک بڑی تعداد بشمول سٹی کونسلروں اور پادریوں نے اسپانوی نشیبی مرطوب خطہ اور البوخارّا کے کوہستانی سلسلہ میں کافی زمینیں حاصل کی تھیں اور یہ مفادات اکثر مورسکوؤں کو نقصان پہنچا کر حاصل کیے جاتے تھے۔ 1559 اور 1567 کے درمیان، ایک شاہی کمیشن، جس کا سربراہ والادولد کا جج بنام ڈاکٹر سینتتیا گو تھا، اس نے گریناڈا کے دیہی علاقوں میں یہ دریافت کرنے کیلئے وسیع تفتیش کی کہ آیا ملک معظم کو الاٹ کی گئی زمینیں غیر قانونی طور پر نجی ہاتھوں میں منتقل تو نہیں کی گئیں۔

ایسی دھوکہ دہی بلاشبہ ہوئی جس کے کرنے والے زیادہ تر ممکنہ مرتکب عیسائی تھے لیکن سینتتیا گو کمیشن کے اصل متاثرین مورسکو دہقان اور کاشت کار تھے۔ وہ جب کبھی حق ملکیت کے باقاعدہ کاغذات پیش نہ کر سکے تو ان کے حقوق ملکیت ضبط کر لئے گئے۔ بہت سے مورسکوؤں کے پاس زمین کی ملکیت کے کاغذات عربی میں تھے، اس لئے وہ کاستیہ کے قانونی طریقہ ہائے کار سے ناواقف تھے۔ وہ بدیں وجہ کمشنر کے فیصلوں کو غرناطوی اپیل کورٹ میں چیلنج نہ کر سکے جو بہر حال ان کے دشمنوں سے بھری پڑی تھی۔ اس کا نتیجہ رواں بے دخلیوں کا ایک مستقل سلسلہ تھا جس نے مورسکو آبادی میں مزید خفگی پیدا کی جو پہلے ہی جابرانہ ٹیکس جھیل رہی تھی اور مخالفانہ لامذہب اور کلیسیائی عہدیداروں کی چوکسی کے تابع تھی—وہ پادری جنہوں نے ان پر رسم عشائے ربانی میں شریک نہ ہونے پر جرمانہ عائد کیا، سپاہی جو گرفتاریوں اور رشوت کے جواز کیلئے ان کے گھروں میں اسلحہ یا ممنوعہ کتابیں چھپانے کیلئے زبردستی گھس گئے اور مذہبی محتسب جو انہیں ہراساں کرتے اور جیل بھیجتے رہے۔ البُجرّاس کے چند حصوں میں عیسائی حکام نے حسب معمول اپنی بیویوں کے ساتھ مورسکو دیہات کا دورہ کر کے رضاکار چھٹیاں منائیں جہاں سے انہوں نے چوری یا باشندوں سے بھتہ کے طور پر مرغیاں، شہد، پھل اور نقدی وصول کی۔

1569 میں فلپ کے نام ایک خط میں فرانس میں اسپانوی سفیر دان الوافرانسس نے بارہ سال کے دوران گریناڈا کے مختلف دوروں میں مشاہدات بیان کئے کہ کیسے لامذہب اور کلیسائی حکام نے مورسکوؤں کو قطعی مایوسی میں دھکیلنے کے متعدد مواقع پیدا کئے "جو بھتہ وصولی سے ان کی بیویوں اور بیٹیوں کی عصمت دری اور جنسی طور پر ہراساں کرنے تک پھیلے ہوئے تھے۔ الوا نے فلپ کو البوخرّا کے ایک گاؤں کے متعلق بتایا کہ مورسکو کی آبادی نے

کلیسا سے مقامی پادری کو ہٹانے کی التجا کی کیونکہ "ہمارے تمام بچوں کی آنکھیں اس جیسی ہیں۔"الوانے مورسکو علاقوں میں مذہبی خدمات کے متعلق بھی بیان کیا جہاں پادری اچانک شرکت عشائے ربانی کے درمیان ان کی طرف رخ بدل کر "متکبر اور دشنام آمیز الفاظ" براہ راست اجتماع کی طرف پھیر دئے جن تمام کا مطلب خدا کی نظر میں "بے حیائی اور جرم کی حیثیت رکھتے ہیں میں جس سے سر سے پاؤں تک کانپ اٹھتا ہوں۔ یہ پادری رسم عشائے ربانی کے بعد مورسکوؤں پر "متکبرانہ دھونس جمانے کیلئے شہر میں سے گزرتے تھے۔"11

ملک معظم نے ایسے ظلم کو کم کرنے کیلئے کچھ نہ کیا بلکہ اس کے اکثر اقدامات نے مورسکوؤں کے بوجھوں میں اضافہ کیا جو اٹھانے پر مجبور تھے۔ 1561 میں غرناطوی سلک کی پیداوار اور فروخت پر شاہی ٹیکس میں 60 فیصد اضافہ کیا گیا جس میں تین سال بعد مزید 30 فیصد اضافہ ہوا۔ یہ اضافے البائیسین کے دیہی ریشم کے کیڑے پالنے والوں، جولاہوں اور درزیوں پر بھاری پڑے، ایک ایسی صنعت پر جو پہلے ہی کساد بازاری کا شکار تھی۔ گریناڈا کی شاہی عدالت نے اسی دور میں مورسکو علاقہ غیر کے لٹیروں اور گھڑ سوار ڈاکوؤں کے خلاف ایک جارحانہ مہم چلائی۔

1560 کی دہائی کے اوائل میں شاہی عدالت نے ان سابق علاقہ غیر کے لٹیروں کو گرفتار کرنا شروع کیا جنہیں عیسائی جاگیروں میں پناہ دے رکھی تھی۔ حکام نے گریناڈا کے دیہی علاقوں میں ایسا کرنے سے ایک دیرینہ روایت کی خلاف ورزی کی جہاں علاقہ غیر کے لٹیرے اپنے خاندانوں کے ساتھ دیہی جائیدادوں پر آباد ہوئے اور نئے آجروں کیلئے حقیقی معافیوں کے عوض کام کیا۔ شاہی عدالت نے کپتان جنرل کے دائرہ اختیار کو براہ راست چیلنج کرتے ہوئے ڈاکوؤں کا تعاقب کرنے کیلئے رضاکار فوج، بنام مددگاری گروہ کی بھرتی شروع کردی۔ انعام کے ان متلاشی سپاہیوں کو اکثر مورسکو دیہات میں عارضی رہائش مہیا کی جاتی تھی جہاں وہ لٹیروں کے تعاقب کے دوران وہاں کے باشندوں کو سزا سے استثنا کی بنا پر لوٹتے اور بھتہ وصول کرتے تھے۔ سابق مورسکو لٹیرے گرفتاری سے بچنے یا ستانے والوں سے بدلہ لینے کیلئے ایک بار پھر پہاڑوں پر چلے گئے۔ سلطنت کی لاقانونیت اور عدم استحکام میں اضافہ ہوا۔ یہ تمام پیش رفت ایک ایسے وقت میں سامنے آئی جب 1526 میں چارلس پنجم اور گریناڈا کے مورسکوؤں کے درمیان معاہدہ کی چالیس سالہ رعایتی مدت ختم ہو رہی تھی۔ معاشی کساد بازاری اور انتظامی افراتفری کے درمیان ساحل پر لوٹ مار کرنے والے قزاقوں اور سڑکوں، شاہراہوں پر لٹیروں کے حملوں کی وجہ سے گریناڈا خطرناک حد تک غیر مستحکم ہو چکا تھا۔ "عقل مند بادشاہ" نے ایک منحوس فیصلہ کیا جس نے صورت حال کو بحران سے تباہی میں بدل دیا۔

11

گریناداا میں عملی امور

مئی 1564 میں گریناداکلیساکا جنگجو مصلح اوراعلےٰ پادری پیدرو گوریرو، کونسل آف ٹرینٹ سے اپنے ماتحت علاقے میں واپس آیا جہاں اس نے حتمی مباحثے میں کلیدی کردار ادا کیا تھا۔ اٹلی سے روانگی سے قبل گوریرو روم سے گزرا جہاں اس نے مبینہ طورپر اسقف اعظم سے ہدایات حاصل کیں کہ گریناداکے مور سکوؤں کوعیسائی معاشرے میں ضم کرنے کیلئے مزید مستقل کوشش کی جائے۔ گوریرو گریناداواپس آ گیا۔ وہ چالیس سالہ رعایت کے خاتمے سے فائدہ اٹھانے کیلئے پر عظم تھا کہ مور سکوؤں کوعیسائیوں میں تبدیل کرنے کیلئے پرزور کوشش کی جائے. گوریرو کا پختہ یقین تھا کہ مور سکوؤں کی اپنی رسوم وروایات سے مسلسل وابستگی عیسائی معاشرے میں انضمام سے ان کی راہ میں مکمل رکاوٹ تھی۔

ستمبر 1565 میں اس نے غرناطوی کلیسائی کونسل کی ایک مجلس کی صدارت کی جس میں اس نے 1526 کے رائل چیپل کونگریگیشن کے تمام احکام کے مطابق موروں کے لباس اور رسوم سے متعلقہ نفاذ کی سفارش کی۔ کونسل نے اپنی طرف سے بھی نئی پابندیاں عائد کیں جن میں مہندی کا استعمال، موسیقی کے آلات بجانا اور زمبروں اور لیلاؤں کا رقص، اس سے قطع نظر کہ آیا ان رقصوں میں کوئی اسلامی مذہبی مواد تھا۔ میدرد میں اگلے سال ایک کلیسیائی مجلس میں یہ سفارشات پیش کی گئیں جس کی صدارت کاستیہ کی کونسل کے طاقت ور صدر اور مستقبل کی عدالت استحصال ارتداد کا جنرل، کارڈینل دیاگو دی ایسپینو سانے کی جو 1565 میں لوئس ہرتادو دی میندوزا کی موت کے بعد صدر کے عہدے پر متعین ہوا۔

اہل اسپانیہ کی نظر میں ایک مغرور، کارڈینل کی ٹوپی پہننے والا، ایسپینوسا فلپ کا ندیم، وقائع نگار لوئس کیبریرا دی کوردوبا نے اسے یوں بیان کیا کہ ”پر حقارت اور الوالعزم جو اس کے پیشہ میں نہیں ہونا چاہیئے تھا۔" اس کا دبدبہ ایسا تھا جسے فرانسیسی سفیر فورکوواآؤ نے فلپ کے دربار میں اسے "ایک اور بادشاہ" کے طورپر بیان کیا۔ مور سکوؤں کی طرف گوریرو کی سخت گیر حکمت عملی پر کلیسا کے معزز عہدے دار اس کے پرجوش حامی تھے۔ اس سخت شاہی فرمان کی منظوری حیرت انگیز طورپر فیصلہ کن تھی جو فلپ نے 7 نومبر 1566 کو وضع کیا تھا۔ گوریرو کی صوبائی کونسل کی تمام تجاویز میں عملیت پسندی شامل تھی۔ بادشاہ نے موری رقص، گانوں اور موسیقی کے آلات پر پابندی لگانے کے علاوہ

گریناداکی تمام مورسکو آبادی کو جمعہ اور دیگر تہواروں کے دنوں میں دروازے کھلے رکھنے، تین سال کے اندر عربی بولنا، لکھنا بند کرنے اور کاستیبی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔ عربی میں لکھی تمام کتب اور دستاویزات کا معائنہ کیا جائے گا اور مذہبا'' ناگوار جلادی جائیں گی۔ سلطنت میں تمام عربی کتب تین سال کے بعد، مواد سے قطع نظر، تلف کردی جائیں۔ حمام میں غسل کرنا ممنوع ٹھہرا؛ گریناڈا میں موجودہ حمام تباہ کردیئے جائیں گے۔ مردوزن کیلئے موری لباس بشمول الملافا پہننا سختی سے منع کیا گیا۔ موریسکاؤں کے پہناووں کو گھٹنے کیلئے دوسال کاوقت دیا گیا جس کے بعد عوام میں کسی بھی خاتون کا چہرہ بانقاب ہوُاتواس پر تدریجاً بڑھتی ہوئی سزائیں لاگو ہوں گی۔ مورسکوؤں کی عیسائیت میں جبری شمولیت کے تقریباً ستر سال بعد اسپانیہ کے حکمرانوں نے ایک فرمان جاری کیا جس کا گریناڈا سے مؤثر طریقے سے مورسکو ثقافت کا مکمل خاتمہ مقصود تھا، ایک ایسے وقت میں جب مملکت میں پہلے سے بہت سا جمع تناؤ دھماکے کے قریب تھا۔ 1 اس وحشت ناک فیصلے سے کیاواضح ہوُا؟ فلپ نے مورسکوؤں کی ارواح بچانے کی خاطر پارسائی سے عملیت پسندی کو اپنی ذمہ داری قرار دیا، حالانکہ اس کے پیشروان سنگ دل جابرانہ فرمانوں کے نفاذ آزما کررد کرچکے تھے۔ اس کا محرک بلاشبہ مورسکوؤں کی روحانی بہبود سے ورادیگر خدشات تھے۔

عملیت پسندی کسی حد تک گریناڈا میں انضمام کی سست رفتار پر سرکاری بے صبری کا نتیجہ تھی جو اس یقین پر منحصر تھی کہ عیسائیت میں تبدیلی کی رکاوٹ کا اہم عنصر مورسکوؤں کا ثقافتی فرق تھا۔ گوایریرواور ایسپینوسا جیسے سخت گیروں کے نزدیک وہ ان رسوم وروایات کو کبھی ترک نہیں کریں گے جب تک انہیں ایسا کرنے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ عملیت پسندی وسیع تر جغرافیائی سیاسی تحفظات سے بھی متاثر تھی۔ میدردپینل نے مالٹا کے محاصرے سے اسپانوی سکون کے صرف ایک سال بعد ملاقات کی۔ مسیحی دنیا میں اس فتح پر خوشی منانے کے دوران تمام یورپ میں مغربی بحیرہ روم پر ترکی کے نئے حملے کی افواہوں کی گردش جاری رہی اور اسپانوی حکومت نے بلاجواز یہ مان لیا کہ ایک اور بڑا تصادم سر پر منڈلا رہا ہے۔ اس امکان نے بلاشبہ اسپانوی حکمرانوں کی توجہ ایسی مملکت پر مرکوز کرنے کا کام کیا جس کی شمالی افریقہ سے قربت اسپانیہ پر حملہ آور ہونے کیلئے ممکنہ مقام ثابت ہوگا۔ ترکی کے حملے کی صورت میں گرانادی مورسکوان کے احتمالی اتحادی ہوں گے چوں کہ وہ پہلے ہی قزاقوں کے ساتھ ملی بھگت سے اپنی بے وفائی کا مظاہرہ کر چکے تھے۔ کیا عملیت پسندی سلامتی کی خاطر خطرہ دور کرنے کیلئے مورسکوؤں کے انضمام کے عمل کو تیز کرنے کی امید شکن کوشش تھی؟ یا ایک ملک معظم کا مزاحمت سے نہائت کمزور منحرف مورسکو آبادی پر تسلط ظاہر کرنے کا ارادہ تھا؟

دونوں امکانات جزوی طور پر درست ہو سکتے ہیں۔ فلپ نے عملیت پسندی کی منظوری دینے سے پہلے الکالا یونیورسٹی کے الٰہیات کے پروفیسر سے مشورہ کیا جس نے مبینہ طور پر دو مانوس اقوال کو یک جا کر دیا، ''جتنے زیادہ مور، اتنا ہی زیادہ منافع "اور" جتنے کم دشمن، اتنا ہی بہتر'' ایک نئی کہاوت میں: "جتنے زیادہ مردہ مور، اتنا ہی زیادہ منافع، کیونکہ دشمن کم ہوں گے۔" فلپ مبینہ طور پر اس ضابطہ سازی سے خوش تھا جیسے وہ اپنے فیصلے میں مضمر اثرات سے واقف تھا۔ اسے اگر بغاوت متوقع تھی تو نہ تو خود اور نہ ہی اس کے کسی وزیر نے اس امکان کیلئے تیاری کی۔ مئی 1566 میں فلپ نے پیدرو دی دیزا کو گریناڈا ہائی کورٹ کے صدر کی حیثیت سے عدالتِ استحصالِ ارتداد کی سپریم کونسل کا رکن مقرر کیا۔ اس پرجوش وکیل کی تقرری سیاسی ماحول میں تبدیلی کی ایک اور علامت تھی۔ دیزا خاندان اور مینڈوزوں کے درمیان دیرینہ عداوت تھی اور دیزا ایسپینوسا کے معتمد لوگوں میں سے تھا۔ وہ عملیت پسندی کے حرف بحرف واضح احکامات نافذ کرنے اور اس کی دفعات نرم کرنے کی کسی بھی کوشش کو مسترد کرنے کیلئے گریناڈا پہنچا۔ یہ اس زمانے میں اشارہ تھا کہ انیگولوپیز دی مینڈوزا، والد کی وفات کے بعد مونڈیخار کے نواب کو عملیت پسندی کی اطلاع دیزا کی آمد کے بعد تک نہیں دی گئی۔ جیسے ہی اسے مندرجات کا علم ہوا، کپتان جنرل بادشاہ کو اپنا ارادہ بدلنے پر راضی کرنے کی کوشش کیلئے میدرد پہنچا۔ اسے صرف ایسپینوسا سے ملاقات کی اجازت دی گئی جس نے اسے مطلع کیا کہ گریناڈا سے مورسکو قوم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کیلئے اوپر سے احکام صادر ہوئے۔ جب مونڈیجر نے خبردار کیا کہ گریناڈا میں مورسکو بغاوت فرو کیلئے کافی فوجی نہیں ہیں تو ایسپینوسا نے اس سے مزید تین سو فوجیوں کا وعدہ کیا اور بغاوت کے امکان کو مسترد کر دیا، کیونکہ مورسکو "حقیر، غیر مسلح، بلا صنعت، قلعوں یا بلا ضمانتی مدد کے لوگ تھے۔'' خود گریناڈا میں بھی ایسی خوش فہمی میں اشتراک نہ تھا جہاں مورسکوؤں اور عیسائیوں میں عملیت پسندی کے مضمر تباہ کن نتائج واضح تھے۔ اس کے آنے کے کچھ دیر بعد دیزا نے البائیسین میں سان سالوادور کلیسا کی پادری مجلس کے رکن الونسو دی اوروز کو ہدایت دی کہ سرکردہ مورسکوؤں سے بات کریں۔ ان تک عملیت پسندی کے مواد کو مقامی آبادی میں نشر کرنے میں مدد کی تائید حاصل کریں۔ دیزا کی ہدایات کے پس پردہ اوروز کو، جسے مورسکوؤں پر واضح کرنے کیلئے کہا گیا، شاہی فیصلے کے محرکات میں جھانک سکتا تھا کہ عربی کتب "ان کیلئے کسی کام کی نہیں جو ان کے ذہنوں کیلئے بہت پراگندگی کا باعث تھیں۔" ان کے لباس سے ایسا لگتا تھا کہ وہ واقعی عیسائی بننے سے نفرت کرتے ہیں۔ یہ بے ایمانی ہے کہ عیسائی مسلم لباس میں گھومتے پھریں۔'' اوروز کو نے ویسا ہی کیا جیسا کہ اسے بتایا گیا تھا۔ مورسکوؤں کو یقین دلایا کہ " یہ سب کچھ رضاکارانہ طور پر کرنے سے کہ وہ بھی دوسری ریاستوں کے عیسائیوں کی مانند

ہیں، ایسا کرنے سے ان کی عزت افزائی ہو گی، مہربانہ سلوک کیا جائے گا اور قابل احترام ہو جائیں گے۔"اس کے سامعین عملیت پسندی کی تجاویز سے گھبرا گئے اور انہوں نے یہ ہدایات عوام تک پہنچانے سے اس بنا پر انکار کر دیا کہ انہیں سنگ سار کیا جائے گا۔

عملیت پسندی کی خبر پھیلتے ہی دوسرے مورسکوؤں نے غصے، مایوسی اور سراسیمگی کا اظہار کیا اور دیزا اور عدالت کو فیصلہ واپس لینے کیلئے رضامند کرنے کی کوشش میں سفراء بھیجے۔ بادشاہ اور اس کے وزراء تمام التجاؤں سے بے نیاز رہے۔ مورسکو حالت کا فصیح ترین دفاع فرانسسکو نونیز مولائے کی طرف سے کیا گیا جو ہرناندو دی تالویرا کا سابق کم عمر خدمت گار تھا۔ اس نے ماضی میں مختلف مواقع پر اسپانوی حکام کے ساتھ مذاکرات میں گریناڈا کے مورسکوؤں کی نمائندگی کی تھی۔ نونیز مولی نے اب بڑھاپے میں ذاتی طور پر دیزا سے ایک پر جوش التجا کی کہ عملیت پسندی منسوخ کریں یا اس کی چند دفعات پر سمجھوتہ کر لیں۔ اس کے دلائل بعد میں شائع کیے گئے جو مورسکو اسپانیہ کی تاریخ میں اہم دستاویزات میں سے ہیں۔

نونیز مولائے کی غم انگیز یادداشت، اسی تہذیب کا بحیثیت ایک فرد، نہ صرف مورسکو گریناڈا کی ثقافتی دنیا کی درخشاں بصیرت پیش کرتی ہے بلکہ اس نافہمی اور تعصب کو بھی اجاگر کرتی ہے جس سے کلیسائی اسپانیہ اس دنیا پر نظر ڈالتا تھا۔ یادداشت کا بڑا حصہ عملیت پسندی کی تجاویز کے پیچھے منطق اور مفروضات کی بالتفصیل تردید پر مشتمل ہے جس میں نونیز مولائے نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ مورسکو ثقافتی روایت اور اسلامی مذہبی طریقوں کے درمیان کوئی خودکار لازم ملزوم جیسا ربط نہیں ہے۔ اس نے دلیل دی کہ موری رقص ایک لوک روایت تھی جس میں متقی مسلمان مشغول نہیں ہوتے تھے بلکہ اس پر ناک بھوں چڑھاتے تھے جبکہ گریناڈا میں مورسکو لباس بھی ثقافت کا معاملہ تھا مذہب کا نہیں جیسا کہ کاستیہ کی تمام اور دیگری سلطنتوں اور صوبوں کے لباس کے اپنے انداز ہیں جو دوسروں سے مختلف ہیں لیکن پھر بھی وہ عیسائی ہیں۔ سلطنت کے لباس کے انداز اور کپڑے مراکشی اور بربری مسلم سلطنت کے ملبوسات سے بہت مختلف ہیں۔ اسی طرح ایک سلطنت سے دوسری سلطنت میں پائے جانے والے بہت سے اختلافات ہیں: فیض میں جو پہنتے ہیں وہ تلمسان میں بالکل نہیں پہنا جاتا، ترکی میں جو پہنا جاتا ہے وہ مراکش کے لوگوں کی پہنی ہوئی ہر چیز کے بالکل برعکس ہے لیکن پھر بھی وہ سب مسلمان ہیں. اس کا یہی مطلب ہے کہ مطلقاً" کوئی نہیں کہہ سکتا کہ نئے مذہب تبدیل کرنے والوں کا لباس مسلمانوں جیسا ہے۔2

نونیز مولائے نے الملا فہ اور اسلام کے درمیان تعلق کو بھی مسترد کر دیا۔ پرانی عیسائی خواتین جیسے چہروں کو ڈھانپ لیا کرتی تھیں "تا کہ لوگ انہیں ایسے وقت میں نہ پہچانیں جب وہ پہچانا جانا نہیں چاہتیں۔" اس نے دلیل دی کہ مورسکو خواتین نے شائستگی سے کام لیا "تا کہ مرد کسی عورت کے خوبصورت چہرے کو دیکھنے کے فانی گناہ میں مبتلا نہ ہو جائیں اور اس سے شادی کرنے کیلئے جائز یا ناجائز طریقوں سے اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیں۔" اس نے مورسکو حماموں اور مذہبی وضو کے درمیان تعلق کو بھی مسترد کر دیا اور اصرار کیا کہ ان کا مقصد صحت اور حفظان صحت پر مبنی تھا تا کہ " گرم پانی اور گرم ماحول کیلئے ایک جگہ فراہم کی جائے، پسینے سے شرابور جسم سے ہر قسم کی گندگی اور غلیظ بخارات نکلتے ہیں۔ اس نے ان الزامات کی تردید کی کہ حماموں کو ناجائز جنسی رابطوں کیلئے استعمال کیا جاتا تھا، دیزا کو یاد دلایا کہ مرد اور عورتیں الگ الگ دن نہانے جاتی تھیں۔ اس نے استدلال کیا کہ اگر خواتین کو واقعی " اپنے چاہنے والوں سے جنسی تعلقات کیلئے ملنے کا خوفناک خیال بھایا تو یہ نہائت آسان ہو گا کہ ملاقاتوں پر، گرجا گھروں کو جاتی جشنوں، ڈراموں میں شرکت کرتے وقت ان کیلئے ایسا کرنا آسان ہے جہاں مرد اور خواتین آپس میں باقاعدگی سے بات چیت کرتے ہیں۔

نونیز کا دوٹوک اصرار کہ " عربی زبان کا مسلمانوں کے عقیدے سے کسی بھی ڈھنگ سے براہ راست تعلق نہیں ہے " ٹھوس بنیاد پر مبنی نہیں تھا لیکن اس پر پابندی عائد کرنے کی تجویز پر اس کی تنقید بھی کم زوردار نہیں تھی۔ اس نے دیزا کو یاد دلایا کہ لاٹ پادری تلاویرا نے ایک مرتبہ عربی کو کلیسا کے ایمان داروں کے اجتماع میں شامل کیا تھا اور اس بات کی نشان دہی کی کہ یروشلم میں عربی بولنے اور شمالی افریقی لباس پہننے والے عیسائی تھے اس کے باوجود وہ اچھے عیسائی ہی رہے۔ اس نے غرناطوی مورسکوؤں کی روزمرہ زندگی میں عربی کی عملی اہمیت پر بھی زور دیا کہ ان کے زمین کے عنوانات، ٹیکس کے اندراجات اور کھاتوں سے رنگ ریزوں کے رنگوں کی فہرستوں تک جو اپنی ورکشاپوں میں استعمال کرتے ہیں۔ اس نے دلیل دی کہ اس طرح کی پابندی سے تو بادشاہی "اندھی" کر دی جائے گی۔ چونکہ اکثر مورسکو "بیس سال میں بھی کاستیہی نہیں سیکھ سکتے، ان تین کا تو ذکر ہی کیا جن کا مذکورہ بالا حکم نامے میں تعین کیا گیا ہے۔"

نونیز مولائے کا پرسکون استدلال اکثر اشتعال سے رل مل جاتا ہے۔ اس نے اس تصور کو نشانہ بنایا کہ عملیت پسندی کا مقصد انضمام کو فروغ دینا تھا اور نشان دہی کی کہ مورسکوؤں نے ماضی میں جب عیسائیوں کے مطالبات کی تعمیل بھی کی وہ تب بھی امتیازی سلوک اور بدسلوکی کا شکار رہے:

پچھلے 35،40سال سے یہاں کے مردوں نے کاستیپی طرز کالباس اور جوتے اس امید پر پہنے کہ ملک معظم شائد قدرے آزادی مرحمت فرمائیں گے، ٹیکس کے بوجھ سے چھٹکارا نصیب ہو گا یا انہیں ہتھیار ساتھ رکھنے کی اجازت ملے گی۔جی ہاں، ہمیں ایسا کچھ نصیب نہ ہوُا۔ گزرنے والے ہر دن کے ساتھ ہم بد تر حالت میں ہیں اور ہر لحاظ، ہر طرح سے لامذہب یا کلیسیائی انجمنوں کی طرف سے مزید بدسلوکی سہتے ہیں، ایک حقیقت جو معروف ہے اور مزید تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔3نونیز مولائے جو مساوات مورسکوؤں کیلئے چاہتا تھا اس کا ارادہ عالمگیرانہ ہونا نہیں تھا۔عملیت پسندی کی دفعات میں مورسکوؤں کو نیگرو غلام رکھنے پر عائد پابندی تھی اور یہ شرط رکھی کہ آزاد کردہ غلاموں کو گریناڈا چھوڑنا پڑے گا۔اس مطالبہ کا غلامی کی آزادی سے کوئی تعلق نہیں تھا۔عیسائیوں نے بھی غلام رکھے لیکن مورسکو غلاموں کو درپردہ مسلمان اور باغی سمجھا جاتا تھا۔نونیز مولائے نے اس ممانعت پر تنقید کرتے ہوئے پوچھا"کیا یہ سیاہ فام اپنی بدنصیبی کے مستحق نہیں ہیں؟ کیا سبھی کو مساوی دیکھا جائے؟انہیں پانی کا گھڑا اپنی پیٹھ پر لانے یا ہل چلانے دیجئے۔" دیزا نے ان چند دلائل سے اتفاق کیا ہو گا جیسا کہ بوڑھے مورسکو نے بڑی محنت سے عملیت پسندی کی منطق کو اس کی بے عملی اور لغویت کی نشان دہی سے الگ کر دیا۔

مورسکو کیسے دروازے کھلے چھوڑ کر اپنے گھروں کو لٹنے سے روک سکتے ہیں؟خواتین اگر پرانے پہناوے فروخت نہ کر سکیں تو وہ کیسے کاستیپی ملبوسات کے اخراجات برداشت کر سکیں گی؟انہیں اگر عیسائی نام استعمال کرنے پر مجبور کیا گیا تو مورسکو اپنے "نسبوں" کو کیسے پہچان سکیں گے؟ان کا کیا ہو گا جو کاستیپی زبان سیکھنے سے قاصر تھے؟

مورسکوئی گریناڈا کی مایوسی نونیز مولائے کے اصرار میں واضح ہے کہ عملیت پسندی" بادشاہت اور مقامی لوگوں کی تباہی کا باعث بنے گی۔"اس نے آخر میں صدر کو اس تصور پر غور کرنے کی دعوت دی کہ اگر عیسائیوں کو مورسکوؤں جیسا لباس پہننے کا حکم دیا گیا تو عیسائی ردعمل کا اظہار کیسا ہو گا؟کاستیپی زبان کے بجائے عربی بولیں، زمبرا کے علاوہ کوئی اور موسیقی بجائیں، مستورات کے چہرے ڈھانپنے اور روزمرہ کے کاروبار کاستیپی زبان کے بجائے عربی میں کریں۔"کیا عیسائی اس مملکت کے تمام عیسائیوں کے ایسے متنوع اطوار کی تعمیل کر سکتے ہیں؟نونیز مولائے نے دیزا کو اس کا جواب خود دیا"وہ تعمیل کرنے کے بجائے مر جائیں گے اور بوجھوں تلے دبے اور عذابوں میں مبتلا رہیں گے۔" یہ نہائت مؤثر اور دانش مندانہ دلائل تھے لیکن دیزا جیسے شخص پر ان کا اثرانداز ہونا بعید تھا، نونیز مولائے جسے بلاشبہ پہلے ہی محسوس کر چکا تھا۔

مور سکوؤں کا گریناڈا کے ساحلی دفاع کی دیکھ بھال کیلئے ٹیکس کی ادائیگی یا فرد امیں اضافہ کرنے کے جواب میں دیزا نے جواب دیا کہ بادشاہ "فرد سے زیادہ ایمان چاہتا تھا۔ مور سکوؤں کے نئے تبدیل شدہ تمام محصولات کے مقابلتاً ایک جان کو بچانا زیادہ قیمت رکھتا تھا۔ "اس بیان میں چارلس اول اور اس کے بیٹے کے اسپانیہ میں اہم فرق کا خلاصہ ہے۔ دیزا اگرچہ عملیت پسندی کی ترقی کی راہ ہموار کرنے کیلئے بظاہر چند دانش مندانہ اشارات دینے کیلئے تیار تھا بشمول انتہائی مشکوک وعدہ کہ حکومت مور سکو بچوں کی تعلیم کے اخراجات ادا کرے گی، وہ اس کے علاوہ اپنی بات پر ڈٹا رہا۔ دیزا نے بادشاہ کے حکم کی تشہیر کیلئے یکم جنوری 1567 کی علامتی تاریخ کا انتخاب کیا جو اسابیلا اور فردیناند کے آگے رسماً گریناڈا کی ہتھیار ڈالنے کی برسی تھی۔ تمام مملکت میں عملیت پسندی کو شہر میں پکارنے والوں، ڈھولوں، نرسنگھوں اور ترہیوں کے ساتھ جاری کیا گیا۔ ان دفعات کے نافذ ہونے میں اگرچہ ایک سال باقی تھا لیکن کچھ عرصہ بعد احکام کی پختگی کے مظاہرے کی خاطر الحمرا کے قریب مرصع حمام منہدم کر دئے گئے اور پادریوں نے اپنے علاقوں کے مور سکو بچوں کو عیسائی اسکولوں میں بھیجنے کی فہرستیں بنانا شروع کر دیں۔ ان فہرستوں نے ایسی افواہوں کو تحریک دی کہ ان کے بچوں کو گریناڈا سے کاستیہ لے جایا جانا تھا جس سے آبادی کے غصے اور مایوسی میں اضافہ ہوا۔ کچھ مور سکوؤں نے مذاکرات کا راستہ یقیناً بند ہونے کے بعد راضی برضا قریب آتی آخری تاریخ پر دیر تک غور کیا. دوسرے پہلے سے ہی مسلح مزاحمت کی تیاری کر رہے تھے۔

عملیت پسندی کے اعلان سے پہلے ہی مور سکوؤں کے رہنماؤں اور زیادہ چوکس عیسائی حکام نے فلپ اور اس کے مشیروں کو مضمر پر تشدد ردعمل سے خبردار کیا تھا۔ مور سکوؤں کے مرکزی عسکریت پسندوں نے اگلے سال بغاوت کیلئے تیاریاں شروع کر دیں۔ یہ رہنماؤں کا ایک متضاد گروہ تھا جس میں نصریدی اشرافیہ اور ان برہم موریسکوؤں کے سابق افراد شامل تھے جنہوں نے عیسائی انتظامیہ میں کام کیا تھا اور ڈا کو بغاوت کی حمایت کسی بھی طرح سے رضاکارانہ نہیں تھی۔ کچھ مور سکوؤں نے دلیل دی کہ اسپانیہ کا بادشاہ نہائت طاقتور تھا، دوسروں نے کہا کہ مسلح مزاحمت کے منفی نتائج کا عملیت پسندی سے بھی بدتر ثابت ہونے کا امکان تھا۔ عسکریت پسندوں نے ان دلائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواباً کہا کہ فلینڈرز اور اٹلی میں اسپانوی فوجیوں کی بڑی متعین تعداد نے اسپانیہ کے اندرونی دفاع کو کمزور کر دیا تھا اور اصرار کیا کہ کسی بھی قسم کی مزاحمت اس مستقبل سے بہتر ہے جو ان پر مسلط کیا جانے والا تھا۔

شہری مور سکو عموماً بغاوت کے حق میں ہونے سے زیادہ ہچکچاتے تھے، خصوصاً ان قصبوں اور شہروں میں جہاں وہ عیسائیوں کے ساتھ رہتے تھے۔ باغیوں نے دیہی گریناڈا، خصوصاً البُخرّا کے پہاڑی دیہات میں، زیادہ ہمدرد سامعین کو تلاش کرنے کی کوشش کی۔ ان میں سے چند مور سکو گریناڈا میں پھیلتے ہوئی اس دور کی مذہبی پیشین گوئیوں سے متاثر ہوئے جن میں عیسائی اسپانیہ کا انہدام اور ترکی کے تحت اسلامی حکومت کی واپسی کی پیش گوئی کی گئی تھی۔ عدالت استحصال ارتداد کی دریافت کردہ عبارات میں سے ایک پیش گوئی تھی کہ ایک نئے موری بادشاہ کی آمد کے اعلان کیلئے عظیم فرشتے جبرائیل اور مائیکل جلد ہی پرندوں کے جھنڈ کے ساتھ آئیں گے۔ ایک اور نے پیش گوئی کی کہ مسلم فوج کو اسپانیہ میں داخل ہونے کیلئے آبنائے جبرالٹر کے پار معجزانہ طور پر تانبے کا ایک پل بنے گا۔ 4 باغیوں نے بیرون ملک سے بھی مدد طلب کرنا شروع کی۔ اپریل 1568 میں مور سکو محمد بن داؤد نامی باغی کا ایک خط دریافت ہوا جو غرناطوی حکام نے اسپانوی عدالت میں بھیج دیا۔ خط میں الجزائر کا بیلر بے اوچیالی مخاطب تھا۔ اس سے بغاوت کیلئے مدد کی درخواست کی اور تفصیل سے ان مختلف زیادتیوں کی فہرست بنائی جن کا غرناطوی مور سکوؤں کو سامنا تھا، عدالت استحصال ارتداد کے ظلم و ستم اور عملیت پسندی کی ممنوعات سے لے کر عیسائیت میں ان کی جبری شمولیت اور یہودیوں کی محکومی تک، کلیسا میں اہل یہود کی مروج درجہ بندی کا حوالہ۔ خط کا زیادہ تر حصہ مسیحی عقیدے کی تلخ مذمت پر مشتمل تھا جو مور سکوؤں پر مسلط کیا گیا تھا:

جب گھنٹی بجے تو ہمیں غلط تصویر کی تقدیس کرنے کیلئے لازما'' جمع ہونا چاہیے؛ کلیسا میں کرخت آواز میں چیختے ہوئے اُلو کی طرح مبلغ اٹھتا ہے وہ شراب اور سؤر کے گوشت سے آغاز کرتا ہے اور اجتماع کو شراب میں رنگ دیتا ہے۔ وہ بناوٹی عاجزی سے اعلان کرتا ہے کہ یہی قانون الٰہی ہے۔ باغیوں نے بغاوت کی حمایت کیلئے قسطنطنیہ اور شمالی افریقہ میں بھی کئی ایک نمائندے بھیجے لیکن سلطنت عثمانیہ کی طرف سے جواب نپا تلا اور حوصلہ افزا نہیں تھا۔

سلیمان کے جانشین سلیم دوم کو کامیاب بغاوت کے امکانات زیادہ روشن محسوس نہ ہوئے اور اسلامی یک جہتی کے تحت سلطان کے شمالی افریقی لگان داروں کے ذریعے سپاہیوں کے وعدے، ہتھیاروں اور سامان کی فراہمی تک محدود رکھا۔ تمام 1567 میں باغی رہنماؤں نے بھکاریوں اور عیسائی حجاج کے بھیس میں گریناڈا میں جلدی سے بھاگ دوڑ کر کے خاموشی سے لڑنے کیلئے تیار مردوں کے نام جمع کئے اور شاہی دفاع کے متعلق جاسوسی کے ذریعے معلومات مرتب کیں۔

مور سکوؤں کے اسلحہ کے نگران جب خفیہ طور پر ہتھیار بنا کر ذخیرہ کر رہے تھے، تب باغی رہنماؤں نے قزاقوں سے دستی بندوقیں اور گولہ بارود خریدا۔ سال کے آخر تک باغیوں کا خیال تھا کہ انہوں مملکت میں کوئی آٹھ ہزار افراد کی رضاکار جنگجو فوج بھرتی کی ہے۔ جنوری 1568 میں عملیت پسندی کا باقائدہ نفاذ ہوًا۔ عدالت استحصال ارتداد نے اگرچہ مور سکو آبادی کو دفعات کی تعمیل کرتے پایا لیکن گریناڈا میں افواہوں نے بغاوت کا جوش جاری رکھا۔ سڑکوں پر قتل، ڈکیتیوں اور قزاقوں کے چھاپوں کی اطلاعات مسلسل موصول ہوتی رہیں۔ امید اور خوف کی اس فضا میں شگونوں اور عجیب وغریب علامات کی اطلاعات، جانوروں کی بریدہ پیدائش سے لے کر دُم دار ستاروں، نامعلوم ستاروں اور عجیب پرندوں کے جھنڈ کے ظاہر ہونے تک سے خوف بڑھ گیا تھا۔

باغیوں نے بغاوت شروع کرنے کا ارادہ، یسوع مسیح کی ہدایات کا دن، جمعرات سے کرنے کا تھا لیکن حکام کو ان کے ارادوں کی بھنک پڑنے کی افواہوں کے بعد ملتوی کر دیا گیا تھا۔ 16 اپریل کی ایک بارانی رات میں گریناڈا کے دارالحکومت میں گھبراہٹ ایسی تھی کہ البائیسین کے رات کے چوکیداروں کی جلتی مشعلوں کو غلطی سے بغاوت کا اشارہ سمجھا گیا۔ عیسائی خواتین اور بچوں کو موسلادھار بارش میں تحفظ کیلئے گرجاگھروں میں لے جایا گیا جبکہ سینکڑوں مسلح افراد، جن میں راہب بھی شامل تھے، مور سکو آبادی کے قتل عام کے ارادے سے البائیسین کی طرف بڑھے لیکن موندے خار اور دیزا نے انہیں قائل کیا کہ وہ خطرے کی گھنٹی غلط اشارہ تھا۔ باغی تیاری اگرچہ جاری رہی لیکن انہیں آبادی کو کامیابی کے امکان پر قائل کرنے میں دشواری ہوئی۔

گریناڈا کے مورخ دیا گوہرتادو دی میندوزا کے مطابق ستمبر میں ایک مور سکو باغی فرناندو دی والور، بنام ال زگویرنے (اس کے عربی نام ابن زاہور "چھوٹے" سے)، البائیسین میں ہم مذہبوں کو وہ زیادتیاں یاد دلائیں جو ان پر برسوں سے جاری تھیں۔ عملیت پسندی سے ہونے والے تباہ کن نتائج یاد دلائے۔ میندوزا کے مطابق ایل زیگور سے منسوب تقریر میں اس نے مور سکوؤں کو درپیش تاریک مستقبل یاد دلایا: عیسائیوں کے درمیان ہمیں مور سمجھ کر حقیر سلوک کیا جاتا ہے جب کہ ہمارے مُوری بھائی ہمارے ساتھ مُوروں جیسے سلوک کے بجائے مرتد عیسائی جیسا سلوک کرتے ہیں، وہ مدد نہیں کرتے اور نہ ہی ہم پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ہم ان تمام چیزوں سے خارج ہیں جو زندگی کو نکھارتی ہیں، ہمیں اپنے دفاع کی اجازت نہیں، ہمیں اپنی زبان بولنے سے منع کرتے ہیں جبکہ ہم ان کی کاستیئی زبان نہیں سمجھتے۔ ہم ان سے کس زبان میں تبادلہ خیالات کریں، چیزیں مانگیں یا چیزیں دیں؟ زبان کے بغیر مرد دوستوں کے ساتھ برتاؤ نہیں کر سکتے۔ جانوروں کو بھی انسانی آوازیں سمجھنے سے منع نہیں کیا گیا۔ ایسا کون کہہ سکتا ہے کہ

کاستیبی زبان بولنے والا پیغمبر کی شریعت کااتباع نہیں کر سکتا یا عربی بولنے والا یسوع مسیح کی شریعت پر قائم نہیں رہ سکتا؟6

ایل زیگوئر کے اکسانے پر باغی قیادت کیلئے بادشاہ کی تلاش میں چل نکلے۔ سال کے آخر تک وہ اس کے بھتیجے پر رضامند ہو گئے جو ایک منحرف مور سکوز میندار کا بیٹا اور گریناڈا میونسپل کونسل کا سابق ممبر بنام فرنانڈو دی والور تھا، ایل زیگوئر کے آبائی شہر کا رہائشی جس کے والد کے خلاف عدالتِ استحصالِ ارتداد نے مقدمہ دائر کیا تھا۔

والور نسبا''قرطبی خلافت کے اموی بانیوں میں سے تھا اور کونسل کے ایک اجلاس میں اپنا خنجر نکالنے پر گھر میں نظر بند تھا۔ اس نے گریناڈا کا بادشاہ بننے کی دعوت قبول لی اور اپنے مسلم نام ابن حمیا کی طرف عود کر آیا، خدا کو حاضر ناظر جان کر الاندلس کے شان دار ترین دور کیلئے دعا کی۔ ابن ہمیا کو دسمبر 1568 میں عملیت پسندی کے تقریباً ایک سال کے نفاذ کے بعد گریناڈا کے قریب ایک چھوٹے سے قصبے میں امویوں کے پرانے رسم و رواج کے مطابق جامنی رنگ میں لپٹے چار پرچموں میں خفیہ طور پر تاج پہنایا گیا۔ مور سکوؤں نے اسی ماہ آخر کار پر تشدد بغاوت شروع کی۔

12

ایک بہت ہی بُری چھوٹی جنگ

''مور سکو کی بغاوت جسے تاریخ میں البُجَرّاس کی جنگ کے نام سے جانا جاتا ہے؛ اسپانیہ کی تمام خانہ جنگیاں اس سے کم ہی خونی اور زیادہ وحشیانہ رہی ہوں گی۔ 01 ۔ 1500 میں بغاوت کا مرکز جیسے البُجَراس کا پہاڑی سلسلہ ہی عظیم قدرتی قلعہ تھا لیکن دوسری جنگ اپنی پیش رو سے لامحدود طور پر زیادہ لمبی اور تباہ کن تھی۔ بنیادی انسانیت یا اخلاقیات کے تصورات سے مبرا اس بغاوت کے لالچ، انتقام، نسلی اور شدید مذہبی قاتلانہ جذبات نے سترھویں صدی میں یورپی مذہبی جنگوں کی پیش بینی کی۔ گریناڈا کے سپاہی اور مورخ لوئیس دی مار مول کارواخال نے قتل و غارت گری اور محاصروں میں گھات لگائے باہمی حملوں میں مظالم کی آبشار کی بھیانک تفصیل اپنی کتاب (بغاوت کی تاریخ

اور ریاست گریناداکے مور سکوؤں کی سزا،(1600)میں پیش کی جو گو سب سے زیادہ جامع ہے لیکن نہائت معروضی نہیں۔

ایک عربی بولنے والااور اسپانیہ کی شمالی افریقی جنگوں کا تجربہ کار سپاہی مارمول جو بغاوت کے دوران عیسائیوں کی طرف سے لڑااور بہت سے چشم دید واقعات بیان کیے۔ جنگ میں عیسائیوں کا زیادہ تنقیدی کردار دیا گوہر تادودی میندوزا کی کتاب(گریناداامیں جنگ)میں ہے جو 1627 میں اپنی پہلی اشاعت سے برسوں پہلے مخطوطہ کی شکل میں گردش کرتی رہی۔

گریناداکے اُس وقت کے کیپٹن جنرل مارکوئس آف موندیخار کا چچااور ایک سابق سفارت کار، سپاہی اور شاعر، میندوزاکو فلپ کی عدالت میں بغاوت کے ابتدائی مراحل میں ایک پر تشدد جھگڑے کے بعد الحمرا میں اس کے آبائی گھر میں جلاوطن کر دیا گیا تھا۔ بڑھاپے کی وجہ سے اگرچہ خود لڑنے کے قابل نہ تھالیکن اس نے اس لڑائی کا مشاہدہ کیا جسے اس نے ایک "بہت ذلیل چھوٹی جنگ" کہا۔اس نے اپنی مختصر تیزابی نثر میں حماقتوں اور آفات بھری جنگ کی عکاسی کی جس میں اس نے اپنے عظیم مثالی کردار ٹیسیٹس کے واقعات کی یاد دلادی۔گنیز پیریز دی خیتا سپاہی اور شاعر، غیر معمولی مرسیائی کفش دوز نے بھی بغاوت کو اپنی کتاب(مور سکوؤں کی جنگ،1619)میں بیان کیااس نے اپنی ناول نگاری، رزمیہ نظم اور بیان کردہ تاریخ کو یک جا کر دیا۔مارمول کی طرح پیریز دی خیتا نے بھی عیسائی فوجیوں کے سنگ جنگ کی اور میندوزا کی طرح عیسائی طرز عمل پر سخت تنقید کی۔

غرناطوی ہم عصر کے برعکس اپنوں کیلئے اس کی نفرت، مور سکوؤں کیلئے ہمدردیوں، رومانوں بھری پرانی غرناطوی موری ماضی کی یادوں سے معمور ہے۔مزید چار صدیوں بعد یہ تینوں بہت مختلف تواریخ ایک مجسم بدی بھری جنگ کے حوالے سے یاد آتی ہیں جس نے ہیپسبرگ اسپانیہ کو صدی کے سنگین بحرانوں اور آخرکار مور سکو گریناداکو اختتام کی دہلیز پر پہنچا کر دم دیا۔

باغیوں نے 1568 میں کئی ماہ کی افواہوں اور توقعات کے بعد بالآخر برفانی کرسمس کے موقع پر پہلا حملہ کیا جب کیدیار کے مور سکو گاؤں میں ایک عارضی طور پر رہائشی عیسائی فوجی دستہ کو خاموشی سے سوتے میں قتل کر ڈالا۔ یہ خبر غرناطوی دارالحکومت اگلی رات گئے تک نہیں پہنچی،اس وقت کرسمس کی تقریبات کے درمیان ہزاروں مور سکوؤں کو البیخرا پہاڑوں سے شہر کی عیسائی آبادی پر اچانک پل پڑنا تھا۔ حملہ اگر منصوبہ بندی کے مطابق ہوتا تو غرناطوی دارالحکومت کا کمزور دفاع غالباً مغلوب ہو جاتااور بغاوت کا نتیجہ کچھ اور نکلتا۔ منصوبہ شدید برف باری کے

بعد سڑکوں کی بری حالت کی وجہ سے آخری لمحات میں ملتوی کر دیا گیا۔ اس کے بجائے کم و بیش ایک سو لٹیروں کی قیادت میں رنگ ریزاور عدالت استحصال ارتداد کے سابق قیدی بنام فاراکس ابن فاراکس برفانی طوفان کی ابتدا ہی میں چوری چھپے براستہ گریناڈا البائیسین پہنچ گیا۔ گلیوں میں بھونپواور موسیقی کے آلات بجاتے اور محمد کے نام کا اعلان کرتے لٹیروں نے مورسکو باشندوں کو گھروں سے نکل کران میں شامل ہونے کی التجا کی۔ الحمرا کی دیواروں پر چڑھنے کیلئے فاریکس کے آدمی رسی کی سیڑھیاں ساتھ لائے تھے لیکن البائیسین کے لوگ باغیوں کی کم تعداد کی وجہ سے متاثر نہ ہوئے اور شامل ہونے سے انکار کر دیا۔ لٹیروں نے خاطر خواہ جواب نہ ملنے پر متنفر اور مایوس ہو کر جسواسٹ مورسکو کالج پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ دروازے توڑنے سے قاصر رہے۔ شہر کے عیسائی حکام تک ان کی موجودگی کی خبر پہنچتے ہی وہ اپوخرّا لوٹ گئے۔ اگلے چند دنوں میں یہ بغاوت تیزی سے البُخرّا کے تمام قصبوں اور دیہات میں پھیل گئی۔ مورسکو عیسائی آبادی سے خوفناک انتقام کیلئے چل نکلے۔ پادریوں، کلیسا کے محافظوں، راہبوں اور لامذہب عہدے داروں کو برہنہ کیا اور پشت پر ہاتھ بندھ کر سڑکوں پر لے جایا گیا، انہیں دستی بندوقوں اور تیر کمانوں سے مشق کیلئے بطر زندہ نشانہ استعمال کیا گیا۔ ظالم ترین سزائیں اہل کلیسا کیلئے مخصوص تھیں۔ چند پادریوں کو چھرا مار کر ٹکڑے ٹکڑے کرنے سے قبل ان کے چہروں پر صلیبیں کھودی گئی تھیں۔ دوسروں کے کانوں یا مونہہ میں بارود ٹھونس کر آگ لگا دی گئی، تیل کے حوضوں میں زندہ ابالے گئے یا موریسکا خواتین کے حوالے کر دئے گئے جنہوں نے انہیں چھریوں اور سوئیوں سے چھید کر یا سنگسار کر کے مار ڈالا۔ چند دیہات میں مورسکوؤں نے اذیت دیتے وقت پادریوں کے لباس میں ملبوس ان مذہبی رسومات کی ہنسی اڑائی جو ان پر ٹھونسی گئی تھیں۔ لوچر دی اندراکس میں مقامی پادری کو کلیسا کی قربان گاہ کے سامنے کرسی سے باندھ دیا اور اس کلیسا کے عہدے داروں کو مورسکوؤں کا وہ رجسٹر پڑھنے کا حکم دیا گیا جو رسم عشائے ربانی میں موجودگی کیلئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اس کی جماعت کے سابق ارکان ایک ایک کر کے آگے بڑھے اور اپنے سابق اذیت دینے والے کو تھپڑ مارنے، گھونسا رسید کرنے یا اس کے چہرے پر تھوکنے کے بعد اس کی آنکھیں نکالیں، زبان کاٹنے کے بعد اسے کھانے پر مجبور کیا۔ خارائے را اتا گاؤں میں ایک حفاظتی عملے کا شخص جو شراب نوشی کی وجہ سے مشہور تھا، جس نے ایک مرتبہ رسم عشائے ربانی میں علاقے کے مورسکوؤں کے غیر حاضر ہونے پر جرمانہ عائد کرنے والے کا بریدہ سر شراب کے حوض میں ڈال دیا۔ گوئسیجا کی آگسٹین خانقاہ میں ہرتادو دی مندوزا کے مطابق مورسکوؤں نے عمارت کی نکاسی نالیوں میں کھولتا روغن زیتون ڈالا جہاں راہبوں نے پناہ لی تھی، "زیتون کے تیل کی کثرت سے اپنی مدد کریں جسے خدا نے ان حصوں میں اگایا ہے جو

مخصوص راہبوں کو بھوننے اور ڈبونے کے کام آئے۔ چھ دن سے قدرے زیادہ عرصے میں باغیوں نے تقریباً تین ہزار ہر عمر اور جنس کے عیسائی ہلاک کئے؛ البوخرّا کے دیہات میں بھی ایسی ہی ہولناک ہولی کھیلی گئی۔ عیسائی روایات کے مطابق باغیوں نے انہیں اپنے عقیدے سے دست بردار ہونے پر جان بخشی کی پیشکش کی لیکن کسی عیسائی نے یہ پیشکش قبول نہ کی۔ غرناطوی کیلسا نے "البوخرّا کے شہداء" کو اجتماعا'' ولی بنانے کی کوشش کی لیکن یہ التجائیں صرف لاپیزا گاؤں کے ایک راہب مارکوس کر یادو کے علاوہ کامیاب نہ ہوئیں جس کے کٹے دل پر معجزانہ طور پر یسوع کا لکھا نام ملا۔ ان ہلاکتوں کی بربریت نے عیسائی اسپانیہ کو چونکا دیا، انہوں نے اسے مسلمانوں کی بربریت اور کیتھولک مخالف نفرت کی تصدیق کے طور پر دیکھا۔ فلپ نے خود بعد میں لکھا۔ "صرف یہ دیکھیئے کہ مورسکوؤں نے بغاوت کے وقت کیا کیا، اتنے سارے پادریوں اور عیسائیوں کے قتل پر ان لوگوں کے ساتھ ایک سخت کاروائی کیلئے معقول جواز ہے۔" —ایک ایسا مشاہدہ جس میں اس نے بغاوت کی تباہ کن شراکت میں اپنی ذات پر نظر نہ ڈالی۔ 1

دیاگو ہرتادو دی میندوزا عیسائی معاشرے کی ذمہ داری تسلیم کرنے والے چند مبصرین میں سے تھا جس نے لکھا کہ "یہ جرائم جزوی طور پر ان لوگوں نے کئیے ہم نے جن پر انتقام لینے کیلئے ظلم کیا تھا، جزوی طور پر ان لٹیروں نے کئیے جن کے طرز زندگی نے انہیں ظلم کا ایسا درس دیا کہ ظلم کرنا ان کی زندگی کا جزو بن گیا۔'' 2

مورسکوؤں کا غصہ صرف لوگوں کے خلاف ہی نہیں تھا۔ باغیوں نے کلیسائی عمارات جلا ڈالیں اور ان کے اندر کی اشیاء کو تباہ کر دیا، انہوں نے یسوع کی مصلوبی تصاویر اور مجسموں کی ہتھوڑوں سے توڑ پھوڑ کی، قربان گاہوں کو غارت کیا اور ایک صورت میں اصطباغی حوض گلی میں جانوروں کے پانی پینے کیلئے گھسیٹ لائے۔ بہت سے اسپانوی عیسائیوں کو اس میں "بت شکنی کے جوش جنوں" کی بازگشت سنائی دی جو ولندیزی ممالک میں 1566 کے موسم گرما میں تب پھیلی جب کیلونِسٹ عوام الناس نے کیتھولک گرجا گھروں میں ہنگامہ آرائی کی، منقش شیشے کی کھڑکیاں اور مسیح اور مریم کے مجسمے تباہ کئے۔ البُخرّاس کے مورسکو کونسل آف ٹرینٹ کی عقیدتی منظر کشی کی پرزور اہمیت سے غالباً آگاہ ہوں یا نہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے ان مجسموں اور تصاویر کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں جبر کی علامت سمجھا جن کی تباہی اس کا رد تھا وہ جس کے ہم نوا تھے اور تطہیرِ جذبات کا پر تشدد عمل تھا۔ کیتھولک مذہب کی تردید کے ساتھ دوبارہ اسلام کا دعویٰ کیا گیا جیسا کہ تمام سماجی طبقات کے مورسکوؤں نے ستر سال میں پہلی بار کھلے عام مسلمانوں کے طور پر عبادت کی۔ موریسکا خاتون کونستانکا لوپیز، ابن ہمیا کے آبائی گاؤں ویلور سے تعلق رکھنے والی رئیس پر بغاوت کے ابتدائی دور میں عوام میں محمد کی تعظیم کرنے اور نماز پڑھنے پر عدالت استحصال ارتداد میں مقدمہ چلایا گیا کہ

اس نے بغاوتی تحقیقات کے مطابق تباہ کردہ مقامی کلیسائی مقدس فریم کے لکڑی کے ٹکڑے استعمال کیے اور عیسائی پڑوسیوں سے کہا کہ "تمہارا کیا خیال ہے کہ دنیا ہمیشہ تمہاری رہے گی؟ آپ ہمیں ایک خاص انداز میں لباس پہناتے ہیں کہ ہمیں مسیحی ہونا پڑے گا؟ اس تمام کے عین نیچے ہم نے وہ کیا جو ہم چاہتے ہیں اور وہی کریں گے کیوں کہ ہم مور تھے اور مور ہم رہیں گے۔"3

بہت سے مورسکو بلاشبہ ایسے جذبات سے متاثر تو تھے لیکن ان کا طرز عمل ہمیشہ اسلامی مذہبی روایت کے مطابق نہیں تھا۔ مارمول کے مطابق: یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ نوجوان اور بوڑھے ملعون فرقے میں کتنے اچھے طریقے سے تربیت یافتہ تھے؛ انہوں نے محمد کیلئے دعائیں مانگیں جلوس اور نمازیں ادا کیں۔ شادی شدہ خواتین نے اپنی چھاتیاں برہنہ کیں اور کنواریوں نے سر؛ اپنے بال شانوں کے گرد گرا کر گلیوں میں سرعام رقص کیا، مردوں کو گلے لگایا جیسے نوجوان ان کے آگے ہوا میں رومال لہراتے ہوئے ناچ رہے تھے، گلا پھاڑ کر چلا رہے تھے کہ معصومیت کا وقت پہنچ چکا تھا.4 تمام مورسکوؤں نے اس "معصومیت کے وقت" میں حصہ نہیں لیا۔ بہت سے مورسکوؤں نے بغاوت میں شامل ہونے سے انکار کیا اور چند حقیقی مورسکو عیسائیت اختیار کرنے کی وجہ سے مارے بھی گئے کیوں کہ انہوں نے ایمان ترک کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ عیسائیوں کو زیادہ تر قتل کرنے کے بجائے قید کیا یا بطور یرغمال رکھا گیا۔ ایسے معاملات بھی تھے جن میں مورسکوؤں نے اپنے دوستوں اور پڑوسیوں کے فرار ہونے میں مدد کی اور گیوا میں عیسائی آبادی نے مقامی کلیسا میں پناہ لی اور کئی مورسکو حملے روکے۔

ہرتادودی میندوزا نے مشاہدہ کیا کہ چند بدترین مظالم جو لٹیروں نے کئے، خصوصاً ڈاکو سردار فاراکس ابن فاراکس جس کا نام جلد ہی عیسائی گریناڈا میں ظلم کیلئے ضرب المثل بن گیا۔ جنوری کی ابتدا میں ابن ہمیا نے قتل عام کو روکنے کا مطالبہ کیا تاکہ بغاوت پر حکم مسلط کیا جا سکے، اس وقت بھی جب ناگزیر مسیحی جوابی حملہ ظاہر ہو رہا تھا۔ غرناطوی دارالحکومت پر قبضہ کرنے میں ناکامی بغاوت کیلئے ایک بڑا دھچکا تھا جو جلد ہی 3 جنوری کو اس وقت عیاں ہو گیا جب موندیخار کے امیر نے عجلت میں دو ہزار پیادہ اور گھڑ سوار فوج جمع کر کے باغیوں کے تعاقب میں نکلا۔ موندیخار کی افواج نے ایک ہفتے کے اندر ویگا کے باغی دیہات پر اپنا تسلط بحال کر لیا اور تابلاتے گھاٹی کے اس واحد پل تک پہنچ گئے جو البوخرّا پہاڑ کے اندر جانے کا واحد راستہ تھا۔

یہ معلوم ہونے پر کہ باغیوں نے پل سے زیادہ تر شہتیر ہٹا دئے ہیں جس سے پل عملی طور پر ناکارہ کر دیا گیا تھا لیکن ایک فرانسسکن عیسائی درویش نے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں صلیب پکڑے عیسائی فوجیوں کے ایک

گروہ کی قیادت کی جب کہ غیر یقینی خطرناک پل کے ڈھانچے کے علاوہ مخالف ڈھلوان سے اس پار مور سکوؤں کی لمبی نالی کی بندوقوں اور تیر کمانوں کا سامنا بھی درپیش تھا۔ یہ سپاہی بالآخر باغیوں کو پیچھے دھکیلنے میں کامیاب ہو گئے اور پل دوبارہ تعمیر کیا۔ موندیخار کے فوجی لیکرین وادی سے بلا مقابلہ آگے بڑھے اور گیوا کے مصیبت زدہ عیسائیوں کو نجات دلائی جنہوں نے سترہ دن تک مور سکو حملہ کو روکے رکھا اور وہ بھوک کا لقمہ بننے والے تھے۔ موندیخار نے اب فیصلہ کن انداز میں تیز رفتاری سے بغاوت کے مرکز، گیوا اور سییرا نیوادا کے درمیان، سابقہ مورش انتظامی اضلاع کی طرف پیش قدمی کی۔ درجہ حرارت صفر سے نیچے اور برفانی طوفان اور موسلا دھار بارش کا سامنا کرتی مسیحی افواج پہاڑوں پر چڑھ گئیں۔ باغیوں کو چھوٹی اور سفاکانہ لڑائیوں کے سلسلہ میں مصروف کر دیا۔ ڈھلوان چٹانوں کی گھاٹیوں میں اور دور دراز چوٹیوں پر سینٹ جیمز اور محمد کے نعروں کے ساتھ ایک بار پھر زخمی قریب المرگ لوگوں کی آہ و بُکا میں گھلی ملی پرانی جنگی چیخیں، نیزوں اور تلواروں کی جھنکار اور دستی بندوقوں کی کڑک جب کہ عیسائی اور مور سکو مرد، عورتیں اور یہاں تک کہ بچے بھی باہم حملہ آور ہوئے۔ مور سکوؤں کا علاقے پر اختیار ہونے کے باوجود فوجی تربیت، ہتھیار اور تجربہ کا فقدان تھا اور اکثر کے پاس پتھروں کے سوا لڑنے کیلئے کچھ نہ تھا۔ موندیخار کی افواج نے نتیجتاً جلد ہی بالادستی حاصل کر لی اور بڑی بے رحمی سے باغی دیہات پر اپنا اختیار دوبارہ نافذ کرنے کیلئے نہائت عمدہ کارکردگی سے آگے بڑھے۔

لاس گوآخارس میں قلعہ بند مور سکوؤں پر عیسائی حملے کے بعد کپتان جنرل نے زندہ بچ جانے والوں کو قتل کیا۔ جو بیلیس گاؤں کے درجنوں مور سکو قیدی تب سنگدلی سے مارے گئے جب انہوں نے ایک عیسائی فوجی کو عصمت دری سے روکنے کی کوشش کی۔ مور سکو دیہات جیسے ہی عیسائی پیش قدمی سے گرتے گئے، موندیخار کی افواج کے سخت تعاقب سے باغی اہل و عیال، عیسائی اسیروں سمیت برف پوشیدہ بلندیوں پر پیچھے ہٹتے گئے۔ خدا کا شکر ہے کہ کپتان جنرل کے تیز ردعمل کی بدولت جنوری کے آخر میں بغاوت شکست کے قریب پہنچی۔ ابن حمیا کی فوج کم ہو کر بلند پہاڑوں پر الگ تھلگ چند سو جنگجو رہ گئی تھی اور اس کے چند اعلیٰ سالار پہلے ہی ہتھیار ڈالنے پر غور کر رہے تھے۔ البُجرّاس کے اس پار، مور سکوؤں نے امن کی درخواست کر کے موندیخار سے رحم کی اپیل کی۔ کپتان جنرل نے عموماً ایسی سلسلہ جنبانی کا مثبت جواب دیا، ان کے لئے امن اور محفوظ طرز عمل کی ضمانتیں دیں جو مور سکو عیسائیوں کے قتل میں براہ راست ملوث نہیں تھے۔ بغاوت اس وقت ختم ہو سکتی تھی لیکن گریناڈا میں موندیخار کے سیاسی دشمنوں نے فلپ اور ایسپانیوسا کو رپورٹوں میں اس پر الزام لگایا کہ اس نے جنگ مؤثر طریقے سے نہیں لڑی اور باغیوں کی طرف

نہائت مصلحت کیش تھا۔ مونڈیخار الپو خڑّا میں فوجی کارروائیوں میں سراسر مشغول ہونے کی وجہ سے ان الزامات کا رد پیش نہ کر سکا۔ اسے اس کے باوجود اسپانوی دربار میں ہمدرد سامعین مل گئے۔ مورسکو کی بغاوت کی خبر اس وقت خصوصاً بری تھی جب ڈیوک آف الوا اور اس کی "کونسل آف ٹربلز" پچھلے موسم گرما میں فلینڈرز کی سرکشی پر وحشیانہ کاروائی کے باوجود پیچ وتاب کھا رہی تھی۔ فلپ کے خوف کی معقول وجہ تھی کہ مورسکو بغاوت غالباً اسپانیہ کے دشمنوں کی مددگار بن سکتی ہے، 20 جنوری کو نیپلز میں اپنے وائسرائے کو ہدایت دی۔ کہ "گریناڈا کے معاملات کو خفیہ رکھنا اچھا ہوگا۔ "5

مشیروں سے بات چیت پر قائل ہونے کے بعد کہ باغیوں کے خلاف مہم رک رہی ہے تو بادشاہ نے دیزا اور اس کے اتحادیوں نے مرسیائی امیر دان لوئس فجاردو، مارکوئس آف لاس ویلز کو اجازت دینے کی تجویز قبول کرلی کہ وہ اپنے خرچے پر ذاتی آرمی بنائے اور شمال مشرق کے باغیوں کے خلاف ایک نئی مہم شروع کرے۔ اس شدید مورسکو مخالف اشرافیہ کی تقرری نے مؤثر طریقے سے عیسائی مہم کو دو الگ الگ حصوں میں تقسیم کیا جن کے درمیان بہت کم ہم آہنگی تھی۔ لاس ویلز نے فوری طور پر المیریا کے براستہ البُخرّا اس کو عبور کر کے مورسکو پہاڑی گاؤں فیلکس پر خونی حملہ کر کے مورسکوؤں میں اپنی "آہنی سر والے شیطان" ساکھ کی تصدیق کی۔ محض پتھروں سے لیس مورسکوؤں کو بہت جلد زیر کر لیا گیا۔ بہت موریسکا خواتین نے غلام بننے کے بجائے پہاڑوں سے چھلانگ لگا کر موت کو ترجیح دی۔ دوسروں نے عارضی صلیب اٹھائے، گھٹنوں کے بل گر کر جان بخشی کی بھیک مانگی۔ سیکڑوں مردوں، عورتوں اور بچوں پر معمولی رحم کا مظاہرہ نہ کیا گیا۔

لوس ویلاز کے فوجیوں نے موقع پر ہی پھانسی دی یا انہیں آس پاس کی گھاٹیوں سے نیچے لڑھکا دیا گیا۔ انہوں نے کتوں اور بلیوں کو بھی مار ڈالا۔ گینیس پیریز دی ہیتا جو لوس ویلیز کا فوجی تھا، چیخ اٹھا "اس قدر خوفناک عیسائی ظلم، اسپانوی قوم میں کبھی نہیں دیکھا! آپ کو کون سی جہنم جیسا غصہ تھا کہ تم نے ایسا ظلم اور اتنی کم رحمی دکھائی"؟ جنگ کے متعلق پیریز دی ہیتا کا بیان اکثر تاثر میں گہرائی سے مزین ہوتا تھا لیکن ان انتہائی لرزہ خیز کہانیوں میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں جن کا اس نے فیلکس میں مشاہدہ کیا جیسے ایک موریسکا ماں اپنے پانچ بچوں کے درمیان مردہ پڑی تھی جو سبھی عیسائی فوجیوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ ایک بچہ بچ گیا تھا جو اب بھی ماں کی چھاتی سے دودھ پینے کی کوشش کر رہا تھا، ایک ایسا منظر جس نے مرسیائی سپاہی شاعر کو اتنا متاثر کیا کہ اس نے بچے کی پرورش کیلئے اسے چند موریسکا خواتین کے حوالے کر دیا۔ 6 رحم عموماً اس بے رحم تنازعہ میں غائب تھا۔ پیریز دی ہیتا نے جسے "اسپانویوں کے

درمیان "خانہ جنگی کہا یہاں تک کہ لاس ویلیز کی فوج مشرقی الپجرّ اس میں سے گذری تو موندیخار کے دستوں نے تحفظ دیے گئے مورسکوؤں کے قصبے اور دیہات لوٹے۔"اس غم وغصے کے متعلق سوچنا مشکل ہے جو مورسکوؤں کو جھیلنا پڑا۔اس غم وغصے کے مصنف کے متعلق سوچنا مزید مشکل ہو گیا جسے اس کے کئے کی سزا ملی، "دیا یگوہرتادودی میندوزا نے لکھا کہ ایک عیسائی فوج کی بہت سی ملامتوں میں سے لکھا جسے وہ ایک غیر منضبط انبوہ سمجھتا تھا۔پیریز دی ہیتا کے نزدیک موندیخار کے سپاہی "دنیا کے بدترین چور، تباہ کن اور لٹیرے تھے جنہوں نے مورسکو قصبات لوٹے، زبردستی چھیننے اور شکست وریخت کرنے کے علاوہ کچھ نہ سوچا۔"

ابن حمیا کے آبائی شہر والور میں موندیخار کے دو عیسائی کم تر فوجی افسروں نے مورسکوؤں کے ایک استقبالیہ وفد کو ہلاک کر دیا اور شہر میں غارت گری کی۔وہ پابند سلاسل غلام عورتوں، ریشم اور جواہرات سے لدے بے حساب ساز وسامان لئے خچروں پر روانہ ہوئے۔عیسائی سپاہیوں نے لالچ میں قطار کو خطرناک حد تک لمبا ہونے دیا جو جلد ہی ایک مہلک جوابی حملہ کا نشانہ بن گئی جس میں والور اور آس پاس کے دیہاتوں سے مورسکوؤں نے آٹھ سو عیسائی سپاہیوں کو قتل کر کے خواتین آزاد کروائیں۔

17 مارچ 1569 کو جنگ کا ایک بدترین واقعہ پیش آیا جب دیزا نے شہر کے محافظ ارکان کو چانسلری جیل میں داخل ہونے کی اجازت دی جہاں ابن حمیا کے والد سمیت 150 مورسکوؤں کو بطور یرغمال رکھا گیا تھا۔اس دراندازی کو مبینہ طور پر ان رپورٹس کے ذریعہ صحیح قرار دیا گیا تھا کہ قیدی باغیوں کو سگنل بھیجنے کیلئے کھڑکیاں کھول اور بند کر رہے تھے جس کا مطلب سیرانیوادا جیل توڑنے کی تیاری تھا۔یہ الزامات تقریباً یقیناً یرغمالیوں کو لوٹنے کا بہانہ تھا جنہیں پہلے ہی ان کی دولت کی وجہ سے منتخب کیا گیا تھا۔مورسکو سات گھنٹے تک دیواروں سے اکھاڑی اینٹوں، جگّوں، کرسیوں سے لیس جیل کے اندر عیسائی رضاکار فوج اور دوسرے عیسائی قیدیوں سے لڑ پڑے۔تمام مورسکو تقریباً رات کے آخر تک ہلاک کر دیے گئے اور ان کی املاک اور نقدی جیل کے نگران نے ضبط کر لی جس نے دھاوا بولا تھا۔

1569 کے موسم بہار اور موسم گرما کے دوران ڈکیتیوں اور قتل عام کے اس سلسلے کی وجہ سے ابن حمیا کی افواج میں ہزاروں نئے لوگ بھرتی ہوئے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ گریناڈا کے بہت سے عیسائی بالکل یہی چاہتے تھے جس کا نتیجہ ایک اور طویل جنگ اور مال غنیمت تھا جس میں مورسکوؤں کا گریناڈا کا حساب چکتا کرنا اور اس عمل میں خود کو مالامال کرنا تھا۔دیگر خطرناک علامات تھیں کہ بغاوت گریناڈا سے باہر پھیلنا شروع ہو گئی۔ایکسترمادورا میں مورسکوؤں کے قصبے خورانچوس کے متعلق اطلاعات تھیں کہ وہاں چھوٹے بچے بھی ہتھیاروں کی تربیت حاصل کر

رہے تھے۔ والینسیا میں افواہوں کے بعد متعدد قصبات کو مسلح ہوتا دیکھ کر چوکس رہنے کا حکم دیا کہ مورسکو بغاوت کی تیاری میں اناج ذخیرہ کررہے تھے۔ فلپ مارچ میں بگڑتی ہوئی صورت حال سے اتنا گھبرا گیا تھا کہ اس نے چارلس اور اس کی بیلجیمی رکھیل باربرا بلومبرگ کے ناجائز بیٹے یعنی اپنے سوتیلے بھائی آسٹریا کے ڈان جان کو گریناڈا میں عیسائی افواج کا کمانڈر مقرر کیا۔ ایک چوبیس سالہ پرجوش، دلکش اور چھیلا نوجوان ڈان جان کو حال ہی میں اسپانوی دربار میں پیش کیا گیا تھا اور وہ برسوں بعد گمنامی سے نکل کر اپنا نام ثبت کرنے کیلئے بے تاب تھا۔ وہ اپریل کے وسط میں گریناڈا میں دس ہزار کی فوج کے ساتھ پہنچا جہاں مونڈیخار نے شہری مضافات سے باہر اس کا سرکاری استقبال کیا جس کا ایک دستہ گھڑسوار موری ملبوسات اور ریشم سے لدا ہوا تھا۔ ڈان جان کا چار سو عیسائی بیواؤں اور یتیم بچیوں کے جلوس نے بھی استقبال کیا جو جوالپُجرّاس میں مورسکو کے قتل عام سے بچ نکلے تھے۔ "سادہ لباس میں ملبوس اور اداسی بھری آنکھوں سے زمین کو اشکوں سے سیراب کرتی اس پر اپنے پریشاں سنہرے بالوں کی لٹیں نچھاور کرتے ہوئے"، جیسا کہ مارمول نے بیان کیا، "انہوں نے دان جان سے عاجزانہ التجا کی کہ وہ بدعتیوں سے ان کے رشتہ داروں اور بچوں کی موت کا بدلہ لے۔ یہ پہلے سے طے شدہ ایک ایسی منظم تقریب تھی جو تقریبا" یقیناً دیزا نے مونڈیخار کی مورسکوؤں کی طرف مفاہمت کی پالیسی کو کمزور کرنے کی کوشش تھی۔

دان جان شہر میں عیسائی آبادی کی طرف سے وجد انگیز استقبال سے داخل ہوا اور اس نے چانسلری کے دفاتر یا بدقسمت گھروں کی طرف کا راستہ لیا جیسا کہ مورسکو انہیں کہتے تھے۔ صدر نے بذات خود اس کا خیر مقدم کیا۔ دیزا منڈلی کیلئے دان جان کی فوج کی آمد مورسکو گریناڈا کی تباہی کی طرف ایک بڑا قدم تھی اور دان جان نے اپریل میں حفاظتی اقدام کے طور پر دارالحکومت البائیسین سے تمام آبادی کو ملک بدر کرنے کی دیزا کی تجویز سے اتفاق کیا۔

مونڈیخار اور مزید حیرت انگیز کہ لاٹ پادری گوریرو نے اقتصادی، عسکری اور اخلاقی بنیادوں پر اس تجویز کی مخالفت کی لیکن فلپ نے خود اس کی منظوری دی۔ 23 جون کو مسیحی سپاہی البائیسین میں دروازوں پر دستک دیتے ہوئے اس حکم کے ساتھ نازل ہوئے کہ اگلے دن دس سے ساٹھ سال کی عمر کے تمام مورسکو مرد گریناڈا کے رائل ہسپتال میں جمع ہوں۔ اگلی صبح جب مردوں کو گھیر کر لے جایا جارہا تھا تو مونڈیخار اور مورسکو امیر الونسو دی گریناڈا وینیگاس خوف وہراس میں مبتلا آبادی کو پرسکون کرنے کی کوشش میں سوار ہو کر سڑکوں پر نکلے۔

3500 کے قریب مورسکو مردوں کو ملک بدر کرکے اندلسیہ اور کاستیہ کی راہ دکھائی یہاں تک کہ مارمول، جو کسی قیمت پر مورسکوؤں کا خیر خواہ نہ تھا، "سبھی عمروں کے اتنی تعداد میں، سرجھکائے، ہاتھ بندھے اور آنسوؤں میں

نہائے چہرے، اپنے آسودہ گھروں، خاندان اور آبائی وطن کو چھوڑنے پر پُر درد اور اداسی لئے لوگوں کو دیکھ کر متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ انہیں کوئی اندازہ نہ تھا کہ انہیں کہاں لے جایا جارہا تھا۔ موریسکا خواتین کو اپنی جائیداد اور مال فروخت کرنے کیلئے عارضی طور پر رہنے دیا گیا لیکن انہیں بھی جلد ہی الگ الگ بِلے لگا کر بھیج دیا گیا۔

"وہ لوگ جو انہیں اس وقت سے جانتے تھے جب وہ اپنے گھروں میں فروغ پذیر بیگمات تھیں ان کیلئے درد مندی کے سوا کچھ نہ کر سکے۔" ہر تادو دی میندوزا نے انہیں رخصت ہوتے وقت دیکھتے ہوئے لکھا۔ ان میں سے بہت سی خواتین کو اپنا خاندان دوبارہ دیکھنا نصیب نہ ہوا کیونکہ ان کے محافظین نے انہیں اغوا کرکے راستے ہی میں غلام بنا کر بیچ ڈالا۔ وہ اپنے پیچھے انتہائی تباہ حال آبادی چھوڑ گئے جس میں صرف مٹھی بھر دولت مند مورسکو تجار اور عیسائیوں کے خدام کے علاوہ کوئی نہ تھا جو اسپانیہ میں قدیم ترین، معروف ترین مسلم محلوں کی آخری باقیات میں سے تھے۔ ان واقعات کے باوجود دارالحکومت کے باہر بغاوت کی لہر باغیوں کے حق میں دوڑتی نظر آئی۔ ابن ہمیانے مئی 1569 خود برخا کے قصبے میں لوس ویلاس کے رئیس کے کیمپ پر بڑے حملے میں دس ہزار مورسکو فوج کی قیادت کی۔ اگرچہ حملہ پسپا کر دیا گیا لیکن یہ ابن حمیا کی افواج میں نئی طاقت اور اعتماد کی طرف اشارہ تھا۔ مورسکو تیزی سے اپنے کمانڈروں، کمپنیوں اور فوجی اضلاع کے ساتھ ایک منظم چھاپہ مار فوج بن گئے۔ البُجرّاس کے کچھ حصے میں باغی اتنے محفوظ تھے کہ وہ انتقامی کارروائی سے بے خوف ہو کر فصلیں اگا رہے تھے۔ وہ عیسائی فوجوں کی آمد کے اعلان کیلئے دھوئیں سے اشاروں کا استعمال کرتے تھے۔ البُجرّاس میں الگ تھلگ یا غیر محفوظ سفر کرتے عیسائی دستوں کو مربوط گھاتوں کا نشانہ بننے کا امکان تھا، جس میں ڈھول، سنکھ اور بگل کے بعد سفید پگڑی والے مورسکو دکھائی دیتے جو چھوٹی خم دار تلواروں اور لمبی نالی دار بندوقوں سے لے کر زہریلے تیر و کمان، چاقوؤں اور پتھروں سے لیس ہوتے تھے۔ چند باغی شہر جیسے اگخار کو ایک بار پھر شمالی افریقی بازار میں تبدیل کر دیا گیا جہاں مغرب سے اسلحہ اور تجارتی سامان کھلے عام فروخت کیا جاتا تھا۔ اسپانوی بحری ناکہ بندی کے باوجود قزاق ساحل پر باقاعدگی سے اترتے عیسائی اسیروں کے بدلے ہتھیاروں، گولہ بارود اور سامان کا تبادلہ کیا جاتا تھا؛ ایسی نقل و حمل جس کا خلاصہ مورسکوؤں کا قول تھا "ایک عیسائی ،ایک بندوق۔ باغیوں کی صفوں میں غیر ملکی شمالی افریقہ کے رضاکار بھی شامل تھے۔ مسلم سپاہی صدیوں میں پہلی بار بڑی تعداد میں اسپانوی سرزمین پر لڑے۔

اگست میں مورسکو کے کمانڈر خرناندو ال حباقی الجزائر سے ان سیکڑوں رضاکاروں کے ساتھ واپس آیا جنہیں اوچیالی نے لڑنے کیلئے تیار مجرموں یا مفروروں کو معافی دی جو غازی یا اسلامی سرحد پر مقدس جنگجو تھے۔ ان بھرتیوں

میں تجربہ کار ترک فوجی اور بربر مجاہدین بھی شامل تھے جنہوں نے جنگ میں جانے کیلئے پھولوں کے ہار اور سفید لباس پہنے ہوئے تھے۔ان کا اشارہ کہ وہ کافر کے خلاف جنگ میں شہادت پر آمادہ تھے۔مورسکو فوجوں کے ساتھ مختلف اوقات میں تقریباً 4000 ترک اور بربر جنگجوؤں نے حصہ لیا جن کی تعداد کا اندازہ بغاوت کے عروج پر 25,000 سے 45,000 جنگجو لگایا گیا ہے۔ان کی مصلح جنگجوؤں اور رضاکار حامیوں کی صحیح تعداد کبھی واضح نہیں تھی کیونکہ بہت سی خواتین اپنے آدمیوں کے شانہ بشانہ دستیاب ہتھیاروں سے لیس لڑتے لڑتے مر گئیں۔جنوری 1569 میں المیریا کے قریب ایک عیسائی عینی شاہد نے مورِیسکا خواتین کو جنگ میں صرف "پتھروں اور بھوننے والی سیخوں" سے لڑتے دیکھا۔مورِیسکا خواتین نے فیلکس میں عیسائی گھڑ سواروں کے چہروں میں دھول جھونکی اور ان کے گھوڑوں کے پیٹ چھریوں سے پھاڑ ڈالے۔7

مورسکو شمالی افریقہ سے ہتھیار ملنے کے باوجود اپنے دشمنوں کے مقابلتاً ہمیشہ معقول اسلحہ سے لیس نہ تھے۔ عیسائی افواج کی صفوں میں پیشہ ور سپاہی، نجی جاگیردارانہ فوجیں اور ٹاؤن کونسلوں کی طرف سے گریناڈا اور اندلس بھر سے رضاکار افواج شامل تھیں۔ کچھ عیسائیوں کا محرک بدلہ لینا تھا جیسے رئیس ہرناندو دی کوئسادا جس نے نجی فوج کی بنیاد جنٹلمین آف دی کراس کے نام پر رکھی چونکہ اس کا باپ بغاوت کے ابتدائی مراحل میں مورسکوؤں کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔بہت سے عیسائی فوجی لوٹ مار کے امکان سے جنگ کی طرف متوجہ ہوئے اور لوٹ مار کے مواقع کی عدم موجودگی سے ان کے حوصلے تیزی سے پست ہو گئے۔

1569 کے موسم گرما میں لاس ویلاز کے رئیس اور اس کی فوج غرناطوی ساحل پر خوراک کے بغیر پھنسے ہوئے تھے کیوں کہ بدکردار عیسائی حکام اور کوارٹر ماسٹر سامان اپنے لئے رکھنے کے بجائے کہیں اور بھیج رہے تھے۔ کھانے کیلئے جب مچھلیاں پکڑ کر کھانے تک محدود ہو گئے تو رئیس کے سپاہی غائب ہو گئے اور اس کے ساتھ ایک ہزار سے بھی کم لڑنے والے رہ گئے۔دیاگو ہرتادو دی میندوزا نے ایسی بدعنوانی اور بدانتظامی میں ان لوگوں کو موردالزام ٹھہرایا جو "اقتدار میں موجود افراد جو صرف بڑھتی خرابیوں پر خوش تھے تاکہ بحران مزید بڑھ جائے۔" یہی لوگ تھے فلپ جن کی سنتا تھا۔بادشاہ نے اگلے مہینے موندیخار کو میدرد واپس بلا لیا۔مؤثر ترین عیسائی کمانڈر کو جنگ سے ہٹا دیا۔

1569 کے دوسرے نصف کے دوران دان جان کی فوج گریناڈا دارالحکومت میں غیر واضح طور پر غیر فعال رہی جب کہ بغاوت ایک خونی تعطل کا شکار ہونے لگی۔البُخرّا اس کے زیادہ پہاڑی علاقوں پر باغیوں کا تسلط تھا جب کہ نیچے میدانی اور دریائی وادیوں میں عیسائی رسالے نیزوں سمیت، چار آئینے اور پر لگے خود پہنے، ساتھ میں لمبی نالی کی

بندوقوں اور بلم سنبھالے آدمیوں کی قطاریں، مورسکوؤں کے لوٹے سامان اور پابند سلاسل غلاموں کے جلوسوں اور چوری کردہ بھیڑوں اور مویشیوں کے ریوڑ تھے۔

اسی سال جون میں روم میں نیپلز سے اسپانوی سفیر کی سربراہی میں فوجیوں کا ایک دستہ گریناڈا پہنچا۔ تجربہ کار اسپانوی فوجی، زیادہ تر اسپانیہ سے باہر مقیم، شاید اس وقت دنیا کے سب سے سخت جان اور موثر لڑاکا تھے۔ انہوں نے جلد ہی سینتومیز کے لق ودق پہاڑوں میں مورسکوؤں کے قلعے فریگیلیانا پر حملہ کر کے اپنی صلاحیت کا مظاہرہ کیا۔ مورسکو مردوں اور عورتوں نے حوصلہ شکن جنگ میں قلعہ پر کامیاب حملہ سے قبل چکیوں کے پاٹوں سے باہر نکلی لکڑیوں سمیت پتھر پھینکے۔ زندہ بچ جانے والوں پر روایتی خونی انتقام پر عمل ہوا۔ ابن ہمیانے موسم گرما میں اس قتل و غارت اور تباہی کے درمیان اپنے فوجیوں کے حوصلے بلند کرنے کیلئے پرچینا، المیریا میں کئی ایک کھیلوں اور چہل پہل کے سلاسل کا انعقاد کیا جو گریناڈا کے زوال سے پہلے بوعبدل کا مقام جو باغیوں کے زیر تسلط چند قصبات میں سے تھا۔ پیریز دی خیتا نے بالتفصیل ان رنگ رلیوں کو نزاکت اور گیت نگاری سے بیان کیا ہے جو اس کے دوسری جگہ خیالی تشدد کی منظر کشی سے واضح طور پر متصادم ہے۔ اس کی تخیلاتی یادآوری میں دوسری جگہ پر پورخنا قصبہ، چھوٹا الاندلس ریشم اور جھنڈوں کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے، ابن ہمیا اور اس کی رعایا بڑے چوک میں ترک اور مورسکوؤں کے سورما کپتانوں کا شاندار کھیلوں میں حصہ لینا دیکھ رہے ہیں۔ وزنی باٹ اٹھانے اور کشتیوں کے مقابلے ہو رہے ہیں۔ ان مردوں کیلئے انعامات جو خواتین کیلئے بہترین خوش نما لباس میں زمبرے اور گانے کے مقابلوں میں رقص کرتے ہیں۔ ان مقابلوں میں مورسکو بادشاہ کے سامنے گانا گانے کیلئے ایک "خوبصورت مورا" قدم آگے بڑھاتی ہے جو تمام تر سیاہ لباس میں ملبوس جنگ میں مارے گئے اپنے والد اور چار بھائیوں کے سوگ میں گانا گاتی ہے۔

ایک تھالی بطور دف بجاتے ہوئے مورا عربی میں "نرم، نازک اور سوگوار آواز" میں ایک گانا گاتی ہے جو سامعین کو خوف زدہ خاموشی میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اس میں وہ پیش گوئی کرتی ہے کہ بغاوت ناکام ہو جائے گی اور اس کے سب قائدین بشمول ابن ہمیا مر جائیں گے، اختتام سے قبل:

عیسائی گروہ طاقت ور ہیں۔
وہ مال غنیمت سے لدے،
جاہ و جلال کا مظہر بن کر لوٹیں گے۔
اور میں اپنی بڑی بدقسمتی پر رو رہی ہوں

اور وہ قبر جواب میری منتظر ہے۔8

اپنا گانا مکمل کرنے پر "خوبصورت اور غم زدہ مورا" آخری آہ بھرتی ہے اور اپنے حیرت زدہ سامعین کے سامنے مردہ ہو کر گر جاتی ہے۔

پیریز دی ہیتا کی کافی شاعرانہ آزادی کے باوجود یہ کہانی مور سکو معاشرہ پر اس وحشیانہ تنازعہ کے المناک اثرات کی ایک قسم کی عکاسی کرتا ہے جس کے ارکان کو اکثر عیسائی اسپانیہ میں وحشی بدعتی اور غیر انسانی عفریت سمجھا جاتا تھا۔ افسانوی "مورا" نے جس زندگی کا راستہ دکھایا گیا ہے وہ بڑے پیمانے پر حقیقی واقعات کا عکاس تھا جیسا کہ ہیپسبرگ ریاست نے آخر کار باغیوں کے خلاف اپنے طاقت ور وسائل کو متحرک کرنا شروع کیا۔

13

شکست اور سزا

گرینادا کی بغاوت تمام ہیپسبرگ سلطنت میں مبارزت طلبیوں، بحرانوں، فلینڈرز اور امریکاؤں میں بغاوتوں سے فرانس کے ساتھ تنازعہ کے ایک سلسلے پر منطبق تھی جسے کا بریرا دی کوردوبا نے "وحشیوں، شورش پسندوں، بدنام کن بدمعاشوں، گستاخ مرتدوں" سے منسوب کیا، وہ خون جو اسپانیہ نے انہیں دیا، کمینوں اور غداروں نے اپنے ہتھیار اپنی ماں پر تان لئے جس وجہ سے ان کا تشدد ختم کرنے اور نافرمانی کی سزا دینے کی خاطر بہت سا خون بہایا گیا۔"

گرینادا میں 1569 کی خزاں میں پہلے ہی بہت زیادہ خون بہایا جاچکا تھا۔ مور سکو بغاوت اپنے عروج پر بھی بنیادی طور پر عیسائی جبر کے تشدد کا جواب تھی جس میں ایک طویل المدت مقصد کا فقدان تھا۔ کچھ باغی فلپ پر محض دباؤ ڈالنے سے پر امید تھے کہ وہ عملیت پسندی کو منسوخ کر دے؛ دوسرے گرینادا میں ایک خود مختار اسلامی محصور علاقہ قائم کرنا چاہتے تھے وہ جہاں سے مسلم تسخیر نو شروع کریں۔ اہم ترک مداخلت یا اسپانیہ میں کہیں اور ہم مذہبوں کی شرکت یا شہری گرینادا کے اندر ہی، کے فقدان کی وجہ سے ایسی خود مختاری ہمیشہ کمزور تھی۔ وہ جب تک ایک چھوٹے سے جغرافیائی علاقے میں الگ تھلگ رہے، مور سکوؤں کیلئے ایک مشترکہ عیسائی جوابی کارروائی خطرہ تھی اور بغاوت انہی اندرونی رقابتوں سے مزید کمزور ہو گئی جب ایسی ہی وجہ سے گرینادا پر عیسائی حملے کے خلاف نصری مزاحمت کمزور پڑ گئی تھی۔ ابن حمیا کے مقاصد پیروکاروں پر بھی بخوبی واضح نہیں تھے۔ وہ بعض اوقات عیسائیوں کے

ساتھ امن کی شرائط پر گفت وشنید پر آمادہ نظر آیا؛ اس نے دوسرے مواقع پر اپنے ماتحتوں کو ویسی کوشش کرنے پر پھانسی دی.

بغاوت جیسے ہی کمزور پڑتی دکھائی دی مورسکو بادشاہ کے بے قاعدہ، جابرانہ اور جنگ میں غیر مستحکم طرز عمل نے ماتحتوں کو منحرف کرنا شروع کر دیا۔ 1569 کے موسم خزاں میں یہ کشیدگی تب ایک بحرانی صورت اختیار کر گئی جب ابن ہمیانے دیاگو گاؤسل نامی ایک ساتھی کی منگیتر کو رکھیل بنا کر ناراض کیا۔ الگاؤسل نے بدلہ لینے کیلئے ابن ہمیا کے چند غیر مطمئن مورسکو اور ترک کمانڈروں کے ساتھ اسے مروانے کی سازش کی۔ 20 اکتوبر کی رات کو سازشیوں نے اس کے لاؤخاردی اندارکس گاؤں میں واقع "محل" میں گلا دبا کر قتل کر دیا۔2

اب "اندلس اور گریناڈا کے بادشاہ" کا حق ملکیت ایک سازشی ابن ہمیا کے چچیرے بنام عبداللہ ابن ابو کو ملا؛ ایک اور اموی نسب کا مورسکو جو جنگ کے ابتدائی دور میں مبینہ طور پر عیسائی فوجیوں کے ہاتھوں خصیوں کے بل درخت سے لٹکائے جانے کی وجہ سے انہیں کھو چکا تھا۔ ابن ابو نے جارحانہ انداز اختیار کر کے اپنی تاج پوشی کا جشن الپوخرّا میں عسکری اہمیت کے مقام آرگیوا قصبے کا محاصرہ کر کے منایا جس کی عیسائی فوج مورسکو کے آس پاس کے دیہات میں غارتگری کیلئے بدنام تھی۔ باغیوں نے کامیابی سے قصبے کو گھیرے میں لے لیا اور اس کے باشندوں کو بھوک سے مارنے کیلئے جب خندقیں کھود رہے تھے تو انہیں اطلاع ملی کہ گریناڈا سے ڈیوک آف سیسا کے زیر کمان محاصرے سے نجات دلانے کیلئے عیسائی فوجیں بھیجی جا رہی تھیں۔ ابن ابو نے محصور آبادی کو خبردار کیے بغیر بڑی تعداد میں اپنی فوج کو عیسائی امدادی فوج پر گھات لگا کر حملہ کر کے ایک جرأت مندانہ چال چلی۔ تجربہ کار فوجی دیاگو ہرتادو دی میندوزا نے کہا، "غیر معمولی طور پر ایسے دانش مندانہ ہتھکنڈے شاذونادر ہی نظر آتے ہیں۔" ڈیوک اور اس کے آدمیوں کو رات کی شدید لڑائی سے واپس دارالحکومت بھیج دیا اور آرگیوا کی چھاؤنی کو آخرکار خالی کرنا پڑا۔ یہ واحد موقع تھا جب مورسکوؤں نے عیسائیوں سے ایک قصبہ چھینا لیکن جب لڑائی کی شدت ایک نئی حد تک پہنچ گئی تو وہ جلد ہی ایک بار پھر چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ 19 اکتوبر کو فلپ نے اعلان کیا کہ جنگ اب آگ اور خون سے لڑی جائے گی یا جنگ میں قیدی بنانے کے بجائے قتل کرنا۔

فلپ نے عیسائی فوجوں کی حوصلہ افزائی کیلئے سپاہیوں کو لوٹ مار کرنے اور اپنی مرضی سے غلام بنانے کی کھلی چھٹی دی اور مال غنیمت کا روایتی پانچواں حصہ جو ملک معظم کو ادا کیا جاتا تھا انہیں اس سے بھی بری کر دیا۔ فلپ نے اگرچہ اعلان کیا کہ دس سال سے کم عمر کے مورسکو بچوں کو غلام بنانے کے بجائے انہیں کیتھولک تعلیم کیلئے عیسائی

خاندانوں کے سپرد کیا جائے گا۔ اس حکم کا شاذونادر ہی مشاہدہ کیا گیا جیسا کہ عیسائی فوجیوں نے جنگ کے فراہم کردہ جن مواقع سے منافع حاصل کیا وہ غلام تھے، بھیڑوں، مویشیوں، بادام، کشمش اور دیگر پھلوں کی چوری، یا موریسکا مقتول خواتین کے کپڑے اور زیورات اتارنا۔ ہزاروں کی تعداد میں خواتین اور بچوں کو غلام بنا کر ان تاجروں کو فروخت کیئے گئے جو ان کی مہمات کے ساتھ تھے یا اسپانوی بندرگاہوں اور شہروں میں جہاں غلام بازاروں کی بھرمار تھی۔ فلپ نے 26 دسمبر کو فیصلہ کیا کہ کونسل آف کاستیہ کو قرطبہ منتقل کر دیا جائے تاکہ " گریناڈا میں گرم جوشی اور اس کی مشکلات میں ممکنہ حد تک قریبی مدد فراہم کی جا سکے۔" 3

باغیوں کی کامیابیاں باقی جنگوں میں بہت کم ہوں گی۔ فلپ کی عجلت جزوی طور پر بے چینی 1569-1570 کے موسم سرما کے دوران تاریک بین الاقوامی حالات پر توجہ کی وجہ سے تھی۔ ہالینڈ میں جلاوطن ولیم آف اورنج کے تحت ایک باغی حملے کی افواہیں تھیں۔ انگلینڈ سے سمندری بھکاری کے نام سے اسپانوی جہازوں پر ولندیزی شاہی لٹیرے حملے کرتے تھے۔ قسطنطنیہ سے اسپانوی جاسوسوں نے اطلاع دی کہ عثمانی بحری بیڑے کو دوبارہ درست کر رہے تھے۔ جنوری 1570 میں عثمانیوں کے الجزائری لگان دار اوچیالی نے تیونس میں فوج کی قیادت کی اور بلا مقابلہ شہر پر پینتیس سالہ اسپانوی تسلط کا خاتمہ کیا۔ اسپانوی حکومت موسم سرما کے دوران مورسکوؤں کی امداد کیلئے اسپانیہ پر ترک حملے کی متوقع تھی۔ سلیم دوم درحقیقت وینس کی کالونی قبرص کو فتح کرنے کی تیاری کر رہا تھا اور اس نے موسم سرما میں اسپانیہ پر حملہ کرنے پر آمادہ کرنے کی مورسکووی کوشش کرنے والے وفد کو قسطنطنیہ آنے پر جھڑک دیا۔ ترکی کی امکانی مداخلت کو اتنی سنجیدگی سے لیا گیا کہ فلپ نے خود اکتوبر 1569 میں پوپ نونسیو کو متنبہ کیا کہ ایک ترک۔۔ مورسکو اتحاد اسپانیہ کی شکست کا باعث بن سکتا ہے۔

فلپ نے اگلے سال مارچ میں تمام اسپانیہ کے پادریوں کو ہدایت کی کہ وہ روزہ رکھیں اور دعا کریں کہ "ترک بحریہ، عیسائیت کی مشترکہ دشمن" شمالی افریقہ میں اسپانوی مقبوضات پر حملہ یا گریناڈا میں "مورسکو باغیوں کی مدد اور حوصلہ افزائی نہ کرے۔" بغاوت کی اطلاعات اس وقت تک اسپانیہ سے باہر پھیلنا شروع ہو چکی تھیں۔ فلپ کی اسے خفیہ رکھنے کی کوششوں کے باوجود جون 1570 میں انگلینڈ میں اسپانوی سفیر گیراؤ دی سپیس نے فلپ کو بتایا کہ اس کی عدالت میں ایک نامعلوم انگریز جاسوس نے حال ہی میں الزبتھ کی پریوی کونسل کو خوش خبری دی کہ گریناڈا میں بغاوت "عیسائیوں کیلئے بہت بری ثابت ہو رہی تھی۔" 4 دی سپیس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ انگریزی ملکہ منصوبہ بنا رہی تھی کہ فیض کے بادشاہ کے ذریعے مورسکوؤں کو رسد اور ہتھیار فراہم کئے جائیں۔

2 اکتوبر 1569 میں فرانسس سے فرانسس دی الوا نے فلپ کو لکھا کہ اسپانیہ کے متعلق افواہ تھی کہ بغاوت میں بھاری نقصان اٹھانا پڑا اور ایسا اس پر یقین کیا جانے لگا کہ مور گریناڈا کے دروازوں تک پہنچ گئے ہیں اور بڑے پیمانے پر اسپانوی نشیبی مرطوب خطہ سے جانور، اناج، آٹا اور لوگوں کو لے جا رہے تھے۔

فلپ کو اس بات کا ڈر تھا کہ ہسپانیہ کی اپنے علاقے میں بغاوت فرو کرنے کی مشکلات سرحد پار باغیوں میں روح پھونکنے کا کام کر رہی ہیں۔ "یہ ہمارے لیے ایک مثال ہے کہ مور اب تک مزاحمت کر رہے ہیں اگرچہ وہ ایک بھیڑوں کے ریوڑ سے سوا پر اہمیت لوگ نہیں ہیں۔" ڈچ شہزادہ ولیم آف اورنج نے فلپ کی قرطبہ منتقلی کے متعلق علم ہونے پر اپنے ایک ساتھی کو لکھا کہ "نچلے ممالک کے لوگ اور کر بھی کیا سکتے ہیں؟... ہم دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے اگر ترکوں سے قدرے امداد پہنچنے تک مور سکو اس وقت تک روک سکیں۔ 6

فلپ اور اس کے وزراء اپنی سرزمین پر بغاوت دبانے میں ناکام سامراجی اسپانیہ کے متعلق کرب ناک حد تک باخبر تھے۔ 23 دسمبر 1569 کو اطالوی اسلحہ ساز فیکٹریوں سے جنگی ساز و سامان کی کھیپ ملنے پر تقویت ملی اور ڈان جان کی افواج نے آخر کار گریناڈا سے باہر نکل کر البوخرّا میں امن و امان قائم کرنے سے آغاز کیا۔ مسیحی چڑھائی طویل انتظار کے بعد قابل شرم طریقے سے کی گئی، کھردرے گوئیجار پہاڑی قصبے کو فتح کیا جسے باغی اپنی عورتوں اور بچوں کو ساتھ لے کر سیرا نیوادا سے کوچ کرنے کے بعد بلا جد وجہد سونپ چکے تھے۔ عیسائی رضاکار فوج جہاں پہاڑی علاقوں میں اس آبادی کی پناہ گاہوں کے تعاقب میں تھی، ادھر ڈان جان کی فوج کا بڑا حصہ غرناطوی باغیوں کے مدافعتی گڑھ گیلیرا کی طرف مستقل مزاجی سے آگے بڑھتا گیا۔ یہ قصبہ جنگی جہاز کی طرح ایک بڑی چٹان کی بنیاد پر واقع ہونے کی وجہ سے موسوم ہؤا، گیلیرا پہلے ہی مارکوئس آف لاس ویلز کی نئی ترتیبی فوج کے محاصرے میں تھا۔ ڈان جان کی فوج بھی فروری 1570 میں محاصرے میں شامل ہو گئی اور گیلیرا رزم گاہ نے انتہائی خون ریز لڑائی کا منظر پیش کیا۔ مور سکو آبادی نے ترک اور بربر رضاکاروں کی حمایت سے گشتی توپ خانے سے لیس تقریباً اٹھارہ ہزار مسلح عیسائی فوج کو روکنے کی کوشش کی۔ پے در پے حملوں اور توپ خانے کی گولہ باری کے باوجود محاصرہ کرنے والی افواج حصار نہ توڑ سکیں اور نہ ہی شہر کی مٹی کی موٹی دیواروں پر چڑھ سکے۔ مور سکو ضدی دفاع نے بار بار پیچھے دھکیل دیا جس میں خواتین اور چھوٹے بچے بھی حملہ آوروں پر پتھراؤ کر رہے تھے۔

ان خواتین محافظوں میں زارکا مودونیا نامی ایک خاتون شامل تھی جو پیریز دی ہیتا کے بیان کے مطابق "جسیم، مضبوط ٹانگوں اور بازوؤں کی مالک بہت طاقت ور عورت تھی" جو تلوار اٹھائے زرہ بکتر پہن کر لڑی۔ کہا جاتا ہے کہ

اس نے اٹھارہ سپاہی اپنے ہاتھ سے قتل کئے۔ محاصرہ بالآخر ختم کر دیا گیا جب عیسائی سرنگیں اڑانے والوں نے قصبے کی بظاہر ناقابل تسخیر دفاعی دیواروں میں سوراخوں کے ذریعہ بارودی سرنگیں استعمال کیں۔ ڈان جان کے سپاہیوں کو تب بھی شہر کی مورچہ بند گلیوں کا ایک ایک گھر لڑ کر لینا پڑا۔ مورسکوؤں نے اپنے گھروں کا انتہائی خون آشام بیباکی سے دفاع کیا۔

مہیب زرکا مودونیا سمیت خواتین مردوں کے شانہ بشانہ لڑیں جسے عیسائیوں نے علیحدہ کر کے آخرکار گولی مار دی وہ چوں کہ دیگر محافظین کیلئے متاثر کن الہامی شخصیت تھی۔ ایک اور موریسکا جو ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسری طرف دو جوان بھائی لئے سڑکوں پر تادم آخر لڑتی پھری۔ عیسائی فوجیوں کو خاندان نکالنے کیلئے ان کے گھر جلانا پڑے۔ مورسکو گھروں سے ان کی پیش قدمی میں مزاحمت کیلئے جو کچھ ہاتھ لگا استعمال کیا جن میں ہتھیار، تلواریں، چاقو، آگ کریدنے کی آہنی سلاخیں اور پتھر شامل تھے۔ شہر پر نو گھنٹے کی لڑائی کے بعد قبضہ کر لیا گیا۔

ڈان جان نے فوجیوں کو سرکشی کی پاداش میں تادیباً تمام آبادی کے قتل کا حکم دیا۔ ہاپسبرگ شہزادے نے فوجیوں کے اس احتجاج پر تقریباً 400 مردوں، عورتوں اور بچوں کے بے دردی سے قتل کے بعد روکا کہ انہیں وہاں کے مال غنیمت سے محروم کیا جا رہا تھا۔ تقریباً 4,500 باقی ماندہ زندہ کو تیزی سے غلامی کیلئے ہانکا گیا۔ عیسائی سپاہی قصبے پر پیسوں، کپڑوں اور زیورات کی تلاش میں دیوانہ وار منڈلاتے رہے۔ بستی کی جب خوب غارت گری ہو چکی تو ڈان جان نے حکم دیا کہ سرکشی کی قیمت چکانے کیلئے بطور مستقل یادگار کھنڈرات پر رومن انداز سے نمک بکھیر دیا جائے۔

گالیرا کے زوال نے بغاوت کے خاتمے کے آغاز کا اشارہ دیا۔ تین عیسائی افواج مختلف سمتوں سے البوخرّا پہاڑ پر جمع ہوئیں اور تیزی سے ان قصبات اور قلعوں کو فتح کر لیا جو باغیوں کے زیر تسلط تھے۔ دیاگو ہرتادو دی میندوزا نے مارچ میں الحمبرا میں اپنی رہائش گاہ سے لاٹ پادری ایسپینوسا کو مطلع کیا کہ دس ہزار سے زائد بکھرے اور بھوکے " باغی میدان میں بچے ہیں جو اب مزید جارحانہ کارروائیوں کے قابل نہیں رہے۔

فرانسیسی سفیر فور کوآوا نے مئی میں مشاہدہ کیا کہ مورسکو بغاوت "اسپانیہ کو دھیمے شعلے کی طرح کھائے اور جلائے جا رہی ہے۔"7 باغیوں میں اس وقت تک بھگدڑ مچ چکی تھی اور عیسائی افواج ان کے تعاقب میں باغات اور فصلوں کو جلائے جا رہی تھیں تاکہ ان کی خوراک کی فراہمی بند کی جا سکے اور آٹا پیسنے سے ناکارہ بنانے کیلئے ان کی ملوں اور چکی کے پتھروں کو تباہ کر دیا۔ تمام موسم گرما اور خزاں کے دوران عیسائی فوجیوں نے باغیوں کے پہاڑی پوشیدہ ٹھکانوں تک تعاقب کیا۔ سینکڑوں مورسکو ان کارروائیوں کے دوران مارے گئے یا پھانسی پر لٹکائے گئے یا جب

فوجیوں نے پناہی غاروں کے داخلی راستوں پر آگ جلائی تب دم گھٹنے سے مر گئے۔ ہزاروں افراد کو سیبیہ، لزبن اور دیگر شہروں کے غلام بازاروں میں لے جایا گیا جنھوں نے بغاوت سے خوب فائدہ اٹھایا۔ باغیوں کی صفوں میں موت اور انحطاط کی وجہ سے کافی حد تک کمی واقع ہوئی۔

ترک اور بربر رضاکاروں نے جب شمالی افریقہ واپس جانا شروع کیا تو ابن ابو کے چند فوجی سرداروں نے یک طرفہ امن مذاکرات کا ڈول ڈالا۔ مورسکو مترجم الونسو دیل کاستیہو نے ان حلقوں کو چابک دستی سے اپنی مطلب برآری کیلیئے اسپانوی بادشاہ کی طاقت اور عظمت پر زور ڈالنے کے پیش نظر باغیوں اور الفاکیوں کے خطوط اور پیغامات میں جعلی سازی سے مورسکوؤں کو ہتھیار ڈالنے کے مطالبہ کیلیئے استعمال کیا۔ سولہویں صدی کے اس ''بدنام پروپیگنڈے'' نے مورسکو مزاحمت کو مزید کمزور کر ڈالا۔

22 مئی کو ابن ابو کے سب سے قابل اعتماد کمانڈر ہرناندوال حباقی نے ہتھیار ڈالنے کے مذاکرات شروع کرنے کیلیئے ڈان جان کے کیمپ کا دورہ کیا اور اپنی تلوار بطور اطاعت پیش کی۔ ہیپسبرگ کے شہزادے نے ہتھیار ڈالنے کی پیشکش قبول کی لیکن اس سے منکسرانہ کہا کہ وہ اپنی تلوار ''عالی مرتبہ بادشاہ کی خدمت کیلیئے رکھ لے۔

ڈان جان نے بھی یہ نتیجہ اخذ کیا کہ دیزا اور اس کا گروہ فعالانہ مذاکرات کے ذریعے ہتھیار ڈالنے کیلیئے اس کی کوششوں میں رکاوٹ ڈال رہا تھا۔ اس نے اگست میں فلپ سے دیزا کو گریناڈا سے ہٹانے کا کہا کہ وہ اسے اسقف بنادے یا اس پر ''کوئی اور احسان'' کردے کیونکہ رائے عامہ یہ ہے کہ صدر ہی اس بغاوت کی بڑی وجہ ہے۔ الحباقی نے مجھے مختلف مواقع پر بتایا کہ انہیں کم کرنے میں سب سے بڑی دشواری صدر سے عدالتی تحقیقات کا خوف تھا اور مجھے اس پر شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔''8

یہ دیزا کی حیثیت کا بادشاہ کے ساتھ تعلق کی طرف اشارہ تھا کہ یہ درخواست مسترد کردی گئی۔ ان امن مذاکرات کے متعلق ابن ابو کا اپنا رویہ واضح نہیں ہے۔ کچھ وقائع بتاتے ہیں کہ وہ ہتھیار ڈالنے پر بھی غور کر رہا تھا لیکن شمالی افریقی رضاکاروں کے ایک نئے دستے کی آمد سے بغاوت جاری رکھنے کیلیئے حوصلہ افزائی ہوئی۔ حقیقت کچھ بھی ہو ڈان جان کے کیمپ سے واپسی پر الحباقی کو اس کے حسب الحکم پھانسی دے دی گئی۔ لوئس دی ریسکوئینسس کی کمان میں اعلیٰ شاہی دستے باغیوں کو بلا توقف دق کرتے رہے۔ ابن ابو اور چند ہزار باغی سال بھر البو خرّا پہاڑ کے بلند مقامات پر بچتے رہے۔ فلپ کے سیکریٹری نے نومبر میں لکھا، ''میں ان لوگوں پر سنگ دل ہو گیا ہوں۔۔ لاتعداد کو تلوار کے

گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ اکثر ترک اور بر بر جنگجوؤں کو اس وقت بر بر واپس جانے کی اجازت دی گئی جبکہ مور سکوؤں کی منظم مزاحمت ختم ہو چکی تھی۔

1500-1 کی طرح موسم خزاں میں البجزّا کی محکومیت کے ساتھ رونڈا کے قریب اس وقت بغاوت پھوٹ پڑی جب نشے میں دھت عیسائی فوجیوں نے مور سکو شہر ابریق میں ہنگامہ آرائی کی۔ مشتعل مور سکوؤں نے ایک بار پھر بغاوت کر کے اسی سیرا ابرمیخا کے پہاڑ میں پناہ لی جہاں الونسو دی آگیلا کی بدقسمت مہم کا ستر سال پہلے صفایا ہو چکا تھا۔

نومبر میں ڈیوک آف آرکوس نے سیرا ابرمیخا میں ایک نئی عیسائی مہم کی قیادت کی جو اسی سطح مرتفع سے گزری جہاں ان کے پیشرو فنا ہو چکے تھے۔ یہ جگہ سپاہیوں اور گھوڑوں کی ہڈیوں، زینوں، زنگ آلود ہتھیاروں اور اسلحہ سے بھری پڑی تھی۔ آرکوس کی مہم کو اسی قسمت کا سامنا نہ ہوا اور باغیوں کو جلدی ہی زیر کر لیا گیا۔ انسداد بغاوت کیلئے پرانے زمانے کے آزمودہ حربے جو قدیم روم تک پھیلے ہوئے تھے عیسائی فوجوں نے مور سکو آبادی پر نظر رکھنے کیلئے البجزّا پہاڑ کے پار قلعوں کا ایک سلسلہ تعمیر کیا۔

ریکو ئیسینس اور آرکوس کی خاتمہ کرنے کی فوجی نقل و حرکت کی تکمیل سے قبل فلپ نے فیصلہ کیا تھا کہ اس بات کو یقینی بنانے کیلئے مزید طویل المدت اقدامات کی ضرورت ہے کہ گریناڈا کے مور سکو دوبارہ ریاست کیلئے کبھی خطرہ نہ بنیں۔ بغاوت پھوٹ پڑنے سے بہت پہلے حفاظتی تحفظات اور ایمان کے مفادات کا حوالہ دیا گیا کہ مور سکو ۔۔۔ مخالف زیادہ سخت گیر عیسائی عناصر نے گریناڈا میں موجود مور سکو آبادی کے اخراج کا مطالبہ کیا تھا۔

جون 1569 میں البائیسین میں یہ مقصد مور سکو آبادی کے خاتمے کے ساتھ جزوی طور پر ہو چکا تھا۔ فلپ نے فروری 1570 میں دیزا کو غرناطوی مور سکوؤں کی تمام آبادی کو کاستیہ بھیجنے کی خفیہ طور پر تیاریاں شروع کرنے کی ہدایت کی۔ دیزا کی مستعد نگرانی میں گریناڈا کو سات انتظامی حصوں میں تقسیم کیا گیا جن کے عہدے داروں کو ان کی نقل و حمل کے دوران بعام ورہائش کا بندوبست کرنے کیلئے اپنے علاقوں میں مور سکوؤں کی فہرستیں مرتب کرنے کا حکم دیا۔ مور سکوؤں کو گریناڈا سے کاستیہ تک سفر کے مقامات تک لے جانے کیلئے اندلس سے اضافی عیسائی دستے اور رضاکار فوجیوں کی خدمات حاصل کی گئیں۔

فلپ نے اکتوبر تک اپنے ارادوں کو عام نہیں کیا اور گریناڈا کی "مکمل حفاظت، پرامن اور پرسکون" کو یقینی بنانے کیلئے ریاست کے تمام مور سکوؤں کو حکم دیا کہ "ان کے بچوں اور عورتوں کو جمع کر کے ہماری ریاستوں کے

دوسرے حصوں اور جگہوں پر لے جایا جائے۔ عیسائی گریناڈا میں ان احکامات کو وسیع المشربی منظوری کے ساتھ قبول نہ کیا گیا۔

ڈان جان نے بادشاہ کے فیصلے پر دلیلاً احتجاج کیا کہ ملک بدری اس کے فوجیوں کو باقی ماندہ باغیوں کے خلاف کارروائیوں سے ہٹادے گی۔ فلپ کو کلیساؤں اور خانقاہوں نے اپنی جائیدادوں پر کام کرنے کی خاطر مورسکوؤں کو رہنے کیلئے اجازت کی درخواست کی۔ مورسکوؤں نے بھی بادشاہ کو لکھا اور اس بات کی نشان دہی کی کہ بغاوت کے دوران وہ ہر طرح سے ملک معظم کے وفادار رہے ہیں۔ ان میں سے چند اپیلوں کا مثبت جواب ملا۔

گریناڈا میں 1 نومبر کو آل سینٹس ڈے پر مورسکوؤں کی عیسائی اور رضاکار فوجیوں نے پکڑ دھکڑ کی اور انہیں گرجا گھروں میں جمع کرنا شروع کیا۔ الھیندرین پر ویگا میں قرطبہ سے پکڑ دھکڑ کی خاطر پکارنے والوں اور بگل بجانے والون نے گھڑ سوار اور پیدل فوج کی آمد کا اعلان کیا۔ بازا کے قصبے میں شاہی کمشنر الونسو دی کارواخال نے مورسکوؤں کو بتایا کہ فلپ نے انہیں حفاظت کیلئے کاستیہ لے جانے کا ارادہ کیا جہاں فصل کی بہتات تھی اور وہ وہاں تب تک " نہائت سکون، آرام سے کھا پی کر رہ سکیں گے جب تک کہ اپنے گھروں کو واپس جانا محفوظ نہ ہو۔"

اس جھوٹ سے مقصد حاصل ہو گیا اور مورسکو بلا احتجاج جمع ہو گئے لیکن پکڑ دھکڑ ہمیشہ اتنی پر امن نہیں تھی۔ ملاگا کے قریب توروکس میں مورسکو اپنے عیسائی محافظوں سے نکل بھاگے اور اپنا گاؤں جلانے کیلئے واپس آنے سے قبل تعاقب میں بھیجے گئے سپاہیوں پر گھات لگا کر حملہ کیا۔ دریائے المنزورا میں بولودوئی کے مقام پر عیسائی فوجیوں نے دوسو مورسکوؤں کو ہلاک کر دیا جنہوں نے ہٹنے میں مزاحمت کی۔ بہت سے مورسکو پہاڑوں میں بھاگ گئے لیکن وہ زیادہ تر بکھرے ہوئے تھے اور حوصلہ شکنی کی وجہ سے بھاگ نکلنے یا مزاحمت کرنے کی ہمت جواب دے چکی تھی۔

ملک بدریوں میں جنگ کی نسبت عمدہ سلیقے کا مظاہرہ کیا گیا۔ گریناڈا میں شدید بارش اور موسم سرما کی پہلی برف باری میں مورسکوؤں کو سوار ہونے کی جگہوں کی طرف رواں ہونے کا حکم ہوا جسے ڈان جان کے رائل سکریٹری نے روئے گومز سے یوں بیان کیا کہ یہ "دنیا میں افسوس ناک ترین نظارہ، روانگی کے وقت اتنی بارش، آندھی اور برفباری تھی کہ ماتم کناں غریب لوگ باہم لپٹ لپٹ گئے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ مملکت میں آبادی کم کرنے کا نظارہ، کسی کے تصور سے بھی ورا، دردانگیز چیز ہے۔"9

گینیس پیریز دی خیتا نے بعد میں بیان کیا کہ موریسکا خواتین کا "رونا، گھروں کو دیکھنا، دیواروں سے لپٹ کر بار بار گلے لگا کر چومنا، شان دار ماضی کو یاد کرنا، ان کی موجودہ جلا وطنی، مضر مستقبل جوان کا منتظر تھا" ایک خروج جس کا اس نے ٹرائے کے زوال سے موازنہ کیا۔10

ان جلاوطنیوں کے پیچھے محرکات زیادہ جدید متوازیات جیسے تھے۔ مور سکوؤں کی نقل مکانی جزوی طور پر ایک انسدادِ بغاوت اقدام تھا جس کا مقصد شہری "سمندر" کا نکاس تھا جس سے بغاوت برقرار تھی — جبکہ ساتھ ہی اسپانیہ کے جنوبی ساحل سے عسکری اہمیت کے خطرے کو دور کرنا تھا۔ یہ ملک بدریاں بھی سماجی طور پر ایک قسم کی دغابازی تھی جس کا مقصد انضمام کو مزید بڑھانا تھا۔ اسپانوی حکمرانوں کو تمام کاستیہ میں مور سکوؤں کی چھوٹی سی تعداد کو کلیسائی علاقوں میں آباد کر کے فرقہ وارانہ یکجہتی کا بندھن ٹوٹنے کی امید تھی یعنی مور سکوؤں کو جس نے قیاساً عیسائی معاشرے میں ضم ہو کر عیسائی اکثریت میں "تحلیل" ہونے سے روکے رکھا تھا۔

نومبر کے آخر تک ملک بدری کا پہلا مرحلہ مکمل ہو چکا تھا اور گریناڈا کے اکثر قصبے، دیہات اور محلے مور سکو آبادیوں سے خالی ہو چکے تھے۔ ڈان جان گریناڈا سے 30 نومبر کو اُس ہولی لیگ بیڑہ کے کمانڈر کی حیثیت سے نئی تقرری کے اعزاز کے آغاز کیلئے چلا گیا جو قبرص پر عثمانیوں کی دست درازی پسپا کرنے کیلئے جمع کیا جا رہا تھا یعنی تب بھی جب مور سکوؤں کی مختص منزل کیلئے نقل و حمل جاری رہی۔

فلپ اور اس کے وزراء کو ملک کے شاہی کمشنروں، چیف مجسٹریٹوں اور میونسپل حکام نے اپنی پیش رفت سے آگاہ رکھا جن کے سمانکاس کے اسپانوی ریاستی محافظ خانوں میں سینکڑوں خطوط اب بھی مل سکتے ہیں۔ یہ دھندلی دستاویزات سولہویں صدی کے افسر شاہی نظام کے عہدے داروں کی تاریک جھلکیاں فراہم کرتی ہیں جو بمشکل ہی اس پامال اور شکستہ انسانیت کے طوفان کا مقابلہ کرنے کے قابل تھے جنہیں مور سکوؤں کے خورد و نوش و قیام کا انتظام کرنا تھا۔

بہت سے جلاوطن مور سکو بیمار، بھوکے اور دو سال کے وحشیانہ تنازعہ کے صدمے سے نڈھال تھے۔ بیوائیں اور جنگی یتیم، بوڑھے اور بیمار بمشکل چلنے کے قابل، اور بہت چھوٹے بچے اس سنگ دل خروج کا حصہ تھے جس نے انیسویں صدی میں اس چیروکی انڈینز کی جبری نقل مکانی کی یاد دلائی جسے آنسوؤں کی پگڈنڈی کہا جاتا ہے۔

تقریباً 21,000 مور سکوؤں کو ۵ البا سیت کے رکنے کے مقام پر لے جایا گیا جہاں ایک ہی دن میں 6,000 مزید پہنچ گئے۔ دیگر 12,000 کو قرطبہ کی طرف چلتا کیا۔ مولینا دی موسکیرا، قصبے کے میئر نے دسمبر میں فلپ کو لکھا

کہ سیبیہ کے 10,500 مور سکو نقل و حمل کے منتظر تھے، بشمول "مردوزن اور بچے، ننگے اور بلا تحفظ جنہیں کوٹ اور اشیائے خوردونوش کی اشد ضرورت ہے۔" میئر نے اطلاع دی کہ عیسائی محافظوں نے کچھ مور سکوؤں پر حملہ کر کے ان کے کپڑے اتار لئے اور کہا کہ ان محافظوں کو چوری کئے کپڑے واپس دینے پر مجبور کیا جائے۔ 11

سیبیہ میں مور سکوؤں کے عمل کا کام کاؤنٹ آف پریگو کے زیر نگرانی تھا جس نے فلپ کو نومبر میں مطلع کیا کہ المیریا سے چوبیس بحری جہازوں پر 4,300 جلاوطن آچکے ہیں جن میں سے بہت سے "اتنے بدحال، غریب، لٹے پٹے اور بیمار تھے کہ ان کے لئے بہت دردمندی پیدا ہوئی۔ 12 پریگو نے اسی مہینے دوسرے خط میں مور سکوؤں کیلئے ایسے شہر میں رہائش تلاش کرنے میں اپنی مشکلات بیان کیں جہاں پہلے ہی "خوراک کی سخت قلت تھی۔" مور سکوؤں کو ان کی وقفہ گاہوں سے اندرون ملک شہروں کیلئے روانہ گیا۔

وقفۂ سفر کے مقامات سے ملک کے اندر 1500 مور سکوؤں کی ہر قطار کو کاستیہ کے تمام قصبات اور دیہات میں عیسائی فوجیوں کی معیت میں چلایا گیا۔ چند جلاوطنوں کے ہمراہ چھکڑے بھی تھے جن میں ان کا مال و متاع رکھا تھا۔ انہی میں چھوٹے بچے اور چلنے سے معذور بہت بوڑھے یا بیمار تھے۔ استعمال کیلئے چھکڑے اس قدر کم تھے کہ جسمانی طور پر معذور ترین مور سکو بھی غیر معمولی سرد اور طوفان خیز موسم میں روزانہ اوسطاً بارہ میل پیدل چلنے کے پابند تھے۔ کاستیہ کے پہاڑوں اور میدانی علاقوں میں سفر کے دوران بہت سے مور سکو بھوک، بیماری یا سخت سردی میں کھلا رہنے کی وجہ لقمہ ءاجل بن گئے۔

انہیں سڑک کے کنارے کم گہری قبروں میں دفن کیا گیا۔ دوسروں پر محافظ لٹیروں کا پہرہ رہا۔ فلپ نے حالانکہ اپنے اہلکاروں کو حکم دیا تھا کہ یہ یقینی بنائیں کہ خاندانوں کو ایک ساتھ رکھا جائے، لیکن سفر کے دوران اکثر رشتہ دار، بہن بھائی اور بچے الگ ہو گئے، بہت سے معاملات میں چوں کہ انہیں اغوا کیا گیا. مور سکوؤں میں ٹائفس کی وبا پھیلنے سے اموات کی شرح تیز ہو گئی جس کی بنا پر گذرتے وقت انہیں اکثر عیسائی آبادیوں میں خوف اور دشمنی کا نشانہ بنایا گیا۔ میریدا، ایکستریمادورا میں ایک عہدے دار نے فلپ کو بتایا کہ تین سو میں سے جو شہر پہنچے ان میں نصف سے زائد مور سکو مر چکے تھے اور اس نے شکایت کی کہ مقامی عیسائی آبادی "صدقہ فراہم کرنے کا خود اتباع نہیں کرتی. وہ ان سے خصوصاً بھاگتے ہیں کہ ایستریمادورا کی سرزمین بیماریوں سے بھری پڑی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ برائی ان ہی کی وجہ سے آئی ہے۔" 13 اسپانوی طبّی مصنف لوئس دی تورو نے جلاوطن افراد کو متعدی بیماری پھیلانے کا ذمہ دار ٹھہرایا مسلمان جو خصوصاً شدید سردی اور جنگ کی دیگر مفلسیاں برداشت کرنے کی وجہ سے زہر آلود بن گئے۔"

ایسی رپورٹیں اویلا اور والادولید سے بھیجی گئیں جہاں مقامی مجسٹریٹ نے اطلاع دی کہ ایک ہزار مورسکو تین مختلف گروہوں میں پہنچے جن میں سے "بہت سے لوگ مر چکے ہیں اور ہر روز مر رہے ہیں۔ "سب عیسائی ان جلاوطنوں سے خوفزدہ اور متنفر نہ تھے۔ انتونیو دی سالازار، ویلادولد سٹی کونسل کا ممبر، ایک مورسکو بنام جوآن رودریگیز اور اس کی اہلیہ ماریا کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا جو "اتنے بیمار" پہنچے تھے کہ ہمیں ترس سے بھر گئے،" انہوں نے انہیں کھانا اور لباس دیا اور انہیں صحت یاب ہونے تک اپنے گھر میں رکھا۔15

71 - 1570 کے موسم سرما میں کم از کم پچاس ہزار مورسکوؤں کو ملک بدر کیا گیا اور مجموعی اعداد و شمار شائد اسّی ہزار تک ہوں، بشمول البائیسین سے پہلے اور دیگر جلاوطنی کے کام پر مامور عیسائی حکام کی نومبر سے پہلے اور بعد کی ملک بدریاں۔ گریناڈا سے موسم سرما میں قریباً20 فیصد جلاوطن مر گئے، فرار ہو گئے یا بطور غلام بیچ دئے گئے۔ کچھ نے گریناڈا واپسی کا راستہ ڈھونڈ لیا، کچھ ڈاکو بن گئے یا شمال افریقہ ''دوسری طرف چلے'' گئے۔ زندہ بچ جانے والوں کو کاستیہی معاشرے میں ایک مشکل مستقبل کا سامنا کرنا پڑا جہاں گریناڈا کے جلاوطنوں کو خوف اور شک کی نگاہ سے دیکھنے کا رجحان تھا۔ گریناڈا کی عملیت پسندی کی تمام دفعات ان پر مسلط کی گئی تھیں۔ عربی کا استعمال عوام یا گھر میں سختی سے ممنوع تھا۔ ان سے عشائے ربانی کی رسوم میں شرکت اور عیسائی تہوار منانے کیلئے خاص تقاضے تھے، گروپوں میں جمع ہونے یا گریناڈا یا والینسیا سفر کرنے سے منع کیا گیا تھا اور ایک خصوصی شناختی کارڈ ساتھ رکھنے کے پابند تھے۔ وہ اگر اپنے نئے گھروں سے دور ایک رات سے زیادہ رکیں تو انہیں مقامی ججوں کو مطلع کرنا ہوگا۔

ویلادولد کا ایک مجسٹریٹ اب بھی ان پابندیوں سے مطمئن نہیں تھا اور مشورہ دیا کہ مورسکوؤں کے چہرے پر ان کی مختص رہائش کا نام داغ دیا جائے، ایسا عمل جو کبھی کبھار غلاموں کے ساتھ کیا جاتا تھا تاکہ اگر وہ منحرف ہو جائیں تو انہیں فوری طور پر شناخت کیا جا سکے۔ اس تجویز پر عمل درآمد نہ کیا گیا اور مورسکوؤں پر دیگر کئی پابندیوں کو نافذ کرنا ناممکن ثابت ہوا۔ ابتدائی دور میں غرناطوی خصوصاً آمد کے بعد اکثر غیر ملکیوں کی موجودگی سے ڈرنے والے لا مذہب اور کلیسیائی نگران حکام کے تابع تھے۔ گریناڈا میں بھی جلاوطنیوں نے بغاوت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی۔

فروری 1571 میں فرانسیسی سفیر فورقوآوا نے لکھا کہ زندہ بچ جانے والے "پہاڑ چھوڑ کر عیسائیوں کے غلاموں کے طور پر کھانے کیلئے خود کو بیچنے آرہے تھے۔" اسی سال مارچ میں انعام کا خواہاں قاتل ایک لٹیرا بنام گونزالو ایل زینکس نے دیزا کے ساتھ ابن ابو کو مردہ یا زندہ پہنچانے کا خفیہ معاہدہ کیا۔ ابن ابو جب ان ارادوں سے باخبر ہوا تو

البو خرّا کے غار میں پر تشدد جد وجہد ہوئی۔ ایل زینکس نے مور سکو بادشاہ کی کھوپڑی پتھر سے پھوڑ دی۔ اس کی لاش خچر پر لاد کر گریناڈا لایا جہاں دیزا کی موجودگی میں اس کا سر قلم کر دیا گیا۔

"اندلسیوں کے بادشاہ" کا سر، مونہہ البخرّا کی طرف کیا اور شہر کے دروازے سے باہر میخین ٹھونک کر کھمبے سے لٹکا دیا گیا جہاں یہ باغیوں کیلئے بطور انتباہ سال سے زیادہ تک رکھا رہا۔ اسپانیہ میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان بڑی جنگ یوں ختم ہوئی۔ دیزا اپنی جیت پر خوشی اور فخر سے پھولا نہ سما رہا تھا کہ اس نے "گریناڈا کو خون بہا کر منظم کیا۔" اسے اس خدمت کا صلہ اپنے حریف مونڈیخار پر آخری غرناطوی فتح سے کپتان جنرل بننے کی شکل میں ملا۔

فلپ کی درخواست پر پوپ گریگوری XIII کا اسے کلیسا کا معزز عہدے دار مقرر کرنے سے قبل دیزا ویلا دولد سفارت خانے میں جج بن گیا۔ مور سکو گریناڈا کا وحشی فاتح روم منتقل ہو گیا اور بحیثیت ایک دولت مند آدمی مر گیا۔ ڈان جان اسپانیہ کا عظیم ہیرو اور عیسائی دنیا کا نجات دہندہ بن گیا۔ ہولی لیگ نے خلیج لیپانتو پر عثمانی بحری بیڑے پر دندان شکن فتح حاصل کی جس نے 1571 میں بحیرہ روم میں ترکی کی پیش قدمی کا خاتمہ کیا۔ فاراکس ابن فاراکس جو ایک رنگریز سے خوفناک ڈاکو بن گیا تھا اس کا کبھی سراغ نہ مل سکا۔ ایک غیر مستند کہانی کے مطابق غالباً اس کے ساتھی نے انعام کی خاطر اس کا سر پتھر سے پاش پاش کر دیا۔ فاراکس بچ تو گیا لیکن اس کا چہرہ خوفناک طور پر مسخ ہو چکا تھا اور باقی ماندہ زندگی بھکاری جیسی گزاری، وہ جہاں بھی گیا بلا شناخت رہا اور گالیاں کھائیں۔

سپاہی۔ مورخ مارمول کارواخل نے "مذہب اور ایمان کیلئے جنگ" کے فاتحانہ نتیجے کو سراہا جو کیتھولک بادشاہوں کی کوششوں سے "شیطان کی تابع داری" سے خلاصی بحیثیت گریناڈا انعام سے مکمل ہوئیں۔ اس بغاوت نے گریناڈا کے معاشرے میں ایک دھواں اگلتا سوراخ چھوڑ دیا تھا۔

جنگ، غلامی اور ملک بدری کی وجہ سے اس کی آبادی 160,000 تک کم ہو گئی۔ سینکڑوں گرجا گھر جلا دئے یا تباہ کر دئے گئے، بہت سے دیہات اور محلے ویران ہو چکے تھے اور مملکت کی معاشی زندگی درہم برہم یا مفلوج ہو گئی۔ مور سکو ریشم کے کیڑے پالنے والوں اور تار کشوں کے نقصان سے ریشم کی صنعت کبھی بحال نہ ہو سکی۔ مور سکو کے متروک دیہات اور کھیتوں کو عیسائی آباد کاروں سے دوبارہ آباد کرنے کی ٹھوس کوشش کے باوجود اگلی صدی تک البو خرّا کا زیادہ حصہ کم آباد ہی رہا۔

گریناڈا اور المیریا کے کلیسائی حکام برسوں بعد اب بھی حکومت کو تحریرا'' اپنی غربت کی شکایت کر رہے تھے کہ ان کی جائیدادوں پر کارکنوں کی کمی تھی اور مالی امداد کیلئے التجا کی۔ ہزاروں مور سکو ملک بدری سے بچنے میں کامیاب ہو

گئے اور اس کے بعد اپنے سابقہ قصبات اور دیہات واپس چلے آئے۔ کچھ پکڑے گئے اور پھر سے ملک بدر کر دئے گئے۔ دوسرے ممکنہ حد تک خاموش رہ کر زندہ رہنے میں کامیاب ہو گئے۔ مور سکو گریناڈا نے عظیم کیتھولک عظمت کے احکامات کی خلاف ورزی کرنے کی بھاری قیمت چکائی تھی۔ جنگ کے خاتمہ کے طویل عرصہ بعد گریناڈا کے دور دراز دیہی علاقوں کے کسانوں اور دہقانوں نے بھوتوں کی افواج کو آسمان میں دیکھنے اور ان کے تصادم کی آوازیں سننے کی اطلاع دی۔

گریناڈا والوں کیلئے کاستیہ کے عیسائیوں کے نہائت اہم حصے میں شروع سے نئی زندگی کا آغاز کرنا ان کے ماضی کا حصہ تھا۔ اسپانیہ کی تمام مور سکو آبادیوں کیلئے بغاوت اور اس کے ظالمانہ نتائج کا طویل سایہ ان پر تب تک منڈلاتا رہے گا جب تک کہ وہ بھی اپنے گھر چھوڑنے پر مجبور کئے جائیں۔

حصہ سوم

بلائے ناگہانی

"آپ کے مذکورہ صدمات کے حل پہلے ہی تلاش اور عامیانہ طریقے سے بیان کئے جا چکے ہیں: کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ جن کے متعلق کچھ نہیں کہتے کہ وہ سنگین اور بے شمار ہیں جن کا ابھی تک کوئی مناسب حل نہیں مل سکا۔ ہماری مملکت کے نہائت عقل مند حکام یہ بات سمجھتے ہیں کہ اسپانیہ ان تمام افعی مور سکوؤں کو پال پوس رہے ہیں، انشاءاللہ وہ اس خطرناک صورت حال کا یقینی، فوری اور موثر حل تلاش کر لیں گے۔۔۔ میگوئل دی سروانیتس، کتوں کا مکالمہ"

14

غیر معمولی خوف

البُجرّا کی جنگ سے پہلے اور بعد کی بات کرنا مبالغہ آرائی ہو گی لیکن یہ حقیقت ہے کہ بغاوت سے، ہیپسبرگ کی بادشاہت اور مور سکو رعایا کے درمیان تصادم ایک فیصلہ کن لمحہ ثابت ہوا۔ مور سکوؤں کیلئے گریناڈا عملیت پسندی اور اس کے دہشت ناک نتائج نے در حقیقت مودیخار ماضی کی طرف لوٹنے کی ہر امید ختم کر دی۔

بغاوت نے عیسائی اسپانیہ میں مور سکوؤں کی صحیح عکاسی کی کہ اس کی سرحدوں کے اندر خطرناک "گھریلو دشمن" ہیں۔ سرکاری دستاویزات میں گریناڈا کے بعد مور سکو بطور بدخُواور مستقبل میں بدتر چیزوں کے حوالہ کی کسوٹی بن گیا۔ بغاوت دبانے میں دشواری اور اسپانوی سرزمین پر غیر ملکی جنگجوؤں کی موجودگی بیک وقت کمزور حکمت عملی کی یاددہانی تھی۔

70 - 1569 کے موسم سرما میں فلپ اور اس کے وزراء کے سروں پر سے خطرہ ٹل جانے کے امکان کے بعد بھی طویل عرصے تک خوف منڈلاتا رہا کہ ترکی مور سکو کی حمایت میں چڑھائی کرے گا۔ 1571 میں آسٹریا کے ڈان جان نے خلیج لیپانتا میں ترک آرماڈا کی کمر توڑ تباہی نے اسلام مخالف ایک متحدہ عیسائی صلیبی جنگ کے پرانے تصورات کو دوبارہ بیدار کیا لیکن عیسائی اتحاد ایک بار پھر عارضی ثابت ہوًا۔

1573 میں ڈان جان نے تیونس کی فتح کو اپنی کامیابیوں کی فہرست میں شامل کیا لیکن اگلے سال ایک ترک بیڑے نے لاگولیتا کی قلعہ بند کلیدی اسپانوی آبادی پر دوبارہ قبضہ کیا۔ 1578 میں پرتگالی بادشاہ سیباستیئن نے سلطان کے مراکشی عبدالملک کے خلاف عیسائی اتحاد کی قیادت کی جس کی فلپ نے بلا سوچے سمجھے حمایت کی۔ یہ مہم جوئی الکازار کوئیویر کی آفت خیز جنگ ثابت ہوئی۔ جس میں سیباستیئن مارا گیا تھا اور اس کی مہم جوئی شکست فاش سے دوچار ہوئی۔ مراکشی فوج میں "اندلسی رضا کار فوج" کے غرناطوی مور سکو بندوقچیوں نے اہم کردار ادا کیا۔ 1 مغربی بحیرہ روم میں اس مضحکہ خیز ناکامی سے زِچ حکمت عملی کے ایک نئے دور کا آغاز کیا۔

1581 میں ہیپسبرگ اور عثمانی سلطنتوں کے درمیان اسپانوی۔۔ ترک عارضی صلح سے بحیرہ روم میں کشمکش کا خاتمہ ہوًا جو صدی کے بیشتر حصہ پر غالب رہی کیونکہ فریقین نے کہیں اور زیادہ اہم ترجیحات پر توجہ مرکوز کی۔ اسپانوی سیاست داں برسوں بعد تک اس پر یقین کرتے رہے کہ ترک سلطان، جب اسپانیہ فلینڈرس اور شمالی فرانس سے کیریبین اور اسپانوی ساحل سمیت جنگی علاقوں میں مسلسل مصروف تھا اور اسپانیہ پر ایک بار پھر حملہ کرنے کے موقع کے انتظار میں تھا یا ہیپسبرگ کے پروٹسٹنٹ دشمن کے ساتھ اتحاد کے موقع کی تلاش میں تھا۔

اسپانیہ کی پروٹسٹنٹ ازم کے خلاف جنگیں طاقت اور کمزوری کے ایک متضاد امتزاج کی عکاس تھیں جو مور سکوؤں کیلئے اہم نتیجہ خیز ہوئیں۔ اسپانیہ ایک طرف غالب یورپی طاقت تھا جس میں بحر و بر پر متعدد جنگیں لڑنے کی بے مثال صلاحیت تھی لیکن ساتھ ہی اس کے ساحل اور جہازرانی مسلم بحری قزاقوں اور ڈچ، انگریز سرکاری بحری قزاقوں کے خطرے سے دوچار رہے جو بحری قزاقی کی غیر روایتی جنگ تھی۔

اپریل 1587 میں فرانسس ڈریک نے کیدیز بندرگاہ پر دلیری سے چھاپہ مار کر اسپانوی بحری بیڑا ڈبو دیا۔ فلپ نے جواباً اگلے سال انگلینڈ پر بد قسمت حملے کا فیصلہ کیا۔ انگریزی اور ڈچ بحری جہازوں کے بیڑے نے نو برس بعد ایک بار پھر کیدیز پر زبردست حملہ کیا اور دو ہفتوں تک شہر کو بلامزاہمت یا جوابی کارروائی لوٹ مار کرنے کے بعد جلا ڈالا۔ بادشاہ کی ان حملوں سے تذلیل ہوئی اور صدی کی آخری دہائیوں کے دوران رد اصلاح نے اسپانیہ میں محاصرے جیسے ماحول کو تقویت دی۔ انگریز اور سکاٹش تاجر اور ملاح، فرانسیسی کارکن تارکین وطن اور جرمن زائرین اس عرصے کے دوران اسپانیہ کی مذہبی تفتیشی جیلوں اور بعض اوقات تہواری الاؤ کا لقمہ بنے۔ گریناڈا میں عظیم بغاوت کے بعد سرکاری مالیخولیا اور شکوک وشبہات کا رخ اسپانوی سابق مسلمانوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔ غرناطوی باغیوں کی شکست کے ساتھ ہی آراگون کی ملک معظم کی تین ریاستوں میں جہاں گریناڈا سے اخراج کی بنا پر مورسکوؤں کی سب سے بڑی آبادی تھی، یہ خدشات بہت بڑھ گئے تھے۔

1570 میں وینیسی سفیر نے ویلنسیا کے عیسائیوں میں "عظیم خوف کے متعلق لکھا"، کہ پرانی مسلم آبادی شائد وہی کچھ کرے جو گریناڈا والوں نے کیا تھا۔" یہ اندیشے مورسکو کی ابتدائی سازشوں کی رپورٹوں کے سلسلے سے اور بڑھ گئے تھے چونکہ کاتالونیا اور آراگون سے چھن چھن کر خبریں آرہی تھیں کہ وہ قسطنطنیہ اور شمالی افریقہ سے مدد طلب کرنے کی کوشش کررہے تھے۔ اکثر رپورٹیں عدالتِ استحصالِ ارتداد سے نکلیں جو مذہبی قدامت کے نفاذ کے روایتی کردار کے علاوہ تیزی سے داخلی سلامتی نظام کا کام بھی کررہی تھی۔ آراگون میں مذہبی تفتیش کاروں کو مورسکو اور پائیرینیس میں بیارن سلطنت کے فرانسیسی پروٹسٹنٹوں کے درمیان خفیہ رابطوں کی باقاعدگی سے اطلاع دی گئی۔ ایسے الزامات کے تائیدی ثبوت اکثر بودے تھے جنہیں عصری سلامتی ایجنسیاں "یاوہ گوئی" کہیں گی۔ 1575 میں مثلاً آراگون کی عدالت استحصال ارتداد کے اعلٰی ترین افسر کو پچھلے سال آراگونی قصبے پیناڈی ایبرو میں ایک واقعے سے آگاہ کیا گیا جس میں دو مورسکو درزیوں کو اسپانیہ پر ترک۔۔۔ پروٹسٹنٹ حملے کے امکان پر تبادلہ خیال کرتے سنا گیا تھا۔ تفتیش کنندگان کے مطابق دونوں درزی عیسائی آبادی کو ذبح کرنے کے امکان پر نہائت اطمینان سے "ہنستے رہے۔2

چند سازشیں غیر مصدقہ افواہوں پر مبنی تھیں۔ جنوری 1577 میں آراگونی مذہبی تفتیش کنندگان نے اطلاع دی کہ چار سو ترک۔۔۔ مورسکو بغاوت کی تیاری کیلئے آراگون اور ویلنسیا میں داخل ہو چکے تھے۔ آراگونی مذہبی تفتیش کنندگان نے اسی سال دعویٰ کیا کہ مورسکو جلاوطن جو سود و آرتے ترکی سلطان کا سنہری "حروف میں لکھا"

پیغام لے کر چپکے سے اسپانیہ میں داخل ہو چکا تھا کہ ترک بحریہ مورسکو بغاوت کی صورت میں کی ان کی مدد کا وعدہ کر رہی ہے۔ دو آرتے ملانہ خطوط کبھی دریافت ہوئے، نہ ہی بغاوت کی کوئی کوشش ہوئی لیکن ان رپورٹوں کی سرکاری طور پر کبھی تردید نہ کی گئی۔ مورسکوؤں کی البتہ اس سرکاری تصویر کو تقویت ملی جو پہلے ہی بلا تحقیق مستند سمجھی جاتی تھی۔ دیگر مبینہ قصے بھی اتنے ہی مبہم تھے۔

1582 میں آراگون کی عدالتِ استحصالِ ارتداد نے دعویٰ کیا کہ ایک جلاوطن ویلنسیائی مورسکو بنام الیخاندو کاستیہانوان مذہبی پیشن گوئیوں کی تصدیق کیلئے ترکی میں دو دہائیوں کے بعد آبائی وطن لوٹا کہ ترکی اسپانیہ کو فتح کرے گا۔ عدالت استحصال ارتداد کے بموجب ان پیشن گوئیوں نے دعویٰ کیا کہ والینشیا کے مورسکو ایک بڑے مقامی نوجوان کی قیادت میں اس اسلامی فتح نو میں حصہ لیں گے۔ اس کے "ہر ہاتھ پر چھ انگلیاں" ہوں گی۔ ایک بار پھر کاستیہانو ملا اور نہ ہی چھ انگلیوں والا نوجوان اور نہ ہی ترکی نے کوئی حملہ کیا۔ محتسبوں نے دیگر معاملات میں نافرمانی کو غداری سمجھ لیا۔ 1578 میں آراگونی مذہبی محتسبوں نے افواہوں کا حوالہ دیا کہ آراگونی مورسکوا لکازر کوئیویر میں سیباسشین افواج کی شکست کا جشن منانے کیلئے سانڈوں کی لڑائی کا اہتمام کرنا نمک حرامی اور درپردہ غداری کا ثبوت ہے۔ متذبذب فلپ کو مورسکوؤں اور نافرمان عیسائی نوابوں پر اپنا تسلط جتلانے کی خاطر قائل کرنے کیلئے آراگونی مذہبی محتسب ایسی رپورٹوں کو اکثر استعمال کرتے تھے۔

باغیانہ سازشوں کی افواہیں اور سر پر کھڑی بغاوت کا مقصد اضطراب پیدا کرنا تھا۔ سازشوں کے ثبوت کے معیار سے قطع نظر، وہ اکثر کامیاب ہو جاتے تھے۔ انہیں جنوری 1575 میں ایک فرانسیسی پروٹیسٹینٹ بنام فرانکو آنیلیاس ملا جس پر بدعت کا الزام لگا کر زاراگوزا کی عدالتِ استحصالِ ارتداد کے تہہ خانوں میں اسے تشدد کا نشانہ بنایا۔ اس سے بالآخر آراگونی مورسکوؤں اور بیاآرن کے گورنر کے بیٹے سے بغاوت کی سازش کے گواہ ہونے کا دعویٰ کروایا گیا۔ یہ جاننے کا کوئی ذریعہ نہیں کہ نیلیا سچ کہہ رہا تھا یا تفتیش کاروں کی مزید اذیت سے بچنے کی خاطر وہی کہہ ڈالا جو وہ سننا چاہتے تھے۔ دیگر سازشیں ان جاسوسوں، مخبروں کی شہادتوں پر مبنی تھیں جو اپنی ملازمت برقرار رکھنے میں ذاتی دلچسپی رکھتے تھے۔ 1582 میں ایک مورسکو بنام گل پیریز کی مخبری پر بغاوت کے الزامات پر مورسکوؤں کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے والینسیا کے مذہبی محتسبوں نے تشدد کا بنایا جسے بعد میں جھوٹی گواہی دینے اور بدنام کرنے کے الزام میں دھر لیا گیا۔ اسپانیہ کے جنوب میں وقفے وقفے سے ایسی توہمانہ سازشوں اور بغاوتوں کی افواہیں گردش کرتی رہیں۔

1580، سیبیہ میں حکام نے ایسی اطلاعات کے بعد گرفتاریوں کا سلسلہ شروع کیا کہ عثمانی اور شمالی افریقہ کی مدد سے مورسکو تمام اندلس میں بغاوت کرنے والے تھے۔ ایسے ہی واقعات بعد میں خائین اور میلاگا میں پیش آئے اور سیبیہ میں دوبارہ 1596 میں جہاں حکام نے کیدیز پر انگریزوں کے حملے کے بعد شہر کے مورسکو اضلاع میں اس خوف سے کرفیو نافذ کیا کہ مورسکو کہیں انگریز کی مدد کیلئے نہ اٹھ کھڑے ہوں۔ اسی عرصے کے دوران دوسرے واقعہ میں کاؤنٹ آف سیستا گو نے حکومت کو آگاہ کیا کہ مورسکوؤں کی آراگون کے کالاتیود قصبے کو بارود سے اڑانے کی نیت ہے حالانکہ ایسی کوئی تیاری کبھی بے نقاب نہ ہوئی لیکن تمام بغاوتیں سرکار کے دماغی خلل کا شاخسانہ نہیں تھیں۔ آراگونی مورسکوؤں اور بیآرن کے حکمرانوں کے درمیان رابطوں کے قابل اعتماد ثبوت تھے ان رابطوں سے گو کوئی ٹھوس نتائج برآمد نہ ہوئے۔ ویلنسیائی مورسکوؤں نے کبھی کبھار بغاوت کیلئے ترک سلطان سے اسلحہ اور فوجی مدد طلب کرنے کی کوششیں کیں لیکن ایک بار پھر اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ کبھی ایسی حمایت حاصل ہوئی تھی۔ عثمانی صدی کی آخری دہائیوں میں اسپانیہ یا بحیرہ روم پر توجہ دینے کے بجائے مشرق میں اناطولیہ، فارس، اور کریمیا سے تنازعات میں بہت زیادہ الجھے ہوئے تھے۔ 3 اسپانوی حکام اس کے باوجود اکثر ترکی کے ارادوں کے حوالے سے انتہائی خطرناک اور غیر مصدقہ منظر نامے کا شکار تھے۔ لاگولیتا کی مسلم فتح کے بعد کونسل آف اسٹیٹ کو والینسیا کے اہل کار نے ایک ہیجان و دہشت بھرا خط بھیجا جس میں خبردار کیا گیا تھا کہ عثمانی شمالی افریقہ سے حملہ کرنے کیلئے تیار تھے اور اسپانیہ کو اسی جگہ سے تاخت و تاراج کریں گے جہاں سے افریقیوں نے آٹھ صدی قبل ہمارے گھروں کے مورسکو دشمنوں کی مدد سے کیا۔" 4 ان دعووں کی حمایت میں کوئی ثبوت پیش نہیں کیا گیا، لیکن بہر صورت حملہ نہیں ہوا. دورِ جدید کی کہیں زیادہ باوسائل حکومتوں نے اکثر بعید از قیاس دھمکیوں اور بے سروپا جاسوسی کی بنیاد پر پالیسیاں تشکیل دی ہیں تو ہمیں ان رپورٹوں میں شکوک و شبہات کی کمی سے حیران نہیں ہونا چاہیے۔ تمام اسپانوی اہل کار انہیں من و عن قبول کرنے کیلئے تیار نہیں تھے۔ دسمبر 1576 میں آراگون کے وائس چانسلر، برناردو دی بولیا نے ریاست میں مورسکو کی بغاوت کے امکان کو یہ دعویٰ کرتے ہوئے خارج کر دیا کہ مورسکوؤں کی تعداد بہت کم اور مستحکم قلعوں کی کمی تھی اور یقینی تھا کہ اگر انہوں نے بغاوت کی کوشش کی تو "آشکار ہو جائیں گے، بکھر جائیں گے اور ذبح کر دیے جائیں گے۔" 5

مارچ 1577 میں کونسل آف اسٹیٹ کے اجلاس میں ایک تحقیقاتی رپورٹ کہ ترکی کی حمایت سے والینسیا میں ممکنہ مورسکو بغاوت کو جمع مشیروں بشمول، ڈیوک آف الوا، فلینڈرس کے باغیوں کیلئے ہتھوڑا، نے عدالت

استحصال ارتداد کی رپورٹ اس بنیاد پر مسترد کر دی کہ ان کے پاس ہتھیاروں اور وسائل کی کمی کے علاوہ ترکی بیڑے کیلئے محفوظ بندرگاہیں نہیں تھیں۔ والینسیا کے وائسرائے، ویسپاسیانو گونزاگا کو ان رپورٹوں پر بھی اتنا ہی شبہ تھا۔ اس نے سال کے آخر میں ایک خط میں اسے "انتہائی مشکوک تجسس" کے طور پر لکھا، اس تتمہ سمیت کہ "میں اپنے آپ کو دھوکہ دے رہا ہوں یا یہ سب جھوٹ ہے۔"6

یہ زیادہ سنجیدہ اور بے لاگ جائزے مورسکوؤں کے خلاف اہل کاروں کے شبہات دور کرنے میں ناکام رہے۔ بحیرہ روم میں اسپانوی — عثمانی جنگ بندی کے باوجود بحری قزاقوں نے اسپانوی بحری جہازوں اور ساحلی قصبوں پر مسلسل حملے جاری رکھے اور ان کے عملے میں بعض اوقات مورسکو جلاوطن بھی شامل ہوتے تھے۔ جیسے سعید بن فراج الدغالی، ایک غرناطوی مہاجر جو جلد ہی البپخرا کی جنگ سے پہلے مراکش بھاگ گیا۔ وہ مراکش کے سلطان کی خدمت میں بھرتی ہو گیا۔ اسے بہترین اندلسی رضاکار فوج کی بھرتی کا کام سونپا گیا جس نے الکازر کوئیویر کی جنگ لڑی اور بعد میں بحری قزاق بن گیا۔ اس نے اپنے اڈے تیتواین سے اسپانوی بحری جہازوں اور اپنے سابق آبائی وطن پر متعدد چھاپوں میں حصہ لیا بشمول 1571 میں کینری جزائر پر بڑے پیمانے پر بحری ڈاکوؤں کا حملہ جس نے لانزاروتی پر دو ماہ تک قبضہ جمائے رکھا۔ مورسکوؤں نے اسپانیہ کے اندر سے بھی بحری ڈاکوؤں کو مدد فراہم کرنا جاری رکھا۔

اکتوبر 1583 میں پندرہ ویلینسی مورسکو علیحدہ چھانٹ لئے گئے۔ ساحلی قصبے چلیچس پر حملہ کرنے میں الجزائیری بحری ڈاکوؤں کو مدد دینے پر ان کے چار چار ٹکڑے کر دئے گئے۔ ایک اور چھاپے میں ویلنسی قصبے کالوساپر دو ہزار بحری ڈاکوؤں نے ایک دفاعی قلعے میں مقامی عیسائیوں کا محاصرہ کیا اور قصبے میں غارت گری کے بعد تمام مورسکو آبادی کو اپنے ساتھ جہازوں پر سوار کر کے چلتے بنے۔ بربر میں مورسکوؤں اور ان کے ہم مذہبوں کے درمیان سزائے موت کے باوجود، بحیرہ روم کے اس پار شمالی افریقہ میں رات کو عزیز و اقارب سے ملنے کا سلسلہ جاری رہا۔ بعض اوقات واپسی پر عیسائیوں کو غلام بنا کر بیچنے کیلئے اغوا کر لیا کرتے تھے۔ اس پراسرار آمدورفت نے والینسیا میں مروجہ عدم تحفظ کا احساس بڑھا دیا جہاں ترک جاسوسوں کی افواہوں اور غیر واضح خوفناک غیر ملکیوں کے ظہور کو اکثر ایسی بھیانک لوک کہانیوں سے مزین کیا جاتا تھا کہ مورسکو ہوّے عیسائی بچوں کو بربر لے جانے کیلئے مٹھائیوں کا لالچ دیتے تھے۔ مورسکو کے خلاف بے جا خوف ڈاکوؤں سے متاثر ہوا جو فلپ کے دور حکومت میں اسپانیہ کے بہت سے خاص حصوں میں عام تھا۔ ڈاکہ زنی صرف مورسکوؤں کی سرگرمی نہ تھی۔ مورسکو اور پرانے عیسائی اسے ''پہاڑوں

پر" لے گئے اور رہزن اور گھڑ سوار ڈاکو بن گئے۔ والینسیا صدی کی آخری دہائیوں میں مافیا جیسے گروہوں اور اسلحہ بردار ڈاکوؤں جیسی وبا پھیلی ہوئی تھی جن کے ارکان میں عیسائی "شریف ڈاکو" اور خاص قسم کے برہم عیسائی درویش شامل تھے۔ والینسیا میں پادری اور عام آدمی اکثر اسلحہ سے لیس ہوتے تھے اور اسپانیہ کے دیگر حصوں میں کلیسا کے ارکان اسی طرح جوئے خانے چلانے سے اغوا اور قتل جیسے جرائم میں ملوث تھے۔

مروجہ سماجی عدم تحفظ کسی حد تک سنگین معاشی حالات کا نتیجہ تھا جو فلپ کے آخری دور میں اسپانوی آبادی کو درپیش تھا۔ چقماقی شعلے سے چلنے والی بندوق اور پستول کی ایجاد سے تکنیکی ڈکیتی کو فروغ ملا جبکہ توڑے دار آتشیں اسلحہ بردار حملہ آور کو اپنے شکار کے سامنے کھڑا ہوئے کی ضرورت ہوتی تھی اور بڑی محنت سے فائر کرنے کیلئے ہتھیار کا فتیلہ جلانا پڑتا تھا۔ چقماقی شعلے کی ٹیکنالوجی نے بلا انتباہ گھات لگا کر حملہ کرنا ممکن بنایا۔

مورسکو اور پرانے عیسائی ڈاکوؤں نے اس اختراع کا استعمال کیا تاوقتیکہ اسپانوی حکام نے ان ہتھیاروں کے استعمال پر دونوں آبادیوں پر پابندی عائد کرنے کی کوشش کی۔ مورسکو ڈاکوؤں کی جن افواہوں اور ظالمانہ و مجرمانہ کہانیوں سے عیسائیوں کے خوف وہراس میں اضافہ ہوا وہ مورسکوؤں کا شکار کا خون پینا یا سڑک کے کنارے مسیحی مسافروں کی برہنہ اور بریدہ لاشیں چھوڑنا تھا۔ والینسیا میں ویلنسیائی وقائع نگار ایسکولانو کے مطابق مورسکو ڈاکو سولایا نے ایک "قاتل اور گم شدہ نوجوانوں" کے گروہ کی قیادت کی جن کی سرگرمیاں اتنی عام تھیں کہ مملکت میں لٹنے یا مارے جانے کے خطرے کے بغیر گزرنا ناممکن تھا۔"

1566 اور 1573 کے درمیان اندلس اور گریناڈا کے کچھ حصے مفرور غلاموں اور مورسکو سابق باغیوں پر مشتمل تھے۔ ایک گروہ جس کا لیڈر بربر فرار ہونے سے قبل ڈاکوال جورائق کی قیادت میں مسلسل مصیبت کا باعث تھا۔ عیسائی اسے "کتے" کے نام سے پکارتے تھے۔ کاستیہ میں بھی ڈاکہ زنیوں میں اضافہ ہوا جنہیں زیادہ تر غرناطوی جلاوطن مورسکوؤں سے منسوب کیا گیا۔

1581 میں سٹیٹ کونسل کو والادولید چانسلری کی طرف سے ایک رپورٹ پیش کی گی کہ گزشتہ چار سال کے دوران وسطیٰ کاستیہ میں دوسو کے قریب قتل مورسکو ڈاکوؤں سے منسوب کئے گئے۔

تفتیشی اہل کار اور رپورٹ کے مصنف ڈاکٹر فرانسسکو ہرنانڈیز دی لیبانا کے مطابق یہ ہلاکتیں چھ یا سات مورسکو گروہوں کا کام تھا جن کے معمولی سپاہی زیادہ تر غرناطوی باغیوں سے لئے گئے تھے۔ "ان گروہوں نے "خچر بانوں، تنہا اور غیر مسلح مسافروں کو دن دہاڑے مار ڈالا، اس آس پر کہ انہیں "ان کی قوم میں سے کوئی بھی" پناہ

دے دے گا۔ لیبانا نے جلاوطنوں کی ان سر گرمیوں کو عیسائیوں کیلئے غرناطوی بڑی دھمکی کی شکل میں دیکھا جن کی عیسائیت پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ ان پر مختلف طریقے آزما دیکھے، ان میں عیسائیت کی کبھی کوئی علامت دکھائی نہ دی۔"

چند مورسکوؤں نے بلاشبہ ڈاکہ زنی کو عیسائی معاشرے کے خلاف بدلہ لینے کا موقع جانا جن کی سر گرمیاں گو صرف عیسائیوں کے خلاف نہ تھیں۔ مورسکوؤں نے بہت سی مختلف وجوہات کی بناپر ڈاکہ زنی کا رخ کیا اور ضروری نہیں کہ ان کے متاثرین کا نسلی یا مذہبی پس منظر کے متعلق لینا دینا تھا اور نہ ہی وہ عیسائی ہم منصبوں سے کم و بیش سفاک تھے۔ مورسکو ڈاکوؤں کو اگر ہمدردی یا خوف کی بناپر کچھ برادریوں نے پناہ دی تو ویلینسیا میں مورسکو ڈاکوؤں کے عیسائی محافظ بھی اس قدر طاقت ور تھے کہ جون 1586 میں ویلنسیائی وائسرائے مارکوس آف ایتونا نے دھمکی آمیز فرمان جاری کیا کہ مورسکو ڈاکوؤں کو تحفظ فراہم کرنے پر پرانے اور نئے عیسائیوں کو سخت سزائیں دی جائیں گی.

ایتونا نے ہر قسم کی رہزنی ختم کرنے کیلئے کوڑوں، پھانسیوں اور قید کی سخت ترین سزاؤں کے نفاذ کی کوشش کی۔ ان سے 1586 میں سولا یا گروہ کے خاتمے سمیت قدرے کامیابی حاصل ہوئی۔ اسپانیہ میں دیگر مقامات پر حکام نے مورسکو ڈاکوؤں کو پھانسی، جہازوں پر چپورانی یا کانوں میں جبری مشقت کی سزا سنائی اور چند معاملات میں ہتھیار ڈالنے کے بدلے بربر جلاوطن ہونے پر معاہدہ ہؤا۔ قزاقی میں اقتصادیات کے مطابق اتار چڑھاؤ آتا رہا، بعض اوقات گو یہ مخصوص سیاسی مقاصد کے تحت بھی ہؤا۔

1585 سے 1588 تک دیہی آراگون کاؤنٹ ریبا گورزا کے مورسکو لگان داروں اور عیسائی بھیڑوں، مویشیوں کے چرواہوں (پہاڑی لوگ) کے درمیان نسلی جھگڑا بغض و حسد کا منظر بن گیا جن کے جانور اس علاقے سے گذر کر چراگاہ تک پہنچتے تھے۔ 1585 میں ان دونوں گروہوں کے درمیان تاریخی کشیدگی نے اس وقت تشدد کی صورت اختیار کر لی جب کو دو گاؤں کے عیسائی چرواہے کو مورسکوؤں نے قتل کر دیا۔ مقتول کے بھائی اور پڑوسیوں نے جوابی کارروائی میں مورسکو کو دو کے کسانوں کے اس گروہ کو قتل کر دیا جب وہ کھیتوں میں کام کرنے جارہے تھے۔ یہ انتقامی خون ریزی تیزی سے بڑھتی گئی حتیٰ کہ پہاڑی لوگوں اور مقامی عیسائی ڈاکوؤں کے گروہ نے ایک پراسرار شخص بنام لوپر سیولاتریس کی قیادت میں ریباگورزا کی زمینوں پر "موری کتوں" کے خلاف دہشت کا راج شروع کیا۔ لاتریس اسپانوی بحریہ کا افسر اور انگریزی دربار کا سابق جاسوس ایک پیچیدہ اور پراسرار شخص تھا۔ اس کی

مورسکو کافروں کے خلاف جاری جنگ عین اس تنازعہ پر منطبق ہوتی تھی جو ریاگورزا کے مورسکو لگان داروں پر حقوقِ ملکیت سے متعلق کاستیہ اور آراگونی عدالتوں کے درمیان چل رہا تھا۔

لاتریس خواہ درپردہ ملک معظم کے بطور ایجنٹ یا ذاتی غرض کیلئے کام کر رہا تھا، شاہی حکام یا مسیحی جاگیردار مورسکوؤں کو اس تشدد سے نہ بچا سکے جس نے اب اس خطے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ 1588 کے ایسٹر کے اتوار پر لاتریس اور اس کے پہاڑی لوگوں نے مورسکوؤں کے بھاگ جانے کے بعد ان کے گاؤں کو دو کو جلا کر راکھ کر دیا۔ اس کے بعد ایک اور مخلوط عیسائی۔ مورسکو گاؤں بنام پینا پر بھی شدید خونی حملہ کیا۔ لاتریس کے آدمیوں نے مرکزی چوک میں سینکڑوں مورسکو قتل کئے یا انہیں مقامی خانقاہ کے مینار سے پھینک دیا۔

یہ گریناڈا کے بعد نسلی تشدد کی سنگین ترین شورِش تھی۔ اس سے بدتر ہونے کا امکان تھا جب لیترس نے اپنے پیروکاروں کو ''علاقے کے تمام مورسکو تباہ کر دو۔" کا حکم دیا۔

تمام خطے میں ایک خانہ وصلیبی جنگ کے پھیلنے کے امکان کے مد نظر آراگونی حکام نے بالآخر امن بحال کرنے کی خاطر تشدد میں ملوث مورسکو اور عیسائی سرغنوں کو گرفتار کر کے پھانسی دینے کیلئے فوج بھیجی۔ لاتریس سزا سے قبل فرار ہو کر انگریزی حکومت کیلئے ایک اور جاسوسی کام سرانجام دینے کیلئے چلا گیا جسے 1590 میں اسپانیہ واپسی سے پہلے خاموشی سے قتل کر دیا گیا۔

ریاگورزا میں بدامنی کے بڑے تصادم سے پیشتر کاستیہی بادشاہت اور مزاحمتی آراگونیوں کے درمیان، جس کا آغاز 1590 میں ہوا جب فلپ کا مورِد عتاب شاہی سیکرٹری، انتونیو پیریز، قتل کے الزام کی وجہ سے پناہ کیلئے آراگون بھاگ گیا۔ عدالتِ استحصالِ ارتداد کی گرفتاری کی کوششوں نے زاراگوزا میں کاستیہی مخالف فسادات کو ہوا دی۔ فلپ کو ستمبر 1591 میں ملک معظم کے اختیار کو بحال کرنے کی خاطر اٹھارہ ہزار فوج بھیجنا پڑی۔

مورسکوؤں کا سرکاری اندیشوں کے باوجود یورشوں میں کوئی حصہ نہیں تھا کہ عیسائی حاکم کاستیہی حملے کے خلاف مزاحمت کیلئے انہیں استعمال کریں گے۔ انہوں نے اس کے اثرات تب محسوس کیے جب ملک معظم نے عدالت استحصال ارتداد کو مورسکو آبادی کو اسلحے سے نہتا کرنے کا اختیار دیا جس پر ایک دہائی سے زیادہ عرصہ پہلے زور دیا گیا تھا۔ اسپانوی حکمرانوں کے ان وقتاً فوقتاً تخفیف اسلحہ کے احکام کا مقصد حفاظت کی خاطر مورسکو خطرے سے جان چھڑانا تھا۔ اکتوبر 1575 میں ایک شاہی حکم نامے میں ویلنسیائی مورسکوؤں کو بلا سرکاری اجازت ساحلی پٹی کے قریب آنے سے منع کیا گیا۔ 1581 میں مورسکو ڈاکوؤں سے منسوب ''قتل، ڈکیتی اور لوٹ مار'' کی وجہ سے

کاستیہی غرناطویوں کو رہائش گاہ ثابت کرنے کے ہمہ اوقات شناختی کاغذات ساتھ رکھنے کا حکم دیا گیا۔ کاستیہی مورسکوؤں کو گول دھاری چاقو کے علاوہ ہتھیار رکھنے سے منع کیا گیا۔ گریناڈا میں مورسکو کو اسلحہ برداری کے جرم میں پھانسی دی جاسکتی تھی۔ اگست 1586، ویلینسیائی مورسکوؤں کو رہائش گاہ کی تبدیلی سے منع کیا گیا۔ فلپ نے 1588 میں آراگونی مورسکوؤں اور فرانسیسی پروٹیسٹینٹوں کے درمیان رابطوں کے تدارک کیلئے حکام کو فرانسیسی سرحد کے ساتھ ساتھ چوکسی بڑھانے کی ہدایت دی۔ مورسکوؤں پر حفاظت کے پیش نظر کہیں کہیں چند پیشوں جیسے سالٹ پیٹر اور بارود کی تیاری پر پابندی لگائی گئی۔ مورسکو خچربان جن کا اسپانوی نقل و حمل کی صنعت پر غلبہ تھا، خصوصاً مشکوک قرار پائے جو اکثر ہتھیار، بارود اور ممنوعہ مسودات کی غیر قانونی ترسیل کے الزام سے متہم کئے گئے۔ بعض اوقات گو تلاشی لینے پر ایسی اشیاء پکڑی بھی گئیں۔ مورسکوؤں کو ان پیشوں سے خارج کرنا ناممکن تھا عیسائی جن سے اِبا کرتے تھے۔ مورسکوؤں کو ان کے مختلف علاقوں میں بند رکھنا بھی ناممکن تھا۔ حکام نے سولھویں صدی میں مورسکوؤں پر جس قدر کڑی نظر رکھنے کی کوشش کی اسپانیہ کے پاس اپنا خوف دور کرنے کیلئے اس قدر وسائل کمیاب تھے۔ حکام کو کیسے یقین ہو سکتا تھا کہ مورسکو لوہار یا دھاتی کام کرنے والے ضبط شدہ ہتھیار یا بندوقی دھاتی گولیوں کی جگہ نئے نہیں بنا رہے تھے؟ وہ باقاعدگی سے پائیرینیس عبور کرکے گھوڑوں کی غیر قانونی تجارت سے غیر ملکی جاسوسوں یا مفروضہ بغاوت کیلئے مدد کے متلاشی مورسکوؤں میں کیسے تمیز کر سکتے تھے؟ ویلینشیائی عیسائیوں کو اس بات کا کیسے یقین ہو سکتا تھا کہ مورسکو ماہی گیروں کی کشتیاں حد نظر سے دور قزاق بحری جہازوں سے تعلق نہیں رکھتی تھیں؟

1582 میں ریاست کی کونسل نے ویلینسیا میں مورسکو بغاوت کا امکان کم کرنے کیلئے تجاویز کی ایک تفصیلی فہرست تیار کی۔ وائسرائے کو ہدایت دی کہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ تمام ٹاؤن کونسلوں میں بارود، توڑے دار بندوقیں اور ان میں ابتدائی دھاتی گولیاں وافر مقدار میں موجود ہوں۔ ایک عیسائی رضاکار فوج تیار کی جائے اور طاقت کے مظاہرے کے طور پر مورسکو آبادی کے بالمقابل مختلف قصبوں میں باقاعدگی سے چاند ماری کی مشق اور مقابلے منعقد کئے جائیں۔ 1597 میں ان تجاویز کے نتیجتاً ویلنسیائی رضاکار فوج کا قیام بنام ایفیکتیو او قوع پذیر ہوا۔ اسپانیہ نے وقتاً فوقتاً بحیرہ روم کی ساحلی پٹی کو مزید محفوظ بنانے کی کوششیں کیں۔ 1575 میں ویلنسیائی حکام ساحل کے ساتھ دفاعی قلعوں کے نظام کے جیوانی انتونیلی منصوبہ پر دوبارہ متحرک ہوئے جو مالی ذرائع کی کمی کی وجہ سے عارضی تعطل کا شکار ہو چکا تھا۔ ایسی کوششیں بطور آزمائش اندلس میں بھی کی گئی تھیں لیکن 1587 اور 1596 میں

کیدیز پر انگریزوں کے حملوں نے ان کی کمزوریوں کو روز روشن کی طرح واضح کر دکھایا۔ اسپانیہ نے خود کو جس قدر کمزور محسوس کیا فلپ اور اس کے وزراء کی نظروں میں مورسکو خطرہ اسی قدر بڑھ چڑھ کر نظر آیا۔ گریناڈا کے بعد کے دور میں ان پریشانیوں نے عدالت استحصال ارتداد کے پر زور جبر کو جنم دیا۔ 27,910 عدالتی تحقیقات میں سے 1560 اور 1614 کے درمیان عدالت استحصال ارتداد میں مورسکو کا سب سے بڑا واحد زمرہ 9,000 سے معمولی سا کم یعنی کل کا 31.9 فیصد تھا۔ خاص علاقوں اور بعض ادوار میں یہ فیصد اور بھی زیادہ تھا۔8

1585 اور 1595 کے درمیان ویلنسیائی مذہبی محتسبین نے گزشتہ دہائی کے دوران 1,063 کے مقابلتاً 200 سے قدرے زیادہ مورسکوؤں کو سزا دی۔ آراگون میں تمام متاثرین میں سے مذہبی محتسبین نے اسی دور میں تقریباً 90 فیصد مقدمات مورسکوؤں کے اعمال ایمان پر تھے۔ گریناڈا کی بغاوت سے والینسیا میں عدالتِ استحصالِ ارتداد کو کچھ مسیحی جاگیر داروں کے خلاف، جنہوں نے مورسکوؤں کی حفاظت کی، مزید جارحانہ کارروائی کرنے کیلئے فعال کیا۔ ان میں مورسکو کے ہمدرد والینسیا کے امیر البحر سانخو دی کاردونا کو 1569 میں مقدمے کی تحقیقات کیلئے بلایا گیا۔ مذہبی محتسبین نے اسی عرصے میں والینسیا کے امیر ترین مورسکو خاندان کے کوسمے بینامیر پر محمدی ہونے کا الزام لگایا جس کے طویل قانونی عمل سے عدالتِ استحصالِ ارتداد کے خاطر خواہ جرمانوں سے تجوریاں بھر گئیں۔

عدالت استحصال ارتداد اب بھی "گناہوں سے توبہ" معافیاں اور اقرار جرم پر معافی کے احکام جاری کرنے پر مائل تھی لیکن گریناڈا کے برے حالات کے نتائج کے بعد سخت سزائیں بڑھتی جا رہی تھیں۔ سینکڑوں مورسکوؤں کو صلیب پر زندہ جلا دیا گیا یا تشدد کے باعث مذہبی تفتیشی جیلوں میں موت کی نظر ہو گئے۔ ہزاروں کو جرمانوں، کوڑوں، بحری جہازوں پر چپو کھینے کی سزا یا ان کے سامان اور جائیداد کی ضبطی کے نتیجے میں مفلس بنا دیا گیا۔ بہت کم مورسکو ایسے ظلم و ستم سے محفوظ رہ سکے۔

1577 میں آراگون کے مذہبی محتسبین نے مورسکو خوآن کمپانیرو، زرگوزا کی تاجر کو گرفتار کیا۔ اس پر فرضی ترک ایجنٹ خو سود و آرتے کی مدد کرنے کا الزام لگایا۔ کومپانیرو نے تشدد سہتے ہوئے بھی شمولیت سے انکار کیا۔ اس نے بالآخر خفیہ اسلامی عبادت کرنے کا اعتراف کیا؛ 1581 میں اسے زاراگوسا میں عمل ایمانی کیلئے سرعام چلایا گیا جس پر اس کے بہترین دوست کو جلایا گیا تھا۔ کومپانیرو اور اس کی بیوی کو ایک عیسائی خانقاہ میں دس سال تک قیدِ تنہائی کی سزا سنائی گئی۔ اس کے سب سے چھوٹے بیٹے خوآن کو اگلے سال الجزائر فرار ہونے پر غیر حاضری میں سزائے موت سنائی گئی۔ جواں سال کومپانیرو یاد وطن کے ملال سے بیمار ہو گیا اور اسے عیسائی بننے کی خواہش ظاہر کرنے کے

بعد آرا گون واپس آنے کی اجازت مل گئی۔ واپسی کے کچھ عرصہ بعد اُس پر ارتداد کا الزام لگایا گیا اور سخت سزا کیلئے "دوسروں کے حوالے کر دیا گیا۔" صلیب کی طرف جانے کے دوران اسے عربی میں دعا کرتے ہوئے سنا گیا۔ ہجوم نے اسے اہل کاروں سے چھڑا کر جلانے سے قبل اس پر پتھر برسائے اور مارا پیٹا۔ ان بیہودہ کارروائیوں کے باوجود عدالتِ استحصالِ ارتداد نے اطمینان سے مطلع کیا کہ پھانسی کی وجہ سے آبادی بہت مطمئن اور اس سلطنت کے مورسکو بہت خوف زدہ ہیں۔" 9

مذہبی محتسبین کا سلسلہ ابھی کمپینز وگھرانے کے ساتھ ختم نہ ہوا۔ اس کی کی تین سالیوں کو بعد ازاں بطور بدعتی جلادیا گیا، اس کا ایک سالا مذہبی احتسابی جیل میں مر گیا اور ایک نوکر کو بحری جہاز پر مانجھی بنا کر بھیج دیا گیا اور اسے بعد میں پھانسی دی گئی۔ 1609 میں کومپانیرو کی بیوہ کو اسلامی طریقے سے ایک عزیز کا جنازہ تیار کرنے اور گھر میں نماز کیلئے کمرہ رکھنے کے قصور پر صلیب پر جلادیا گیا۔

ایسی طویل نسلی سزائیں عدالتِ استحصالِ ارتداد کی نظر میں متنازعہ برادریوں کے عارضی طور پر مل کر رہنے کا حصہ تھیں۔ مذہبی محتسبین کی یادداشت طویل تھی۔ طاقتور مورسکو خاندانوں، سماجی رہنماؤں، الفقیہوں اور "اِدعا پسندوں" کو نشانہ بنانا ان کے منظم حملے کا حصہ تھا۔ عدالت استحصال ارتداد کا ظلم و ستم تمام آبادی پر بھی کیا جا سکتا تھا؛ جیسے اگیلار دیل ریوالحما، لاریوخا پہاڑ کے مورسکو چند سو گھرانوں کی دور دراز بستی جو کاستیہ اور آرا گون سے ملحقہ تھی۔ دسمبر 1583 میں عدالت استحصال ارتداد کے پاس اس گاؤں کی ایک موریسکا کی مخبری کی گئی کیونکہ اس نے ایک مقامی راہب کی تبلیغ کو "بکواس" کہہ کر مسترد کر دیا تھا۔ اس کی تفتیش سے گرفتاریوں، اعترافات اور ملامتوں کا سیلاب آگیا جس سے بالآخر تقریباً سبھی پڑوسی متاثر ہوئے۔ اگلے دو سال میں گاؤں کے تقریباً تیس مورسکوؤں کو صلیب پر زندہ جلایا گیا یا جیل میں مر گئے۔ درجنوں افراد تشدد کا نشانہ بنے اور کوڑے مارے گئے، جائیدادیں ضبط کی گئیں یا "نئی دنیا جانے والے جہازوں پر بیگار کیلئے چپو چلانے کی سزا،" یہ عدالت استحصال انسداد کا مورسکو کی کسی بھی برادری پر ہونے والا پُر تشدد انتہائی تباہ کن استفسار تھا۔ اس وقت کے مروجہ معیارات کے مطابق مذہبی محتسبین نے اپنے تشدد کو نسبتاً روکے رکھا تھا جب سے پروٹسٹینٹ اسپانیہ مخالف پروپیگنڈا نے کیتھولک استبداد کی سب سے پہلے ایک انوکھے خوں آشام اور بدنما گھناؤنے ہتھیار کے طور پر عکاسی کی تو اسپانوی مذہبی محتسبوں نے بیرونی دنیا کے ایک خاص ہیبت ناک جذبے کو مائل کیا۔

کیتھولک اسپانیہ کے مقابلتاً دیگر یورپی ممالک میں عقیدے کی بنیاد پر زیادہ لوگ مارے گئے۔ مرنے والوں کی تعداد کی گنتی وہاں جادو گر خواتین کو جلائے جانے سے شروع ہی نہیں ہوئی۔ عدالت استحصال ارتداد کی حیرت انگیز خون آشامی کی ساکھ کے باوجود اس کے تفتیشی تشدد کے طریقے ٹاور آف لندن میں بد معاشوں اور غداروں سے وحشیانہ سلوک سے کم تھے۔ عدالتِ استحصالِ ارتداد نے لوہے کی گرم سلاخوں سے جلانے یا انگوٹھے کچلنے کی سزا دینے کے مقابلتاً رسوں کے استعمال کی حمایت کی جو کھینچ کر بازؤں اور ٹانگوں کے گرد مضبوطی سے باندھ دیئے جاتے تھے، (مونہہ میں تر کپڑا ٹھونس کر اس پر پانی گراتے جانا)— جسے اب واٹر بورڈنگ کہا جاتا ہے۔

فرانسیسی ججوں کے بر عکس انہوں نے پھانسی سے پہلے انہیں تبلیغ سے روکنے کیلئے بدعتیوں کی زبانیں کاٹنے کا حکم نہیں دیا لیکن انہوں نے اس کے بجائے ان کے مونہہ میں کپڑا وغیرہ ٹھونس دیا۔ ایڈ گرایلن پو اور انیسویں صدی کے دیگر ادیبوں میں عدالت استحصال ارتداد کے متعلق انوکھی وضع سے تقویٰ، قانونی باریک بینی، نوکر شاہی بغض اور سنگ دلانہ امتزاج کو مبہم کرنے کا رجحان ہے جو اس خاص عدالت کی خصلت ہے۔ اسپانیہ کے سابق مسلمانوں کیلئے ان خصلتوں کے اکثر تباہ کن نتائج نکلے۔ ان تباہ کن واقعات پر غور کریں جو کوا ینکا ضلع کے مورسکو اکثریت کے قصبہ آرکوس ڈی میدینا سیلی کو صدی کی آخری چوتھائی میں پیش آئے۔

1575 میں جستجو کرنے والے قصبے میں پہنچے اور بآواز بلند کیتھولک عقیدے کے خلاف بدعات اور خلاف ورزیاں پڑھیں اور تمام مورسکوؤں کو مرضی سے مندرج جرم کا اعتراف یا رپورٹ کرنے کی تاکید کی۔ جب کوئی سامنے نہ آیا تو تفتیشی کمشنر، ڈاکٹر ارندا نے انتونیو موراگا، قسبے کی مورسکو برادری کے معزز رہنما پر زور دیا کہ وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے اس بات کو یقینی بنائے کہ لوگوں نے اعتراف گناہ کیا ہے ورنہ اپنی گرفتاری کا خطرہ مول لے۔ اگلے سال متعدد مورسکوؤں سامنے آئے جن میں بیاتریز دی پادیلا، ایک مقامی ٹوکری بنانے والے کی پچیس سالہ بیوی، جس نے روزہ رکھنے، اسلامی نمازیں ادا کرنے اور "دانستہ، شعوری طور پر مور فرقے کا مشاہدہ کرنے" کا اعترافِ گناہ کیا۔ اس نے اپنی مرضی سے اعتراف کیا تھا اس لئے پادیلا سے "مفاہمت" کی گئی اور "چند روحانی سزائیں" دی گئیں۔ ایسے اعترافات سے آرکوس کو "اہل بدعات کا گھونسلہ" قرار دیا جس کیلئے مزید تحقیقات کی ضرورت تھی۔

جون 1581 میں مذہبی محتسبوں نے شہر کا دوبارہ دورہ کیا اور انتونیو موراگا کو گرفتار کرنے کیلئے اس بات کا موردالزام ٹھہرایا کہ اس نے مراکش میں پرتگالی بادشاہ سیباستین کی شکست کا جشن بھینسوں کی لڑائی سے منایا، مقامی

مور سکوؤں کو کلیسا کو دسواں حصہ ادانہ کرنے پر اکسار ہا ہے اور اپنے بچوں کو "چھوٹے موُر" کہتا ہے۔ ان الزامات کا منبع غالباً مقامی پادری مار کو فرنانڈیزدی المانزا تھا جس نے 1578 میں اپنا عہدہ سنبھالا تھا۔ ایک شرابی، جواری اور عورتوں سے ناجائز جنسلی تعلقات کار سیا، المانزا معمول کے مطابق شادی شدہ اور اکیلی خواتین کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرنے کیلئے باقاعدگی سے غنڈہ گردی کرتا تھا۔ ان کے گھروں کی چھتوں پر چڑھنے اور جبراً گھسنے کو معیوب نہیں سمجھتا تھا۔

زانی پادری کی خواہش کا شکار ایک بیاتریزدی پادیلا تھی جو اس وقت انتونیو موُراگا پر مرمٹ چکی تھی اور اس کی بیوی کی وفات کے بعد اپنی جواں سال بیٹی لیونور سمیت اس کے ساتھ رہتی تھی۔ اس انتظام کے متعلق پدیلا کے شوہر کا رویہ معلوم نہیں ہے لیکن پادیلا واضح طور پر اپنے پرانے عاشق کیلئے جذباتی تھی۔ اس کی گرفتاری کا سننے پر اس نے نہ ملنے کے حکم کی خلاف ورزی کی اور صاف قمیض دینے کیلئے گھر میں گھس گئی جہاں وہ کو ینکالئے جانے کا منتظر تھا، وہ پکڑی گئی اور قید ہوئی۔ ڈاکٹر ارندا کے استفسار پر اس نے اس بات سے انکار کیا کہ صاف قمیص کی کوئی مذہبی اہمیت تھی لیکن موُراگا کے ساتھ غیر شادی شدہ رشتے اور "جنسیاتی اختلاط" کا اعتراف کیا۔

پادیلا کے حالات تب خراب ہوئے جب ایک دوست اور پڑوسی بنام ماریاز موُرانا نامی کو عدالتِ استحصالِ ارتداد نے گرفتار کیا تو تمام آزاری ہتھیار رسے، ناروا کھینچنے اور آبی تشدد آزمائے۔ زاموُرنا نے اپنی دوست اور دیگر پڑوسیوں پر الزام لگایا کہ وہ درپردہ اسلامی عبادات کرتے ہیں۔ اب پادیلا ایسی مذمتوں سے وہ بن گئی جیسے کوئی اپنے کئے میں دوبارہ مبتلا ہو جائے، ایک زمرہ جس میں حقہ پانی بند کرنے سے موت تک کی سزا ہو سکتی تھی۔ زموُرانا کی مذمت کے نتیجے میں اس کے ایک پڑوسی کو صلیب پر چڑھا کر جلادیا گیا جب کہ دوسرا گرفتار ہوُا اور قید خانہ میں چل بسا۔

پادیلا ایسے انجام سے سے بچنے کیلئے خوش قسمت تھی، اس کے خلاف گواہوں کو ناقابل اعتبار پایا گیا۔ اس کے بجائے اسے سو کوڑے مارے گئے، برہنہ تا کمر خچر پر بٹھا کر منادی والے کے ساتھ شہر میں پھرایا گیا جبکہ ایک اہل کار لوگوں کو اس کے جرائم سنائے جارہا تھا۔ اس کا عاشق، موُراگا بالآخر عدم ثبوت کی وجہ سے دو سال بعد جیل سے رہا ہوُا اور اس نے اور پیدیلا نے اکٹھا رہنے کے تعلقات کو دوبارہ شروع کیا۔

1585 میں ایک مقامی پادری کے تعاون سے شہر کے مور سکو وفد کی طرف سے مقامی کلیسیائی حکام کے سامنے "بد پادری" المانزا کی مذمت کی گئی۔ ایک موُریسکا نے بیان دیا کہ کیسے المانزا نے اعتراف جرم کے دوران "قابل نفرت عمل میں اس کا ساتھ نہ دینے پر" اسے مذہبی احتساب کے حوالے کرنے کی دھمکی دی۔ "دوسرے گواہوں نے مطلع کیا کہ شیطانی اور جنسی خواہشات سے مغلوب" شرابی پادری غصے میں آپے سے باہر ہو جاتا تھا جس

میں وہ قصبے کی آبادی کو گالی دینے کے ساتھ "کسبیوں اور موروں کو جلا دینا چاہئے" کہتا تھا۔ ایسی شکایات کی بنا پر المانزا کو اس کے عہدے سے ہٹا دیا گیا اور مقامی لاٹ پادری کے حکم پر قید کیا گیا۔ یہ الزامات بعد میں واپس لے لئے گئے جب وہ کو اپنا کے لاٹ پادری کو یقین دلانے میں کامیاب ہو گیا کہ اس کے کیتھولک مذہب کے پر جوش دفاع کے جواب میں مورسکو کے الزامات سازش تھی۔ وہ مورسکو اہالیان علاقہ کو 1594 میں مرنے تک اذیت دینے کیلئے بحال ہو گیا۔

اس وقت تک بیاتریز دی پادیلا کی بیٹی لیونور نے اس کے محبوب انتونیو مورا اگا کے بیٹے سے شادی کر لی تھی اور پچھلے بیس سال کے تکلیف دہ واقعات کے بعد دونوں خاندانوں کو نسبتا" پر امید ہونے کی وجہ تھی۔ لیکن آرکوس کے باشندوں کا مذہبی احتساب ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔

1595 میں سنگ دل ڈاکٹر ارندا شہر واپس آیا اور مورسکوؤں کے ایک اور گروہ کو فرانسکو زکریاس سمیت، گرفتار کر لیا جس کے والد کو 1583 میں جلا دیا گیا تھا۔ زکریاس نے تشدد کے تحت بیٹریزدی پادیلا کے گھر میں داخل ہونے کا اعتراف کیا اور اسے "اعضائے مخصوصہ کو دھوتے دیکھا۔" ستمبر 1596 میں پادیلا کو اس کی حاملہ بیٹی لیونور، اس کے داماد، آنالوپیز نامی ایک دوست اور کئی ایک پڑوسیوں سمیت دوبارہ گرفتار کر لیا۔ مورسکوؤں پر متعدد سنگین الزامات عائد کیے گئے۔ جرم بشمول مسلمانوں کا نماز پڑھنا، بیمار رشتہ دار کو گھر میں مرنے دینا اور کیتھولک کی طرح اچھی موت "کیلئے پادری کو نہ بلانا"۔

اکتوبر 1596 میں پادیلا پر کوینکا کے مذہبی احتساب کے ہیڈ کوارٹر میں مقدمہ چلایا گیا جہاں استغاثہ نے دعویٰ کیا کہ گواہوں نے اسے "اپنی ذات اور پیشہ کے لوگوں کے ساتھ "گھر کے فرش پر موروں کی طرح کھانا کھاتے" دیکھا تھا۔ پادیلا کی خوف زدہ بیٹی لیونور نے عدالت کو بتایا کہ اس کی والدہ نے رمضان کے روزے رکھے۔ اس نے استفسار کرنے والوں سے گھٹنوں کے بل گر کر رحم کی بھیک مانگنے سے پہلے باقاعدگی سے نماز پڑھنے کا اقرار کیا۔

پادیلا کو اس وقت تک تشدد کا نشانہ بنایا گیا جب تک کہ اس نے اعتراف نہیں کیا اور بیٹی، دوستوں، رشتہ داروں اور جن سب نے اس کی مذمت کی تھی، ان سب کی اس نے مذمت کی۔ یہ استغاثہ نے دلیل دی کہ جرائم ناقابل تردید ثبوت ہیں کہ پادیلا کے پچھلے اعترافات "فرضی اور بے ایمانی سے" کیے گئے تھے اور وہ ان مواقع پر "رحم کے سلوک" سے فائدہ اٹھانے میں ناکام رہی تھی۔ پادیلا "بدعات کی بانی اور انہیں چھپانے والی" کو موت کی

سزاسنائی گئی، جائیداداور سامان ضبط کر لیا گیا، اولاد پر لامذہب یا کلیسیائی دفاتر یا کسی " باعزت " مقام کیلئے پابندی عائد کردی گئی، زیورات یا ریشم یا گھڑ سواری سے بھی منع کیا گیا۔

13 دسمبر 1598 کی صبح کو پادیلا اور اس کے دوست آنالوپیز کو کوینکا کے مرکزی چوک میں اعتراف گناہ کی جگہ پر گشت کرائی گئی جس میں اس کا داماد اور اس کی بیٹی لیونور بھی شامل تھے جس کا بچہ تفتیشی تہ خانے میں پیدا ہوا اور کچھ ہی دیر بعد وہیں فوت ہو گیا۔ ایک بڑا ہجوم کارروائی کا مشاہدہ کرنے کیلئے جمع تھا۔

معززین اور مذہبی احتسابی حکام جامنی لباس زیب تن کئے جمع تھے۔ انہوں نے ایستادہ بنچوں سے دیکھا کہ عشائے ربانی کی رسم ادا کی جارہی تھی۔ تمام صبح الزامات کی مکمل اور تھکا دینے والی تفصیلی فہرست پڑھی گئی۔ پادیلا اور اس کی دوست آنالوپیز کو دوپہر کے وقت پانچ دیگر قیدیوں سمیت لامذہب حکام کے حوالے کر دیا گیا جنھیں پھانسی کی سزاسنائی جاچکی تھی۔ خوف زدہ خواتین کو جلانے کی جگہ پر خچر کے ذریعے لے جایا گیا جہاں بیاتریزدی پادیلا موریسکا" پر ہجوم نے لرزہ خیز انجام سے قبل پتھر برسائے۔ 10

مخصوص مقامی حالات کچھ بھی ہوں، آرکوس کے مورسکوؤں پر بے رحمانہ ظلم و ستم ہسپانیوی حکمرانوں کا مجموعا" مورسکو اسپانیہ پر تسلط جمانے کیلئے نئے عزم کا ایک اور اشارہ تھا۔ تجدید۔ مخالف اسپانیہ میں مذہبی محتسبوں کے جبر کو صرف مورسکوؤں کے خلاف ہدایت نہیں دی گئی تھی، بوڑھے عیسائیوں پر بھی بڑی تعداد میں مقدمہ چلایا گیا۔ خدا کے وجود کے متعلق شکوک کا اظہار جیسے "اہانت آمیز مسائل" خدا یا کیتھولک اخلاقیات کے خلاف شکوک و شبہات، لیکن پرانے عیسائیوں کے برعکس مورسکوؤں کی سزا کے پیچھے ایک مذہبی اور نسلی مقصد تھا، ایک گروہ جس کے ارکان کو اجتماعا" کیتھولسزم کا دشمن سمجھا جاتا تھا۔

مورسکوؤں پر نہ صرف ساز باز کرنے، سازشوں یا غیر ملکی طاقتوں کے ساتھ رابطوں یا محض اسلامی طریقوں پر عمل کی وجہ سے مقدمہ چلایا گیا بلکہ مورسکو اطبا، جڑی بوٹیوں کے ماہرین اور علاج کرنے والوں پر محمدی ہونے کا الزام لگایا جاسکتا تھا۔ وہ علاج کے دوران تعویذ استعمال کرتے تھے جن میں عربی تحریر یا قرآن کی آیات لکھی ہوتی تھیں۔ ان پر جادوگری کا الزام بھی لگ سکتا تھا وہ چونکہ شفا کے عمل میں مبینہ طور پر مدد کیلئے روحوں یا بڑوں کو بلاتے تھے۔ ایک درد کی دوا کرنے والی موریسکا پر الزام لگایا گیا کہ اس کے پاس علاج کی ایک جادوئی کتاب تھی جو طلب کرنے پر اس کے پاس اڑ کر آگئی۔

1580 میں ایک ویلینسیائی مورسکو ڈاکٹر بنام ہیرونیمو پادیت نے تشدد کی وجہ سے اعتراف کیا کہ اس نے دو شیطانی بھوتنیوں کے ساتھ ہم آہنگ ہونے اور ''بیماریوں اور جڑی بوٹیوں اور پیشاب کی خصوصیات کے علاج کے متعلق شیطان سے مشورہ کیا۔''مورسکوؤں پر مذہبی محتسبوں کا ظلم وستم بڑی حد تک پیچیدہ اور کبھی کبھی متضاد مقاصد کیلئے کارفرما تھا۔خوف اور جبر پر زیادہ زور دینے کا جزوی مقصد مورسکو کے انضمام کے عمل کو تیز کرنا تھا—ایک مقصد جو گریناڈا کے بعد کے دور میں نئی فوری ضرورت بن گیا۔اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ یہ طریقے کامیاب ہوئے۔مورسکو اس کے برعکس عدالت استحسال ارتداد سے خوف زدہ اور متنفر تھے۔انہوں نے اسے شیطان کی عدالت کا نام دے کر کیتھولک جبر اور منافقت کا اوتار قرار دیا۔مورسکوؤں کا ایک مخطوطہ مذہبی محتسبین کو"چوری کرنے والے سنگ دل بھیڑیے بیان کرتا ہے جن کا پیشہ تکبر اور لالچ،اغلام پرستی،ہوس ناکی اور کفر بکنا،استبدادیت، لوٹ مار اور ناانصافی ہے۔"11

آراگونی جلاوطن مورسکو مصنف خوآن دیل رینکون نے ''رہنمائے نجات'' کے تعارف میں اپنی آبائی سرزمین میں "عیسائیوں کے ظلم وجبر"کی مذمت کی جہاں "عدالت استحصال انسداد ہمارے خلاف اپنا انتہائی غضب اور جبر اپناتی ہے تاکہ بادشاہی کے چند ایک حصے آگ اور لکڑیوں کے گٹھے سے پاک ہوجائیں؛نئے بپتسمہ یافتہ مور، انہیں ہر جگہ سے پکڑ کر جہاز پر بیگاری،توپیں بھرنے اور دوسری سزائیں دی جاتی ہیں،جن کا علم تمام رازوں کے مالک خدا کو ہے۔

مذہبی محتسبین سے نفرت کا اظہار صرف لفظوں میں نہیں ہوتا تھا۔مورسکو ان پر کبھی کبھار حملہ کرتے اور مار بھی ڈالتے تھے؛آراگون میں خصوصاً جہاں انہی کی طرح محتسبین سے متنفر عیسائی جاگیرداروں کی حمایت پر بھروسہ کر سکتے تھے۔مزاحمت زیادہ ترغیر واضح تھی.مورسکوؤں نے مذہبی محتسبین سے بچنے کیلئے عیارانہ طریقوں میں انہیں پیچھے چھوڑنا سیکھ گئے؛وہ صرف معمولی جرائم کا اعتراف کرتے،مرحوم دوست یا پڑوسی کی مذمت کرتے یا لاعلمی کا معصومانہ اظہار کرتے تھے۔چند مورسکو آبادیوں میں عدالتِ استحصالِ ارتداد کے ہاتھوں گرفتار ہونا باعزت سمجھا جاتا تھا۔بہت سے مورسکوؤں کو ایسے جبر نے عیسائی میل جول پر چوکس کر دیا۔عیسائیوں کا مورسکو ساتھیوں یا مہمانوں کو شراب اور سؤر کا گوشت پیش کرنا عام تھا تاکہ ان کے انکار پر مذہبی محتسبین کے پاس ان کی مخبری کر سکیں۔

یہ تمام عوامل غرناطوی دور کے بعد مورسکو اور عیسائی اسپانیہ کے درمیان خلیج کو بند کرنے میں بہت کم نتیجہ خیز ثابت ہوئے۔مذہبی محتسبوں کے جبر نے اگر مورسکوؤں کی کیتھولسزم کی طرف خفگی میں شدت آئی تو یہ ان عام

عیسائیوں کے نزدیک بدترین شکوک وشبہات کی تصدیق تھی جنہوں نے مورسکوؤں کی اتنی بڑی تعداد کو آگ کی نظر ہوتے دیکھاجو ان کے بدعتی انحراف اور عیسائیت کے خلاف دشمنی کا مزید ثبوت تھا۔ایسے ظلم و ستم کا رجحان انضمام کے بجائے تقسیم کی طرف تھا۔مذہبی محتسبین کی جیل میں ایک بے کیف واقعہ جو ایسے رجحان کی علامت ہے جہاں مورسکو قیدی تنکوں سے بنائی صلیبیوں پر زور سے پاؤں مار کر اپنے پرانے عیسائی ہم منصبوں کو غصہ دلاتے تھے، پرانے عیسائی بڑے ٹھاٹھ سے سؤر کے گوشت اور اس کے سوکھے نمکین گوشت کو سؤر کی چربی میں بھون کر مورسکوؤں کا مذاق اڑاتے تھے۔مورسکو اور عیسائی کیتھولک جب آمریت کا شکار تھے تو ایسا لگتا تھا کہ وہ ایک مشترکہ نفرت پر متفق ہونے سے قاصر تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ پہلے سے کہیں زیادہ جدا ہو گئے تھے۔

15

”لوگوں میں سے بدترین“

1585 میں فلپ دوم نے دربار سمیت اپنی بیٹی کاتالینا کی ڈیوک آف ساوئے سے شادی میں شرکت کیلئے زراگوزا کا سفر کیا۔بادشاہ نے شادی کے دوران سرکش آراگونی رعایا کا چودہ ماہ کا شاہی دورہ کیا جو ایک رزمیہ اور مشکل سفر تھا جس میں درباری وفد کے تقریباً ایک سو افراد مختلف بیماریوں کی بھینٹ چڑھ گئے۔آراگون کے شاہی سفر کو ایک فلیمش تیرانداز اور شاہی محافظ دستہ کے کپتان اینریک کاک نے سفر نامہ میں بیان کیا جس میں دیہی مورسکوؤں کی بے شمار جھلکیاں ہیں جن کی سرکاری دستاویزات اور تفتیشی رپورٹوں میں عکاسی کی گئی ہے۔

دریائے ایبرو پر بینیفلیٹ میں، کاک نے ”موروں اور عیسائیوں کا" بادشاہ اور اس کے وفد کی تفریح کیلئے ایک خصوصی ناٹک دیکھا جس میں مورسکو ماہی گیروں نے موروں جیسا لباس پہن کر ایک خصوصی قلعے کا دفاع کیا جو عیسائیوں کے حملہ سے تباہ کر دیا گیا تھا۔محافظوں کو پہلے بطور قیدی مقامی فوج کے سردار کے محل میں فاتحانہ جلوس کی شکل میں لایا گیا۔فلیمش تیرانداز نے مورسکو ماہی گیروں کو دریائے ہیرو کے کنارے پر امن طریقے سے جال اور کانٹے لگا کر مچھلیاں پکڑتے بیان کیا۔کاک نے زاراگوزا کے قریب موئیل قصبے کی مورسکو بستی کا دورہ بھی کیا جو اسلامی دور میں کوزہ گری کی صنعت کیلئے مشہور تھا۔اس کی مصنوعات آراگونی دارالحکومت میں مقبول رہیں.کاک کے سیاحتی بیانات میں مورسکو کمہاروں کے سودھنے کے عمل کی تفصیل کے ساتھ ان مقامی ”موروں“ کے مشاہدات بھی شامل تھے جنہوں نے سؤر کا گوشت کھانے یا شراب پینے سے انکار کیا۔انہوں نے بعد میں وہ مٹی کی تھالیاں اور

جام توڑ ڈالے جن میں یہ اشیاء عیسائی مہمانوں کو پیش کی گئی تھیں۔اس نے نوٹ کیا کہ مقامی کلیسا زیادہ تر بند رہتا تھا سوائے ''اتوار اور تہوار کے جب وہ زبردستی عشائے ربانی سننے پر مجبور'' کئے گئے ورنہ وہ شاذ و نادر ہی آتے تھے۔ کاک کے مطابق قصبے میں صرف تین پرانے عیسائی تھے جن میں سے ایک پادری تھا. میول کے باقی باشندے،اس نے طنزا''تبصرہ کیا کہ " وہ سینتیاگو کے بجائے حج کیلئے مکہ جانا چاہیں گے۔1

کاک کی موئلی مورسکوؤں کی تصویر کشی سرکاری اتفاق رائے کی بازگشت تھی کہ مورسکوؤں کی حیثیت ایک اجنبی اور ضم نہ ہونے والی ذیلی ثقافت جیسی ہے جو عیسائی معاشرے سے خطرناک حد تک الگ رہی ہے۔ سولھویں صدی کی آخری دہائیوں میں اس طرح کی علیحدگی کا ثبوت ہمیشہ اتنا عیاں نہیں تھا۔اسلامی عبادات کے ظاہری شِعار بہت پہلے معدوم ہو چکے تھے اور مسلم ثقافتی شناخت کے بہت سے روایتی نشانات مسخ ہو چکے یا مٹ چکے تھے.

دیہی ویلنسیا اور گریناڈا میں اب بھی عربی بولی جاتی تھی۔ کاستیہ کے عین وسط،اویلا،والادولد یا سیگوویا میں زیادہ تر غرناطوی جلاوطن مورسکوؤں کی گفتگو میں الغربیہ لہجہ تھا جو عیسائی کانوں پر شاید اب بھی گراں گذرتا تھا.اب اکثر مورسکو آپس میں اسپانوی یا کاتالانی میں بات کرتے تھے یا اس قدر جانتے تھے کہ عیسائی مجلس میں بول سکیں۔ مورسکو اکثر اسپانوی گرامر کے مخصوص ہجوں اور "مورسکو" تلفظ کی کچھ آوازوں سے وابستہ تھے جیسے آئی ای میں دو وار اکن تہجی 'وی اے خو' سے "پرانا" 'ویخو'،بن گئے۔ مورسکوؤں کا "سلطنت کی زبان" کے دقیانوسی تصور سے مزاحیہ طور پر قابو میں لانے کی کوشش سولھویں صدی میں اکثر تفریح کا ذریعہ تھی لیکن یہ ایک ایسی تصویر تھی جو ہمیشہ حقیقت سے مطابقت نہیں رکھتی تھی۔

برنار دو دی الدریت،ماہر لسانیات نے نوٹ کیا کہ کاستیہ میں غرناطوی مورسکوؤں کے بچے اور پوتے "کاستیہی اتنی اچھی طرح سے بولتے ہیں بلکہ بہترین، جبکہ چند بوڑھوں نے عربی ترک نہیں کی۔ آراگون میں بھی یہی حقیقت تھی؛وہ لوگ جو خاص بولنے والوں سے شناسا نہیں وہ انہیں مقامی لوگوں سے تمیز نہیں کر سکتے۔''2

لباس کا پریشان کن مسئلہ اب ویسا نہیں رہا جو پہلے تھا۔دیہی اسپانیہ کے کچھ حصوں میں پگڑیاں اور تسمے بندھی ایڑی کا جوتا پہنے مورسکو کسانوں اور موریسکا خواتین کو سفید الملافا پہنے تلاش کرنا اب بھی ممکن تھا لیکن شہری مورسکو زیادہ تر اب عیسائیوں جیسے کپڑے پہنتے تھے،یہاں تک کہ ویلینسیا میں مورسکو مرد اور تیزی سے خواتین بھی عیسائی لباس پہنتی تھیں۔ سولھویں صدی کے آخر میں اسپانوی گلی میں سرسری نظر سے ان کے درمیان نمایاں فرق نظر نہیں آتا تھا.

1594 میں پاپل نونسیو کیمیلو بورگیز میدرد میں اطالوی اور اسپانوی خواتین کے درمیان اختلافات سے متاثر ہوئے جو "اپنے چہروں پر راہباؤں کی طرح نقاب یوں پہنتی اور سروں اور چہروں کے گرد جالی دار کپڑے سے یوں ڈھانپتی ہیں کہ انہیں بمشکل ہی دیکھا جاسکتا ہے۔"3

مورسکواب بھی عوام کے ذہن میں چند مخصوص کاروباروں اور پیشوں سے وابستہ تھے۔ بہت سے لوگ دکان دار، باغبان، بساطی اور تلی ہوئی اشیاء بیچنے والے تھے جو کئی ایک اسپانوی قصبوں اور شہروں میں پائے جاتے تھے۔ بعض مورسکو جو نوٹری، بطور ٹیکس حکام اور دیگر سرکاری دفاتر میں کام کرتے تھے وہ پرانے عیسائیوں سے ناقابل شناخت تھے۔ وہ جب شہروں اور قصبوں میں عیسائیوں کے ساتھ کام کرنے کے بعد دن کے آخر میں مورسکو پڑوس میں چلے جاتے تھے تو وہ مقام رہائش سے البتہ قابل شناخت تھے۔ محلے، جیسے سوبیہ میں تریآنا، سان برنار دو تیر وایل یا زاراگوسا میں ال آزوق۔ زیرین آراگون کے ویران میدانی علاقے یا والینسیا اور کاتالونیا کے درمیان جنگلی پہاڑی علاقے جنہیں ماایستراز گو کہا جاتا ہے، مورسکو دیہات کی چھتوں پر چھپر، مٹی کے گھر اور بستیاں، بالمقابل ساحلی میدانی علاقوں میں اینٹوں اور ٹائلوں کے پرانے عیسائی گھروں سے ممیز ہیں۔

بہت کم عیسائی ان آبادیوں میں ان مقامات تک پہنچ پائے وہ جہاں اصل اسلامی مذہبی عبادت کا مشاہدہ کر سکتے تھے، گو زیادہ تجربہ کار مبصر ان مورسکو مردوں اور عورتوں کا "محمدی فرقہ" سے مسلسل تعلق کا پتہ لگا سکتا تھا جو جمعہ کے دن اپنے بہترین ملبوسات پہنتے تھے۔ رمضان میں چمنیوں سے دھوئیں کی عدم موجودگی نظر آتی تھی اور عشائے ربانی کے دوران اداس یا بسورے چہرے دیکھے جا سکتے تھے۔ غرناطوی دور کے بعد اسپانوی حکام کو اکثر سطح کے نیچے دبے انتہائی دشمن ارادوں کے تصور کیلئے مورسکو فرق کی بیرونی علامات کو دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ان کے شکوک و شبہات کا انحصار اکثر اس بات پر نہیں ہوتا تھا کہ مورسکوؤں نے کیا کیا یا کیا نہیں کیا۔ عیسائیوں نے انہیں محض مفروضات اور تعصبات کی آنکھ سے دیکھا۔ اسپانیہ کے سابق مسلمانوں کی اس ناقابل رشک حالت کو سمجھنے کیلئے جو ہمارے مد نظر ہونی چاہئے، مورسکوؤں کی یہ تصویر دیکھئے کہ صدی کی آخری دہائیوں میں وہ کس حالت میں تھے۔

یہ تصویر ثقافتی اور مذہبی دھونس، نیم نسل پرستی اور موجودہ اسپانوی قوم پرستی کے ایک پیچیدہ باہمی عمل سے متشکل ہوئی تھی جس کی درجہ بندی آسانی سے نہیں کی جاسکتی۔ بعض مورخین نے استدلال کیا ہے کہ نسل پرستی کے جدید تصورات سولہویں صدی کے ہسپانیوی تناظر سے لگا نہیں کھاتے۔ مسلمانوں اور یہودیوں کی طرف عیسائی دشمنی میں نسل کے بجائے مذہب فیصلہ کن عنصر تھا۔ ایسی تنقیدیں کسی حد تک نسل پرستی کے جدید تصورات کے اس

تسلسل کو نظرانداز کر دیتی ہیں جن کے خط و خال کلاسیکی زمانے میں تلاش کئے جا سکتے ہیں۔اس روایت کیلئے یہ خیال اہم ہے کہ کسی خاص معاشرے یا سماجی گروہ کے تمام اراکین کی فطری طور پر ایک جیسی نفرت انگیز، کمتر یا حقیر خصوصیات مشترک ہوتی ہیں۔کمتری کے یہ بیانئے خواہ ثقافت، مذہب یا حیاتیات سے منسوب ہوں وہ گروہ اپنی برتری کے مفروضے کی بنا پر ہمیشہ تسلط، اخراج اور یہاں تک کہ نیست و نابود کرنے کا جواز پیش کرتا ہے۔

سولہویں صدی کے اسپانیہ میں مذہب، ثقافت اور نسل سب اس تلخ دشمنی کا حصہ تھے جس کا رخ مور سکوؤں کی طرف ہوتا تھا۔ایسی دشمنی کی جڑیں خود اسلام کی طرف شدید مذہبی نفرت میں تھیں جو مور سکوؤں کی تصویر کشی میں بطور "سارا سین" اور "ہاجری" اظہار کیا گیا تھا؛ ہاجری متروک قدیم آثار،" یا "ہاجری جانور"——ابراہیم کے غلام لڑکی ہاجرہ سے ناجائز تعلق کے حوالے سے۔سولہویں صدی کے اسپانوی مسلم مخالف مناظروں میں اکثر قرون وسطیٰ کے پیشروؤں کی بازگشت تھی جس میں اسلام ظالم و جابر شیطانی فرقہ تھا جس کے پیروکار ضعیف الاعتقاد اور جنگ پسند وحشی تھے۔

یورپ میں دوسری جگہوں کی طرح اسلام سے نفرت سلطنت عثمانیہ سے خوف کی بنا پر تھی جس کی فوجی اور تکنیکی صلاحیت "ترک" کو" سارا سن" کے مقابلتاً اور بھی مہیب اور خطرناک جغرافیائی سیاسی مخالف بنا دیا۔تمام سولہویں صدی میں ہیپسبرگ سلطنت میں ترکی مخالف پروپیگنڈہ اور آسٹریا کی مشہور ترکی تحریروں میں سنگ دلی سے بے حد "خوفناک ترک" کی ایک ظالم، وحشی اور انسانیت کے دشمن کے طور پر تصویر کشی کی گئی تھی۔4

عثمانیوں کی یہ تصویر، عیسائیت کے "موروثی دشمن" کے طور پر اسپانیہ کی تسخیر نو کے بعد سرایت کر گئی تھی۔1551 میں، بارتولومی دی لاس کاسا، نئی دنیا میں اسپانوی نوآبادیاتی تشدد کے عظیم نقاد نے والادولد میں عالم جوآن گینس دی سیپلویڈا کے ساتھ فاتحین کے محکوم انڈیز کے حقوق پر ایک یادگار بحث میں حصہ لیا جس میں اس نے دلیل دی کہ فتح " ظالمانہ" اور "محمدی" قسم کی تھی جس کا اطلاق انڈیز پر نہیں ہونا چاہیے "گویا انڈیز افریقی مور یا ترک تھے۔"5

اس نے مشہور باضابطہ الزام میں انڈیز پر اسپانوی نوآبادیات کے رویے کی مذمت کی۔ اس نے ہم وطنوں کی زیادتیوں کو" ترکی کی طرف سے عیسائیت کو تباہ کرنے سے" بھی بدتر کہا۔ لاس کاساس کی نظر میں اسلام عیسائیت کا متشدد مخالف تھا جس کے خلاف ایک عیسائی ریاست کیلئے سنگ دلانہ جنگ مکمل طور پر جائز بلکہ واجب بھی تھی جب کہ "معصوم" انڈیز کو زیادہ پرامن ذرائع سے جیتنا تھا۔

سولہویں صدی کے دوران دیگر حکایات میں مسلم علاقوں پر بھی اسپانوی سامراجی فتوحات کے جواز کا سہارا لیا گیا۔ سیپلویدا جیسے علما نے کولمبیا سے پہلے کے امریکہ کے باشندوں کو وحشی دکھایا جو ''قدرتی قانون" کے تحت مفتوح ہونے اور تہذیب یافتہ بننے کے مستحق تھے۔ یہی تصوراتی خاکہ کبھی کبھی موری شمالی افریقہ پر لاگو ہوتا تھا جس کے باشندوں کو ظالم اور وحشی "لوگوں کی بھیڑ" کے طور پر دکھایا جاتا تھا جو اپنی سرزمینوں پر رہنے کے حق دار نہیں تھے۔

موری بربریت کے متعلق یہ تصویر آرچ بشپ دیاگو دی آئیدو کی (Topography and General History of Algiers, 1612) جیسی اسپانوی تحریروں سے ہوئی جو غالباً'' جزوی طور پر الجزائر میں عیسائی اسیروں نے تصنیف کیں۔ آئیدو نے الجزائری مسلمانوں کو ایک سفاک اور وحشی آبادی بتایا جن میں تہذیبی کمی ہے جس کی تصدیق ان کی خوراک، جنسی عمل، بچوں کی پرورش، عیسائیوں کے ساتھ ان کے سلوک اور باہمی معاملات سے ہوئی۔ سولہویں صدی کے دیگر اسپانویوں میں ہائیدو عکاسی کی بازگشت تھی کہ شمالی افریقی مور لالچی، توہم پرست، بدچلن، اور جنسی کج رو ہیں اور اکثر یہی منفی خصوصیات ہسپانوی ''موروں'' پر چپکادی جاتی تھیں۔ اسپانوی تخیل میں مورسکوؤں نے شمالی افریقی ہم عصروں سے نہ صرف اشتراک کیا بلکہ انہی وحشیانہ خصوصیات کے نقش قدم پر چل کر کاستیمی معاشرے، وہ جسے تہذیبی معراج سمجھ بیٹھے تھے، کی نچلی سطح پر رہ گئے۔ مورسکوؤں کو مستقلاً ''اسلامی ماضی کی یاد دلائی جاتی تھی جسے ندامت، حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

چند اسپانوی دانش وروں نے اسپانویت کو بنیاد بنا کر عام قومی شناخت کے تصور کا آغاز کیا جس کے سوتے لاطینی اور وسیگوتھوں کے ماضی سے ملتے تھے۔ اس میں خصوصاً مورسکو کی "مشرقی" اور "افریقی" ثقافت کے نشانات غیر طبعی اور ناپسندیدہ تھے۔ یہ دشمنی عیسائی یورپ میں کسی حد تک اسپانیہ کی نئی طاقت اور حیثیت کا نتیجہ تھی جب کہ اسپانیہ سے باہر اس کا رویہ متضاد تھا۔ اسپانوی ثقافت، اس کے برعکس اٹلی میں نہائت مقبول تھی۔ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ یورپ اسپانوی اور ہیپسبرگ کی طاقت سے ترساں تھا۔ فلپ II نے خود کو اگرچہ "بدعتیوں کا ہتھوڑا" اور کیتھولک مذہبی بنیاد پرستوں کے جنگجو محافظ کے طور پر پیش کیا لیکن بہت سے سرکردہ یورپی عیسائی اسپانیہ کے صدیوں سے طویل اسلامی تسلط کی مہلک سرانڈ کی وجہ سے مشتبہ تھا۔ ولندیزی ماہر الٰہیات اور کلیسا کے مصلح ایراسمس نے سولہویں صدی کے آغاز میں اسپانیہ، جہاں اس کی تحریریں از حد مشہور تھیں، کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا

اور ٹامس موِر کو یہ بھی بتایا کہ "مجھے اسپانیہ پسند نہیں ہے"، بدیں وجہ کہ اسپانوی معاشرہ یہودیوں اور بدعتیوں سے پٹا ہوُا تھا اور دیگر سرکردہ عیسائیوں میں انہی تصورات کی بازگشت تھی۔

ٹیبل ٹاک (1566) میں مارٹن لوتھر نے اسپانیہ کو بدعتی "یہودیوں اور بپتسمہ یافتہ موروں" کا ملک قرار دیا۔

1555 میں اسپانیہ۔۔۔ مخالف کڑواہٹ بھرے پوپ پال چہارم نے بدعتی اسپانیہ کو "یہودیوں اور موروں کی ذریات" کا حوالہ دیا۔ فلپ کی پروٹسٹنٹ یورپ کے ساتھ مذہبی جنگوں کے دوران اسپانیہ کی عکاسی حسب معمول بطور ایک آلودہ اور ناپاک ملک، پروٹسٹنٹ اور اسپانوی۔۔۔ مخالف پروپیگنڈہ میں ضم تھا۔ اسپانیہ کے موری ورثے کی وجہ سے فتح کیلئے تشدد اور بے قاعدگی سے کام لینے کا رجحان ہے۔

1590 کی دہائی میں ایک فرانسیسی کتابچہ میں فلپ دوم نے خود کو "آدھا مور، آدھا یہودی، آدھا سارسین" بیان کیا۔ ولیم آف اورنج کی وسیع پیمانے پر تقسیم کردہ اسپانیہ مخالف اپولوجی (1580) میں فلینڈرس میں ڈیوک آف البا کے خونی جبر کو اس حقیقت پر مبنی قرار دیا کہ "اسپانویوں کا بہت ہی بڑا حصہ، اور خصوصاً جو خود کو امراء شمار کرتے ہیں وہ موروں اور یہودیوں کے خون میں سے ہیں۔" ولندیزی مصنف ایڈورڈ ڈانس نے اسی طرح بریف ڈسکورس آف دی ہسپانیش سٹیٹ (1590) میں انڈیز میں اسپانوی "ظلم" کو اس حقیقت سے منصوب کیا ہے کہ اسپانوی "ظالم اور پکے دغاباز موروں"، میں مل جل گئے تھے" جبکہ کیتھولک شاعر الیساندرو تسونی نے (1612) میں ایک کتابچے میں آبائی اٹلی پر اسپانوی تسلط کی مذمت کی جس میں اسپانیہ کو "موری وحشی، بحر و بر پر یکساں" قرار دیا۔ "ولیم شیکسپیئر نے بھی "دی مور" اوتھیلو کو خودکشی کیلئے "ایک اسپانوی تلوار" دی۔ یہ تصویریں ایک ایسی مملکت کیلئے گہرے زخم اور باعث رسوائی تھیں جو "عالمگیر، کیتھولک، اور کامل" بننے کا متمنی تھا۔ اسپانیہ کے حکمرانوں کے اس عزم کو بلاشبہ تقویت دی کہ اسپانوی معاشرے سے ان اجنبی اثرات کو بیخ و بُن سے اکھاڑ کر خود کو بیرونی دنیا کی نظروں میں "خالص" بنائیں۔

بے جا مذہب پرستی اور ثقافتی تعصب نے مورسکوؤں کے خلاف عیسائی دشمنی کو مختلف طریقوں سے ہوا دی جیسے: امتیازی قانون سازی اور تمام کیلئے خون کی پاکیزگی کے متعلق ضمنی قوانین؛ چند پادریوں کا مورسکوؤں کی شرکت عشائے ربانی سے انکار؛ جہاز پر غلام مورسکوکھویوں کو رسم عشائے ربانی کے مناتے وقت "سر ڈھانپنے پر جبراً مجبور کرنا؛ پرانی عیسائی آبادی کی طرف سے" موری کتوں "اور" موری کتیوں" پر طعنہ زنی کی ہدایت کرنا؛ ان دھتکارے ہوئے مورسکوؤں پر جسمانی حملے کرنا جنہوں نے عدالت استحصال ارتداد کے سامنے ایمان پر"

بطور موڑ" مرنے "کی کوشش کی؛ سرکاری دستاویزات جن میں مختلف طریقوں سے مور سکوؤں کو ایک "وبا،" "طاعون،" "بخار،" ایک "مہلک جتھا" یا" جانور" یا اسپانیہ کے سینہ "کے اندر "زہریلے سانپ" کہا۔

ایسی زبان اکثر سترھویں صدی کے حمائتیوں اور مور سکو۔۔۔ مخالف تحریریں میں تھی جو اخراج کے حق میں لکھی گئی تھیں۔ پرتگالی ڈومینیکن راہب دیمین فونسیکا کی جسٹ ایکسپلژن آف دی مور سکو آف اسپانیہ (1611)۔فونسیکا، والینسیا کے ایک سابق مبلغ نے لکھا کہ مور سکوؤں کو "غداری اور برے رسم ورواج" وراثت میں "خراب خون "ان کی ماں کے دودھ میں ملے تاکہ تمام مور سکو" قوم" کے تمام افراد" میں اپنے آباؤاجداد کی فرسودہ فسق وفجور کی رسومات . . ماؤں کے پیٹ سے سرائت کر جائیں۔

"اصل خون پر گفتگو اور مذہب کو یک جا کرنے کیلئے فونسیکا نے ایزیکیل کی کتاب کا حوالہ دیا اور مور سکو کی موجودگی کا موازنہ اسپانیہ کے اندر ایک انگور کی "بیل" سے کیا جس نے "اپنی ماں کے اندرون سے "خون پیا۔"7 آراگونی پادری پیدرو ازنر کاردونا نے بیان میں ان پرانے عیسائیوں کی مور سکوؤں سے شادی کی مذمت کی اور مور سکوؤں کو آلودگی کا منبع بتایا؛اس طرح ان کے پاس جو "اصل ستھرا نسب تھا وہ بھی ہاتھ سے نکل گیا۔"فونسیکا کی طرح ازنر کاردونا نے مور سکو مخالف رسالہ "جسٹیفائیڈ ایکسپلشن آف دی مور سکوز" لکھنے سے قبل آراگون کی وادی جالون میں مور سکو کے دیہی علاقے میں رہ کر کئی سال بے نتیجہ تبلیغ میں گزارے۔ اس تجربہ نے بعد میں ازنر کاردونا کی مور سکو۔۔۔ مذمت میں یہ کہہ کر حصہ ڈالا کہ لوگوں میں سب سے بدترین، غلیظ اور نیکی، مہذب ادب اور سائنسی علوم کے دشمن ہیں۔ وہ سب نتیجتاً شائستہ، باادب اور خوش مذاق رسم ورواج سے دور ہو گئے۔۔۔ وہ بچوں کو وحشی درندوں کی طرح دوڑتے پھرنے کیلئے لاتے تھے، انہیں نجات کیلئے ہدایات یا عقلی تعلیم نہیں دی جاتی، سوائے اس کے جو ان پر ٹھونسا گیا یا ان کے اعلیٰ افسران نے ان کے بپتسمہ لینے کی وجہ سے شریک ہونے کا پابند کیا تھا۔ان کے جملے بے تکے تھے، گفتگو وحشیانہ، زبان جاہلانہ، لباس پہننے کا انداز ظریفانہ....وہ کھانے میں گنوار تھے۔ وہ ہمیشہ بلا میز یا دیگر قسم کے فرنیچر جس سے انسانوں کی بو باس آئے، زمین پر بیٹھ کر ہی کھاتے تھے۔ وہ جو کھاتے تھے گندی اشیاء تھیں۔ سبزیاں، اناج، پھل، شہد اور دودھ؛ وہ شراب نہیں پیتے اور نہ گوشت کھاتے ہیں تاوقتیکہ وہ خود ذبح نہ کریں۔ وہ عطائی پنا، کہانیاں، رقص، چہل قدمی اور دیگر حیوانی انحرافات پسند کرتے ہیں۔ وہ ایسے کام کرتے ہیں جن میں بہت کم محنت کی ضرورت ہو جیسے پارچہ بافی، سلائی، کفش دوزی، نجاری وغیرہ؛ وہ گلی گلی تیل، مچھلی، شہد، چینی، انڈے، اور دیگر اجناس بیچنے والے ہیں؛ وہ اسلحہ بازی کے اہل نہیں ہیں اور اس طرح بزدل اور زنخا ہیں۔ وہ صرف گروہوں میں

سفر کرتے ہیں؛وہ جنس پرست اور بے وفا ہیں؛وہ نوجوانی میں شادی کرتے ہیں اور خودرو بُوٹیوں کی طرح بڑھتے ہیں جس سے جگہیں گنجان آباد اور زہر آلودہ ہو جاتی ہیں۔8

ازنر کاردونا کی ایک ایسی آبادی سے نفرت جسے وہ بیوقوف وحشی'' سمجھتا تھا کبھی کبھی ایک اوہامی شدت اختیار کرلیتا ہے، جیسے مورسکوؤں کی تصویر کشی میں کہ وہ "لومڑیوں، سانپوں، بچھوؤں، قابل نفرت مینڈکوں، مکڑیاں اور زہریلی چھپکلیوں کے ہڑپ کرنے والے جن کے ظالمانہ زہر سے بہت سے لوگ بیمار ہو کر مر گئے۔ وہ عقابی گھڑ سوار لٹیرے اور شکاری پرندے تھے جو مار کر جیتے تھے۔ وہ بھیڑوں کے درمیان بھیڑیے، شہد کی مکھیوں کے چھتے میں نکھٹو، فاختاؤں کے درمیان کوے، کلیسیا میں کتے، بنی اسرائیلیوں کے درمیان خانہ بدوش اور آخر میں کیتھولکوں کے درمیان بدعتی''9 دیگر پادریوں نے بھی انہیں اپنے کلیسائی حلقوں میں بلاسوچے سمجھے رد کر دیا تھا۔ راہب مارکوس دی گواداالاخارا نے یاد کیا کہ "وہ شیطان کی طرح انتہائی متبرک صلیب کے دشمن تھے۔ ''10 دومینیکنی راہب بلاس وردو کو بعد میں یاد آیا کہ "خوفناک، گونگے اور خاموش دلائل جو خون میں شوروغل برپا کر رہے تھے. ہم نے جب انہیں تبلیغ کی تو ان بدبختوں نے جواب دیا: میرا باپ— مور؛ میں— مور۔"11

مورسکوؤں کو سولہویں صدی کے اسپانیہ میں خانہ بدوشوں کی طرح ایسا ہی پر خطر اور پس ماندہ مقام نصیب تھا۔ انہیں اکثر ایک کینہ پرور ذیلی ثقافت کے طور پر سمجھا جاتا تھا جس کے ارکان پر ملحدانہ مذہبی رسومات، جرم اور قتل کا شبہ تھا۔ ان پر ایسا تعصب مسلط کیا گیا جو مثبت خصوصیات کو کراہت اور سخت نفرت میں تبدیل کر سکتا تھا۔ فونسیکا کے نزدیک ویلنسیئن مورسکوؤں کی کمتری اس لحاظ سے مصدقہ تھی کہ ان میں سے بہت لوگ "کھردرے اور پہاڑی" علاقوں میں رہتے تھے جہاں ان وحشیوں نے کیتھولکوں کی مجلس سے دور زندگی بسر کرنا منتخب کیا۔"12 مورسکوؤں سے نفرت اگر اس وجہ سے تھی کہ وہ کہاں رہتے تھے یا کیا کھاتے تھے وہ اپنے دشمنوں میں باہوش رہنے اور جفاکشی کی خصوصیات کی وجہ سے بھی حقیر تھے جو انہیں عیسائی آجروں کی نظر میں پرکشش بناتی تھیں۔ کاستیہ کے عیسائی مبصرین نے چند غرناطوی مورسکوؤں کی ہوش ربا اقتصادی ترقی پر اکثر حسد اور حیرت کا اظہار کیا اور ان کی ترقی کو اس حقیقت سے منسوب کیا کہ مورسکو عیسائیوں کے مقابلتاً سخت جان اور کم کھانے پینے والے تھے اور اس وجہ سے ایک غیر منصفانہ فوقیت حاصل تھی۔

مورسکو مخالف چند بیانیوں میں مزید الزام لگایا گیا کہ وہ دانستہ زیادہ وقت تک کام کرنے اور کنجوس رہ کر اجتماعی سازش کے تحت عیسائی معیشت کو کمزور کر کے چپکے سے اسپانیہ پر قابض ہونا چاہتے تھے۔ مورسکوؤں کو عیسائی اکثر

بظاہر کنجوس لیکن درپردہ زیادہ دولت مند تصور کرتے تھے۔ ایسے عقائد کے ساتھ کبھی کبھار ایسے الزامات بھی تھے کہ وہ خفیہ طور پر اسپانیہ کے سونے، چاندی کے ذخائر جمع کر رہے تھے۔

فلپ کے اقتدار کے آخری سالوں کے دوران معاشی بحران اور دیوالیہ پن سے یہ خیال کہ مورسکو اسپانیہ کی تمام دولت کے "اسفنج تھے" نے کسی حد تک اس کی جعلی وضاحت فراہم کی۔ ان سے پہلے عیسائی۔۔یہودیوں کی طرح مورسکو مخالف جذبات کو کبھی کبھی حسد اور ناراضی، اگرچہ کم پیمانے پر، سے جِلا دی جاتی تھی۔ ستمبر 1607 میں کاستیہ کی کونسل کے اجلاس میں پیدرو دی ویسگا نامی ایک کونسلر نے مورسکوؤں کو طبّی لیکچرز میں شرکت پر پابندی عائد کرنے کا اس بنیاد پر مطالبہ کیا کہ غیر رجسٹرڈ طلباء مورسکو حاصل کردہ علم طب عیسائیوں کے قتل کیلئے استعمال کر رہے تھے۔ ویسگا نے دلیل دی کہ خصوصاً طب اور دیگر "باعزت" پیشے عیسائیوں کیلئے ہونا چاہیے۔ اس نے دلائل کی تائید میں مطلع کیا کہ میدرد میں کونسل کو ایک مورسکو ڈاکٹر کے متعلق بتایا جو بدلہ خُو کے نام سے جانا جاتا ہے، جس نے ''زہریلی مرہم'' کے استعمال سے تین ہزار مسیحی مریضوں کو مبینہ طور پر قتل کیا۔ ایک اور ڈاکٹر نے اپنے پرانے مسیحی مریضوں کے اعضاء کاٹ دئے تاکہ وہ ہتھیار استعمال نہ کر سکیں۔ بہت سے لوگوں کے ساتھ غیر رجسٹرڈ مورسکو طلباء جو اسپانوی یونیورسٹیوں میں جا رہے تھے، ویسگا نے خبردار کیا کہ مورسکو ڈاکٹر جلد ہی ترکوں، انگریزوں اور دوسرے دشمنوں کے مقابلتاً اس بادشاہت میں ''مزید لوگوں کو'' خود ہی مارنے کے قابل ہو جائیں گے 13۔''

ان خیالی تصورات کی جزوی طور پر غالباً معاشی مسابقت ختم کرنے کی خواہش سے حوصلہ افزائی کی گئی۔ مورسکو مخالف تعصب شاذ و نادر ہی کافی استقلال سے سماجی و اقتصادی تشریحات تک پہنچ پاتا تھا۔ تعصب اور نفرت نے ان کے اپنے مفروضے پیدا کیے جو اکثر متضاد اور غیر منطقی ہوتے تھے. مورسکو اگر جان بوجھ کر عیسائی معاشرے کو کمزور کرنے کیلئے بہت زیادہ محنت کر رہے تھے تو ان پر بھی طفیلی اور کاہل ہونے کا الزام لگ سکتا تھا اور اپنی تصوراتی خوش قسمتی کو باغبانی اور دکان داری جیسی غیر ضروری ملازمتوں کے ذریعے اکٹھا کر سکتے تھے۔

یہ تمام الزامات ان مفروضات پر قائم تھے کہ مورسکو عیسائیت کو تباہ کرنے اور اسپانیہ پر قبضہ کرنے کی اپنی حتمی خواہش پر متحد تھے۔ جب ایک بار یہ خاکہ قبول کر لیا گیا تو انتہائی خاکسار مورسکو دکاندار یا نہائت بے رحمی سے استحصال زدہ مورسکو کسان بھی عیسائی معاشرے کیلئے جلد ہی خطرہ بن سکتا تھا۔ مورسکو کے خوف سے اس خطرہ کا مسیحی آبادی میں اس وجہ سے بے تحاشہ اضافہ ہو رہا تھا کہ مورسکوؤں کی وسیع پیمانے پر آبادی ہمارا نقصان کرنے سے

بڑھ رہی ہے۔عام خیال یہی تھا کہ مورسکو کم عمر میں شادی کرنے کی وجہ سے ان کے خاندان بڑے ہیں جبکہ عیسائی آبادی قدرے اس وجہ سے بھی کم ہو رہی تھی کہ وہ بادشاہ کی جنگوں میں لڑتے اور مرتے تھے اور اس لیے بھی کہ عیسائی کلیسا میں داخل ہوتے تھے، تجرد اور جنسی تعلقات پر پابندی کو نہائت اعلیٰ اہمیت دیتے تھے۔آسٹریا کے ڈان جان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے شاعر جوخان روفوای گو تیریز نے اسپانیہ کو بہادری سے دشمنوں کی "خود کش لہروں" سے لڑتے ہوئے دکھایا جب کہ مورسکو "نقصان سے محفوظ" گھر پر ہی رہے اور تین سال میں چار بچے پیدا کئے۔"14

1571 میں ایک جرمن نامہ نگار سیبیہ میں فوگر بینکنگ خاندان نے غرناطوی مورسکو جلاوطنوں کی اسپانیہ میں ان کے حصوں میں آباد کرنے پر تنقید اور بحث کی کہ "اس طرح موروں سے ملنے پر اسپانوی پہلے سے زیادہ داغ دار اور گھل مل گئے۔وہ اور یہودی اسی طرح شاہی خرگوشوں کے بڑھنے کی مانند عظیم اور مضبوط ترین نسل ہوں گے۔"

جسمانی نسلی یا سماجی نسلی اقلیتوں کا ثقافتی تسلط کی طرف بڑھتا ہوا بار بار وقوع پذیر ہونے والا تاریخی رجحان ہے جو قابل تصدیق حقائق کے برعکس موضوعی نقوش اور بدترین صورت حال پر مبنی ہونے پر مائل ہوتا ہے۔مورسکوؤں کے متعلق عیسائیوں کا رویہ استثنائی نہیں تھا۔جدید علمی تحقیق میں یہ خبر نہیں ملی کہ مورسکو عیسائیوں سے بہت کم عمر میں شادی کرتے تھے اور نہ ہی دستیاب شواہد اس عقیدے کی تائید کرتے ہیں کہ صدی کے آخر میں عیسائیوں کے مقابلتاً ان کے خاندان تیزی سے بڑھ رہے تھے۔15

فلپ کے دور حکومت میں کاستیہ میں مورسکوؤں کی کل تعداد شاید تقریباً 6,600,000 کی مجموعی آبادی میں سے 70,000 سے زیادہ کبھی نہیں پہنچی لیکن مذہبی محتسبین رپورٹوں میں پیش گوئی کرتے رہے کہ تولیدو، سویل اور اویلا جیسے شہروں میں مورسکو آبادی جلد ہی عیسائیوں سے بڑھ جائے گی۔ ویلینسیا، جہاں مورسکو آبادی زیادہ تھی، تمام سولہویں صدی میں مجموعی آبادی کا تقریباً ایک تہائی یعنی اسی مقام پر رہی۔یہ عقیدہ کہ مورسکو "خرگوشوں کی طرح افزائش کر رہے تھے" اسے اکثر بلا تحقیق ایسا سمجھا جاتا تھا اور یہ ان سے نفرت اور خوف کی ایک اور وجہ بن گیا تھا۔آبادی کی ساخت کی وجہ سے عیسائی تصورات نے پریشانیوں کی بنیاد پر مبصرین نے یہ تاثر لیا کہ مورسکو پس ماندہ بستیوں کے لوگوں میں اچھال آنے کی وجہ سے ان کے پڑوس میں آبسیں گے۔

مور سکوزر خیزی کے خوف کے دقیانوسی تصورات میں ''شہوت پرست مور''کا تصور بھی شامل تھاکہ عیسائیوں کے مقابلتاً مور سکو جنسی تعلقات میں زیادہ آزاد تھے۔ وہ تعدداز دواج اور رشتہ داروں میں شادی کرنے پر عمل پیرا تھے جبکہ عیسائی قیاساً زیادہ تر تجرد پر مائل تھے۔ تعدداز دواج در حقیقت وسیع پیمانے پر کبھی اُس قدر عام تھی نہیں جتنی عیسائی تصور کرتے تھے۔ چند دولت مند مور سکو گو جزوی طور اس کے متحمل ہو سکتے تھے۔ مور سکو۔۔ مخالف مناظرین میں جنسیت مکرر جنون تھا جیسے ڈومینیکن راہب جیمی بلیدا نے مور سکوؤں کو ''وحشی اور شہوت پرست'' بیان کیا، بکری بحیثیت جنسی علامات، انہوں نے خود کو ہر قسم کے گناہ کے سپرد کر دیا۔''16

قرون وسطیٰ کے مسلم۔۔ دشمنی مناظروں میں پیغمبر کی ''شہوت پرستی'' کی مذمت میں ایسی ہی عکاسی کی بازگشت تھی۔ سولہویں صدی کے ایک اسپانوی مصنف نے محمد کے پیروکاروں کی پارٹیوں اور شادیوں میں اجتماعی مے نوشی اور کھلے جنسی ملاپ کی تقریبات کو بیان کیا کہ جہاں انہوں نے خود پر کوڑے برسائے، ہیجانی نشہ میں ''خود کو جسمانی حیوانیت کے حوالے کر دیا اور یہ نہ سمجھا کہ ایسا کرنا گناہ تھا، کم سن لڑکیوں سے متمتع ہوئے، گویا ان کی ساری خوشیاں اشیائے خورد و نوش اور اور ہوس پرستی میں ہیں۔''17

یہ از حد جنسی بے حیائی اور اوباشی کے الزامات تھے جو خاص ترکوں اور موروں پر جسمانی۔۔ نسلی یا سماجی۔۔ نسلی مسلم گروہوں پر لگائے گئے تھے۔ شمالی افریقہ کے یورپی مسافروں نے وہاں کے باشندوں کی اکثر بے حیائی، اغلام پرستی، بدکاری اور حیوانوں سے بدکاری کی طرف مائل ہونے کی تصویر کشی کی۔ سکاٹی سیاح ولیم لتھگو کی نظر میں فیض کی ''ملعون پُر شہوت خواتین عیش و عشرت کے متوالوں کی ہوس پرستی کی خاطر طرفین سے کرنے کیلئے تیار تھیں۔'' 18 دیاگو دی آئیدو نے اصرار کیا کہ الجزائریوں میں، عربوں کی تقلید میں حیوانوں سے جفتی بہت عام ہے جو اس برائی کیلئے بدنام ہیں۔''19

مور سکوؤں پر ایسی منظر کشی بآسانی منڈھ دی جاتی تھی اور کبھی کبھی جیسے 1594 میں عدالت استحصال ارتداد کی اتنیکوا ایرا کے عیسائی کارندے کی غلام موریسکا کی جادو گری کے خلاف قانونی کاروائی ہوئی جس میں بیان کردہ قسم کی نیم فحش نگارانہ ذہنی شبیہ بیان کی۔ مقدمے کی سماعت کے مطابق ان طریقوں میں بعض ''الفاظ کے تلفظ کے ورد سے اس پر ایک کالے آدمی کی شکل میں شیطان نازل ہوتا تھا جو موریسکا کو طلوع صبح پر گھر واپس آنے سے قبل ''شہوت پرستی'' کیلئے دیہی علاقوں کی طرف اڑ جاتا تھا۔20

ایسی دبی ذہنی خواہشات کی شبیہ بنانے کی خاطر زیریں رو کا پتہ لگانے کیلئے ماہر نفسیات ہونا ضروری نہیں ہے جو اکثر یورپی جادو گرنیوں کی عدالتی تحقیقات میں پائی جاتی تھی۔ جنس سے مورسکو کراہت اور دل فریبی کیتھولک اور اسلام کے درمیان مختلف رویوں کا نتیجہ تھی۔ کیتھولک کلیسا میں عفت اور تجرد قابل احترام تھے جب کہ اسلام ایک ایسا مذہب تھا جس کے بانی نے متعدد شادیاں کیں اور جس کا مقدس متن جنت کی منظوم جنسی لذات کی وضاحتوں سے بھرا ہوا تھا۔ کیتھولک مذہب جنسی تعلق کو ایک ناگزیر لیکن گناہ کی سرگرمی کے طور پر شمار کرتا ہے جو انواع کی افزائش کیلئے ضروری تھا، اسلام نے جنسی عمل کو مقدس فعل جانا بشرطیکہ یہ شادی کی حدود میں انجام پائے۔

سترھویں صدی کا ایک الجامیڈو مخطوطہ ایک گمنام جلاوطن تیونیسی مصنف سے منسوب ہے۔ یہ شادی شدہ جوڑوں کیلئے ایک شہوت انگیز کتابچہ ہے جس میں شوہروں کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ دخول پر ہیجانی شہوت کی انتہا میں تاخیر کیلئے بِاسمِ الٰہی ("اللہ کے شروع کرتا ہوں") کہے "جب تک اسے یقین نہ ہو کہ دونوں بیک وقت اس تک پہنچ گئے ہیں: جب جنسی انسلاک یوں انجام پائے تو یہ عمل نہائت پر مسرت ہے۔"21

ازدواجی جنسی تعلقات کے اس جشن کا یہ مطلب نہیں تھا کہ اسلام میں غیر محدود جنسی سرگرمی کی اجازت تھی—اس سے بہت بعید۔ کیتھولک مذہب میں تعظیمِ عفت اور تجرد کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تمام عیسائی اس پر کاربند ہیں۔ ہیپسبرگ اسپانیہ میں قحبہ خانوں کا پھیلاؤ اور عدالتِ استحصالِ ارتداد نے بڑی تعداد میں دو بیویوں والے، "سادہ زنا" یا اغلام بازی کے "گھناؤنے گناہ" کے مجرم عیسائیوں پر مقدمہ چلانا اس کا ثبوت ہیں کہ قول اور فعل کے درمیان ابدی خلیج حائل ہے جب کہ حکام کیلئے اسپانوی پادریوں کی شہوت پرستی کلیسائی، لا مذہب—اور مورسکوؤں کیلئے مسلسل اہانت آمیز تھی۔

تعصب حقیقت کی تعبیر اپنے ڈھنگ سے کرتا ہے اور ان تکلیف دہ حقائق کو نظر انداز کرتا ہے جو اس کے مفروضات کی تردید کرتے ہیں۔ سولہویں صدی کے اسپانوی باشندوں کے مورسکوؤں کی طرف رویوں میں اس رجحان کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ ایسا تعصب صرف مذہبی محتسبوں اور ناراض دیہاتی پادریوں تک ہی محدود نہیں تھا۔ مورسکو عموماً اسپانوی ادب کے سنہری دور میں ظالمانہ تضحیک، نفرت انگیز مذاق یا حقارت کے طور پر پیش کئے جاتے تھے۔ اسپانیہ کے عظیم ترین ادیبوں، قرطبہ کے شاعر لوئس دی گونگورا سے ڈرامہ نگار لوپ دی ویگا تک نے ان کے اسپانوی تلفظ،، سؤر کے گوشت اور دیگر کھانوں سے ان کی کراہت کا مذاق اڑانے کیلئے اکثر زبان زد عام لفظ قزاق

استعمال کرتے تھے۔فرانسکو دی کوئیویدو نے حقارت سے ان کی عیسائی کنیتوں کا یہ کہہ کر مذاق اڑایا کہ "کسبیوں اور مورسکو نے ان پر ناجائز قبضہ کر لیا ہے'' اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا کہ ان پر ایسے نام جبراً لگائے گئے تھے۔22

کوئیویدو کے دل کش ناول(1626) The Swindler میں ایک بدمعاش مرکزی کردار ایک سرائے میں رہتا ہے جس کا "مالک مکان ان لوگوں میں سے تھا جو خُدا کو اچھا اخلاق سمجھ کر مانتے ہیں پر خلوص ہو کر نہیں؛لوگ انہیں مورسکو کہتے ہیں۔لمبی ناک والے ایسے لوگوں کی کوئی کمی نہیں ہے وہ جنہیں صرف بیکن کو سونگھنے کیلئے استعمال کرتے ہیں۔"23

اسپانوی ادب میں مورسکوؤں کی چند انتہائی متعصب تصاویر۔ میگوئل دی سروانیتس کے ڈائیلاگ آف دی ڈوگز میں موجود ہیں جس میں برگنزا نامی کتا گرینادا میں اپنے مورسکو ماسٹر کے متعلق مورسکو اسپانیہ پر ایک عام فردِ جرم بیان کرتا ہے :اتنے لوگوں میں سے ایک ایسا آدمی تلاش کرنا ایک معجزہ ہوگا جو حقیقی مسیحی قوانین پر یقین رکھتا ہو؛ان کا واحد مقصد پیسہ کمانا اور ذخیرہ کرنا ہے اور اس حصول کیلئے وہ کام کرتے ہیں اور کھاتے نہیں...۔ وہ اسپانیہ میں پیسوں کا سب سے بڑا خزانہ جمع کر رہے ہیں.وہ پیسے کی تجوریاں،پتنگے،مینا اور نیولے ہیں؛وہ حاصل کر کے چھپا کر نگل جاتے ہیں۔ذرا سوچیں کہ وہ کتنے ہیں اور ان میں سے وہ ہر روز کما کر کچھ رقم چھپاتے ہیں اور یہ ذہن میں رکھئے کہ آہستہ بخار اتنا ہی مہلک ہو سکتا ہے جتنا اچانک اور وہ جیسے جیسے تعداد میں بڑھتے ہیں،اتنی تعداد میں پیسہ چھپانے والوں میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور لازماً بے تحاشا ہوتا رہے گا جیسا کہ تجربہ سے ظاہر ہوا ہے۔وہ عفت کی پرواہ نہیں کرتے اور نہ ہی ان میں سے کوئی مرد یا عورت مقدس رسوم کو قبول کرتا ہے۔ وہ سب شادی کرتے ہیں اور شراب سے اجتناب کی وجہ سے ان کی نسل کی تعداد بڑھتی ہے۔جنگ انہیں تھکاتی نہیں اور نہ ہی وہ حد سے زیادہ کام کرتے ہیں؛وہ ہماری جائیداد کے پھل ہم سے نہائت آسانی سے چوری کر کے واپس ہمیں کو بیچتے ہیں،وہ یوں خود کو امیر بناتے ہیں۔24

سروانیتس،لیپانتو کی لڑائی کا ایک تجربہ کار سپاہی جس میں اس کا ایک ہاتھ ناکارہ ہو گیا، کے الجزائری زرعی زمینوں پر اسیری کے پانچ سخت سال بلاشبہ عیسائی دقیانوسی تصورات کی بازگشت ہیں۔اس کا رویہ مسلم اسپانیہ کی طرف برگنزا کی مذمت ''مورسکو کمینوں کی ٹولی'' سے زیادہ پیچیدہ تھا"اور اس نے ڈان کیاتی کے دوسرے حصے میں مورسکوؤں کی مزید نازک سی تصویر کشی بھی شامل کی جو اخراج کے بعد لکھی گئی۔تاہم سولہویں صدی کے آخر میں مورسکوؤں کی ہمدردانہ ادبی عکاسیاں نایاب تھیں۔

گینیس پیریز دی خیتا کے غرناطوی وقائع کے علاوہ چند مثبت ثقافتوں میں سے ایک مورسکو اسپانیہ کا گمنام ناول ابن سرراج اور خوبصورت جریفا (1561) میں ہے۔ پندرہویں صدی کے غرناطوی۔عیسائی تنازعہ میں یہ محبت، غیرت اور بہادری کی ایک نازک فرضی کہانی کا واقعہ تھا جس میں ایک غرناطوی موری رئیس ابن درائز، حکمران ابن سرراج قبیلہ کے ایک رکن کو عیسائی کمانڈر رودریگودی نروائیز نے قیدی بنالیا۔ وہ سرو قد اور خوب رو تھا اور سواری کے دوران ایک پروقار شخصیت لگ رہا تھا۔ اس کے دائیں بازو پر ایک خوبصورت خاتون کی تصویر ٹانکی ہوئی تھی اور ہاتھ میں ایک موٹا اور خوبصورت دوشاخہ اٹھائے ہوئے تھا۔ وہ خنجر اور چھوٹی تلوار سے لیس تھا اور سر پر دفاع اور خوبصورتی کیلئے تیونسی طریقے سے کئی بل کھاتی پگڑی لپیٹ رکھی تھی۔ معزز موراُنہی کپڑوں میں وہ گیت گاتا ہوا آیا جو اس نے اپنی محبوبہ کی یاد میں ترتیب دیا تھا۔ 25

ابن درائز نے منتظر مسیحیوں کے حملے میں چاروں حملہ آوروں کو ہلاک کر دیا اور خود کو عیسائی رئیس رودریگو دی نار وائیز کے برابر کا ایک قابل قدر دشمن ثابت کیا جس نے اسے ایک ہی ہلّے میں شکست دے کر زخمی کیا۔ ابن درائز نے اسیری کے دوران نار وائیز کو جریفا کیلئے اپنی پرجوش محبت کے متعلق بتایا کہ وہ ایک خوبصورت موری شہزادی ہے جس کے والد پر گریناڈا کے موری بادشاہ کے خلاف سازش میں ملوث ہونے کا الزام لگایا گیا ہے۔ نار وائیز اس کی کہانی سے اتنا متاثر ہوا کہ وہ ابن درائز کو جریفا سے ملنے اور شادی کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ تین دن میں قید میں واپس آجائے۔ ابن درائز وعدہ کرتا ہے اور دونوں محبت کرنے والے دوبارہ مل جاتے ہیں۔ وہ جب جریفہ کو اپنے معاہدے کے متعلق بتاتا ہے وہ اس سے رکنے کی التجا کرتی اور تاوان ادا کرنے کی پیشکش کرتی ہے۔ ابن درائز وعدہ توڑنے سے انکار کرتا ہے۔ جریفہ پھر اعلان کرتی ہے کہ "خدا کبھی نہیں چاہے گا کہ میں آزاد رہوں جب تک تم قید میں ہو" اور وہ اس کے ساتھ قید کی طرف چل دیتی ہے۔

نار وائیز کے قلعے میں پہنچنے پر عیسائی رئیس اس کی شرافت اور محبت کے اس مظاہرے سے بہت متاثر ہو کر قیدی اور جریفہ دونوں کو رہا کر دیتا ہے اور گریناڈا کے موری بادشاہ کو جریفا کے والد کی بے گناہی کی درخواست بھی لکھتا ہے۔ یہ تمام کچھ بخوشی اختتام پذیر ہوتا ہے جب اس کے والد نے بادشاہ سے صلح کر لی اور اپنی بیٹی کی خفیہ شادی کو قبول کر لیا۔ نار وائیز، ابن درائز اور اس کی اہلیہ میں "ایک مضبوط دوستی ہو گئی جو تمام عمر قائم رہی۔"

ابن سرراج اس "عالی ظرف مور" کی شخصیت کا راگ الاپتا ہے جو عیسائی قرون وسطیٰ کی رزمیہ نظموں میں نمایاں ہے۔ موری اور عیسائی مخالفوں کے درمیان دوستی، بہادری کے مشترکہ تصور سے ممکن ہو سکی—ایک ہم آہنگی

جو صرف عالی ظرف لوگوں کے درمیان ممکن ہے جو ایک ہی عظیم نسب اور ضابطہ اخلاق میں اشتراک کرتے ہیں۔ ابن درائیز جو ایک اعلیٰ عیسائی جنگجو سے بیک وقت ایک شکست خوردہ مور ہے جس کی فتح میں عالی ظرفی اس کی شرافت اور عظمت کی تصدیق کرتی ہے۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد "اچھی انڈیز،" مغربی فلموں کی طرح جن میں ایسا دشمن یادرفتہ کی تعریف کا موضوع بن سکتا ہے کیوں کہ وہ اب خطرناک نہیں رہا۔ ابن سرراج کی خوش کن قرارداد کم از کم مسلم اور عیسائی اسپانیہ کے درمیان مفاہمت کی ایک تصوراتی تصویر پیش کرتی ہے۔ گریناڈا کے بعد اگرچہ ایسے نتیجہ کی مقبولیت میں تیزی کا امکان نہیں رہا لیکن ناول کی مقبولیت سے پتہ چلتا ہے کہ سولہویں صدی کے قارئین کیلئے یہ امکان ناخوشگوار نہیں تھا۔

موری ثقافت کی ایسی ادبی عکاسیاں قرون وسطیٰ کے سحر کی بازگشت ہیں جسے غیر ملکی زائرین نے کبھی کاستیہ کی اشرافیہ میں دیکھی تھیں۔ ایک ایسا سحر جس کی باقی ماندہ چمک سولہویں صدی میں بھی نظر آتی تھی۔ آسٹریا کے ڈان جان کو جب گریناڈا میں جن عیسائی گھڑ سواروں نے استقبال کیا وہ موری ریشم اور لمبی قمیصوں میں ملبوس تھے۔

فلپ نے 1593 میں تولیدوئی مراکشی سلطان کی درخواست پر اس کی خاندانی تصویر بنانے کیلئے مصور بلاس دی پرادو کو مراکش بھیجا۔ پرادو کو نے اپنے مقررہ کام سے واپسی پر کھانا موری انداز میں فرشی گدی پر بیٹھ کر کھانا شروع کیا۔ دربای ایک مراعات یافتہ فنکار کے تصنع کو برداشت کر سکتی ہے جو "دیسی بن گیا" لیکن مورسکوؤں کے اپنے درمیان ایسا سلوک بہت ہی مختلف ردعمل پیدا کر سکتا تھا۔

یہ واضح تھا کہ تمام عیسائی مورسکوؤں کو "حقیر ترین" نہیں مانتے تھے۔ اکتوبر 1594 میں شاہی سیکرٹری فرانسسکو دی ایدیا کوایزنے مورسکوؤں کو اسپانیہ کیلئے ایک ممکنہ اثاثہ قرار دیا۔ اس نے یہ جان کر کہ "عیسائیوں کو زراعت نہیں بھاتی،" "مورسکوؤں کی محنت، کفایت شعاری اور کاشت کاری میں مہارت کی تعریف کی اور یہ لکھا کہ "زمین کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو انہیں دیا جائے تو وہ تمام ملک میں تن تنہا زرخیزی اور فراوانی لانے کیلئے کافی ہوں گے۔ "26

ایکستریمادورا کے شہر پلاسینسیا کی اپنی تاریخ میں فرے الونسو فیر ناندیس نے مقامی مورسکوؤں کو مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا: وہ باغات کی کھیتی میں مستعد تھے اور پرانے عیسائیوں کے معاشرے سے الگ رہتے اور ترجیح دیتے تھے کہ ان کی زندگی نظر جما کر دیکھنے کی چیز نہ بن جائے.... انہوں نے شہر اور دیہات کی بہترین جگہوں پر کھانا

بیچا۔ان میں سے زیادہ تر اپنے ہاتھ کا کمایا کھاتے ہیں۔ان سب نے ٹیکس اور تخمینے خندہ پیشانی سے ادا کئے اور کھانے اور لباس میں اعتدال پسند تھے....انہیں اپنے ہی لوگوں سے بھیک مانگنے میں کوئی فائدہ نظر نہ آیا۔سب کا کوئی نہ کوئی پیشہ تھااور ملازمت میں مصروف تھے۔ 27

فروری 1585 میں ہسپانیہ کے تولیدوئی گاؤں کے کوئیں کی تہ میں اندریسیکو نامی ایک نوجوان عیسائی لڑکے کی لاش ملی جس پر لامذہب حکام نے قتل کے شبہ میں تین غرناطی مورسکوؤں کو گرفتار کر لیا۔قتل کے مقدمہ میں ملتے جلتے رسمی قتل میں کاستیہ کے غرناطوی غالب خوف کی بنا پر مورسکو واضح طور پر قربانی کا بکرا تھے جن کا جرم پہلے سے طے شدہ لگتا تھا۔مقتول کی والدہ نے مقامی جج کو یہ بتاتے ہوئے ملزمان کے خلاف الزامات عائد کرنے سے انکار کر دیا کہ اسے یقین نہیں تھا کہ اس کے بیٹے کو کس نے قتل کیا ہے۔مقدمے میں مختلف مقامی عیسائیوں نے گواہی دی کہ بشمول ایک گواہ جس نے تینوں مشتبہ افراد کو "اچھا"قرار دیا جو مہذب زندگی گزارتے ہیں اور اچھی شہرت کے مالک ہیں"اور اس پر مصر ہوئے کہ مذکورہ مورسکو اس مشتبہ۔"جرم کا ارتکاب نہیں کر سکتے تھے۔ 28 تینوں مورسکوؤں کو نتیجتاً بری کر دیا گیا.اسپانیہ کے دیگر حصوں میں اس بات کا ثبوت موجود تھا کہ ایسی عیسائی برادریاں اور افراد مروجہ تعصب اور رسوائی کو مسترد کرنے والے اس قابل تھے کہ مورسکوؤں کے ساتھ تعلقات قائم کریں۔کاستیہی شہروں جیسے ویلادولد،ایویلا اور تولیدو میں پرانے مورسکوؤں کو عیسائیوں نے اس حد تک قبول کیا کہ انہیں مقامی سٹی کونسلوں میں ووٹنگ کے حقوق دیئے۔

گریناڈا میں 1585 میں عیسائیوں نے ان مورسکوؤں کے اخراج کے نئے شاہی احکامات کی مخالفت کی جو بغاوت کے بعد شہر میں رہ گئے تھے یا لوٹ آئے تھے۔ فلپ نے ان کے ہٹانے پر اصرار کیا اور اسی سال اگست میں تین ہزار مورسکو کو ملک بدر کیا گیا۔ان جلاوطنیوں کی مخالفت جزوی طور پر خود غرضی پر مبنی تھی۔ان میں بہت سے مورسکو عیسائیوں کے غلام تھے یا مقامی معیشت میں لوگوں کے ساتھ تعاون کرتے تھے لیکن کبھی کبھار خود غرضی اور مقامی ضرورت نے تجدید۔۔۔مخالف اسپانیہ کے جارحانہ وطن پرست ماحول میں بھی بقائے باہمی کو ممکن بنایا۔

مورسکوؤں کو مسیحیوں کے نہائت اظہارِ رواداری کے باوجود اسپانوی معاشرے میں ایک مستقل اور مخصوص موجودگی مثبت اثبات میں کبھی نصیب نہ سکی۔ مسیحی برادریوں کو اگر دوسروں کے مقابلتاً مورسکوؤں کے رسم ورواج اور زبان میں مزید عدم مداخلت کیلئے تیار بھی کیا ہوتا تب بھی ان کی بقا بالآخر ان کی مسلم اصلیت عیسائی معاشرے میں متجاوز ہونے کی اس قدر صلاحیت سے مشروط تھی کہ وہ مسیحی معاشرہ میں اتنے ضم ہو جائیں کہ پہچانے نہ جا سکیں۔اس

عمل کے وقوع پذیر ہونے کیلئے عیسائی معاشرے کو اپنے راسخ تعصبات سے چھٹکارا حاصل کرنا ہوگا۔ ایسے سوالات صرف سولہویں صدی ہی سے متعلقہ نہیں۔ایک غالب اکثریت ایک اقلیتی گروہ کو اپنے اندر کیسے جذب کر سکتی ہے جسے وہ کمتر، حقیر اور خطرناک سمجھتی ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ کسی خاص گروہ کے پیروکاروں سے نفرت کئے بغیر اس کے مذہبی عقائد اور ثقافتی طریقوں کو حقیر سمجھا جائے؟ اگر ایک گروہ کسی دوسرے کے عقائد اور عوامل کو طاقت کے ذریعے ختم کرنے کی کوشش کرے تو اول الذکر کو کیسے یقین آ سکتا ہے کہ یہ مسلط کردہ تبدیلی اخلاص و استقلال پر مبنی ہے؟

فلپ نے 1588 میں انجیل کے ایک تبلیغی پروگرام کے حکم کے متعلق کلیسیائی مصنف الفونسو چاکون نے بادشاہ کو خبردار کیا کہ وہ اس بات کا خیال رکھے کہ ''اسپانیہ ایسے راکششوں کو نہیں پال رہا جو ایک دن اس کا گوشت کھا لے۔'' اس نے دعویٰ کیا کہ مورسکو جو بظاہر اچھے عیسائی دکھائی دیتے تھے ''وہ صرف اپنا آگا اس لئے دکھارہے ہیں کہ وہ کیا نہیں ہیں اور ساتھ ہی چھپانے کیلئے کہ وہ کیا ہیں۔"29 چاکن نے سفارش کی کہ مورسکوؤں کو عیسائیوں میں ضم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ معاشرے میں اس نے ایک اور موقع پر تجویز بھی پیش کی کہ انہیں نشان زدہ لباس پہنوایا جائے تاکہ ان کی اصلیت ہمیشہ قابل شناخت رہے۔ مورسکو، چاکون کی نظر میں "راکششوں" کا انضمام یہی ہے کہ انہیں قدرے دور ہی رکھا جائے—ایک تجویز جس میں مسلسل علیحدگی اور ایک مختلف قسم کا اخراج رقم تھا۔

اس متضاد تجویز نے ایک بار پھر اسپانیہ کے تصور کے عین وسط میں بار بار ہونے والی اس کشیدگی کو ظاہر کیا جو جذب کرنے کے عزم کے درمیان، کہ مورسکوؤں کو اپنے اندر جذب کر کے ختم کیا جائے، اور باقی ماندہ شک اور نفرت جس نے قدرتی طور پر ان کے خروج اور پسماندگی کی طرف راغب کیا۔ ان سب عوامل نے مورسکوؤں کو ایک مشکل اور نازک صورت حال میں ڈال دیا۔ ایک حقیر اسلامی ماضی کے زندہ نمائندوں کے طور پر ان کا اسپانیہ میں اس کے علاوہ کوئی اجتماعی مستقبل نہیں تھا کہ وہ ایک علیحدہ گروپ کے طور پر مٹ جائیں۔ وہ اگر جبراً عائد کردہ ایمان کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں ناکام ہوئے تو انہیں سزا دی جاتی اور جبر کیا جاتا تھا۔ وہ بیک وقت کلیسا اور ریاست کی نظروں میں خوف اور حقارت کی علامت تھے جن کے رہنماؤں نے ظاہر ترین عیسائی مورسکوؤں کو بھی مستند کیتھولک نہ ماننا جاری رکھا لیکن پھر بھی زیادہ اڑیل مورسکوؤں کو ملک چھوڑنے کی اجازت دینے سے انکار بھی کیا۔

سولہویں صدی کی آخری دہائی میں مورسکوؤں کیلئے اسپانیہ میں نئی جگہ بنانے کی جری کوشش کی گئی جس کا آغاز 1588 میں ہوا جب تعمیراتی کارکنوں نے گریناڈا کیتھیڈرل کی جگہ پر ایک سابق مسجد کے مینار کو گرانے کے

دوران ایک پراسرار صندوق دریافت کیا۔چرمی کاغذ پر عربی، کاستیبی اور لاطینی میں تحریر کے علاوہ صندوق میں اس رومال کا ایک ٹکڑا بھی تھا جس میں کنواری مریم مبینہ طور پر صلیب کے دوران گریا کناں تھی۔اس کے ساتھ ہی شہید سینٹ سٹیفن عیسائی کی ایک ہڈی بھی تھی۔ عربی زبان میں لکھی ایک عیسائی مذہبی متن کی دریافت آئیبیریا میں عیسائیت کی آمد ایک قابل ذکر دریافت تھی جو ایسا لگتا ہے کہ غرناطوی کلیسا1492 میں سرکاری ادارے سے بہت پرانا تھا۔

گریناڈا کے علما بہت خوش تھے۔ 1595اور1599 کے درمیان گریناڈا مقدس پہاڑ کی پہاڑی پر سیسے کی تختیوں پر لاطینی، کاستیبی اور عربی میں کندہ تحریروں کے ایک سلسلہ وار کی دریافت سے مملکت میں خوشی اور جوش کی لہر دوڑ گئی۔ان میں سے کچھ "لیڈ بکس شائع ہوئیں یا لگتا ہے کہ گریناڈا کے شہید سرپرست سینٹ سیسیلیو اور اس کے بھائی تیسفون نے لکھیں تھیں۔

دوسری کنواری مریم اور حواریان بشمول سینٹ پیٹر کے درمیان مکالمات پر مشتمل تھیں بمع عنوانات جیسے سینٹ مریم کے دانش مندانہ مقولات کی کتاب اور انجیل کا جوہر۔ ان تحریروں کی دریافت سے اسپانیہ میں سنسنی پھیل گئی جس کی گونج تمام پروٹسٹنٹ اور کیتھولک یورپ میں سنی گئی۔جستی کتب نے گریناڈا کے سرپرست سنت اور اس کے بھائی کی بحیثیت عرب شناخت کی جو بظاہر لگتا ہے کہ فرانس اور انگلستان سے پہلے اسپانیہ میں عیسائیت لا چکے تھے۔انہوں نے اسلام اور عیسائیت کی تصویر کشی بطور متضاد مخالف کے نہیں بلکہ بطور تکمیلی مشترکہ عقائد کے طور پر کی۔وہ گو عیسائی عبارات دکھائی دیتی تھیں لیکن جستی کتب اسلامی اور عربی ثقافت کے متعدد امید افزا حوالہ جات پر مشتمل تھی جیسے سینٹ پیٹر اور کنواری مریم کے درمیان درج ذیل تبادلہ :

اس نے کہا۔ ''اے ہماری معزز خاتون، ہمیں عربوں کی فضیلت کے متعلق بتایئے جو آخری دنوں میں دین کی مدد کرنے والے لوگ ہوں گے، ان کے انعام کے متعلق بتایئے اور ان کی زبان کے متعلق جو تمام دیگر تمام زبانوں سے برتر ہے۔''

اس نے کہا، "وہ عرب ہوں گے جو آخری زمانے میں دین کی مدد کریں گے۔ تمام دیگر زبانوں پر ان کی زبان کی فضیلت اسی طرح ہے جیسے آسمان کے ستاروں پر سورج کی برتری۔اللہ نے انہیں اس مقصد کیلئے چنا ہے اور اپنی فتح سے مضبوط کیا ہے۔ اللہ کے ہاں ایمان والوں کی فضیلت بہت بڑی ہے اور ان کیلئے اجر بہت زیادہ ہے۔''30

اسپانوی حکمرانوں نے ایک صدی سے زیادہ تک جس میں یکے بعد دیگرے اسلام کو جزیرہ نما آئیبرین سے مٹانے کی کوشش کی لیکن اب اسپانوی عیسائیوں کو خود کنواری مریم سے عربوں کی ثقافتی اور مذہبی "فضیلت" کے حیران کن اثبات کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ حیرت کی بات نہیں کہ ان دریافتوں کی صداقت پر فوری طور پر سوالیہ اٹھایا گیا۔ گریناداکے آرچ بشپ، پیدرو واکادی توائی کو ئینو نیز نے مختلف مترجمین کو دوبارہ جانچ پڑتال کرنے کا حکم دیا اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ حقیقی تھے، بہت سے ماہر الٰہیات ولسانیات نے انہیں جعل سازی قرار دیا۔

لاٹ پادری دی کاستر وجب ان کی اصلیت کے متعلق شکوک دور کرنے نکلا تو غرناطوی کلیسا اپنی نئی اہمیت پر اس قدر خوش تھا کہ تعلیم یافتہ غرناطوی مورسکو اپنے عربی علم کی وجہ سے معتوب ہونے کے بجائے محبوب ہونے پر حیران رہ گئے۔ ان مشورہ کرنے والوں میں ایک غرناطوی مورسکو احمد بن قاسم الحجاری تھا جو بعد میں مراکش کے سلطان کا مترجم اور سفارت کار بنا۔ 1595 میں ایک مقامی پادری نے الحجاری کو ان عبارتوں کا ترجمہ کرنے کے لئے بلایا۔ اس نے بعد میں یاد کیا، "میں نے اپنے آپ سے کہا، 'میں خود کو کیسے بچاؤں؟ انہیں جس کے متعلق علم ہو جائے کہ وہ عربی پڑھتا ہے۔" "عیسائی کسی کے پاس عربی کتاب پانے پر اسے مارتے اور جلا ڈالتے ہیں۔" 31

دریافتوں کی خوشی کی پہلی لہر میں غرناطوی کلیسا اسلام کو ختم کرنے کی بنسبت اپنے نئے نسب کی تصدیق اور جستی تختیوں کے رازوں کو سمجھنے کیلئے زیادہ فکر مند تھا لہٰذا الحجری کے تعاون کا خیر مقدم کیا گیا۔ گریناڈا سے باہر ماہرین الٰہیات ولسانیات کو ان مخطوطات کی صداقت پر زیادہ شبہ تھا اور دعویٰ کیا کہ وہ جعلی تھیں۔ بعض علماء نے استدلال کیا کہ بیان کردہ مدت میں عربی مقدس سرزمین میں متداول نہیں تھی؛ دوسروں نے لاطینی اور کاستیہی متون میں اسلوبیاتی تضادات اور غلط زمانی کی نشان دہی کی۔ یہ تنازعہ 1682 کے آخر میں حل ہوا اور جستی تختیوں کو سرکاری طور پر جعل سازی قرار دیا گیا۔ ان کے مصنف اور مقصد کی کبھی تصدیق نہیں ہوئی۔ اکثر علماء کا عقیدہ ہے کہ مصنفین مورسکو تھے اور شکوک وشبہات نے عموماً میگوئل دی لونا اور الونسو دیل کاستیہو پر توجہ مرکوز کی جو گریناڈا کے سابق طبّی طلباء فلپ کے سرکاری عربی مترجم بن چکے تھے۔ اول الذکر سابق "غالباً وسی گوتھ اسپانیہ کے زوال کی جعلی تاریخ کا مصنف، مترجم تھا۔ اسی دور میں لکھی گئی دان رودریگو کی حقیقی تاریخ جس نے مسلمانوں کی فتح کو ظالم وزیگوتھک دور کی بدعنوانوں سے نجات کے طور پر دکھایا۔ کاستیہو ایک پراسرار اور مبہم شخصیت تھا جس کی دھوکہ دہی اور "خفیہ کاروائیوں" میں اہم کردار نے غرناطوی بغاوت فرو کرنے میں مدد کی۔ 32

یہ دونوں افراد ان لوگوں میں شامل تھے جنہیں لاٹ پادری دی کاسترو نے گریناڈا میں کچھ مخطوطات کا ترجمہ کرنے کیلیئے بلایا تھا، بشمول خاموش کتاب جس کا متن عملی طور پر ناقابل فہم تھا۔ لاٹ پادری نے ان دونوں مترجموں پر اعتماد کیا اور جعل سازی کے الزامات کے خلاف ان کا دفاع کیا۔ ان کے دھوکہ دہی میں ملوث ہونے کی کبھی قطعی طور پر تصدیق نہیں کی گئی اور نہ ہی غلط ثابت کیا گیا۔ کیا جستی تختیوں کا مقصد مورسکو اسپانیہ کو معدوم ہونے سے بچانا اور ماضی کو بدل کر مؤثر طریقے سے مستقبل تشکیل دینا تھا؟ کیا ان کا ارادہ آئیبیریا میں اسلام اور کیتھولک کے درمیان مفاہمت کی راہ ہموار کر کے عقائد کو باہم زیادہ قابل قبول بنانا تھا؟ اگر ایسا ہے تو ایسی خواہشیں سادہ لوح ہونے کے علاوہ تاسف انگیز بھی تھیں۔ مذہبی دشمنی اس وقت تک خود اسلام کی طرف متضاد محرک میں صرف ایک جز تھا جو اکثر دوسرے تاریخی سیاق وسباق میں دہرایا گیا تھا۔ ایک غالب عیسائی اکثریت نے ایک طرف مورسکوؤں کو عیسائی معاشرے میں جذب کر کے ایک ایسی اقلیت کو ختم کی کوشش کی جسے وہ اجنبی، کمتر اور خطرناک سمجھتی تھی۔ عیسائی اسپانیہ چاہتا تھا کہ مورسکو غائب ہو جائیں، لیکن ایسی تبدیلی کی راہ میں ان کے اپنے تعصبات اور شکوک وشبہات حائل تھے اور ایسے انضمام کے امکان کو سخت متعصب شعبے قبول کرنے یا مطلوبہ ہونے سے انکار کرتے تھے۔

16

اخراج کی طرف

مورسکوؤں نے کایاپلٹ کیلیئے نیم دلی سے عیسائی بننا شروع کر دیا لیکن زیادہ سخت گیر اسپانوی کلیسائی لوگ اور مذہبی محتسبین نے دلیل دی کہ مسلمان جب تک اسپانوی سرزمین پر ہیں اسپانیہ کبھی بھی مکمل طور پر محفوظ یا پاک دامن نہیں ہو سکتا۔ سولہویں صدی میں بہت عرصہ تک اسپانیہ کے حکمرانوں نے مورسکوؤں کو اسپانیہ میں رکھ کر مذہبی اتحاد کے ساتھ معاشی ضرورت کے حصول سمیت مصالحت کی کوشش کی بشرطیکہ وہ "اچھے اور وفادار مسیحی" بن جائیں۔

اسپانوی حکام گریناڈا کے برے نتیجہ کے بعد تیزی سے مایوسی کا شکار تھے کہ یہ مقصد کبھی حاصل نہ ہو سکے گا. 1571 میں والینسیا کی عدالت استحصال ارتداد میں مورسکوؤں کے متعلق شاہی فرمان اس بنیاد پر تسلیم کیا کہ "وہ کینہ کے بجائے جہالت اور کم ہدایت کی وجہ سے قصوروار تھے۔" ویلنسیئن کے تفتیش کاروں نے دس سال بعد اعلان کیا کہ "ہمارے تجربے کی روشنی میں موروں کو اگر عیسائی عقیدے کی بخوبی تعلیم دی بھی جائے تب بھی وہ رہیں گے مور

ہی۔"اس مایوسی کو مورسکوؤں کی کھلم کھلا نافرمانی اور منافقت کی مسلسل روداد وں سے تقویت ملی۔ 1573، آراگون میں نئے پادری نے جیادی البراسینین کے ہمہ وقت شورش زدہ مورسکو گاؤں کے متعلق حکام کو اطلاع دی کہ مقامی آبادی نے مذہبی محتسبین سے چھپنے کیلئے ایک خفیہ سرنگ کھود کر چالیس طالبات کیلئے ایک قرآنی مطالعہ کا اسکول قائم کیا۔ جون 1581 میں لوئیسا کا مینیرا دی ارکوس، ایک موریسکا جو آراگون کے تیروئل کے قصبہ سے مقامی مذہبی احتسابی ہیڈ کوارٹرز میں داخل ہوئی اور اپنے خاندان کے مختلف افراد اور پڑوسیوں کے خفیہ محمدی ہونے کی مخبری کی۔ یہ انکشافات خصوصاً مقامی مذہبی محتسبوں کیلئے خاصے پریشان کن تھے۔ ان میں سے چند تیروئل کے "نئے مسیحی" خاندانوں کا پندرہویں صدی کے اوائل میں عیسائیت میں شامل ہونے کا سراغ ملتا ہے۔

ان کے ظاہری مذہبی عقائد پر اس قدر اعتماد کیا گیا کہ ان میں سے بہت سوں کو مذہبی اجتماعات میں شرکت کی اجازت تھی اور یہاں تک کہ پادری گری میں داخل ہو گئے۔ گواہی سے غالباً متوازی مورسکو دنیا کے تاریک ترین شکوک کے متعلق اس کی تصدیق ہوئی جو عیسائی معاشرہ کے اندر تو تھے لیکن اس کا حصہ نہیں تھے۔ فلپ اور اس کے وزراء کو اسپانیہ کے دیگر حصوں سے بھی ایسی روداد وں کی طرف توجہ دلائی گئی۔ ایکستریمادورا کے قصبے ہورناچوس میں کلیسیائی اور لامذہب حکام نے ایک عسکریت پسند "مورسکو رپبلک" کا ذکر کیا جس کے باشندوں نے عیسائی مسافروں کو قتل کر کے لوٹا، شمالی افریقہ میں ترکوں اور مسلمانوں کے ساتھ باقاعدہ رابطے برقرار رکھے اور عام طور پر انہیں عیسائی بنانے کی کسی بھی کوشش کو حقارت سے رد کر دیا۔

ایک کھجے مقامی راہب نے شکایت کی کہ ان مورسکوؤں نے "وعظ کو توہین، اعتراف گناہ کو آلہء تعدیب اور شرکت عشائے ربانی کو ایک پھانسی سمجھا" اور یہ کہ "انہیں کلیسا لے جانا جہاز پر بیگاری ماجھی لے جانے کے مترادف تھا۔1 حکام کے نکتہء نظر سے سب سے زیادہ مایوس کن اطلاعات کاستیہ میں غرناطوی مورسکوؤں سے متعلق تھیں۔ انہیں نکالنے کا مقصد جزوی طور پر عیسائیوں کے درمیان چھوٹی تعداد میں الگ تھلگ رکھ کر ان پر قابو پانا اور انضمام کی سہولت فراہم کرنا تھا۔

28 اکتوبر 1589 کو گریناڈا سے تقریباً دو دہائیوں سے ملک بدری کے بعد باداجوز کے بڑے پادری نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ اس کے علاقے کے غرناطوی ان اعلیٰ معیارات پر پورا اترنے پر ناکام ہو رہے تھے۔ بشپ نے اطلاع دی کہ یہ مورسکو اگرچہ بڑے پیمانے پر رسوم عشائے ربانی اور اعتراف گناہ کیلئے گئے لیکن انہوں نے ایمان کے "ظاہری شِعار" رضامندی سے ادا نہیں کئے جیسے مردوں کیلئے رسوم عشائے ربانی کا جشن منانے کی درخواست کرنا،

پوپ کے احکام خرید نا یا مسیحی تہوار منانا۔ بڑے پادری نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ غرناطوی عیسائیوں میں گھل مل جانے میں ناکام ہورہے ہیں اور "اپنی الغربیہ بولتے اور ایک ساتھ رہتے ہیں، چند ایک کے سوا، شادی صرف اپنی قوم میں کرتے ہیں، شادیوں پر عربی میں گاتے ہیں۔

گریناڈا میں اہل کلیسا عربی سمجھتے تھے اور مورسکوؤں پر نظر رکھ سکتے تھے۔ اعلیٰ پادری نے مطلع کیا کہ ایکستریمادورا کی عیسائی آبادی میں عربی بولی یا سمجھی نہیں جاتی تھی تو "اس پر یقین ہے اور شبہ کیا جاتا ہے کہ مورسکو اپنی تقریبات گریناڈا سلطنت کے مقابلتاً مزید آزادی سے مناتے ہیں،'' چونکہ ان میں سے بہت سے لوگوں نے کنڑول کے احکامات کی خلاف ورزی کی؛ "کچھ حصوں سے بلا پاسپورٹ دوسروں جگہوں پر چلے گئے جن کے ٹھکانوں کا کوئی علم نہیں۔2

دیگر کاستیہی حکام نے غرناطوی جلاوطنوں پر بدعنوانی کا الزام لگایا کہ ان کی آمد سے پہلے کاستیہ کے رہائشی ''پرانے نوعیسائیوں کو "اسلام کی طرف لوٹنے کی ترغیب دے رہے تھے۔ اویلا کے مذہبی محتسب نے ان ''عیسائی مسلموں'' کے متعلق کہا جو صدیوں سے شہر میں مقیم تھے کہ وہ نہ صرف یہ کہ عیسائی نہیں تھے بلکہ عیسائیت کے دشمن تھے۔ "تولیدو میں مذہبی محتسبوں نے معمول کے مطابق ''اسپانیہ کے قلب "میں غیر مربوط مورسکو آبادی کی موجودگی پر بے چینی کا اظہار کیا جس کی تعداد انتہائی تیزی سے بڑھ رہی تھی کہ مورسکو جلد ہی تعداد میں عیسائیوں سے زیدہ ہو جائیں گے۔

ستمبر 1588 میں، ایک سویلین اہلکار بنام الونسو گوتیئیریز نے بادشاہ اور اس کے وزراء کو بتایا: ہمیں تمام مورسکوؤں کو دشمن قرار دینا چاہیے، دونوں جو عیسائی مسلم اور گریناڈا سلطنت سے دوسرے صوبوں، شہروں اور کاستیہی ملک معظم کے قصبات میں منتشر ہو گئے اور ان تمام موروں کو افریقی جیسا سمجھنا چاہئے۔ وہ اگر عیسائیت کی چند رسوم ادا کرتے ہیں تو یہ جبر اور مجبوری کی بنا پر ہے۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ امیر ہو جانے پر پرانے عیسائیوں سے شادی کرنا نہیں چاہتے اور ان کے خورد و نوش کے آداب افریقی لوگوں جیسے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں اور دیکھ چکے ہیں کہ گریناڈا سلطنت کے خلاف بغاوت میں ان کا ارادہ کیا تھا اور زیادہ ہیر پھیر والے راستے سے سوویل میں اور جن کے ذریعہ سے آراگون سلطنت کو عموماً دکھایا جاتا ہے۔

ہمیں یہ ضرور دیکھنا چاہیے کہ جب ان میں سے کسی کو اپنے اختیار پر چھوڑ دیا جائے تو ان میں ہمارا مذہب کتنا کم مروج رہتا ہے، اس بات پر بھی غور کیجئے کہ یہ لوگ جا نہیں رہے لہٰذا ان کی تعداد بڑے پیمانے پر بڑھ رہی ہے، پرانے عیسائیوں کے برعکس جو عموماً اٹلی، فلینڈرز یا انڈیز جاتے ہیں۔3

یہ گزشتہ صدی کی دہائیوں میں اسپانوی ریاست کی اعلیٰ ترین سطحوں پر اتفاق رائے تھا کہ مورسکو کو اگر عیسائی معاشرہ میں شامل نہیں کیا جاسکا تو پھر ان کے ساتھ کیا کیا جاسکتا ہے؟ یہ ایک سوال تھا جس نے تین دہائیوں کے غالب عرصے تک اسپانوی سرکاری اہل کاروں کو انگاروں پر لوٹایا۔ دسمبر 1581 میں فلپ نے لزبن میں ویلنسیائی مورسکوؤں کے تبدیلیٔ مذہب پر بحث کرنے کیلئے شاہی مجلس مشاورت بلائی جہاں اسپانیہ نے پرتگال کے الحاق کے تناظر میں عارضی طور پر کاستیبی دربار منتقل کیا۔ مورسکو کے مسئلہ پر پچھلے سرکاری کاغذات پر غور کرنے کے بعد تین رکنی کمیشن نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مورسکوؤں کی تبدیلی "اخلاقی طور پر ناممکن نہیں۔" اس مقصد میں ناکامی کو اب تک ناکافی مذہبی تعلیم کی فراہمی کو ذمہ دار ٹھہرایا۔

شاہی مجلس مشاورت نے گو اس بات پر اتفاق کیا کہ ویلنسیا کے "کافر اور گنہگار" بربری موروں کے مقابلتاً زیادہ ضدی" ہیں؛ اس کے باوجود تجویز پیش کی کہ مورسکوؤں کو اب بھی مشترکہ تبلیغی کوششوں کے ذریعے عیسائیت کی طرف راغب جاسکتا ہے، موازنتاً "جو انڈیز اور دیگر علاقوں میں دیکھ چکے ہیں۔"4 آنے والے مہینوں میں اس پُرامید پیشگوئی پر کئی ایک عہدہ داروں اور سیاست دانوں نے سوالات اٹھائے۔ اپریل 1582 میں عدالت استحصال ارتداد کے جنرل جیمینیز دی ریئوسو نے عدالتِ استحصالِ ارتداد کی اعلیٰ کونسل کو مورسکو خطرے کی دھمکی کو بطور مؤثر تشخیص پیش کیا جس میں دعویٰ کیا کہ "اسپانیہ کی نئی فتح" کیلئے دولاکھ مورسکوؤں کی ممکنہ فوج ترک سلطان کی مدد کی منتظر تھی اور قیاس آرائی کی کہ "اسپانیہ سے تمام مورسکوؤں کو باہر پھینکنا اور بے دخل کرنا، خصوصاً ویلنسیا کی بادشاہی سے ہی قابل قبول حل ہو سکتا ہے۔ ریئوسو نے اگرچہ تسلیم کیا کہ مملکت کی سرکاری اور نجی آمدنی پر اخراج کا منفی اثر ہوگا۔ اس نے دلیل دی کہ ایسے نقصانات صرف عارضی ہوں گے جن کا بطور توازن ان مملکتوں کی آفاقی سلامتی اور سکون "حاصل ہوگا" نہ صرف بدعات سے صاف کرنے اور اخراج سے بلکہ ان لوگوں سے جنہوں نے اسے دائمی بنایا اور دائمی بنا رہے ہیں۔5

مورسکو کے خطرے کی اس ہوش ربا تصویر کشی کے باوجود ریئوسو نے ویلنسیائی مورسکوئی بغاوت کے امکان کے خلاف یہ دلیل دیتے ہوئے کے مسترد کر دیا کہ وہ مرعوب اور بلا دفاع تھے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ عدالت

استحصال ارتداد کے جنرل کی اسپانیہ سے مور سکوؤں کو ہٹانے کی تجویز سے والینسیا کے مذہبی محتسبین نے خود اتفاق نہیں کیا جس نے "ان سب کو ویلنسیا سے نکالنے اور قدیم کاستیہ میں آباد کرنے پر اتفاق کیا۔ نہ کہ انہیں بحیرہ روم کے مشرقی حصہ یا بربری میں کیونکہ آخروہ بھی ہماری طرح اسپانوی ہیں۔

فلپ نے جون میں لزبن جیسی بڑی شاہی مجلس مشاورت بلائی جس میں 19 اور 21 ستمبر کے درمیان کونسل آف اسٹیٹ کی طرف سے بحثوں پر تفصیلاً غور کیا گیا۔ بادشاہ کو جو خلاصہ اور سفارشات پیش کی گئیں؛"جب ممکن ہو" اسپانیہ کی سلطنتوں سے مور سکوؤں کو نکال کر بے دخل کر دیا جائے اور بربر لے جایا جائے سوائے بپتسمہ یافتہ مور سکو بچوں کے جو اسپانیہ میں عیسائی تعلیم حاصل کرنے کیلئے رہیں گے۔ مشیروں نے تجویز پیش کی کہ اس کام کو تیز کرنے کیلئے جہاز ماخور کالائے جائیں جس کا آغاز ویلینسیا کے مور سکوؤں کا اور اس کے بعد کاستیہ اور آراگون سے انخلا ہوگا.

یہ اصول کے تجریدی بیانات نہیں تھے۔ موجودہ محفوظ دستاویزات سے پتہ چلتاہے کہ فلپ کے وزراء نے سنجیدگی سے اگلے سال ان تجاویز پر عمل درآمد کے امکان پر غور کیا۔ یہ واضح نہیں کہ فلپ نے منظوری دی تھی یا نہیں۔ اس پیمانے پر نقل و حرکت کی مہم کیلئے بین الاقوامی حالات سازگار نہیں تھے۔ اسپانوی۔۔ ترکی بحریہ کی بمشکل صلح طے ہی پائی تھی کہ اسپانوی بحریہ کو ازورس جزائر پر دو فوجی حملے روکنا ضروری ہو گیا۔ پرتگالی تخت کا مبارزت طلب انتونیو دوم جسے فرانس اور انگلینڈ کی حمایت حاصل تھی۔ معروف اسپانوی فوجی جرنیل الیگزینڈر فارنیس ایک بڑے حملے کیلئے فلینڈرز میں فوج جمع کر رہا تھا جو بالآخر 1583 میں وقوع پذیر ہوًا۔

فلپ کا ان حالات میں اپنے وزراء کی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے سے متامل ہونا تعجب خیز نہیں اور مور سکوؤں کو انجیلی بشارت پر بحث کیلئے ایک اور کمیشن کے قیام پر ٹال دیا گیا۔ لزبن کی تجاویز سے نئی دہلیز کا نشان ملا: ریاستی انتہائی بالائی سطح سے پہلی بار "جب ممکن ہو،" اخراج کی سفارش کی گئی تھی۔ اس کی عملی تفصیلات پر غور کیا جا چکا تھا۔ ان تجاویز کے نفاذ پر آخر کار عمل درآمد کیلئے تقریباً تیس سال لگے۔ ہسپانیوی حکمران اُس حل کی طرف بڑھے مسئلہ اور اس کے حل پر عمل کرنا مساوی طور پر اتنا ہی پیچیدہ اور مشکلات سے بھرا پڑا تھا جتنا اِس مسئلہ کو حل کرنے کا ارادہ تھا. اس آخری نتیجہ تک پہنچنے کیلئے ویلینسیا کے آرچ بشپ جوآن دی ریبیرا کے مقابلتاً چند افراد ہی زیادہ مؤثر تھے۔

ریبیرا، اپنے دور کا ایک غالب پادری 1532 میں سیبیہ کے امیر زمیندار اندلسی خاندان میں پیدا ہوًا۔ اس نے بارہ سال کی عمر میں کلیسائی کیریئر کا آغاز کیا۔ یونیورسٹی آف سلامانکا میں شریعت اور دینیات کا مطالعہ شروع کیا۔ 1557 میں گریجویشن کے بعد ریبیرا پادری بن گیا۔ 1562 میں باداجوز کا اعلیٰ پادری مقرر کیا گیا۔ اس نے فرائض

اس قدر عمدگی سے ادا کئے کہ فلپ نے اسے والینسیا کا 1568 میں اعزازی لقب کے ساتھ انطاکیہ کا پیٹریارک، اسقف اعظم سے بھی بڑے رتبے پر فائز کر دیا۔ وہ اس وقت صرف چھتیس سال کا تھا۔ ریبیرا کا تیزی سے عروج اس کے تقویٰ اور کونسل آف ٹرینٹ کے اصلاحی ایجنڈے کے پرجوش فروغ کی وجہ سے تھا۔ تنہائی پسند، سنیاسی اور کیتھولک عقیدہ کے وسیع تر مفادات کیلئے سمجھوتہ نہ کرنے والا، اس کی اصلاح سے اتھاہ وابستگی کو شروع میں کلیسیائی ادارے کے نئے ماتحت علاقہ میں بخوبی قبول نہ کیا گیا لیکن ریبیرا نے آخر کار مخالفت پر قابو پالیا اور ویلنسیا میں اپنی باقی زندگی گزار دی۔ اعلیٰ سردارِ کلیسا اور مورسکوؤں کے درمیان تعلقات خوشگوار نہیں تھے۔

ریبیرا نے ٹرائیڈینٹین فرمان کی تکمیل میں پادریوں اور عوام کے درمیان فاصلہ کم کرنے کیلئے اوسطاً ہر سال تین ماہ گزارے۔ مہینوں اپنے نوکروں، مشیروں اور ذاتی طور پر منادی کرتے ہوئے والینسیا سے گزرا اور اپنے علاقے کے ''مورسکوؤں کی جگہوں'' پر مقدس رسوم کا انتظام کیا۔ ریبیرا شروع میں پرامید تھا کہ مورسکوؤں کو عیسائیت کی طرف مائل کیا جا سکتا تھا اور اس مقصد کے حصول کیلئے چند جدید کوششیں بھی کیں۔ مورسکو گرجا گھروں کی تعمیر اور نئے ساز و سامان سے آراستہ کرنے کیلئے خصوصی رقوم مختص کیں، مبلّغوں کی تنخواہوں میں اضافہ کیا تا کہ مورسکو کلیسائی علاقوں کے پادریوں کی مجلس میں شریک ہونے والوں سے متمتع نہ ہو سکیں۔ جسواسٹوں کے ساتھ تعاون کر کے مورسکوؤں کیلئے ایک نئے پروگرام میں اجتماعی طور پر تبلیغی کام کر سکیں۔

ریبیرا کے آنے سے پہلے کئی دہائیوں کی نظراندازی کے ازالہ کیلئے یہ اقدامات بہت کم تھے۔ جیسوئٹس نے 1577 میں اپنی مہم روک دی اور اعلان کیا کہ مورسکوؤں کو تبدیل کرنے کی کوششیں مثبت نتیجہ پیدا کرنے میں ناکام ہو گئیں۔ ریبیرا نے پہلے ہی یہ نتیجہ اخذ کرنا شروع کر دیا تھا۔ کوششیں برباد ہو نا تھا اور مورسکوؤں پر تیزی سے تنقید کرتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ مورسکوؤں نے دھوکہ دہی کیلئے ہدائت مانگنے کا بہانہ کیا۔ انہیں اصل مذہبی ہدایات حاصل کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس کے بدلتے ہوئے رویہ کا خلاصہ اس کے وعظ میں ایک تمثیل میں کیا گیا تھا جو اس نے اسی سال جیتیوا میں مورسکوؤں کے ایک بڑے اجتماع میں بیان کی؛ ''اگر بیج پھل نہیں دیتا۔۔۔ یہ بیج یا کسان کا قصور نہیں بلکہ زمین کا ہے۔ اسپانیہ میں سب سے زیادہ مسلم آبادی والی مملکت کے روحانی سربراہ کے طور پر 1582 میں والینسیا کا عظیم اسقف اعظم لزبن میں ہونے والے مباحثوں میں ایک اہم شخصیت تھا۔ فلپ کے خط میں اسی سال ریبیرا نے اپنی تلخی اور مایوسی واضح کی اور اسپانیہ سے تمام مورسکوؤں کو مرحلہ وار نکالنے کی تجویز پیش کی۔ اس نے اگرچہ اصرار کیا کہ "میں بفضل خدا بے رحم نہیں ہوں کہ ایسا کرنے سے میری یروح پر اثر نہ ہو، ان میں بہت

سے لوگ میرے اپنے مسیحی علاقے سے ہیں،"اس نے اس کے باوجود دلیل دی کہ غالباًیہ بہتر ہو گا کہ "ان بہت سے بدعتیوں کو خدا کے نام کی توہین کے بجائے اعراف کی طرف جانے دیا جائے۔"7

ریبیرا اس امکان کو عام کرنے کے بعد اس سے پیچھے ہٹتا دکھائی دیا اور سفارش کی کہ مورسکوؤں کو مذہبی تعلیم فراہم کرنے کا "موجودہ منصوبہ "سب سے موزوں عمل تھا۔اس کا اس مقصد کیلئے عزم کھلا سوال ہے۔1607 میں ریبیرا کی ایک تصویر سفید داڑھی،سیاہ آنکھوں سے تاڑ لینے والی ایک مقدس شخصیت دکھائی دیتی ہے لیکن نرم ظاہری وضع کے پیچھے اس کی مورسکو آبادی کی طرف چھپی مذہبی جنونیت اور اشرافیانہ توہین جھٹلاتی ہے جسے وہ محض بدعتی سمجھنے کے علاوہ گستاخ اور دھوکے باز ہی نہیں سمجھتا بلکہ انہیں وحشی اور شیطانی بچے، "غلطی کرنے پر تلی ضدی روحیں" سمجھتا ہے۔مورسکوؤں کیلئے مقدسات کا انتظام کرنے پر اس نے ایک بار لکھا،"چٹانوں میں قیمتی بیج بکھیرنے،کتوں کو مقدس اشیاءدینے یا سؤروں کے آگے موتی ڈالنے کے مترادف تھا۔"8

یہ شائد حیرت انگیز ہو کہ یہ اعلےٰ ترین پادری جو مورسکوؤں کو عیسائیت کے لئے مزاجاًنااہل شمار کرتا تھا اس نے اپنے پیش روؤں کے مقابلتاً ان کیلئے مذہبی تعلیم فراہم کرنے کی زیادہ کوشش کی،یہاں تک کہ ریبیرا جب اخراج کیلئے ووٹ اکٹھے کر رہا تھا تو ساتھ ہی انجیل کی تبلیغ پر گامزن بھی رہا۔اس نے بہتر تعلیم یافتہ پادریوں کو مورسکو والینسیا کی طرف راغب کرنے کیلئے مورسکو کلیسائی علاقوں میں گردشی نظام قائم کیا جس میں مزید منافع بخش کلیسائی علاقوں میں مثبت نتائج کے بدلے ترقی کی پیشکش کی۔

1599 میں اس نے نئے تبدیل شدہ موروں کی ہدایات کیلئے سوال۔۔جواب نامہ کی اشاعت کا کام شروع کیا۔انضمام کیلئے ایک ایسا قدم جس کے چند حامی برسوں سے وکالت کر رہے تھے۔ریبیرا نے ایک ایسی مہم میں اتنا وقت اور توانائی کیوں صرف کی جس کا اس کی نظر میں ناکام ہونا طے تھا۔لاٹ پادری کے محرکات کا ایک اشارہ اسی سال لکھے گئے ایک پادریانہ خط میں ہے جس میں اس نے مورسکو علاقوں میں کام کرنے والے پادریوں کو تاکید کہ ان "لوگوں سے انسلاک جاری رکھیں ہم جن سے متنفر ہیں"لیکن اس کے باوجود انہیں یقین دلایا کہ ان کے یعنی مورسکوؤں کے ناکام ہونے میں ہی اسپانیہ کی کامیابی ہے چونکہ بادشاہ سلامت کو ان کافروں سے پاک کرنا ہو گا۔"9

انجیلی تبلیغ کی مہم کیلئے یہ انتہائی متاثر کن پیغام نہیں تھا۔ ایسے بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ ریبیرا کو مورسکوؤں کی تبدیلیءمذہب سے نسبتا" کم دلچسپی تھی بنسبت بادشاہ کے سامنے یہ ظاہر کرنا کہ ایسی کوششیں بیکار ہیں۔اسے بیک وقت بپتسمہ یافتہ عیسائیوں کو مذہبی تعلیم مہیا کرنے کی کلیسائی ذمہ داریاں پورا کرنے کی ضرورت بھی تھی۔اگرچہ

کوششیں ناکام ہوئیں جیسا کہ ریبیرا کو واضح طور پر یقین تھا کہ وہ ناکام ہوں گی، تب اس ناکامی کی ذمہ داری مور سکوؤں پر ڈال دی جائے گی اور اس وجہ سے ان کے خلاف مزید بنیاد پرستانہ قدم اٹھانا ممکن ہو گا۔ ریبیرا اس وقت ڈومینیکن راہب جیمی بلیدا کے ہمراہ تھا جو والینسیائی مور سکوؤں کے متعلق اس کا بطور مشیر کام کر رہا تھا۔

بلیدا، ایک سابق مذہبی محتسب جس کا مور سکو والینسیا کے ساتھ پہلی بار 1585 میں سامنا ہوُا جب ریبیرا نے اسی کو ریبیرا کے مور سکو کلیسائی حلقے کا پادری بنایا۔ بلیدا نے باضابطہ طور پر نیا عہدہ سنبھالنے سے پہلے مقامی کلیسائی حلقے کا غیر اعلانیہ دورہ کیا جہاں موجودہ پادری پہلے ہی بڑے پیانے پر رسوم عشائے ربانی ادا کر رہا تھا. اس نے عام رکن کے بھیس میں شرکت عشائے ربانی کے دوران وہاں پہنچ کر مشاہدہ کیا کہ مور سکو کھلے عام متبرک روٹی کا مذاق اڑ رہے تھے۔ بلیدا نے بعد میں یاد کیا کہ وہ ''میرے نجات دہندہ کی بہت سے بدنام کن ملحدین کے ہاتھوں تذلیل پر ہکا بکا اور غمگین ہوُا''۔ کسی سے بات کئے بغیر صلیبی نشان بناتے ہوئے کلیسیا سے نکلا اور گھوڑے پر سوار ہو کر واپس ویلنسیا آ گیا۔ اس نے مقدس لاٹ پادری کے قدموں پر سر رکھ کر گریاں کناں التجا کی کہ مجھے منتظم پادری کا عہدہ ترک کرنے کی اجازت دی جائے۔"10

سرپرست نے اس درخواست سے انکار کر دیا اور بلیدا کا ریبیرا کے بے نتیجہ دور میں مور سکو آبادی سے جنونی نفرت پیدا ہوئی؛ وہ انہیں گوشت کھانے والے بھیڑیے اور باؤلے کتے "سمجھتا تھا جن کے ارکان "منہ میں جھوٹ لئے پیدا ہوتے تھے۔" بلیدا کی مور سکوؤں سے ریبیرا سے بھی زیادہ بے لگام نفرت رحم یا انسانیت کے تصور سے کوسوں دور تھی۔ بے دخلی کی پرجوش حمایت کے باوجود بلیدا ہمیشہ مزید انتہائی امکانات کی طرف متوجہ رہا۔ ایک بار اس امید کا اظہار کیا کہ بربر کے راستے میں مور سکو طاعون کا شکار ہو جائیں اور مسلمان پہنچنے کے بعد مزید جانیں کھو بیٹھیں۔ اس جنونی راہب کے مقابلتاً بہت کم مرد بے دخلی کی وکالت میں زیادہ پر زور تھے۔ بلیدا کی تحریروں اور ووٹ لینے کی کوششوں نے مور سکو بحث میں انتہائی انتہا پسند کونے میں رکھا۔ بلیدا اور ریبیرا کو اپنی تجاویز بار آور ہونے کیلئے طویل انتظار کرنا پڑے گا۔ دربار اور حکومت اکثر ایسا حل تلاش کرتی ہے جس سے ایسا لگتا ہے کہ جتنے مسائل حل کرنے کا ارادہ تھا اتنے ہی مزید مسائل اٹھ کھڑے ہوئے۔

چند حکام نے پیش گوئی کی کہ اخراج سے اسپانیہ کے دشمن کی صفوں میں اضافہ ہو گا اور یہ کہ مور سکو باہر سے اندر رہنے کے مقابلتاً زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ دوسروں نے تباہ کن اقتصادی نتائج سے خبردار کیا۔ اخراج کے متعلق یہ سوال بھی اٹھ آیا کہ کیا اخلاقی احساس کے بجائے مذہب کی صطلاح میں "باضمیر رہ کر" اخراج کیا جا سکتا

ہے؟ کیا ایک عیسائی ریاست بپتسمہ یافتہ عیسائیوں کو مسلم سرزمینوں میں نکال سکتی ہے جہاں وہ دوبارہ مور بن سکتے تھے؟ کیا بچوں کو ان کے والدین کے گناہوں کی سزا دینا درست تھا؟ کیا انہیں کافر بننے کیلئے بربر بھیج دیا جائے؟ مورسکو مباحثے کے دوران ان مسائل پر لاتعداد مرتبہ تبادلہ خیال کیا گیا۔ ریبیرا سمیت اخراج کے چند حامیوں نے دلیل دی کہ مورسکو بظاہر عیسائی لیکن اندر سے مور تھے لہٰذا اسپانیہ انہیں بربر بھیج کر اپنی مذہبی ذمہ داریوں کی خلاف ورزی نہیں کرے گا۔ اسپانیہ کے متعلق یہ دلائل شکوک وشبہات دور کرنے میں ناکام رہے کہ مورسکوؤں کو مذہبی تعلیم فراہم کرنے کیلئے واقعی ہر ممکن کوشش کی گئی تھی۔

فلپ دوم اطالوی انسان دوست مصنف جیوانی بوتیرو کا مداح تھا جس نے دلیل دی کہ عیسائی شہزادے کیلونسٹوں اور مسلمانوں کو کیتھولک بنانے کے پابند تھے۔ بوتیرو نے مشورہ دیا کہ جب ایسی کوششیں ناکام ہو جائیں تو صرف اس صورت میں ایسے گروہوں کو دیگر مملک میں "منتشر اور منتقل یا ان کا قتل عام بھی کیا جا سکتا ہے"۔11

متعدد علماء نے ان معیارات کو مورسکوؤں پر لاگو کرنے کی کوشش کی۔ مئی 1595 میں اوریہویلا کے لاٹ پادری ڈاکٹر جوزف ایستیوان نے بادشاہ کو مورسکوؤں کو تبدیل کرنے کی ایک نئی کوشش کرنے کا مشورہ دیا کہ امتزاج کے ذریعے مذہبی ہدایات، سخت علیحدگی اور ان کے "وحشیانہ رسم ورواج" پر ایک نیا قانونی حملہ کیا جائے،" اگر یہ پالیسیاں ناکام ہو جائیں تو بادشاہ مزید "سخت اقدامات" کے استعمال میں آزاد ہوگا، "جیسے سارہ نے لونڈی ہاجرہ کو اپنے گھر، زمینوں اور میراث سے۔۔۔ حکم دیا تھا، بادشاہوں کو بھی لونڈی ہاجرہ کے بچوں کے خلاف ایسا ہی کرنا چاہیے۔ جو ہمیں پریشان اور ہمارے مذہب کا مذاق اڑاتے ہیں"12

فلپ کو یہ دلائل ٹھوس فیصلہ کرنے میں مددگار ثابت نہ ہوئے اور نہ ہی اس کے حکام اور مذہبی علماء کے مشوروں سے مورسکو بچوں کا پرخار مسئلہ حل ہو سکا۔ اصولی طور پر اس بات پر اتفاق تھا کہ وہ بچے جو دس سے بارہ سال کی "عقل کی عمر" کو نہیں پہنچے تھے انہیں روک لیا جائے اور ان کی بطور کیتھولک پرورش کی جائے؛ دوسروں نے سوال کیا، وہ بچے جنہوں نے والدین کے رسم ورواج اور عقائد کو بہت حد تک جذب کر لیا ہو کیا اب انہیں عیسائی بنانے کیلئے بہت دیر نہیں ہو چکی؟

1582 میں کونسل آف اسٹیٹ کی ملک بدری کی سفارش اور تقریباً تین دہائیوں بعد اس کی قانونی حیثیت کے حتمی نفاذ کے درمیان ان مسائل میں طویل وقفے کو سمجھنا اہم ہے۔ اخراج پر اخلاقی اعتراضات کے سیاسی اثرات اسپانیہ کی سرحدوں سے باہر تک تھے جیسے مشہور سماجی تجزیہ کار اور وکیل مارٹن گونزالیز دی سیلو جیوا وکینادو نے بادشاہ

کی توجہ ایک یادداشت "مورسکوؤں کی عیسائی مذہب کے خلاف قتل، جرائم،اور بے عزتی کی طرف توجہ دلائی۔" سیلوریگو نے نوٹ کیا کہ ان جرائم کی وجہ سے "کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آپ ان سب کو جلائے جانے کا حکم دیں۔" اس نے اس اختیار کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ یہ "آپ کی عظمت کے لائق نہیں۔" اس نے مورسکوؤں کو تبدیل کرنے کی ایک نئی کوشش کا مطالبہ کیا جس میں تفتیشی جبر اور انجیلی تبلیغ شامل ہو۔ سیلوریگو نے استدلال کیا کہ اگر کیتھولک اسپانیہ مقامی پیدا ہونے والے باشندوں کا مذہب تبدیل نہیں کر سکتا تو پروٹسٹنٹ حکمران اس ناکامی کو کہ ہم "بہت خالص اور کامل حقیقت" کی نمائندگی کرتے ہیں لہٰذا اسپانوی دعووں کو متنازعہ بنانے کیلئے استعمال کر سکتے ہیں۔ اس سے یورپ میں بادشاہ کا وقار مجروح ہوگا۔13

ان تمام دلائل کو بلاشبہ ایک مشہور حکمران نے سمجھا جو محتاط اور متلون مشہور تھا۔ فلپ نے اگرچہ واضح طور بے دخلی کا انکار نہیں کیا لیکن اس نے انہیں قریب لانے کیلئے بھی کچھ نہیں کیا۔ مورسکوؤں کی تبدیلی مذہب پر بحث کرنے کیلئے ماہرین اور کلیسیائی وفود کے اجلاس جاری رکھے۔ فلپ نے 1596 کے آخر میں والینسیا میں مذہبی تعلیم کیلئے ایک جامع پروگرام کی اجازت دی جس میں مورسکوؤں کو انڈیز سے عربی بولنے والے تجربہ کار مبلغ اور مخصوص راہب تشدد یا غیر مہذبی طریقوں "کے بغیر تبلیغ کریں گے۔ یہ پروگرام سرمایہ یا عملے کو راغب کرنے میں پہلی بار ناکام نہیں ہوا جن سے انہیں غالباً کامیابی کا موقع مل سکتا تھا۔

فروری 1598 میں پیڈرو دی فرانکیسا ای ایستیو، چارلس اول کے سیکرٹری نے ویلینسیا میں مورسکو کمیشن کو دوبارہ فعال کیا۔ اس نے مطلع کیا کہ بہت سی خانقاہیں پہلے جہاں مورسکو کلیسائی علاقوں میں مبلغین بھیجنے کا وعدہ کیا گیا تھا انہوں نے اب ایسا کرنے سے انکار اس بنیاد پر کیا کہ یہ کلیسائی علاقے اتنے غریب تھے کہ ان کے راہبوں اور پیروں کا زیادہ وقت تبلیغ کے بجائے خود کے نان ونفقہ کی کوشش میں صرف ہوگا۔14 فلپ اس پر سچے دل سے ایمان لا یا یا نہیں کہ مورسکوؤں کو اب بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے یا یہ محض اس کی خواہش تھی کہ اسے ایک عیسائی بادشاہ کے طور پر اپنی ذمہ داریاں پورا کرتے ہوئے دیکھا جائے۔ یہ ایک قابل قدر ارادوں کی کہانی تھی جو بعد میں ادارہ جاتی جمود کی نظر ہوگئی۔ اس نے کلیسا اور حکومت میں سخت گیر لوگوں کو شانت کرنے کیلئے کچھ نہیں کیا جو مزید فوری اور اساسی حل کا مطالبہ کر رہے تھے۔

ان کے پیچھے جو بھی وسیع تر سماجی، سیاسی اور معاشی قوتیں ہوں، سب سے زیادہ ظالمانہ تاریخی واقعات کا فیصلہ اہل اقتدار کے درمیان نپی تلی میٹنگوں کے دوران کیا جاتا ہے جو ان کے اعمال کے انسانی نتائج سے کوسوں دور

ہوتے ہیں۔ سرکاری خط و کتابت، روزنامچے اور مورسکو سوال پر اندرونی مندرجات میں متعدد مثالیں موجود ہیں جن میں اسپانیہ کے اعلیٰ ترین لامذہب اور کلیسائی حکام نے سکون سے بلا تکلف انتہائی سفاکانہ اور کلیتاً نسل کشی کے اس "مسئلے" کے حل پر غور کیا جو انہیں جنونی بنا رہا تھا۔ 1584 میں بادشاہ کے ایک عہدے دار نے تمام غرناطوی مورسکوؤں کو کاستیہ میں سایاگو کے مخصوص الگ تھلگ چٹیل میدانی علاقے میں دریائے دوایرو کے قریب بھیجنے کی تجویز پیش کی جہاں وہ اس "بربریت اور فخر کو بھول جائیں گے جو انہوں نے ہمارے خلاف اپنی فتوحات پر حاصل کی تھیں۔" 22 مئی 1590 کو ریاستی کونسل نے مورسکوؤں کو تمام بڑے کاستیہی شہروں سے نکال کر "دیہات اور بہت کم اہمیت کی جگہوں" پر بسانے کیلئے تبادلہ خیال کیا جہاں وہ شاہی جہازوں کیلئے سالانہ خراج میں کھویئے پیش کریں گے۔

فروری 1599، ریاستی کونسل کی ایک یادداشت میں مورسکوؤں سے نمٹنے کیلئے کئی ایک ممکنہ اختیارات درج کئے گئے: پندرہ اور ساٹھ کی عمر کے درمیان مردوں کیلئے ماجھی بیگاری کی خدمت ؛اسپانیہ میں انہیں چھوٹی تعداد میں منتشر کرنا؛ عدالتِ استحصالِ ارتداد کو ان کے خلاف کارروائی کرنے کیلئے "قانون کی تمام تر سختی کی اجازت۔۔ قدرتی یا ملک بدری یا قید کے ذریعے شہری مراعات سے محرومی یا اپنی موت مر جانا"؛ یا "دائمی جلاوطنی،" باستثناء چھ یا سات سال سے کم عمر کے بچے جن کی پرورش عیسائی مدارس میں کی جائے گی جن کی مالی اعانت "مردہ یا ملک بدر مورسکوؤں کی جائیداد کی فروخت کے ذریعے ہوگی۔" 15

دیگر تجاویز میں مورسکوؤں کو بربر کے بجائے غیر مسلم افریقہ بھیجنا شامل تھا تاکہ اسپانیہ پر ان کے کافر بننے کا الزام نہ دھرا جا سکے؛ اپنے پیچھے صرف خواتین اور بچوں کے علاوہ پندرہ اور ساٹھ سال کے تمام مورسکو مردوں کو بطور سزا کانوں اور جہازوں پر بطور بے گاری ماجھی بھیجا جائے؛ یا تمام مورسکو آبادی کو تہہ تیغ کر دیا جائے جیسے سسلی میں تیرہویں صدی میں بغاوت کرنے پر سزا دی گئی جو سسلی ویسپرز، نماز مغرب، کے نام سے موسوم ہے۔

ایک تجویز جو پہلی بار 1581-1582 لزبن میں ریاستی کونسل کے مباحثوں کے دوران پیش کی گئی اور بعد میں میں دیگر ریاستی کونسل کے سرکاری مباحث میں دوبارہ سر اٹھایا کہ مورسکو کی تمام آبادی کو بلا بادبان بحری جہازوں پر لاد کر سمندر برد کر دیا جائے۔ 30 جولائی 1597 فلپ کولاٹ پادری سیگوربے، مارٹن دی سالویتیرا نے ایک طویل یادداشت میں مورسکوؤں کو کیپ کوڈ اور نیوفاؤنڈ لینڈ تک لے جانے کی تجویز پیش کی جہاں عیسائی فوجی

دستہ ان کی نگرانی کرے گا تاوقتیکہ وہ ناگوار آب و ہوا میں مر جائیں۔۔۔لاٹ پادری کی طرف سے ایک نتیجہ خیز تجویز کہ سہولت کی خاطر "مردوں کو خصی اور خواتین کو بانجھ کر دیا جائے۔"16

یہ واحد موقع نہیں تھا جب بڑے پیمانے پر خصی کرنے پر غور کیا گیا۔ اس کا امکان کافی حد تک معروف ہے جو اینگزائل آف ٹیونس کی طرف سے مذہبی محتسبین نے ان کی مذمت میں لکھا کہ "ان میں سے چند ایک نے کہا کہ ہم سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے؛ دوسروں نے کہا کہ ہمیں خصی کر دیا جائے؛ اور لوگوں نے کہا کہ ہمارے جسم کے اس حصے میں ہنگامی بٹن لگایا جائے تاکہ ہم دوبارہ اولاد پیدا نہ کر سکیں۔"17 معلوم نہیں یہ "ہنگامی بٹن" کیا ہے۔اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ فلپ کے اہل کاروں نے ایسے طریقوں پر کوئی اخلاقی پریشانی محسوس کی، جیسا کہ اکثر ہوتا ہے کہ تباہی کے ان خیالی تصورات کو سہولت فراہم کی گئی۔ان اہل کاروں کی طرف سے استعمال کی جانے والی نفسیاتی فاصلہ رکھنے والی زبان، جس نے مورسکوؤں سے انسانی خصوصیات چھین لیں اور انہیں محض وحشی، خنزیر، بدعتی اور کافر کہا جنہیں "پاک" کرنا، "ختم" یا "جڑ سے اکھاڑنا" ضروری تھا۔اسپانوی سرکاری لوگوں نے مورسکوؤں کی کلیسائی ملحد عکاسی کو ایک ایسے بیمار عضو یا اعضائے رئیسہ کے طور پر بیان کیا جس کی چھوت اسپانوی معاشرے کے زندہ جسم میں پھیلنے سے روکنے کیلئے کاٹنا پڑا۔ ایسی زبان نے سیاست دانوں اور پادریوں کو جو مورسکو سوال پر وحشی ترین امکانات پر بھی بردباری سے غور و خوض کر رہے تھے۔یہ صحیح ہے کہ نسل کشی کی ان تجاویز پر عمل نہیں کیا گیا لیکن یہ قابل قبول متبادل بہتر معلوم ہوا جیسے مورسکوؤں کو بڑے پیمانے پر قتل کرنے کے بجائے جسمانی طور پر ہٹانا زیادہ رحم دل ہونا معلوم ہوتا ہے۔

1597 میں سیگوربے کے نئے لاٹ پادری نے فلپ کو بتایا کہ مورسکوؤں سے نمٹنے کیلئے دو اختیارات ہیں یعنی رہنمائی یا اخراج۔"18 مؤخر الذکر امکان میں یہ ہمیشہ فرض کیا گیا کہ مورسکو اجتماعا" عیسائی دشمنی میں پر عزم رہے، ایک ایسا مفروضہ جس پر مورسکو مباحثے میں شاذ و نادر سوال کیا گیا۔مورسکوؤں کی وضاحت کیلئے اس دور کی سرکاری دستاویزات میں ان پر بکثرت لعنتی "وہ تمام ایک ہیں" کی فرد جرم عائد کی گئی. ایسا لگتا ہے کہ اسپانوی حکومت نے ایسی تصویر کشی پر آنکھیں بند کر کے اعتبار کیا۔مورخین نے مورسکو اسپانیہ کی وہی تصویر دہرائی جنہوں نے اخراج کی منظوری دی، جیسے ویلنسیائی پادری پاسکوایل بورونات وائی بارایچینا۔اس کی اخراج کے جواز پیش کرنے والی دستاویزات کی جامع تالیف "دی ہسپانیش مورسکو اینڈ دیئر ایکسپلشن، 1901" میں بورونات انضمام کی ناکامی پر بار بار اصرار کرتا ہے، مورسکوؤں کو عیسائیت کیلئے نااہل اور ناکارہ گردانتا ہے۔مورسکو اسپانیہ کے متعلق ایک

متعصبانہ تشخیص جس میں اس کے محبوب خوآن دی ریبیرا کے خیالات کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ ایک نفیس اور انسان دوست مورخ فرناند براؤدیل، جس نے اخراج کو اچھا تو نہ سمجھا لیکن یہ بھی لکھا کہ مورسکو "ضم ہونے کے لائق نہ" تھے اور اخراج کے وقت "مغربی تہذیب کو قبول کرنے کے منکر رہے۔"19 اور ونات اور براؤدل اخراج کو یا تو جائز قرار دیتے ہیں یا مورسکو ہٹ دھرمی پر بے جا حد تک افسوس ناک رد عمل سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ وہ مورسکو اسپانیہ کی وہی جامد تصویر دوبارہ پیش کرتے ہیں جسے سولہویں صدی کے حکام اور غیر ملکی مبصرین نے بلا تحقیق اپنا لیا تھا۔

1595 میں وینیسی سفیر فرانسسکو ویندرامینو نے مشاہدہ کیا کہ "اسپانیہ کی تمام سلطنتوں میں مختلف قسم کے لوگ ہیں جو حکومت سے مطمئن نہیں ہیں. "مورسکو" سر فہرست ہیں جنہیں تشدد سے عیسائی بننے پر مجبور کیا گیا جو اس مذہب کو ایک نا قابل یقین کوفت محسوس کرتے ہیں۔"20

اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے مورسکوؤں نے واقعی اس "نا قابل یقین کوفت" کو محسوس کیا اور جس جبری قربت نے انہیں عیسائیت سے دور رکھا۔ان کی ابتدائی تبدیلیء مذہب کے تقریباً ایک صدی بعد عیسائیت کی طرف مورسکو رویے اکثر مقابلتاً بظاہر نظر آنے سے کہیں زیادہ متنوع اور پیچیدہ تھے۔

سب سے زیادہ متقی مسلمان بھی ایک ایسے اسلامی ماحول میں آباد تھے جس میں ان کے ابتدائی تبادلوں کے بعد سے حیران کن تبدیلیاں آچکی تھیں۔ سولہویں صدی کے آخر میں سال ہا سال تک مورسکوؤں کا اپنی قریبی برادریوں سے باہر بیرونی مسلم دنیا سے بہت کم یا نہ ہونے کے برابر رابطہ تھا۔ان میں سے چند ایک کسی مسجد یا مذہبی اسکول میں جاتے تھے، سب سے زیادہ متقی بھی اکثر مشکل حالات کی وجہ سے اسلام کے جزوی اور اصطلاحی قسم پر ہی عمل کر پاتے تھے۔

1583 میں والینسیائی عدالت استخال ارتداد نے خود دیکھا کہ مسلمانوں کی تدفین کی رسوم جن پر پابندی لگانے کی کوشش کی وہ اسلامی روایت کے مطابق نہیں تھیں بلکہ "ایسی تقریبات جو انہوں نے خود ہی متعارف کروائی تھیں۔" چند مورسکوؤں نے ٹوٹی پھوٹی روائت کے اندر اخلاقی اور روحانی رہنمائی پائی اور عیسائیت کو مسترد کرنا بھی جاری رکھا تو دوسرے اسلام اور کیتھولک ازم منتخب کرنے کے قابل نہیں تھے اور کبھی کبھی ایک سے دوسرے کی طرف جھولتے رہتے تھے۔ چند مورسکو ایسے بھی تھے جنھوں نے روزمرہ کی زندگیوں میں دونوں عقائد کے عناصر کو مربوط کیا، جیسے ٹیروئل سے مورِیسکا فرانسسکا سیباسٹین، جو مورسکو باپ اور پرانی عیسائی ماں کی بیٹی تھی جو باقاعدگی

سے دعا کرتی اور شرکت عشائے ربانی کیلئے جاتی تھی۔ اسے عدالتِ استحصالِ ارتداد نے اس پر گرفتار کیا کہ اس نے غریبوں کیلئے مقامی کمیونٹی فنڈ میں باقاعدگی سے اسلامی روایت میں زکوٰۃ کا چندہ دیا۔ دوسرے مورسکوؤں کو کیتھولک مذہب سے مخلصانہ لگاؤ تھا۔

غرناطوی مورسکوؤں کو اس لیے قتل کیا کیونکہ انہوں نے نیا عیسائی مذہب ترک کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اسپانیہ کے دیگر علاقوں میں مورسکو بڑے پیمانے پر رسوم عشائے ربانی کیلئے گئے اور اعتراف گناہ سنا اور بظاہر وہ سب کچھ کیا جو عقیدے کے مطابق کرنے کی ضرورت تھی۔

والادولد کے قریب لدیفونسو کے کلیسائی حلقے میں ایک امیر مورسکو بنام لوکاس دی مولینا نے اپنی وصیت میں کہا کہ اسے اپنے مقامی کلیسا میں دفن کیا جائے اور اس میں دو مذہبی تصاویر اور اس کے تابوت میں "یسوع مسیح کی آخر کی زندگی کا ایک بڑا کاغذ" رکھا جائے۔ اسی علاقے سے متعلقہ ایک موریسکا عورت نے درخواست کی اسے اسی گرجے کی پہلی قطار کی نشست کے نیچے دفن کیا جائے تاکہ وہ قربان گاہ کے قریب ہو۔ ایک درخواست جو منظور کر لی گئی۔21

ریبیرا کے اعلانات کے باوجود ویلینسیا میں بھی ایسے مورسکو تھے جنہوں نے عیسائیت کیلئے حقیقی عزم ظاہر کیا۔1582 میں ویلنسیائی مورسکوؤں نے ایک عیسائی شاہی نمائندہ، مولدونادو کو بادشاہ کے دربار میں یقین دلانے کیلئے بھیجا کہ وہ اس کے وفادار ہیں اور اس سے التجا کریں کہ وہ انہیں عیسائی تعلیم فراہم کرے۔ 1594 میں ویلینسیا کے وائسرائے نے فلپ کو اطلاع دی کہ ایک مورسکو شہر کے رائل مورسکو اسکول سے ہوٓان نادال نامی معقول تعلیم یافتہ تھا جس میں ایک اچھے اور نیک عیسائی کی نشانیاں تھیں" اور وہ "دینیات کا کورس پڑھ رہا تھا۔" یہ جاننا ممکن ہے کہ یہ تبدیلی کتنے مورسکوؤں میں آئی کیونکہ ان میں سے بہت سے لوگوں کے پاس مسلمان ہونے کا اعلان کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔

یہ متنوع ردعمل نہ صرف یہ بتاتے ہیں کہ مورسکو انتہائی تنگ دائرے کے اندر بھی ضم ہو سکتے تھے لیکن یہ کہ ان کی جبری تبدیلی مکمل طور پر بے نتیجہ نہیں تھی. ہم صرف قیاس کر سکتے ہیں کہ کیا ہوتا اگر اس عمل کو طویل عرصے تک جاری رہنے دیا جاتا۔ فلپ نے زندگی کے آخر تک، اگرچہ نیم دلی سے انضمام کی حمایت جاری رکھی۔ یہ واضح نہیں کہ آیا اسے واقعی یقین تھا کہ یہ کوششیں بارآور ہوں گی یا جو حل اس کے سامنے پیش کیے گئے تھے وہ ان میں درپردہ سختی اختیار کرنے سے گریزاں تھا۔ صدی کے آخری عشرے میں کلیسا اور ریاست کے اندر طاقت ور

لوگوں میں یہ بحث جاری رہی کہ مورسکو کو ان سے زیادہ وقت دیا گیا وہ جس کے مستحق تھے اور انہیں مسیحی تبلیغ کی مزید کوششیں رائیگاں جائیں گی۔ فلپ غالباً ان عقائد میں شریک تھا لیکن اگر وہ تھا بھی تو وہ ان پر پر عمل کرنے کیلئے رضامند نہیں تھا۔

1598 میں اس کی گرتی صحت نے آخر کار اسے مات دی، بخار، گٹھیا اور استسقاء کی وجہ سے کمزور ہو کر ایسکوریل میں اپنی خانقاہی آرام گاہ میں چلا گیا۔ 13 ستمبر کو اکہتر سال کی عمر میں مرنے سے قبل ترپین دن تک، اطالوی مصنف توماسو کا پیلا کے معروف آخری عالمی شہنشاہ نے نہائت استقلال سے اذیت ناک جسمانی ٹوٹ پھوٹ برداشت کی۔ ملک میں سوگ منانے کے ساتھ مورسکو سوال کے حتمی حل کی امیدیں اب اس کے جانشین کی طرف منتقل ہو گئی تھیں۔

17

سر پر منڈلاتا ایک خطرہ: 1609 -1598

انتہائی اہم مستقبل پر اثر انداز ہونے والے تاریخی سانحات بھی بعض اوقات بدھو اور معمولی افراد کے ذریعہ اچانک برے حالات کا پیش خیمہ بن جاتے ہیں اور اس رجحان کی فلپ III (1578-1621) کے مقابلتاً زیادہ غضب آلود مثالیں چند ایک ہی ہوں گی. وہ حاکم جس نے مسلم اسپانیہ کے خاتمے تک حکومت کی۔ ایک روایت کے مطابق اخراج کے بعد اس کے یوم پیدائش پر فادر ورگاس نامی ایک پادری کی زبانی خبر کے مطابق اس نے مورسکوؤں کو متنبہ کیا تھا کہ "اگر تم اس لعنتی فرقے کو اپنے دلوں سے نکالنے سے انکاری ہو تو جان لو کہ کاستیہ میں ایک شہزادہ پیدا ہو چکا ہے جو تمہیں اسپانیہ سے باہر نکال پھینکے گا۔" مقدر کی یہ بدشگونی فلپ کے والد پر واضح نہیں تھی جس نے ایک بار اپنے ایک درباری کے سامنے افسوس کا اظہار کیا کہ "خدا نے مجھے بہت سی سلطنتیں دی ہیں لیکن مجھے ایک بیٹے سے انکار کیا جو ان پر حکومت کرنے کے قابل ہو۔" آئندہ نسلوں نے اس منفی تشخیص سے بڑی حد تک اتفاق کیا ہے۔

جسمانی طور پر کمزور اور فکری طور پر غیر ممتاز، فلپ کا کردار حیرت ناک حد تک اپنے زیادہ کرشماتی اور کارفرما پیش روؤں کے مقابلتاً سپاٹ تھا۔ اس کی نمایاں ترین خصوصیت گہری پرہیز گاری تھی جس سے رعایا نے اس پر چھوٹا ولی کا لیبل چپکا دیا۔

یہ مذہبی جوش درباری زندگی کے زیادہ فضول شوق کے پہلوؤں سے مملو تھا۔ فلپ اگرچہ دن میں تقریباً تین گھنٹے نماز اور مذہبی ریاضت کے لیے وقف کرتا تھا لیکن وہ نقاب پوشی ناٹک، تھیٹر کے تماشے، موسیقی، تاش کے کھیل، ٹورنامنٹس اور سب سے بڑھ کر شکار، ایک ایسی سرگرمی سے محبت کرتا تھا جس میں وہ جب بھی ممکن ہوتا، مشغول ہو جاتا تھا۔ اس کے دور حکومت میں اسپانوی عدالتی زندگی ایک جگمگاہٹ اور پر اسراف نئے بھدے ٹھاٹھ سے متصف تھی جو اس کے والد کی ہوش مندی کے بالکل برعکس تھی۔ فلپ کے دربار کے عصری واقعات میں شکار کی مہمات، شہری استقبالات، آتش بازی کی نمائش، شبینہ روشنیوں کی بہار اور ضیافتوں کی تفصیل شامل ہے جیسے 1611 میں ڈیوک آف یوسیڈا کے محل میں دربار کی پر تکلف دعوت جس میں چھ سو پکوان پیش کیے گئے اور شاہی مصاحبین پر سونے، چاندی، زیورات اور خوشبودار پانی کے تحائف کی بارش کی۔ فلپ کا دور اس کے سابق اتالیق فرانسسکو گومیز دی سینڈووال وائی روہاس، کے ساتھ انمٹ طور پر وابستہ ہے۔

مارکوئس آف دینیا، 1625–1552 جو فلپ کے عطا کردہ لقب، ڈیوک آف لیرما، سے جانا جاتا ہے جو فلپ سے پچیس سال بڑا، بادشاہ کا قریب ترین مشیر اور دراصل وزیر اعلیٰ تھا۔ اس نے یورپی بادشاہوں کے اپنے اختیارات کسی قابل بھروسہ یا "پسندیدہ" فرد کو سونپنے کے نئے رجحان کو مجسم کیا جسے اسپانیہ میں پریوادو یا والیدو کہتے ہیں۔ فلپ III کے معاصرین میں سے لیرما جیسی طاقت اور برتری کسی کو حاصل نہ ہو سکی۔ لیرما نے فلپ کے دورِ حکومت میں کونسل آف اسٹیٹ کے 739 اجلاس میں سے صرف 22 میں شرکت کی، پھر بھی چند ہی اہم فیصلے ہوں گے جو "ڈیوک" کے علم یا منظوری کے بغیر کئے گئے۔

اس کا عروج پیٹر پال روبنس کی 1603 کی تصویر میں دکھایا گیا تھا جس میں لیرما سفید گھوڑے پر سوار تھا، ایک عسکری روپ جو روایتی طور پر حکمرانوں کے لیے مخصوص تھا، نہ کہ ان کے مشیروں کے لیے۔ لیرما کی طاقت کا بنیادی ذریعہ شاہی گھرانے کا عمدہ انتظام کرنا تھا حالانکہ اس کی حیثیت 'گھوڑے کے ماسٹر' کے طور پر تھی۔ اس عہدے نے لیرما کو بادشاہ تک بے مثال رسائی فراہم کی اور اسے سرپرستی کا ایک پیچیدہ جال بنانے، دوستوں، اتحادیوں اور افرادِ خانہ کو دربار اور حکومت میں اہم عہدوں پر تعینات کرنے کے قابل بنایا۔ حیلہ گر، انتہائی ذہین، دلکش، کمزور کن افسردگی کی طرف مائل، لیرما بدنام زمانہ حریص اور بدعنوان بھی تھا۔

نسبتاً معمولی ذرائع کے ایک شاہی خاندان میں پیدا ہوا۔ اس نے دربار میں اثر و رسوخ سے بے تحاشا دولت جمع کی جس کے منبوں نے اس کے ہم عصروں کو انگشت بدنداں کر دیا۔ لیرما نے اپنی دولت سے عیسائی خانقاہیں اور مذہبی

ادارے بنانے، فنکاروں اور سروانیتس اور لوپ دی ویگا جیسے مصنفین کی سرپرستی کی، محلات کی تزئین و آرائش، تعمیر اور بادشاہ کی تفریح کے لیے شکار گاہیں بنائیں۔ ویلادولد میں دریائے پسوایرگا کے کنارے لاریبیرا میں اس کی شاندار جائدادیں اتنی وسیع تھیں کہ ایک محل، ایک مذہبی گوشہ ءعافیت، رنگین مچھلیوں والی ایک مصنوعی جھیل اور ایک کھلا میدان جہاں لیرمانے فرضی لڑائیوں، بیلوں کی لڑائیاں اور شاہی خاندان اور دربار کیلئے نیزہ بازی کے ٹورنامنٹ منعقد کیے تھے۔ ایسی مہمان نوازی بادشاہ اور اس کے مقربین کے درمیان ذاتی اور سیاسی تعلقات کا ایک لازمی جزو تھی۔

فلپ کی شہرت ایک سست حکمران کے طور پر ہونے کے باوجود جو حکومت کے کاروبار سے دور تھا، ارانوایز، ایل پاادرو اور لاوینتوسِّلا کے شکار کیلئے پناہ گاہوں اور گرمیوں کے مکانوں میں نجی ملاقاتوں کے دوران اکثر امورِ مملکت پر تبادلہ خیال کیا جاتا تھا۔ ان نجی اور سرکاری ملاقاتوں کے دوہرے پن نے مورخین کے لیے اخراج یا اس کے اہم کرداروں کے کردار کو قائم کرنے کے پیچھے فیصلہ سازی کے عمل کو قائم کرنا مشکل بنا دیا ہے۔

فلپ کا سلوک مورسکوؤں کے ساتھ اس کی عقیدت مند مذہبی بیوی، آسٹریا کی مارگریٹ 1611-1584 سے بہت متاثر تھا۔ مارگریٹ نے لیرما کے برعکس ریاستی کونسلوں کے اجلاسوں میں شرکت نہیں کی اور نہ ہی اپنے طور پر کوئی حکم جاری کیا۔ اس کا نام اخراج سے متعلق کسی بھی دستاویز پر ثبت نہیں۔ کوا ہنکین پادری اور درباری وقائع فادر لوئیس بالتاسر تمامونے بعد میں گو ملکہ کے "زبردست اصرار" کی تعریف کی جس کی وجہ سے یہ ممکن ہوا۔

1611 میں اس کے جنازے کے موقع پر غرناطوی عیسائی درویش جوآن گالوانو نے بھی مارگریٹ کی مورسکوؤں سے "مقدس نفرت" کا خیر مقدم کیا اور دعویٰ کیا کہ "اخراج.. ہماری متین ترین ملکہ" کا مرہونِ منت تھا۔ 1 ہیپسبرگ آسٹریا سے تعلق رکھنے والی جرمن بولنے والی شہزادی میں اسلام سے "مقدس نفرت" حیران کن نہیں تھی جہاں پندرہویں صدی کے اوائل سے ہی عثمانی مستقل خطرہ بنے ہوئے تھے۔ مارگریٹ اور فلپ کا مورسکو اسپانیہ سے تعارف جنوری 1599، والینسیا میں ہوا جب چودہ سالہ شہزادی فلپ کے ساتھ طے شدہ شادی کے لیے بذریعہ جہاز پہنچی۔ اس کی اس سے قبل ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ شہزادی کا استقبال آرچ بشپ ریبیرا نے کیا جس نے شادی کی تقریب کا انعقاد کیا، اس کے اعزاز میں وسیع شہری تقریبات کی صدارت بھی کی۔ لیرمانے دینیا میں شاہی جوڑے کی اپنی جائیدادوں پر بیل۔۔ لڑائیوں، فرضی بحری و بری لڑائیوں اور تھیٹر کے تماشوں، خصوصاً لوپ دی ویگا کا تحریر کردہ ڈرامہ سمیت، تفریح مہیا کی۔ فلپ نے ملکہ کے ساتھ والینسیا اور آراگون میں دس ماہ گزارے۔ اس نے اس دوران مورسکو کے سوال پر ریبیرا کے ساتھ خط و کتابت کی۔ اس نے لاٹ پادری کے مشیر ہائی بلیدا سے بھی

ملاقات کی۔ مور سکو سانحہ کے کرداروں کی یہ چھوٹی سی کاسٹ مکمل ہو گئی جو ایک دہائی بعد اس کے وحشیانہ اختتام میں اہم کردار ادا کرے گی۔ فلپ دور حکومت کے اولین سال اسپانوی خارجہ پالیسی میں تبدیلی پر منطبق تھے جو اس حتمی اختتام کو قریب تر لائے۔

فلپ دوم نے موت سے کچھ عرصہ پہلے 1598 میں فرانس کے ساتھ پیس آف ورونز پر دستخط کیے۔ ایک ایسا معاہدہ جس کی بنا پر اس کا بیٹا شمالی یورپ میں اسپانیہ کے دشمنوں کے ساتھ کئی معاہدوں پر دستخط کرنے کے قابل ہو سکا۔ سفارت کاری پر نئے زور کا مقصد دو دہائیوں سے زائد عرصے کے مسلسل تنازعات کے بعد اسپانیہ کی تھکی ماندی آبادی کو سانس لینے کی مہلت مہیا کرنا تھا جس میں ہیپسبرگ قوت کی حدود مزید واضح ہوتی جا رہی تھیں۔ 1601 میں انگلینڈ کے خلاف آئرش کیتھولک باغیوں کیلئے امدادی مہم اسپانیہ کی ذات پر تب ختم ہوئی جب اسپانیہ کے بحری جہاز طوفان کی نظر ہو گئے، باقی ماندہ لوگ ہلاک ہوئے یا پکڑے گئے۔ اس سے بھی بڑی تباہی اسی سال ہوئی جب ایک اسپانوی بحری بیڑے نے الجزائر پر ایک اور حملے کی کوشش کی جس میں درجنوں بحری جہاز شمالی افریقہ کے ساحل تک پہنچنے سے پہلے ہی طوفان میں ڈوب گئے۔ فلینڈرز کی اسپانوی فوج ٹوٹ پھوٹ کے دہانے پر پہنچ گئی اور خزانہ بمشکل ہی فوجی ذمہ داریوں کیلئے کہیں اور سے مالی وسائل حاصل کر سکا۔

اسپانیہ نے 1604 میں شاہ انگلستان جیمز اول کے ساتھ ایک معاہدہ کیا۔ لیرما کی ترغیب پر تین سال بعد سخت گیر لوگوں کی شدید مخالفت کے باوجود جنہوں نے "باغیوں اور بدعتیوں" کے ساتھ کسی بھی سمجھوتہ کو مسترد کیا، ڈچ باغی رہنماؤں کے ساتھ جنگ بندی کے مذاکرات کا آغاز کیا۔ یہ فوجی تبدیلیاں خود اسپانیہ کے اندر بگڑتی ہوئی سماجی اور معاشی صورت حال کے ساتھ ساتھ چل رہی تھیں۔ دربار اور اشرافیہ کی نمایاں کھپت کے باوجود سترھویں صدی کا اوائل اسپانوی آبادی کے لیے شدید سماجی پریشانی کا دور تھا۔ یہ بھوک، قحط اور ناقص فصلوں، قیمتوں اور ٹیکسوں میں اضافے کے سال تھے جس میں بہت سے اسپانوی افراد مفلسی کا شکار ہو گئے۔ ٹاؤن کونسلیں آوارہ گرد، معذور یا بے روزگار جنگ جوؤں سے مغلوب ہو گئی تھیں جن میں اکثر کے پاس امداد کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔

1599 اور 1600 کے درمیان، اسپانیہ تباہ کن وباء طاعون سے متاثر ہوا جس میں اندازا'' چھ لاکھ افراد ہلاک ہوئے۔ سماجی بحرانوں کے ایسے ادوار اکثر قربانی کے بکروں کی تلاش کیلئے نکلتے ہیں اور سترھویں صدی کا اسپانیہ بھی اس سے مستثنیٰ نہیں تھا۔ کاستیہ میں خصوصاً خطرناک طاعون سے مرنے والوں کی کثیر تعداد نے مور سکو آبادی میں اضافے کے خدشات کو زیادہ قابل اعتبار بنا دیا۔ والینسیا میں مور سکو کی بغاوت کے خدشات امن و امان کی عام خرابی

جیسے تھے جس میں پادریوں اور نو عمر بچوں تک کو معمولی جھگڑوں پر حملہ اور بعض اوقات قتل کا مجرم قرار دیا گیا اور لاشیں حسب معمول سڑکوں پر پڑی ملتی تھیں۔"

فرانسیسی سیاح بار تھیلیمی جولی نے 1603 میں لکھا کہ آپ ویلنسیا میں رات کے وقت زرہ بکتر پہنے یا چھوٹی ڈھال کے بغیر باہر نہیں جا سکتے کیوں کہ اسپانیہ کا کوئی قصبہ ایسا نہیں جہاں اتنے زیادہ قتل کیے گئے ہوں۔"جولی نے قتل کے لیے اس رجحان کو ویلنسیائی آب و ہوا قرار دیا لیکن لاقانونیت اور ڈکیتیوں کو اکثر عیسائیوں نے خصوصاً مور سکو سرگرمی کے طور پر دیکھا۔1602 اور 1604 کے درمیان خوآن دی ریبیرا نے بطور وائسرائے پھانسیوں، کوڑے مارنے کی سزاؤں اور جوُا بازی، ہتھیار رکھنے پر سخت حکومتی پابندیوں کے ذریعے شاہی اختیار بحال کرنے کی کوشش کی لیکن ان کوششوں کو زیادہ کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ یہ ویلینسیا کے پادریوں اور مور سکوؤں کے درمیان درشت تعلقات کا ثبوت تھا کہ ریبیرا نے مور سکو علاقوں میں پادریوں کو اپنی حفاظت کیلئے رسم عشائے ربانی کے دوران بھی خصوصی پستول رکھنے سے منع نہیں کیا۔

ان سالوں میں اسپانوی ساحلی قصبوں اور جہاز رانی پر مسلم قزاقوں اور پروٹسٹنٹ۔ کیتھولک جنگ بندیوں سے منحرفین اور سابق عیسائی نجی اسلحہ سے لیس جنگی جہازوں کے مسلسل حملوں کی بھی نشان دہی کی گئی جنہوں نے اکثر شمالی افریقی بندرگاہوں سے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ان حملوں کو روکنے میں اسپانیہ کی نااہلی سے لامحالہ آراگونی مور سکوؤں اور فرانسیسی پروٹسٹنٹوں کے درمیان بغاوتی رابطوں کی افواہیں پھیلیں؛ قسطنطنیہ، فیض اور الجزائر میں مور سکو نمائندوں کی بغاوت کے لیے مدد طلب کرنے کی اطلاعات نے سرکاری تشویش میں شدت پیدا کر دی۔ایسے حالات میں جیسا اکثر ہوتا ہے کہ ایسی اطلاعات اکثر کم ہی قابل اعتماد ہوتی تھیں۔

1602 میں عدالت استحصال ارتداد نے مطلع کیا کہ ویلینسیائی مور سکوؤں کے ایک گروہ نے فرانس کے اسپانوی مخالف بادشاہ ہنری چہارم سے ملاقات میں وعدہ کیا کہ اگر وہ اسپانیہ پر حملہ کرے تو تقریباً ایک لاکھ مسلح مور سکو، یہودی اور حکومت سے منحرف کیتھولک حمایت کریں گے۔ یہ اعداد و شمار اگرچہ خود عدالت استحصال ارتداد یا تقریباً یقیناً مور سکوؤں کی طرف سے بڑھا چڑھا کر پیش کیے گئے تھے لیکن اس بات کا امکان نہیں ہے کہ ہنری کا ایسی بات پر جواب دینے کا کوئی ارادہ تھا۔

ایسی توہمانہ سازشوں کو اکثر اس" سر پر منڈلاتے خطرے" کے ثبوت کے طور پر پیش کیا جاتا تھا جو اس ریاست کو مور سکوؤں سے لاحق تھا۔ ستمبر 1602 میں ایک کاتالانی راہب سیباسٹین دی اینسینا نے لیرما کو خبردار کیا کہ

ویلینسیائی مورسکوؤں نے پہلے ہی اپنے آپ کو خفیہ دستوں میں منظم کرر کھا ہے اور وہ "موری جنگی جہازوں" کی توقع میں فوجی تربیت میں مصروف ہیں جو اسپانیہ پر حملہ کرنے والے تھے۔ان الزامات کے درست ہونے کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا گیا، بغاوت یا موری حملہ بھی نہیں ہوا۔دوسرے رابطے زیادہ اہم معلوم ہوتے ہیں۔1604 میں بطور جذبہ خیر سگالی انگریزی حکومت نے اسپانیہ کو خفیہ دستاویزات میں بتایا کہ آراگونی مورسکو اور بیرن کے گورنر ڈیوک دی، لافورس کے درمیان بیرنیس کی مدد سے بغاوت کے امکان کے متعلق بات چیت ہوئی تھی۔دستاویزات میں یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ آیا ان خواہشات کو پورا کرنے کی کوئی کوشش بھی کی گئی تھی۔انہوں نے ایک ایسے وقت میں مورسکوؤں کے سرکاری شکوک دور کرنے کے لیے کچھ نہیں کیا جب اسپانوی، ہیپسبرگوں نے بحیرہ روم میں اسلام کے خلاف جدوجہد کو دوبارہ فعال کرنے کی آزمائشی کوشش شروع کی۔الجزائر کی ناکام مہم اور مراکش کی خاندانی خانہ جنگیوں میں اسپانیہ کی بڑھتی شمولیت دونوں ہی ایک فوجی تنظیم نو کی پیداوار تھے جو اکثر ماضی کی پرانی صلیبی امنگوں سے متاثر ہوتی تھیں۔

24 دسمبر 1603 کو فرانسسکو ناوارو نامی ایک ویلنسیائی "مسیحی نجومی" نے ایک نایاب نجوم کی ترتیب کی نشاندہی کی جو عظیم دو اجرام فلکی کا اجتماع کے نام سے جانی جاتی ہے۔اس نے اسے اسلام پر آنے والی تباہی کی علامت سے تعبیر کیا جس میں فلپ III یروشلم کو دوبارہ حاصل کرنے اور یہود و نصاریٰ کے مصائب کے اختتام کی شروعات کے لیے اسپانوی برج قوس والوں کی فوج کی قیادت کرے گا۔ستر ہویں صدی کے اوائل میں متعدد مذہبی پیشین گوئیوں نے ایسی ہی پیشین گوئیاں کی تھیں۔چند نصوص اسپانیہ کی حالیہ فوجی تبدیلیوں کو کافروں کی مسلسل موجودگی پر خدا کے غضب سے منسوب اور مورسکو کے اخراج کے بعد اسپانوی قسمت میں ایک شاندار تبدیلی کی پیش گوئی کرتے ہیں۔جیسا کہ اکثر ہوتا تھا، یہ پیشین گوئیاں اکثر شگون اور نشانیاں لئے آتی تھیں۔

1600 میں آراگون کے قصبے والیلا میں گرجے کی افسانوی گھنٹی کو انسانی مدد کے بغیر بجتے سنا گیا۔یہ ایک باقاعدہ وقفے کے بعد ایسا معجزہ تھا جس کے متعلق خیال کیا گیا کہ وہ عظیم واقعات کا اعلان کرتا ہے اور جسے کچھ اسپانویوں نے ایک اور علامت کے طور پر دیکھا کہ مورسکوؤں کا اخراج قریب ہے۔والینسیا ہمیشہ کی طرح، خصوصاً ایسے مظاہر کا شکار تھا اور صدی کے پہلے سال غیر معمولی شدت کے زلزلوں، مرغیوں کے انڈوں کے حجم کے برابر پتھروں سمیت اولے اور ایک "خون آلود بادل" کے نظر آنے کی خبروں کی وجہ سے جسے دیمین فونسیکا نے "خدا کی مرضی کے اظہار کے طور پر دیکھا کہ مورسکو کو اسپانیہ سے باہر پھینک دیا جائے اور اگر ضروری ہو تو بڑی قربانی دے

کر۔ "فونسیکا نے ایک اور واقعہ میں بیان کیا کہ کس طرح ایک پر زور بگولے نے سات سو درختوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے سے پہلے دو توہین آمیز مور سکوؤں کو ہوا میں لہرا کر موت کی نیند سلا دیا۔

بحران، کساد بازاری اور ہزار سالہ سر پھری توقع کے اس ماحول میں مور سکو کا سوال مستقل طور پر سرکاری ایجنڈا کی طرف بڑھتا گیا۔ اسپانیہ کے حکمران اس سخت علاج کی طرف بڑھ رہے تھے ان کے پیشروؤں نے جس کی مزاحمت کی تھی۔ اپنے دور حکومت کے پہلے سالوں سے فلپ اور اس کے وزراء کو مور سکو کے مسئلے پر رودادوں، یادداشتوں اور آراء کے کاغذات کا ایک سلسلہ ملا۔ مارچ 1600 میں عدالت استحصال ارتداد کے جنرل فرنانڈو نینو دی گویارا نے سفارش کی کہ مور سکوؤں کو مذہبی تعلیمات فراہم کرنے کے لیے ایک نئی کوشش کی جائے۔ اگر مور سکو جواب دینے میں ناکام رہے، گویرا نے بادشاہ کو مطلع کیا، تو پھر انہیں "خدا اور آپ کی عظمت کے مشترکہ دشمن" قرار دینا اور انہیں بیگاری کھویوں یا کانوں میں بطور غلام مزدور کام لینا جائز ہو گا، صرف اسپانیہ میں ہی نہیں بلکہ انڈیز میں بھی وہ جہاں تقریباً ناپید ہو چکے تھے۔3

ربیرا نے ویلینشیا سے بادشاہ کے حضور نہائت ٹھوس انداز میں سنجیدہ مور سکو مسئلہ پیش کیا۔

1599 میں فلپ نے ربیرا کو والینسیا میں انجیلی تبلیغ کی مہم کے تعارفاً ایک سال کی مدت معینہ میں اعتراف ارتداد پر معافی یا ہلکی سزا کا حکم نافذ کرنے کے فیصلے سے آگاہ کیا۔ اس نے بزرگ ترین سردار کلیسا سے کہا کہ وہ اسپانوی ۔۔عربی میں اس "مقدس کار خیر" کیلئے مذہبی سوال وجواب نامہ شائع کرنے میں مدد کرے جس کا اس نے پہلے حکم دیا تھا۔ ربیرا نے ان ہدایات کی تعمیل کی اور بعد ازاں رعایتی مدت میں مزید ایک سال کی توسیع کی۔ اس کی حوصلہ افزائی میں کمی جلد ہی واضح ہو گئی جب دسمبر 1601 میں فلپ کو بھیجے گئے ایک بن مانگے پیغام میں دعویٰ کیا کہ رعایتی مدت کے دوران کسی ایک نے بھی ارتداد کا اعتراف نہیں کیا لہٰذا والینسیا کے تمام مور سکوؤں کو ملک معظم کے فرمان کے بموجب "سخت بدعتی اور غدار" قرار دیا گیا۔ ربیرا نے مور سکوؤں کو اسپانیہ کی فوجی ناکامیوں کا ذمہ دار ٹھہرایا اور اس ''بیماری'' کی مسلسل موجودگی پر "انٹرپرائز آف انگلینڈ" اور الجزائر کی حالیہ مہم کی ناکامیوں کو غضب الٰہی کی وجہ قرار دیا۔ اسقف اعظم نے متنبہ کیا کہ جب تک اس صورت حال کا حل تلاش نہ کیا گیا تو اس سے بھی بڑی آفات آنے والی ہیں اور پیشین گوئی کی کہ "اگر ملک معظم نے قرارداد کا حکم نہ دیا تو میں اپنے زندگی میں اسپانیہ کا حسرت ناک انجام دیکھوں گا۔"4

اس سنسنی خیز دستاویز کا مقصد اثر ڈالنا تھا، اور ایسا ہی ہوُا۔ شاہی اعتراف کرنے والے گاسپر دی کور تو بانے ریبیرا کو اس "حیرت اور صدمے" کے متعلق لکھا جو اس کے خط نے لیرما اور بادشاہ کے صلاح کار میں پیدا کیا جب کہ لیرما کے بدعنوان سرکار ملازم ویلنسیائی پیدر رودی فرانکوایسانے اسقف اعظم کو بتایا کہ فلپ کی آنکھیں اس کی "وضاحت اور جوش" سے کیسے کھل گئیں۔" جنوری 1602 میں فلپ نے ریبیرا کو مورسکو سوال پر اپنے خیالات کی وضاحت کے لیے مدعو کیا اور اس نے مورسکو مخالف ایک اور شدید زہر اگلتا جواب دیا۔ اس نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ مورسکو اسپانیہ کی نہ صرف دولت نچوڑ رہے تھے بلکہ وہ ویلنسیا میں زیادہ تر مجرمانہ سرگرمیوں کے ذمہ دار بھی تھے تاکہ "بوڑھے عیسائی جو مورسکو علاقوں میں رہتے ہیں، رات کو اپنے شہر چھوڑنے کی ہمت نہ کریں۔" ریبیرا نے مورسکوؤں کے اس امکان کو سختی سے مسترد کر دیا کہ انہیں عیسائی بنایا جا سکے گا۔

انضمام کے حامیوں نے جہاں مورسکو "نئے پودے" کو نرمی سے پرورش کرنا بیان کیا تو ریبیرا نے انھیں "خشک جھری دار درخت کہا" جو بدعت کی گرہوں سے اٹے ہوئے ہیں" جنہیں جڑوں سے اکھاڑنے پھینکنے کی ضرورت ہے "تاکہ وہ نقصان نہ پہنچائیں اور نہ نئی ٹہنیاں اگائیں جو تیزی سے درخت بن جاتی ہیں۔ ریبیرا نے فلپ پر زور دیا کہ وہ اس کام کو سرانجام دے جسے اس نے داؤد کا فلستینیوں کو شکست دینا ایک "جدید تسخیر نو" کے مقابلتاً بیان کیا۔5

ریبیرا کا اخراج کی طرف واضح جھکاؤ اس کے سنگ دل مورسکو۔۔۔ مخالف صلاح کار جیمی بلیدا کی مدد سے ہوُا۔ بلیدا نے بے دخلی کے لیے پوپ کی منظوری حاصل کرنے کی کوشش میں تین مرتبہ روم کے ناکام دورے کئے۔ ان تھک ڈومینیکن نے میدرد کے متعدد سفر بھی کئے۔ اس نے دربار اور حکومت میں مورسکو اخراج کو اپنا "عظیم ترین مقصد" کہا۔

1603 میں بلیدا نے فلپ کو مورسکو مخالف اپنے وسیع متن ''عقیدے کا دفاع'' کا خلاصہ بھیجا، جس میں مذہبی حکام اور تاریخی نظیروں کا زبردست حوالہ دیا گیا جو رومی شہنشاہ تھیوڈوسیئس سے سینیکا اور سینٹ آگسٹین تک اخراج کے مذہبی جواز کی حمایت کرتے ہیں۔ بلیدا نے اخراج پر اقتصادی اعتراضات کو بھی مسترد کر دیا اور دعویٰ کیا کہ مورسکو کی مزدور نفری کو تیزی سے عیسائی آبادکاروں سے تبدیل کیا جائے گا جو اپنے ویلنسیائی باشندوں کو اور بھی زیادہ آمدنی فراہم کریں گے۔6 بلیدا نے تاثر پذیر نوجوان بادشاہ کے سامنے بے دخلی کو ایک شاندار اور متقی عمل کے

طور پر پیش کیا جو سرانجام دینے والوں کے لیے باعث عزت ہوگا۔ مورسکو مباحثے کے دیگر شرکاء نے بھی اخراج کے حق میں بڑھ چڑھ کر دلالت کی۔

1602 میں ایک درباری بنام گومیز داویلا وائی تولیدو نے تجویز پیش کی کہ مورسکو کے دو سے چودہ سال کے تمام بچوں کو ان کے والدین سے لے کر ان کی پرورش عیسائیوں کے طور پر کی جائے اور بالغ مورسکو مردوں اور خواتین کو الگ الگ دنیا بھر میں منتشر کیا جائے تا کہ "تمام ہاجریوں کی لعنتی نسل بالآخر معدوم ہو جائے۔"

مورِیسکو کو "بخار" کے طور پر ریبیرا کی تصویر کشی کی بازگشت کرتے ہوئے گومز داویلا نے، جب تک کہ انہیں ہٹایا نہیں جاتا، ایک "اصلی وبا" کے طور پر بیان کیا جو اسپانوی معاشرے کو آلودہ اور تباہ کرنے کی دھمکی دیتی ہے، جیسے جب پاؤں، ٹانگ یا بازو میں بیماری ہو تو تمام جسم کو صاف کرنا ضروری ہے۔ تمام اسپانیہ کو اسی طرح اس خراب بیج سے پاک کرنا ضروری ہے۔"7 کونسل آف اسٹیٹ نے آراگون میں آگستینی خانقاہی حکم کے صوبائی فادر پیدرو آریاس کی "تجویز" پر بھی غور کیا۔ اس نے دلیل دی کہ "ہاجری" مذہبی خلاف ورزی کرنے والے سزائے موت کے مستحق ہیں اور یہ کہ "ان سب کو چھری سے مارنے میں کوئی ناانصافی نہیں ہوگی۔

فلپ کے "ضمیر اور اچھی حکومت کی بنیاد پر کم از کم انہیں اپنی سلطنتوں سے نکالنے کی ذمہ داری تھی" اور "اس تنے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے جس سے یہ جہنمی کونپلیں پھوٹتی ہیں۔"8 یہ دلیل کہ مذہبی خلاف ورزیوں کی وجہ سے مورسکو موت کے "مستحق" تھے، اخراج کو اکثر مقابلتاً ایک کریم النفسی سمجھا جاتا تھا۔ تمام اہل کلیسیا نے تاہم ایسے انتہائی اقدامات کی حمایت نہیں کی۔

1604 میں بادشاہ کو ایک یادداشت میں سیگوربے کے لاٹ پادری اور ریبیرا کے سابق پرسنل سکریٹری، فیلیسیانو فیگیروآ نے والینسیا میں فلپ کی والینسیا معافی کے متعلق اسقف اعظم کے مایوس کن تعین کی تردید کی اور اس بات پر اصرار کیا کہ اس کے علاقے کے مورسکوؤں میں معافی کے عرصہ کے درمیان "قابل ذکر اصلاح" ہوئی ہے۔ ان میں سے بہت سے پرانے عیسائیوں سے مختلف نہیں لگ رہے۔ ریبیرا کی ذات پر بالواسطہ تنقید کرتے ہوئے فیگیروآ نے استدلال کیا کہ مورسکوؤں کو مذہب تبدیل کرنے کی صلاحیت پر "رعیسان کلیسا کو اتنی جلدی صبر اور اعتماد نہیں کھو دینا چاہیے تھا" فلپ پر زور دیا کہ وہ ان "ہدایات میں کوتاہی" کو پورا کرے جو پہلے فراہم کی گئی تھیں۔ انجیلی تبلیغ کا نیا پروگرام جس میں "فوجیں چڑھانے یا خون بہانے" کی ضرورت نہیں ہوگی۔9 دیگر معروف اسپانوی اور غیر ملکی مسیحیوں نے بھی ایسی ہی معتدل حکمت عملی کی وکالت کی۔ انگریز جیسوٹ جوزف کریس ویل جس نے اسپانوی

دربار میں انگلش کیتھولک کے مفادات کی نمائندگی کی، فلپ پر زور دیا کہ وہ مورسکوؤں کو جیتنے کے لیے ایک نئی کوشش کرے اور اسپانوی علماء کے خیالات کو رد کردے جو "اس نقصان کو ناقابل تلافی سمجھتے ہیں،" یہ دلیل دیتے ہوئے کہ مسیحیوں نے "یہ نہیں دیکھا کہ بدعتیوں کے ساتھ کیا کیا جاسکتا ہے جو مذہب تبدیل کرنے سے کم مشکل نہیں۔"10

پوپ پال پنجم بھی انجیلی تبلیغ کے حق میں تھا، بلیدا کی قائل کرنے کی کوششوں کے باوجود کہ تبلیغ کرنا بے فائدہ تھا۔ 1606 میں ایک پوپ نے ہدائت نامے میں ریبیرا اور اس کے لاٹ پادریوں کو ہدایت کی کہ وہ ویلنسیائی مورسکوؤں کو مسیحی تبلیغ کے طریقوں پر بحث کریں۔ انضمام کے حق میں سب سے زیادہ فکر انگیز دلائل مشہور بائبل اسکالر اور دانشور پیدرو دی والینسیا نے اپنے (Treatise on the Moriscos of Spain, 1606) میں لکھے تھے۔

ویلنسیا کے مورسکو اسپانیہ کی تصویر کشی اس زمانے کے بہت سے تعصبات و مفروضات میں سرائت کر چکی تھی جیسے مورسکو کے متعلق ان کی وضاحت کہ "تمام مسیحی کلیسا کے اعلانیہ اور ظاہر دشمن" جس کی تعداد "دس، سو، ایک ہزار، نہ ایک لاکھ، بلکہ بہت سے جاسوسوں اور سپاہیوں پر مشتمل تھی جو اسپانیہ میں اسماعیلی سلطنت اور فرقہ کے پیروکار ہیں،" جن میں سے سبھی یکساں طور پر عیسائیت کی طرف "جنگجویانہ نفرت سے مشتعل" تھے۔11 اس نے ساتھ ہی مورسکوؤں کی تصویر کو ایک اجنبی اور خارجی آبادی کے طور پر مسترد کرتے ہوئے لکھا کہ "یہ تمام مورسکو.. اسپانیہ میں رہنے والے دوسرے لوگوں کی طرح اسپانوی ہیں جو تقریباً نو سو سال میں یہیں پیدا ہوئے اور پرورش پائی۔" اس نے انضمام کی ناکامی کی وجہ اس حقیقت کو قرار دیا کہ انہیں پرانے عیسائیوں کے برابر "مساوات اور عزت" نہ دی گئی۔ والینسیا نے اس بنیاد پر اخراج کو مسترد کر دیا کہ "ایک جمہوریہ اپنے تمام حصوں کو محفوظ رکھے اور اس بات کی نشان دہی کی کہ "بادشاہوں اور جمہوریہ کو تمام لوگوں کو مارنے کے لیے اس عظیم ظلم کیلئے غصہ میں نہیں آنا چاہئے۔" اس نے اس کے بجائے انجیلی تبلیغ کے ایک مربوط قومی پروگرام کی سفارش کی جس کا افتتاح "اسپانیہ کے تمام کلیساؤں میں "روزے اور دعا کے ساتھ کیا جائے اور اس کے ساتھ مورسکوؤں کو ارتکاب جرم پر "سخت نہیں نرم" سزائیں دی جائیں۔

والینسیا نے یہ دلیل بھی دی کہ مورسکوؤں کو اسپانوی فوج میں بھرتی کیا جاسکتا ہے کیوں کہ ان کی کفایت شعاری اور محنت کی صلاحیت نے انہیں فطری فوجی بنا دیا۔ روم نے جیسے ایک مرتبہ غیر رومی شہریوں کو اپنے لشکروں

میں شامل کر کے انہیں "سلطنت کی حدود" پر تعینات کیا تھا، مورسکوؤں کو اسی طرح اسپانیہ کے زیر انتظام شمالی افریقی محافظ فوجوں کی کم نفری کی تقویت کے لیے بھیجا جا سکتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ والینسیا کی دیگر تجاویز کی طرح اس اختراعی تجویز پر بھی زیادہ غور نہ کیا گیا۔ اس کا مقالہ مورسکو بحث کے آخری مرحلے میں بھی آراء کا نئی سمت میں ایک اور اشارہ تھا۔

یہ یقیناً ایک بحث تھی جس نے مورسکو "مسئلے" کو پر اہمیت نہ سمجھا لیکن اس کے باوجود بلیدا اور ریبیرا جیسے انتہا پسندوں اور دوسروں کے درمیان ایک حقیقی اختلاف تھا جو مورسکو کو جسمانی طور پر ہٹانے اور یہاں تک کہ ختم کرنے پر سوچنے کے لیے تیار تھے اور وہ جو یہ سمجھتے تھے کہ انہیں اسپانیہ میں رہنے کی اجازت مل سکتی ہے اور ملنی چاہیے۔ ہمیں اب توجہ ان افراد کی طرف مبذول کرنی چاہیے جن کے اختیارات کے انتخاب کا فیصلہ بالآخر طاقت ور مردوں کے ایک نسبتاً چھوٹے گروہ کے ذریعے ہوگا۔ مورسکوؤں کے متعلق سرکاری حکمت عملی کا فیصلہ گو بادشاہ نے خود کیا تھا لیکن فلپ کی رائے اس کے طاقت ور محبوب اصحاب سے متاثر تھی۔ ایک سابق ویلنسیائی وائسرائے جس کی آبائی جائداد دینیا کی بندرگاہ پر واقع تھی، لیرما کے ویلنسیائی معاملات سے گہری واقفیت رکھتا تھا اور بادشاہت میں اخراج سے پڑنے والے منفی معاشی اثرات کے متعلق حساس تھا۔ اس کا اپنے خاندانی روابط کے ذریعے ویلنسیائی اشرافیہ سے بھی گہرا تعلق تھا۔ یہ تعلقات اس بات کی وضاحت کر سکتے ہیں کہ کیوں 1582 میں اس نے لزبن کی تجاویز کو مسترد کر دیا اور متبادل کے طور پر والینسیا کے دفاع کو بہتر بنانے کی سفارش کی۔

1599 میں ویلنسیائی جمہوری فوج کا قیام زیادہ تر اس کی کوششوں سے ہوا۔ لیرما نے 2 فروری کو اسی سال کونسل آف اسٹیٹ کے اجلاس میں یہ اعلان کرتے ہوئے زیادہ سخت گیر موقف اختیار کیا کہ "مورسکو پہلے جتنے موری تھے اس لئے موت کے مستحق تھے۔" اس نے تجویز پیش کی کہ تمام جوان مورسکو مردوں کو ان کی جائیداد سے محروم کر کے بیگاری کھویوں میں، خواتین اور بوڑھوں کو بربر اور بچوں کو پرورش کیلئے عیسائی مدارس میں بھیج دیا جائے گا۔
رائے میں اس تبدیلی کی وجوہات واضح نہیں ہیں لیکن لیرما اور بادشاہ کچھ عرصہ زیادہ معتدل پالیسیوں پر عمل پیرا رہے۔ فروری 1600 میں فلپ کے مشیروں نے ویلنسیا کے مورسکوؤں سے مطالبہ کیا کہ وہ "پرجوش، متقی اور فاضل" مبلغین سے مذہبی تعلیم حاصل کریں جو ان کے ساتھ "بہت نرمی اور مہربانی اور ان کی زبان اور لباس کے حوالے سے زبردستی کے بغیر" پیش آئیں گے۔ فلپ اور اس کے وزراء اس مقصد کے لیے اتنے پُر عزم تھے کہ اسقف اعظم ریبیرا کی اس وقت سرزنش کی گئی جب اس نے اپنے پادریوں کو مورسکوؤں کو متنبہ کرنے کی ہدایت کی کہ اگروہ

ان کوششوں کا جواب دینے میں ناکام رہے تو انھیں ملک بدر کر دیا جائے گا۔ زیادہ مفاہمت کے ایسے اشارے ہمیشہ عارضی اور مشروط تھے۔

3 جنوری 1602 کو فلپ نے مورسکو کے مسئلے کا جائزہ لینے کے لیے شاہی مجلس مشاورت کا ایک اور اجلاس بلایا جس کے اراکین میں لیرما اور تجربہ کار سیاست دان خوآن دی آئیدی آکوایز، فلپ II کا سابق سیکرٹری اور اصل لزبن شاہی مجلس مشاورت کا واحد باقی ماندہ رکن، شامل تھے۔ کمیٹی اسی وقت منعقد ہوئی جب والینسیا میں ارتکاب گناہ پر معافی کا حکم ختم ہونے ہی والا تھا اور پچھلے سال ریبیرا کی آبلہ نما یادداشت ابھی تک اس کے اراکین کے ذہنوں میں تازہ تھی۔ وزراء نے آراگونی، ویلینسیائی مورسکوؤں اور فرانسیسی پروٹسٹنٹوں اور مراکش کے درمیان رابطوں کی نئی روددادوں پر تبادلہء خیال کیا جہاں پچاس مورسکوؤں کے وفد نے مبینہ طور پر سلطان مولی زیدان کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ "اسپانیہ کو دوبارہ حاصل کرنے" کا صحیح وقت اب ہے۔ وہ اگر کوشش کرے تو دو لاکھ جنگجوؤں کی حمایت کا وعدہ تھا۔ یہ ایک ہوش ربا تعداد تھی۔ فرض کیجئے کہ کبھی ایسی تجویز کی گئی تھی لیکن فلپ کے مشیر اس پر سنجیدہ دکھائی دیتے ہیں۔ اسپانوی جاسوسوں کی روددادوں کے حوالہ سے کہ مراکشی حکمران نے اس درخواست پر رضامندی ظاہر کی تھی اور مورسکوؤں سے وعدہ کیا تھا کہ ولندیزی شہزادے حملے کی سہولت کے لیے "جہازوں کا پل" فراہم کریں گے۔ یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ ان وزراء کو سنجیدگی سے یقین تھا کہ مولے زیدان اسپانیہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا، اسے جانے دیجئے کہ وہ ایسا کرنے کی واقعی صلاحیت رکھتا بھی تھا یا نہیں۔

یہ حفاظتی خدشات ماضی کی طرح فرضی منظر ناموں کو حقیقی امکانات کے ساتھ یکجا کر رہے تھے جس نے بادشاہ کے حکام کی نظروں میں مورسکو خطرے کو بڑھا دیا تھا۔ ان مباحثوں کا خلاصہ ایک بے چین اہلکار نے کیا جس نے اٹلی میں اسپانوی حکمرانی سے عدم اطمینان اور بحیرہ روم میں عثمانی بحالی کے امکان کا حوالہ دیتے ہوئے متنبہ کیا کہ اسپانیہ کو "دشمنوں کا سامنا ہے جو بہت سے اور اتنے طاقتور ہیں کہ وہ ملک معظم کے خلاف یوں حرکت کر سکتے ہیں جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا، اور ہر چیز خطرے میں پڑ جائے گی۔" ان پریشانیوں نے مورسکو خطرے کو ختم کرنے کے لیے کمیٹی کی زیر بحث بنیادی تجاویز کو متاثر کیا جس میں ملک بدر کرنے سے لے کر ان سب کو بحری جہازوں میں ڈالنے اور ان کو کچلنے کا پرانا تصور تک شامل تھا۔ کمیٹی دوسرے اختیارات میں اخراج کی طرف جھکتی دکھائی دی۔ فلپ نے حیرت انگیز فیصلہ کن انداز میں کونسل کی سفارشات کا جواب دیا اور اعلان کیا، "اگر انہیں اچھے ضمیر کے ساتھ نکالا جا سکتا ہے تو میرے خیال میں یہ سب سے مناسب، آسان اور تیز ترین راستہ ہے۔" ایک غیر بلا تاریخ دستاویز جو غالباً اس

کے کسی سیکرٹری نے لکھی تھی، نے فلپ کی عجلت کو واضح کر دیا۔اس میں بادشاہ نے مراکشی سلطان کے ساتھ مورسکو کی ملی بھگت کی خبروں کا اعادہ کیااور اپنے خوف کا اظہار کیا کہ "مورسکو کی بھیڑ میں بہت سے مرد محکومی کا جوئا اتارنے کے لیے اتنے ہی بے چین اور اپنے فرقے کی پابندی میں اتنے ہی ضدی ہیں۔" ملک معظم کا نظریہ نتیجتاً یہ ہے کہ اب ان بڑی برائیوں کے تدارک کی تلاش میں وقت ضائع نہیں کیا جا سکتا۔اس نے ان برے لوگوں کو ختم کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے جس طرح اور جو بھی بہترین اور تیز ترین طریقہ نظر آئے وہ انہیں ذبح کرنے میں بھی دریغ نہیں کرے گا۔"
13

فلپ نے فی الحال مورسکوؤں کو ذبح کرنے کے بجائے ملک بدر کرنے کا انتخاب کیااور اپنے وزراء کو ہر ممکن جلد بازی کے ساتھ "تیاری شروع کرنے کی ہدایت کی۔ماخورکا میں بحری جہاز اور فوجیں تعینات کیں تاکہ اس موسم گرما میں اخراج کو تیز کیا جا سکے۔ایسی صورت حال کیلئے کوئی تیاری نہیں کی گئی تھی اور ان ہدایات کو نافذ کرنے میں مزید سات سال لگیں گے۔بنیادی تجاویز کا یہ نمونہ جس کے بعد بے عملی کا مظاہرہ کیا گیا، مورسکو بحث کی یہی خصوصیت تھی۔اس معاملے میں تاخیر کی جزواً نقل و حمل کی مشکلات کے متعلق وضاحت کی جا سکتی ہے۔یہ ایک ایسا وقت تھا جب اسپانیہ شمالی یورپ میں تنازعات میں گھرا ہوا تھا۔ایک ایسے وقت میں جب شاہی مالیات خصوصاً تناؤ کا شکار تھے، ملک بدری کے معاشی اثرات پر بھی غور کرنا تھا۔اس سوال کو بھی حل نہ کیا گیا کہ آیا مورسکوؤں کو "اچھے ضمیر" سے نکالا جا سکتا ہے۔اسپانیہ کے حکمرانوں نے ایک بار پھر کنارے پر سے جھانکا اور پھر اس سے پیچھے ہٹ گئے۔

جنوری 1607 میں ایک اور شاہی مجلس مشاورت نے ویلنسیائی مورسکوؤں کو بے دخل کرنے کو مسترد کر دیا اور انہیں تبدیل کرنے کی ایک نئی کوشش کی سفارش کی حالانکہ اس کے اراکین نے تسلیم کیا تھا کہ "اسقف اعظم ریبیرا مختلف رائے کا حامل تھا اور ان لوگوں کی تبدیلی پر کسی قسم کا اعتبار نہ تھا۔" اکتوبر میں اسی قسم کی بڑی کمیٹی اس کارروائی پر متفق ہوئی کہ وہ "ان روحوں کو تباہ کرنے یا بربر بھیجنے کی نسبت کوشش کر کے جنت میں بھیجنے کے لیے ہمارے رب کے ہاں زیادہ خیرات اور خدمت کا موجب گی۔14

30 جنوری 1608 کو بمشکل تین ماہ بعد کونسل آف اسٹیٹ کے ایک مکمل اجلاس نے ان نتائج کو سختی سے مسترد کر دیا اور مورسکوؤں کو ویلینسیا سے نکالنے کی سفارش کی۔اجلاس میں لیرما نے شرکت کی جس نے اب خود اس بنیاد پر ملک بدری کا اعلان کیا کہ ویلنسیائی مورسکوؤں کو "مسیحی بننے کا موقع دیا گیا تھا جو انہوں نے کھو دیا۔" دوسرے مشیروں نے اتفاق کیا۔ڈیوک آف انفینتادو جو مورسکو سوال پر عموماً اعتدال پسند موقف اختیار کرتا تھا، نے بھی اخراج

کو ایک "عظیم اور معقول وجہ" قرار دیا جبکہ کاؤنٹ آف البادی لست نے پرانی بے بنیاد افواہ کو دہرایا کہ مورسکو قتل کے لائق تھے اور اخراج رحم دلی ہو گی۔

ان مباحثوں کے روزنامچے اس اچانک تبدیلی کی وجہ کی نشان دہی نہیں کرتے، سوائے مورسکو ہٹ دھرمی کے حسب معمول الزامات، اسپانیہ کے مسلم دشمنوں کے ساتھ مورسکو رابطوں کی وہی روداد یں اور یہ دعویٰ کہ مورسکو تعداد میں جلد ہی عیسائیوں سے بڑھ جائیں گے۔15 کیا تبدیلی آئی؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ اخراج نسبتاً" بحیثیت نقل و حرکت زیادہ ممکن تھا۔ اسپانیہ اب اپنے بیشتر شمالی دشمنوں کے ساتھ پرامن تھا، فلینڈرس میں جنگ بندی کے مذاکرات جاری تھے اور عثمانی فارس اور اناطولیہ میں بغاوتوں کی وجہ سے مصروف تھے۔

کیا فلپ کے وزراء کو مورسکوؤں کو مختصر مدت میں یک بارگی ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کا موقع ملا؟ یا اخراج کا مقصد یورپ پر اسپانیہ کی اپنی مرضی مسلط کرنے میں ناکامی کی تلافی کرنا تھا؟ لیرما نے بعد میں 1617 میں کونسل آف اسٹیٹ کے اجلاس میں مؤخرالذکر امکان کی طرف اشارہ کیا جب اس نے تجویز پیش کی کہ اسپانیہ وینس پر حملہ کر کے سیوائے کے ساتھ امن معاہدہ پر عمل کرے اور مورسکو اخراج کو مثالاً پیش کیا جہاں فلینڈرس سے اسپانیہ کو "باعزت اخراج" میسر آیا۔ فلپ نے اخراج کو اس نظر سے دیکھا یا نہیں یہ معلوم نہیں ہے۔ بادشاہ نے اگرچہ اصولاً" بے دخلی کو قبول کر لیا لیکن اس نے ایک بار پھر ریبیرا سے یقین دہانی طلب کی اور اسقفِ اعظم کو لکھا کہ وہ مورسکوؤں کی تبدیلیٔ مذہب کے امکانات پر رائے طلب کرے، اسے بتائے بغیر کہ کیا فیصلہ کیا گیا۔ اسقفِ اعظم نے اپنے جواب میں ابہام کی کوئی گنجائش نہ چھوڑی، بادشاہ کو بتایا کہ مورسکوؤں کو تبدیل کرنے میں "سال نہیں، صدیاں" لگیں گی اور سلطنت کا دفاع اس قدر خراب تھا کہ "دانش مندی سے ہم غلطیوں سے بچیں اور خطرے کے متعلق دوراندیشی سے کام لیں۔"16 چند مورسکوؤں نے بھانپا کہ کیا ہو رہا ہے، چند مورسکوؤں نے اپنی مرضی سے پیرینیز اور مارسیل کے راستے شمالی افریقہ کا راستہ بنا کر اسپانیہ چھوڑنا شروع کر دیا تھا۔ اس کے باوجود فلپ ڈانواں ڈول رہا۔

اس نے نومبر 1608 میں ریبیرا کی ہدایت پر ویلنسیائی ماہرینِ الٰہیات کی ایک کونسل بلائی تاکہ اخراج کے مذہبی جواز پر بحث کی جا سکے جس پر بحث اگلے سال مارچ تک جاری رہی۔ ان مباحثوں کے دوران ریبیرا پر فرانسیسکی راہب انتونیو سوبرینو، ویلنسیائی چرچ کے آدمی، نے سخت اعتراض کیا جسے مورسکوؤں میں تبلیغ کرنے کا برسوں کا تجربہ تھا۔ سوبرینو نے استدلال کیا کہ مورسکو عیسائیت کے قابل تھے اور بہت سے مسیحی حکام جو "ان کے ساتھ غلاموں سے بھی بدتر سلوک کرتے ہیں" کے بے رحمانہ استحصال کے باوجود مخلص مسیحی بن گئے تھے۔ وہ اس بات پر

مصر ہؤا کہ "بپتسمہ یافتہ مسیحیوں کو نکالنا اچھے ایمان کے خلاف ہوگا،" سوبرینو نے سفارش کی کہ کلیسا مورسکوؤں کو زیادہ خیر خواہ طریقوں سے جیتنے کی کوششیں جاری رکھے۔17 ریبیرا کے شدید اعتراضات کے باوجود اس کے ساتھی ماہرین الٰہیات نے ان نتائج کو قبول کیا۔ یہ بات چیت بمشکل ختم ہی ہوئی تھی کہ اسپانوی حکام نے یکسر مختلف راستہ اختیار کیا۔

4 اپریل 1609 کو فلینڈرز میں بارہ سالہ جنگ بندی پر دستخط کرنے سے صرف پانچ دن پہلے ریاستی کونسل نے متفقہ طور پر اس موسم خزاں میں ویلینسیائی مورسکوؤں کے اخراج کا اعلان کیا۔ اس فیصلے کی وجوہات کو ایک بار پھر سمجھنا مشکل ہے۔ مشیروں نے اگرچہ مراکش کے تخت پر اسپانوی حمایت یافتہ دعوے دار کی حالیہ شکست کو بغور دیکھا اور اس خدشے کا اظہار کیا کہ فاتح مولی زیدان عثمانیوں اور "برے عیسائی شہزادوں" کے ساتھ مل کر اسپانیہ پر حملہ کر سکتا ہے، لیکن یہ امکان سے کافی بعید تھا۔ اس کے برعکس، کونسل کے غور وخوض سے یہ سبھی نے پہچان لیا کہ اخراج ممکن تھا کیونکہ اسپانیہ کو فوری طور پر کوئی خطرہ نہیں تھا۔18

لیرما کے اپنے اندازے کچھ بھی ہوں وہ اخراج کو کبھی منظور نہ کرتا اگر اسے معقول طریقے سے یقین نہ ہوتا کہ اشرافیہ اس کی حمایت کیلئے تیار ہو جائے گی۔ ان کی نیم دل رضامندی کو یقینی بنانے کے لیے ڈیوک نے تجویز پیش کی کہ وہ کسی بھی معاشی نقصان کے مقابلتاً اپنے مورسکو لگان داروں کی جائیداد اور مقررہ سامان وصول کریں گے۔ ان تجاویز کو بادشاہ نے اصولاً منظور کیا۔ فلپ ایک بار پھر اپنے ہی فیصلوں پر عمل درآمد کرنے سے گریزاں دکھائی دیا۔ ایسی ہچکچاہٹ جزوی طور پر کونسل کے ایوانوں سے باہر اتفاق رائے کی کمی کی وجہ سے ہو سکتی ہے۔ اسی سال جون میں اسپانوی بحیرہ روم کے بحری بیڑے کے کمانڈر پیدرو دی تولیدو سے شاہی سیکرٹری آندریس دی پرادا نے پوچھا کہ کیا اس نے اصولی طور پر اخراج کی منظوری دی ہے۔ تولیدو نے ایک لمبے جواب میں اپنے جوش وجذبے کی کمی کو واضح کیا کہ "اتنے لوگوں کو ان کے گھروں سے نکالنا وہ جہاں پیدا ہو کر پرورش پا چکے ہیں "ایک ایسا بے کار کام تھا کہ "ایک مردہ آدمی کو بھی اس کے لیے دو مشروبات کی ضرورت ہو گی۔" تولیدو نے استدلال کیا کہ اخراج سے "اسپانیہ کی ساکھ داغ دار ہو گی" اور ترکی میں عیسائیوں کے لیے منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ مورسکو سوال پر "صرف بحریہ نہیں بلکہ تمام اسپانیہ کو عمومی علاج کی ضرورت ہے" اور یہ بہتر ہو گا کہ مورسکو کو نکالنے کے بجائے ان کے ساتھ "اچھے قوانین اور بخوبی نافذ کردہ احکامات" کے ذریعہ سلوک کیا جائے۔ 19

فلپ کو اگست کے اواخر میں دان مینوئل پونس دی لیون نامی ایک مسیحی رئیس کی طرف سے اور بھی واضح احتجاج موصول ہوا جس نے بادشاہ پر زور دیا کہ وہ مورسکو کے خلاف ایسے اقدامات سے گریز کرے جو "مسیحی تقویٰ کا احترام نہیں کرتے اور نہ ہی اچھا اخلاقی اور سیاسی عمل جیسا کہ "تولیدو ئی اجزا کاٹنا"، جس کی اس نے "کیتھولک جذبے کے خلاف، غیر انسانی اور وحشیانہ "ہونے کی مذمت کی۔ پونس دی لیون نے مذہبی، اخلاقی اور سیاسی بنیادوں پر بے دخلی کی مذمت کی اور تجویز پیش کی کہ فلپ مورسکوؤں پر اپنی عیسائی رعایا پر عثمانیوں کی مثال پر عمل کریں یعنی خصوصی جزیہ کے نفاذ سے اسپانیہ کے ساحلی دفاع کو بہتر بنانے کے لیے استعمال کیا جائے۔20 ان تجاویز پر بادشاہ کا رد عمل درج نہیں لیکن ایسا لگتا ہے کہ بادشاہ کو اس کاروائی پر اپنے شکوک و شبہات تھے۔23 جون کے آخر میں والینسیا سے اخراج شروع کرنے کا حکم دیا۔

تمام موسم گرما میں اخراج کو تیز کرنے کے لیے درکار انتظامی اور فوجی ارکان کو سخت ترین رازداری سے عجلت میں اکٹھا کیا گیا۔ پیدرو دی تولیدو کے تحفظات کے باوجود اسے شمالی افریقہ میں مورسکوؤں کی سمندری نقل و حمل کا کمانڈر نامزد کیا گیا۔ بری فوجی کارروائیاں تجربہ کار جنرل اگستن میخیا کی زیر کمان تھیں جو آسٹریا کے ڈان جان کا ایک سابق جانباز تھا جس نے گزشتہ چند دہائیوں کے دوران اسپانیہ کی تقریباً تمام بڑی جنگوں میں خدمات سرانجام دی تھیں۔

میخیا کے اختیار میں افواج کا ایک مرعوب کن لشکر تھا جس میں نیپلز اور سسلی کے تجربہ کار، کاستیہی گھڑ سوار، ویلنسیائی رضاکار فوج اور ایک نیم فوجی گروہ جو صلیبی اتحاد کے نام سے موسوم تھا اور جیمی بلیدا کی ترغیب پر تشکیل دیا گیا تھا، شامل تھے۔ اس کے ممبران نے صلیبی نشان سے مزین سفید چوغے پہن رکھے تھے۔ اگست میں چار ہزار گھڑ سوار اور پیادہ فوجیوں کو اٹلی کے اڈوں سے ایک مشن کے لیے ماخور کا لے جایا گیا جس کا مقصد افسران سے بھی خفیہ رکھا گیا تھا۔ مورسکوؤں کو اندرون ملک فرار سے روکنے کے لیے کاستیہی گھڑ سواروں کے دستے احتیاطاً'' والینسیا کی سرحد پر تعینات تھے۔ اسپانوی بحریہ کے خریداروں نے دریں اثنا سرکاری بیڑے کی تکمیل کے لیے نجی بحری جہازوں کی تلاش میں یورپی بندرگاہوں کا چکر لگایا۔

اسپانوی بحریہ کے اپنے جہازوں کے علاوہ ستمبر کے آغاز تک مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے 72 جنگی اور چودہ نقل و حمل کیلئے بحری جہاز بالیریکس میں جمع ہو چکے تھے۔ یہ تیاریاں جب ہو رہی تھیں تو بادشاہ اور اس کے وزراء ملک بدری کیلئے حکام کی تقرری، خطوط اور فرمان لکھنے اور انتظامی وسائل جمع کرنے میں مصروف تھے۔4 اگست کو

میخیااور تولید و کو سیگو ویابلا یا گیا جہاں فلپ نے اس "مقدس ترین کام" میں مدد الٰہی کے لیے رسم عشائے ربانی میں شرکت کی۔ اس نے اس کے بعد سکریٹری اینڈریس دی پر ادا کے ساتھ لیرما سے ملاقات کی اور بحری اور فوجی کمانڈروں کے ساتھ تاریخی الکازار محل۔۔۔ قلعہ میں، جہاں اس کے والدین نے شادی کی تھی، اخراج کے اختیار کیلئے دستخط کردہ خطوط جاری کیے۔ رازداری برقرار رکھنے کے لیے میخیا کو سلطنت کی قلعہ بندیوں کا معائنہ کرنے کے بہانے والینسیا بھیجا گیا۔ اس نے 20 اگست کو ریبیرا اور والینسی وائسرائے لوئی کاریلو دی تولید و، مارکیس آف کاراسینا کو شاہی خطوط کی نقول پیش کیں جن میں مورسکوؤں کو بے دخل کرنے کے فلپ کے ارادوں کا اعلان کیا گیا تھا۔ اتنے سال کی تگ و دو کے بعد اس نتیجے پر ریبیرا کا ابتدائی رد عمل حیرت انگیز طور پر والہانہ نہیں تھا اور اس نے فوراً احتجاج کیا کہ ویلینسیائی مورسکوؤں کو کاستیہ کے لوگوں سے پہلے نکالا جا رہا تھا۔ یہ رد عمل جزوی طور پر اس کے اپنے کلیسا کو بے دخلی سے پہنچنے والے نقصان کی تاخیر سے پہنچنے کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ یہ امکان جو بلیدا کی اس مغموم پیشین گوئی سے ظاہر ہوتا ہے کہ "ہمیں مستقبل میں روٹی اور جڑی بوٹیاں کھانی پڑیں گی اور اپنے جوتے خود ٹھیک کرنا ہوں گے۔"

اس کے کاستیہی مورسکوؤں کے متعلق خدشات اس بات کا بھی اشارہ تھے کہ وہ انضمام پر مبنی اپنے پہلے عقیدے سے انتہا پسند تعصب کی طرف کس حد تک آگے بڑھ چکا تھا جو کاستیہی "موروں" کو اسپانیہ کی مذہبی پاکیزگی کے لیے اس سے بھی بڑا خطرہ سمجھتا تھا، خصوصاً اس لئے کہ اس کا اپنا ماتحت علاقہ عیسائی معاشرے میں زیادہ مربوط تھا جہاں اس کے آلودہ کرنے کا زیادہ امکان تھا۔ وہ 23 اگست کو بادشاہ کے سکریٹری کے خط میں اس حد تک بڑھ گیا کہ کاستیہ اور آراگون کے مقابلتاً "اس کی سلطنت کے مورسکوؤں سے ڈرنا کم تر ہے"۔۔۔ ان خطرات کو مؤثر طریقے سے کم کر رہا ہے جن پر سال ہا سال سے اس نے خود زور دیا تھا۔ 21 ریبیرا کو علم نہیں تھا کہ بادشاہ پہلے ہی ملک بدری کو بڑھانے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ ریاستی کونسل نے اسی دن مشاہدہ کیا کہ بادشاہ نے "یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ سب چلے جائیں" اور سفارش کی کہ آراگون کے لوگوں کے بعد اندلس، گریناڈا اور مرسیا کے مورسکوؤں کو نکال دیا جائے۔ لیرما کی سفارش پر کونسل نے ان ارادوں کو خفیہ رکھنے اور اخراج کو اس طرح پیش کرنے پر اتفاق کیا کہ گویا اس کا اطلاق صرف والینسیا پر ہوا ہے تاکہ کہیں اور مزاحمت کے امکان کو ختم کیا جا سکے۔

ریبیرا کو غالباً ان ارادوں کے متعلق باخبر نہیں رکھا گیا، اس کے باوجود وہ گُھنّا بن گیا. 30 اگست، اگلے ہفتے اس نے لیرما کو خط لکھا تاکہ مورسکو کو والینسیا سے نکالنے کے بادشاہ کے فیصلے پر اپنی حمایت کا اظہار کرے۔ وہ اگرچہ اب بھی مصر تھا کہ اگر تمام اسپانیہ میں ایسا نہ کیا گیا "جو کچھ ویلنسیا میں کیا جا رہا ہے اس کی کوئی اہمیت نہیں ہو گی۔" اس نے

دعویٰ کیا کہ ویلنسیا کے جاگیردار بادشاہ کی ہدایات کو "عین فرماں برداری سے "نافذ کرنے کے لیے تیار تھے۔ لیرما کو یقین دلایا کہ "یہ بادشاہت باقی اسپانیہ کے لیے ایک مثال ہوگی۔ "22فلپ اور لیرما بعینہ یہی سننا چاہتے تھے لہٰذا ریبیرا کو فوراً مورسکو بچوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کا کام سونپا گیا جن کی مذہبی حیثیت اب بھی علما اور ماہرینِ الٰہیات کے درمیان پریشان کن بحث کا منبع تھی۔ ریبیرا نے ستمبر کے اوائل میں تجویز پیش کی کہ مورسکوؤں کے تمام دس یا گیارہ سال سے کم عمر کے بپتسمہ یافتہ بچے، "خواہ ان کے والدین انہیں مانگیں بھی، "رکھ لئے جائیں اور عیسائیوں کے خادموں کے طور پر پرورش پائیں۔ میجیا اور وائسرائے کاراسینا نے ان نتائج پر سوال اٹھایا تھا جو اس بات پر فکرمند تھے کہ بچوں کو اگر زبردستی چھینا گیا تو مورسکو بغاوت کر سکتے ہیں، اور اتنے سارے بچوں، خصوصاً چھوٹے بچوں کی دیکھ بھال کی عملی مشکلات کی نشان دہی کی۔ ان متضاد خیالات نے معمول کی سنجیدہ اور پیچیدہ بحثیں پیدا کیں۔

ایک عالم نے مشورہ دیا کہ موریسکا مائیں بچوں کا دودھ چھڑانے تک اسپانیہ میں رہیں، اس وقت کے بعد انھیں نکال کر ان کے بچے ان سے چھین لئے جائیں۔ ایک اور نے تجویز پیش کی کہ عیسائی اناؤں میں سے ہر ایک کو دو مورسکو شیر خوار بچے دئے جائیں اور ان کا دودھ چھڑانے تک جانوروں کا دودھ جاری کیا جائے۔ شاہی اعتراف قبول کرنے والے لوئس دی الیاگا نے دلیل دی کہ انائیں ترجیح نہیں ہیں کیونکہ بپتسمہ یافتہ مورسکو شیر خوار جو اسپانیہ میں مریں ان کی تدفین مسیحی طریقے سے کی جائے گی جہاں ماہرینِ الٰہیات اس بات پر بحث کر رہے تھے کہ مورسکو بچوں کی روحوں کو کس طرح بہتر طریقے سے بچایا جائے، وہیں ان کے والدین کے اجسام کو ہٹانے کے ذمہ داروں نے اپنی تیاریاں مکمل کر لیں۔

والینسیا میں سرکاری رازداری کے باوجود بحری جہازوں اور سپاہیوں کی نقل و حرکت سے توجہ مبذول ہونے لگی تھی۔ 5 ستمبر کو ایک عیسائی وفد نے وائسرائے سے اس سرگرمی کی وضاحت طلب کی، جس پر انہیں بتایا گیا کہ "جو کچھ ملک معظم نے کیا اس نے اپنی وفادار رعایا کی بھلائی کے لیے کیا۔ "ایسی یقین دہانیوں نے عیسائی آبادی کو مطمئن نہیں کیا جنہوں نے خواتین اور بچوں کو حفاظت کے لیے دارالحکومت میں لانا شروع کیا۔ ویلنسیائی اشرافیہ نے بھی کاراسینا کے عزائم جاننے کی کوشش کی، انہیں بھی صرف ایسا ہی لیت و لعل سا جواب ملا۔

16 ستمبر کو ایستامینتس میلیتر ۔۔۔۔۔اجتماع عامہ کا مقام جو ویلنسیا کی پارلیمنٹ میں اشرافیہ کے مفادات کی نمائندگی کرتا تھا—— نے دارالحکومت میں بے دخلی کی افواہوں پر بحث کے لیے ایک ہنگامہ خیز اجلاس منعقد کیا جس کے دوران تقریباً تلوار کی لڑائی شروع ہو گئی اور ایک عیسائی نواب دل کا دورہ پڑنے سے مر گیا. بہت سے ویلنسیائی

رئیسوں کے رویے کا خلاصہ کاؤنٹ آف کاستیہسر نے کیا جس نے خبردار کیا کہ ایسی پالیسی "اس بادشاہی کی آفاقی بربادی اور تباہی" کا باعث بنے گی۔ اس وقت تک اخراج کے خلاف معاشی دلائل اب پہلے کی طرح اتنے واضح نہیں تھے۔ ویلنسیا میں جاگیردار اشرافیہ اب بھی بڑی حد تک اپنے مورسکو لگان داروں پر منحصر تھی۔ بہت سے جاگیرداروں نے عیسائی قرض دہندگان سے اپنے لگان داروں سے کرایہ بطور ضمانت پر قرضے لے رکھے تھے۔ سترہویں صدی کے اوائل تک یہ کرائے اس حد تک کم ہو چکے تھے کہ کچھ آقا قرض کی ادائیگی اور اس پر سود پر اس سے زیادہ خرچ کر رہے تھے جتنا وہ اپنے لگان داروں سے وصول کر رہے تھے۔

بہت زیادہ مقروض جاگیرداروں کو اخراج سے ان کے قرض دہندگان سے ممکنہ فرار ملا؛ اس سے انہیں خود کو دیوالیہ قرار دینے اور قرض سے چھٹکارے کی اجازت مل گئی۔ اس اجلاس میں کچھ بلاشبہ ملک معظم کے معاوضے کے وعدے سے واقف تھے۔ ان وجوہات کی بناء پر وہ متحدہ محاذ پیش کرنے سے قاصر تھے اور صرف دو سفیروں کو میدرد بھیجنے پر راضی ہوئے تاکہ اخراج کے خلاف مقدمہ پر بحث کریں۔ وہ اس سے ناواقف تھے کہ ایسی نمائندگیوں کا وقت گزر چکا تھا۔ کونسل آف اسٹیٹ نے صرف پچھلے دن خود فلپ کی غیر معمولی موجودگی میں ملاقات کی تھی اور اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ اخراج اگلے ہفتے شروع ہو جائے گا۔ اس بات پر اسی اجلاس میں اتفاق کیا گیا کہ کاستیہی مورسکوؤں کو بھی نکال دیا جائے گا، ٹائم ٹیبل پر منحصر ہے کہ والینسیا میں اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا۔

22 ستمبر کو کاراسینا نے والینسیا کے سرکردہ امرا، مجسٹریٹوں اور حکام کو بادشاہ کے حکم سے آگاہ کرنے کے لیے بلایا۔ دو ویلنسیائی رئیسوں کے میدرد پہنچے سے پہلے ہی اسپانیہ میں اس کا نفاذ شروع ہو چکا تھا جس پر اس کے حکمران اتنے سال سے بحث کر رہے تھے۔

18

"قابل قبول قتل عام"

24 ستمبر 1609 کی صبح ویلنسیا کے شہر کے ڈھنڈورچیوں نے ڈھول، ہارن اور بگل کے شور و غل سے ملک بدری کے فرمان کا اعلان کیا۔ فلپ نے اس میں ویلینسیا کی تمام مورسکو آبادی پر بدعت، ارتداد، اور "خدا اور ملک

معظم کے خلاف غداری کے جرم "کاالزام لگایااورانہیں اپنے علاقوں کے "تحفظ اور حفاظت" کو یقینی بنانے کی خاطر بربر کی طرف ان کی ملک بدری کااعلان کیا۔ تمام مورسکوؤں کو تین دن تک اپنے گھروں میں رکے رہنے کانوٹس دیا تاوقتیکہ شاہی کمشنر انہیں منظور شدہ سوار ہونے کی بندرگاہ پر لے جائے۔ان میں چند استثنیٰ تھے: پرانے عیسائیوں میں دو سال سے رہنے والے مورسکو یاجو پادریوں کی رضامندی سے متبرک روٹی اور شراب میں شریک ہو چکے تھے انہیں رہنے کی اجازت دی گئی تھی۔ ریبیرا مصر تھاکہ کسی بھی مورسکو کاکسی بھی زمرے سے کوئی تعلق نہیں؛ سو میں سے چھ مورسکو گھرانے زرعی پیداوار برقرار رکھنے اور پرانے عیسائی آبادکاروں کو مہارت اور ہدایات فراہم کرنے کے لیے عارضی طور پر پیچھے رہیں گے۔ پرانے عیسائی شوہروں کے ساتھ موریسکا عورتیں رہ سکتی ہیں لیکن عیسائی بیویوں کے ساتھ مورسکو مرد نہیں رہ سکتے،2 مورسکو چار سال سے کم عمر کے بچے جو اسپانیہ میں "رہنا چاہتے تھے" جنہیں والدین کی رضامندی سے ایسا کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ ایسی دفعہ جس کی لغویت مصنفین سے قطعا''او جھل رہی جو فرمان کی مطبوعہ کاپیوں کی تمام مملکت میں تشہیر کی گئی اور چند ہی دنوں میں والینسیا میں بہت کم لوگ اس کے مندرجات سے ناواقف تھے۔ ریبیرا جب پادریوں کو "اس کاروبار کے اچھے اور مختصر انجام" کیلئے دعا مانگنے کی ہدایت کر رہا تھا تو سپاہی اور رضاکار طاقت کے مظاہرہ کیلئے مرکزی قصبوں، شہروں میں گشت کرنا شروع کر چکے تھے۔ مزدوروں نے مزاہم مورسکوؤں کیلئے انتباہاً سڑکوں کے کنارے پھانسی گھاٹ بنانا شروع کر دئے۔

والینسیا شہر میں لوہار، تلوار اور بارود ساز شب و روز ہتھیار اور گولہ بارود تیار کر رہے تھے۔ رضاکاروں کے ڈھولوں اور سپاہیوں کی نشانہ بازی کی مشق کیلئے رائفل چلنے کی مسلسل ہنگامہ آرائی بھی جاری تھی۔ بادشاہ کے فرمان کو مسیحی آبادی میں غالباً بڑے پیمانے پر پذیرائی ملی۔ رئیسوں اور کلیسیاؤں نے یکساں طور پر فلپ کی اس کی دور اندیشی، دانش مندی اور تقویٰ کی تعریف کی بشمول انتونیو سوبرینو جس نے اسی سال بے دخلی کے خلاف ازحد شد و مد سے بحث کی تھی۔3

ایسی خوشی کے ساتھ مورسکو بغاوت کے امکان کا خوف بھی تھا اور عیسائی جاگیر داروں میں مایوسی بھی تھی جنہیں اب معاشی تباہی کا سامنا تھا۔ ابتدائی دنوں میں بادشاہ اور اس کے وزراء کو یقین نہیں تھاکہ اخراج آسانی سے ہو جائے گا اور نہ وہ امراء کے تعاون کو معمولی سمجھ سکتے تھے۔ 27 ستمبر کو اس تناؤ اور غیر یقینی صورت حال کے درمیان، خوان دی ریبیرا نے ویلینسیا کے مرکزی کلیسا میں ایک کھچا کھچ بھری جماعت کو اپنی زندگی کا اہم ترین خطبہ پیش کیا۔ 77 سال کی عمر میں، موت سے دو سال کم، ریبیرا نے بادشاہ کے فیصلے کے پیچھے لوگوں کو جمع کرنے کی پرجوش کوشش

کی خاطر بائبل کے اقتباسات، سیاست اور مسلم مخالف تعصبات کو وسیع پیمانے پر پیک جا کیا۔ فلپ، لیرما اور "ویلینسیائی قوم" کی تعریف کی کہ آخرکار "ملکی دشمن جو ہمارا خون پیتا اور اسپانیہ پر قبضہ کرنا چاہتا ہے" کے خلاف کارروائی کیلئے قدم اٹھایا، ریبیرا نے اپنی جماعت کو "رسوائی اور رذالت" سے خبردار کیا جو کافروں سے مسلسل رابطے کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے اور ویلنسیائی جاگیرداروں کی تعریف کی جنہوں نے ماضی میں اپنے مادی مفادات کی خاطر مورسکوؤں کی تبدیلیٔ مذہب کے خلاف اکثر مزاحمت کی لیکن اب اپنے مالی مفادات کے برعکس ان کے اخراج کیلئے "بہادرانہ" حمایت کی۔ ان میں سے بہت سے جاگیردار اس دن ریبیرا کے اجتماع میں تھے اور اس بات کا امکان نہیں تھا کہ انہیں اس کی یقین دہانیوں سے تسلی ہوئی ہو کہ یہ "رسول کا کام تھا، اپنے آپ کو آج امیر اور کل کو غریب دیکھنا۔" ریبیرا کے مورسکو کے سوال پر اس کے کسی بھی سابقہ اعلانات سے زیادہ اس کے موہوم وعظ نے یہ ظاہر کیا کہ کس طرح بے دخلی کو عیسائی معاشرے کے اتحاد اور تجدید کے ایک ذریعہ کے طور پر دیکھا گیا۔ اس نے بیمار اور ناپاک والینسیا کیلئے خدا سے دعا کی جس سے جلد ہی روحانی صحت بحال ہو جائے گی۔ مادی بہتات، سلامتی اور سماجی ہم آہنگی کے دور کا آغاز ہوگا۔ اسقف اعظم کے نجی اعلانات بتاتے ہیں کہ وہ خود اس نتیجے پر یقین نہیں رکھتا تھا۔

اس کے باوجود اس نے اپنے گروہ سے وعدہ کیا کہ ایک بار جب "مور" کو نکال دیا جائے گا 4 تو والینسیا کے "ان گرجا گھروں کو اژدہوں اور جنگلی درندوں کے بجائے فرشتوں اور ملکوتیوں سے بھرا دیکھیں گے۔" یہ باعث حیرت نہیں کہ اخراج کو اسپانوی عدالت کی پرجوش منظوری ملی۔ لیرما نے ریبیرا کو خطبہ پر مبارک باد دی جو "خصوصاً ہماری اور عوام کی روحانی بالیدگی کے لیے تھا۔" اسے عام کرنے کے لیے سیکڑوں کاپیاں چھاپنے کا حکم دیا جیسے والینسیا نے تاریخ کے ایک فیصلہ کن واقعہ کے لیے خود کو تیار کیا ہو۔ مورسکو جوابات بھی وسیع نوعیت کے تھے۔ ویلینسیا کے اندر مورسکوؤں کی زیادہ الگ تھلگ بستیوں میں جہاں بادشاہ کے ارادوں کی افواہیں بخوبی نہ سمجھی گئی تھیں، اخراج کا حکم بم کی طرح گرا اور مورسکوؤں کا ردعمل صدمہ اور مایوسی تھا۔ کچھ لوگوں نے بطور بربر "مور زندگی گزارنے" کے ارادے کا اعلان کیا اور برسوں بعد پہلی بار بطور مسلم کھلے عام عبادت کرنے لگے۔ دوسروں کا خیال تھا کہ والینسیا میں فوجی سرگرمی قتل عام کا پیش خیمہ تھی اور اپنے گھر چھوڑنے سے انکار کر دیا۔

ایسے مورسکو بھی تھے جنہوں نے اصرار کیا کہ وہ اچھے عیسائی ہیں اور استثنیٰ کے لیے دیوانہ وار درخواست کی۔ درباری وقائع نگار لوئیس کیبریرا دی کوردوبا کے مطابق، کچھ مورسکوؤں نے موت کے خطرے کے باوجود جانے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے "عیسائی بن کر مرنے کو ترجیح دی۔" 5 چند امیر مورسکوؤں نے، رہنے کی اجازت پر، ساحلی

دفاع کیلئے خصوصی ٹیکس ادا کرنے کی پیشکش کی؛ دوسروں نے بربر میں عیسائی قیدیوں کے تاوان ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ بادشاہ کے حکم پر ایسی التجائیں اکثر مسترد کر دی جاتی تھیں۔ اخراج کے متعلق ان کے جذبات کچھ بھی ہوں، مورسکوؤں نے زیادہ تر اسے نوشتہء تقدیر سمجھ کر قبول کر لیا اور غم و غصہ میں روانگی کی تیاری شروع کر دی۔ تمام ویلینسیا کے مورسکوؤں نے قصبات و دیہات میں مکانات، فصلیں اور سامان فروخت کر کے سفر کے لیے مال جمع کرنا شروع کیا۔ مویشی، بھیڑیں، لادو جانور، آٹا، کشمش، شہد، ریشم اور زیورات، اس بازار میں سب کچھ بیچ ڈالا جو ہمیشہ خریداروں کا بازار ہوتا تھا۔

اگرچہ چند عیسائیوں نے ایسے لین دین سے فائدہ اٹھایا، تو دوسروں نے شکایت کی کہ مورسکو "گھروں کی کیلیں تک "بیچ رہے تھے اور وہ اس جائیداد سے محروم کئے جا رہے تھے جس کا ان سے معاوضے کے طور پر وعدہ کیا گیا تھا۔ کچھ عیسائیوں نے شکایت کی کہ مورسکو شکست خوردہ کافروں کے بجائے فاتح کے طور پر چھوڑ کر جا رہے تھے، بشمول ریبیرا جس نے لیرما کو لکھا، "میں اس بات پر مطمئن نہیں ہو سکتا کہ خدا اور ملک معظم کے یہ دشمن امیر بن کر کوچ کریں جبکہ وہ اپنا تمام سامان ضبط کروانے کے مستحق تھے 6 ان شکایات کے نتیجتاً مورسکو جائیداد کی خرید و فروخت کو محدود کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ حکام بغاوت کو ہوا دینے سے ہمیشہ محتاط رہتے تھے اور ان پابندیوں پر عموماً عمل درآمد نہیں ہوتا تھا۔ اخراج کے حکم کے تشہیر کے چند دنوں کے اندر ساحل کے قریبی بستیوں سے مورسکوؤں کی پہلی کھیپ مقرر کردہ بندرگاہوں پر پہنچنا شروع ہو گئی۔

انتظام یوں کیا گیا تھا کہ شمالی افریقہ کے پہلے سفر سے دس مسافر اپنے بحفاظت پہنچنے کا اعلان کرنے کے لیے واپس لوٹیں گے، لیکن کچھ مسیحی صاحبان اقتدار نے خود اپنے لگان داروں کے ساتھ مل کر مزید ضمانتیں فراہم کیں۔ 28 ستمبر کو ویلینسیا کے امیر ترین زمیندار ڈیوک آف گاندیا نے فلپ کو بتایا کہ اس کے خاندان کا ایک فرد پانچ ہزار لگان داروں کے ساتھ شمالی افریقہ تک جائے گا۔ اگرچہ گاندیا کو خدشہ تھا کہ گنے کی کٹائی کے دوران مورسکو مزدوروں کا نقصان "اس کے گھر کی تباہی "کا سبب بن سکتا ہے لیکن فلپ کو اس نے یقین دلایا کہ ملک معظم کے نیک اور مقدس ارادوں کے پیش نظر "میں ان کے بغیر بہت اطمینان سے رہوں گا۔" 7 گاندیا کو اس کی وفاداری کے لیے دل کھول کر انعام دیا جائے گا جیسا کہ اسے بلاشبہ علم تھا کہ اس کی رضاکارانہ تعمیل نے دوسروں کو اس کی مثال کی پیروی کرنے پر آمادہ کیا۔ فلپ نے 10 اکتوبر کو ایک ویلنسیائی جاگیر دار مدعی خوان دی ولا گروٹ کا خط وصول کیا جس نے اپنی

جاگیریں کھونے کے لیے رضامندی کا اعلان کیا لیکن اس نے بادشاہ سے معاوضے کی التجا کی تاکہ اس کے بچے معیار کے مطابق "عزت و آبرو سے زندگی گزار سکیں۔8

2 اکتوبر کی رات کو 3,803 مورسکو دینیا سے اوران کیلئے روانہ ہوئے۔ 8000 کو تین دن بعد ا لیکانتے سے مزید اسپانوی، پرتگالی اور سسلین جنگی اور کرایہ کے بحری جہازوں کے مخلوط بیڑے کے ذریعے منتقل کیا گیا۔

مورسکوؤں نے ویلینسیا کے میدانی علاقوں اور پہاڑوں کے پار سے اپنے گھر چھوڑ دئے اور شاہی کمشنروں اور سپاہیوں کی معیت میں ساحل تک ڈھول سے اٹی سڑکوں پر پیدل سفر کیا۔ ان کے پیچھے افراتفری اور ویرانی کا ایک منظر تھا کیونکہ عیسائی لٹیروں نے ان کے ویران دیہات کو لوٹا اور غیر فروخت شدہ مویشیوں اور گھریلو جانوروں کو جمع کیا جو کبھی کبھار اپنے سابقہ مالکان کے گھروں میں گھس جاتے تھے۔ کچھ مورسکو گھوڑوں، خچروں اور گائیوں پر سوار ہوئے، باقی چھکڑوں اور گاڑیوں پر کپڑوں، خوراک، فرنیچر اور کھانا پکانے کے برتنوں سے لدے پھندے تھے لیکن اکثر پیدل سفر کر رہے تھے۔ اپنے مال کے گٹھے کندھوں پر لئے جا رہے تھے۔ اپنے پیسے اور زیورات کو ڈاکوؤں سے چھپانے کیلئے اپنے کپڑوں میں سیئے ہوئے تھے۔ ان قطاروں میں ہر عمر کے مرد و خواتین شامل تھے۔ چند ایک کو ان کے رشتہ دار کندھوں پر اٹھائے لئے جا رہے تھے یا کرسیوں اور عارضی بیمار ڈولیوں میں، جیسے ایک 103 سالہ خاتون جو والینسیا کی بندرگاہ پر اس حال میں پہنچی کہ اس کے چار پوتے اسے کواڑ پر لٹا کر لا رہے تھے۔ مورسکو مقرر کردہ بندرگاہوں پر پہنچنے پر براہ راست منتظر جہازوں پر دو دو سو کی کھیپوں میں سوار ہوئے یا چھوٹی کشتیوں کے ذریعے ان جہازوں تک پہنچے جو بہت دور لنگر انداز تھے۔ بحری جہاز دستیاب نہ ہونے کی صورت میں نئے آنے والے گودیوں اور ساحلوں پر انتظار کرنے کے پابند تھے۔

والینسیا، دینیا، ا لیکانتے، ویانروز اور مانکوفا کی چھوٹی بندرگاہ جلد ہی جلاوطنوں، سپاہیوں اور رضاکاروں سے ابلی پڑ رہی تھی؛ ملاحوں، اہلکاروں اور شاہی کمشنروں کے ساتھ جو جہازوں کی نگرانی کر رہے تھے؛ ساتھ ہی وہ تماشائی بھی جو اس بے مثال خروج کو دیکھنے اور چند صورتوں میں فائیدہ اٹھانے کیلئے امڈ آئے تھے۔ ایک مسیحی نے ا لیکانتے میں بیان کیا کہ سفر کے دنوں میں کس طرح "سڑکیں اور پلازے تقریباً ناگذار تھے"۔ والینسیا کی بندرگاہ ایک بڑا جمعہ بازار بن گئی جہاں خوبصورت لباس پہنے مسیحی خواتین چھیلی گاڑیوں میں پروں سے آراستہ ہیٹ پہنے اپنے مردوں کے ساتھ جہازوں پر سوار ہونے اور مورسکوؤں کے زیورات اور کڑھائی والے ریشم اور کپڑوں کی تلاش اور سودے بازی کا سماں دیکھنے آئی تھیں۔ منتظر مورسکوؤں کو جہازوں پر لایا گیا تو ازحد افسردہ اور اکثر الم ناک مناظر سامنے آئے۔ ایک

بوڑھا شخص ویلنسیا پہنچا اور اپنی خواہش کا اعلان کیا کہ اسے مسلمانوں کی سرزمین پر دفن کیا جائے لیکن وہ جہاز پر سوار ہوتے ہوئے مر گیا۔ دوسرے مورسکو ساحل سے رخصت ہونے سے قبل بھوک اور تھکن سے مر گئے۔ کچھ والدین افراتفری میں اپنے بچوں سے الگ ہو گئے؛ دوسروں نے اپنے بچوں کو مقامی عیسائیوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیا۔

ویلنسیا کے آرٹسٹ پیرے اور ومگ کی پینٹنگ والینسیا کی بندرگاہ سے ڈیپارچر آف دی مورسکوز میں ایک مورسکو باپ کو گھٹنے ٹیکتے دیکھا جا سکتا ہے جس کی جوان بیٹی الوداع کہتے وقت ایک عیسائی خاندان کے ساتھ کھڑی ہے۔ خروج کے دوران ایسے بہت سے الوداع کے مناظر تھے جب مورسکو جہازوں پر سوار ہو رہے تھے تو پادریوں، راہبوں اور پرجوش عیسائیوں نے ان سے التجا کی کہ وہ اپنے بچے پیچھے چھوڑ جائیں تاکہ وہ بطور کیتھولک پرورش پا سکیں۔ کاراسینا کی بیوی ڈونا ازابیل دی ویلا سکو نے ذاتی طور پر بہت سے والدین کو روحانی نجات کیلئے اپنے بچے پیچھے چھوڑنے۔۔ انھیں اغوا کروانے۔۔ کی ترغیب دی۔

کچھ مورسکوؤں نے ایسے شدید اصرار کے آگے گھٹنے ٹیک دئے کیونکہ وہ بچوں کی دیکھ بھال کرنے سے قاصر محسوس کرتے تھے، لیکن دوسرے انکار کرنے پر تلے رہے جیسے موریسکا جس نے گودی پر جنم دیا اور پھر "بچے کو اپنی بانہوں میں لے کر ظالم تیز ہوا اور انتہائی سردی میں، ویلنسیا کے مذہبی محتسبین کی رپورٹ کے مطابق، اس نے ان عیسائیوں کو نظر انداز کیا جنہوں نے اس سے بچہ ان کے پاس چھوڑنے کی التجا کی تھی۔ 9 مورسکوؤں نے دینیا میں سفر کے درمیان گریکو-رومن کشتیوں کے مقابلے منعقد کر کے وقت گزارا اور موریسکاؤں نے باجے اور دف کی دھن پر ساحل سمندر پر رقص کیا جب کہ عیسائی خواتین ان کے قدموں کی نقل میں قدم ملائے۔ بلیدا کے مطابق ا لیکانتے میں مورسکوؤں کے گروہ تالیاں بجاتے، ممنوعہ گانے گاتے اور موسیقی کے آلات بجاتے ہوئے آئے "گویا وہ انتہائی خوشی کے تہوار اور شادی پر جا رہے ہیں۔"

موریسکا کی بہت سی خواتین نے اس موقع پر اپنے بہترین لباس اور زیورات زیب تن کیے ہوئے تھے۔ کچھ نے عیسائی خواتین کی طرح وہی چوڑی دار ٹوپیاں اور کالے لباس جبکہ دوسریوں نے فخر سے سفید الملالافے پہن رکھے تھے۔ ان کے مردوں نے بعض اوقات سرخ ٹوپیاں یا پگڑیاں پہن کر اپنے اس ارادے کا اعلان کیا کہ ہم ''موروں کی طرح جئیں گے۔'' مورسکو کے ایک خوش باش خروج کی یہ عکاسیاں بے دخلی کے حامیوں کی تحریروں میں ایک بارہا چلنے والا موضوع ہے جسے بہت سے لوگوں نے ان کے سوار ہوتے وقت آغاز کا آنکھوں دیکھے حال کا مشاہدہ کیا تھا۔

بلیدا نے ایسے مور سکو بھی دیکھے جو سمندر میں بمشکل چلتے ہوئے اللہ اور محمد کا شکر یہ ادا کرتے تھے کہ انہوں نے انہیں اپنے آباؤاجداد کی سرزمین پر جانے کی اجازت دی یا عیسائی تماشائیوں پر فخر کیا کہ "وہ وہیں جائیں گے جہاں بادشاہ نے انہیں بھیجا لیکن وہ جلد ہی واپس آ کر ہمیں باہر پھینک دیں گے۔" بلاس ورڈو نے اس حقیقت میں "خدا کی قوت" کو دیکھا کہ مور سکو صرف "صور کی آواز" پر بخوشی جہازوں پر سوار ہونے کے مقامات پر گئے جس نے انہیں یوم قیامت کی یاد دلائی، جب کہ دامیان فونسیکا نے اخراج کو "انسان سے زیادہ خدائی کاروبار کے طور پر" بیان کیا۔

اخراج کے حامیوں کے لیے اس رضا و رغبت سے نکلنا مور سکوؤں کے دوغلے پن کا ثبوت تھا جنہوں نے پہلے ہی ان کی سزا کو جائز قرار دیا تھا، لیکن ایسی وضاحتوں کو ثبوت کی ضرورت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے مور سکوؤں نے عیسائیوں کے جبر سے نجات کا جشن منایا اور اپنی مذہبی اور ثقافتی بقا کو ایک قسم کی فتح سمجھا۔

مور سکوؤں کا ایک گانا جو اخراج سے پہلے آراگون میں گردش کرتا تھا شمالی افریقہ کو بہتات کی زمین بیان کیا" جہاں کے پہاڑوں میں سونا اور عمدہ چاندی پائے جاتے ہیں" اور اعلان کیا: آیئے ہم سب وہاں جائیں جہاں مور بہت ہیں جہاں سب اچھا ہے۔ تیونس کے ایک عربی رسم الخط میں لکھے شاعر نے مور سکو کے خروج کا موازنہ مصر سے یہودیوں کے بائبلی اخراج سے کیا اور بحیرہ روم کو "گلاب کے پھولوں کے مرغزار" میں تبدیل کرنے پر خدا کی تعریف کی جس نے اس کے ہم مذہبوں کو "اسپانیہ کے فرعون" سے بچ نکلنے کی اجازت دی تھی۔10

چند مور سکوؤں نے گو اخراج کا جشن منایا، دوسروں نے اسے اپنے پڑوسیوں کے ساتھ یک جہتی یا نکالنے والے معاشرے سے بیزاری کے طور پر قبول کیا جیسے ڈیوک آف گاندیا کے لگان داروں نے حقارت سے گنے کی فصل پر کام کرنے کیلئے 6 فیصد کوٹہ پورا کرنے اور قیام کرنے کی دعوت کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ "وہ اسپانیہ کی غلامی پر ترکوں کی لگان داری کو ترجیح دیں گے۔" ان لوگوں میں سے جو بے دخلی کا جشن مناتے ہوئے نظر آئے، کچھ ایسے ضرور ہوں گے جنہوں نے اسے نوشتہء تقدیر سمجھ کر بہادری کے مظاہرہ کی کوشش کی ہو لیکن سبھی ایسا کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ مسیحی شاعرادی اگیلار نے بیان کیا کہ گاندیا کیسے بوڑھی موریسکا عورتیں گھروں سے مونہہ بناتی، چڑاتی "آنسوؤں اور ماتم کناں رخصت ہوئیں۔"11

یہ تکلیف سمجھی جا سکتی تھی۔ اسپانیہ چھوڑنے کے متعلق ان کے جذبات کچھ بھی ہوں چند ہی مور سکو گھر بار چھوڑتے وقت پُر خطر سفر سے نپٹنے کی صلاحیت سے پُر اعتماد محسوس کر سکتے تھے۔ بادشاہ کے اخراجی احکامات میں واضح طور پر کہا گیا تھا کہ مور سکوؤں کو کسی عیسائی سے نقصان نہیں پہنچنا چاہیے لیکن عیسائیوں نے ان ہدایات کی اکثر خلاف

ورزی کی جیسا کہ سفاکی کے خو گر عیسائی گروہوں نے مور سکوؤں پر سڑکوں پر گھات لگا کر ان سے پیسے اور قیمتی سامان چھینا۔ کچھ مور سکو گھر چھوڑنے سے پہلے ہی لوٹ لئے گئے۔ وادی البیضا کے گاؤں پالومار میں تین عیسائیوں نے مور سکو کے ایک کسان کا گلا کاٹ دیا جو اپنے باغ سے سفر کے لیے کشمش اکٹھی کر رہا تھا۔ جب اس کی مضطرب بیوی نے خود کو شوہر کے جسم پر گرایا تو اسے بھی گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اس گروہ کے دو ارکان کو بعد ازاں ان ہلاکتوں کے جرم میں پھانسی دی گئی لیکن ایسے واقعات پھر بھی تمام مملکت میں ہوتے رہے۔ ڈیوک آف گاندیا کی املاک پر اس کے اپنے ایک سپاہی کی قیادت میں کاراسینا نے عیسائی مویشی چوروں کے ایک جتھے پر مور سکوؤں کو "لا محدود نقصان پہنچانے" کا الزام لگایا۔

3 اکتوبر، وائسرائے نے فلپ کو مطلع کیا کہ پچھلے تین دن میں پندرہ سے زیادہ مور سکو مارے جا چکے ہیں اور یہ کہ مور سکوؤں کے خلاف پرانے عیسائیوں کی طرف سے سرکشی، ڈکیتی اور برائیاں "اس حد تک پہنچ چکی ہیں کہ "کوئی سڑک ان کے لیے محفوظ نہیں۔" 12 حکومت نے ان حملوں کو روکنے کی کوشش کی اور اکثر مجرموں کو سخت سزائیں دیں لیکن مور سکوؤں کو انتقامی اور فاتح عیسائی آبادی سے بچانا ناممکن تھا جو بعض اوقات اخراج کو ڈکیتی اور لوٹ مار کیلئے کھلی چھٹی سمجھتے تھے۔ مور سکوؤں پر بعض مرتبہ ان کے محافظوں نے ہی حملہ کر ڈالا۔ ان کے اختیار میں موریسکا عورتوں کے ساتھ زنا بالجبر کے الزام میں گرفتار ہونے پر ایک عیسائی سپاہی نے دعویٰ کیا کہ "اسے مرد بنانے میں خدا کی غلطی تھی۔" مذہبی محتسبین نے ایک اور افسر کو چار موریسکا خواتین اور ایک بارہ سالہ لڑکی کی عصمت دری کے الزام میں گرفتار کیا۔ ان حملوں کو روکنے میں حکام کی نااہلی کی وجہ سے مور سکوؤں کو بعض اوقات معاملات اپنے ہاتھ میں لینا پڑے۔

6 اکتوبر کو والینسیا کے بڑے کلیسا میں ایک مجنون عیسائی نے بڑے پیمانے پر چیختے ہوئے "مور! مور!" کہہ کر بتایا کہ چار ہزار مور سکو شہر کے قریب ہی عیسائیوں کا قتل عام کر رہے ہیں۔ گھڑ سواروں کا ایک دستہ اس علاقے میں روانہ کیا گیا جہاں صرف دو سو مور سکو تھے جو — اس عیسائی گروہ کا تعاقب کر رہے تھے جس نے ان کے ایک پڑوسی کو لوٹ کر مار ڈالا تھا۔ دیہی علاقوں میں افراتفری اور تشدد کے باوجود سفر عمدہ کارکردگی کے ساتھ آگے بڑھا۔ 24 اکتوبر کو کاربرادی کوردوبا نے درج کیا کہ "ویلینسیائی موریسکوں کے متعلق اہم مہم سے اب خطوط اور نئی خبریں مل رہی ہیں،" اور یہ کہ بیس ہزار مور سکو کو پہلے ہی اسپانوی محصور علاقے میں منتقل کیا جا چکا تھا، مزید دس ہزار سوار ہونے کے منتظر ہیں۔ اس آمد و رفت کا احتیاط سے سرکاری طور پر اندراج کیا گیا تھا جو وائسرائے اور حکومت کو میدر دمیں

بھیجے گئے۔ جیسے ویلینسیا کی بندرگاہ سے درج ذیل رجسٹر: 5 اکتوبر 1609، سانتا آنا اور سان ویسینتے نامی بحری جہازوں کی کپتانی میلورکا کے رہائشی رینالدو گرانئر کی طرف سے، الکاسر کے علاقے سے 650 مورسکو اور 100 بچوں اور 30 شیر خوار بچوں سمیت والینسیا کے گراؤ ساحل سے چلا۔ میلورکے کپتان انتونیو جوردی نے اسی دن جہاز سانتا ماریا بوناوینتورا پر سوار 340 مورسکو بالغوں، 60 چھوٹے بچوں اور 18 ماؤں کو ان کے شیر خوار بچوں سمیت لے کر روانہ ہوا۔ 14 مورسکوؤں کو ساحل پر پہنچنے کے بعد حکام کو ان کیلئے سمندری سفر کے دوران خوراک مہیا کرنا تھا لیکن حکام کو خوراک کی ترسیل برقرار رکھنے میں مشکل درپیش تھی۔ نومبر کے پہلے ہفتے میں خراب موسم نے کئی جہازوں کو بندرگاہوں پر واپس جانے یا کسی اور جگہ پناہ لینے پر مجبور کیا۔

2 نومبر کو 4,500 مورسکو سوار لئے وِناروز سے ایک بحری بیڑا روانہ ہوا لیکن غیر معتدل موسم کی وجہ سے آراگون میں لاس الفاکیس کی بندرگاہ پر مجبوراً پناہ لینا پڑی۔ مورسکوؤں نے اپنی مقررہ بندرگاہوں میں آمد جاری رکھی۔ میدرد میں بندرگاہ کے مقامی حکام اور مرکزی حکومت کے درمیان خط و کتابت میں وقفے وقفے سے بسکٹ اور چنے کی فوری ترسیل کیلئے انتباہات بھیجتے رہے کہ ان کی دیکھ بھال میں مورسکو بھوک سے مرنے کے خطرے سے دوچار ہیں۔ 7 نومبر کو ویلینسیا میں حکام نے اطلاع دی کہ پرتگالی چھوٹے تیز بحری جہازوں کا بیڑا انہیں پہنچ سکا اور خدشہ ہے کہ اگر تاخیر جاری رہی تو وہ مورسکو جو سوار ہونے کے منتظر تھے، کو کھانا کھلانے سے قاصر ہوں گے۔ 9 دسمبر کو کاراسینا نے بادشاہ اور اس کے وزراء کو مطلع کیا کہ حکام اب آ لیکانتے پہنچنے والے مورسکوؤں کو کھانا نہیں کھلا سکتے۔ چند مورسکو گو اپنا کھانا لے کر آئے تھے، وائسرائے نے اطلاع دی کہ دوسروں نے اپنی بقا کے لیے مکمل طور پر اپنے عیسائی امراء کی خیرات پر انحصار کیا تھا کیونکہ "اگرچہ ان میں سے بہت سے امیر ہیں لیکن غریب لاتعداد ہیں۔"15

ملک معظم نے اب اخراج کی لاگت برداشت کرنے کا وعدہ توڑ دیا اور امیر مورسکوؤں کو اپنے کھانے اور نقل و حمل کے اخراجات خود ادا کرنے اور ان لوگوں کی مالی اعانت کرنا شروع کرنے کا کہا جو بہت غریب تھے۔ نقل و حمل کے جہاز ان مشکلات کے باوجود ویلینسیا اور شمالی افریقہ کے درمیان سفر کرتے رہے۔ سفر کا آغاز کرنے والے بہت سے مورسکو اپنی منازل پر کبھی نہ پہنچ پائے۔ کچھ جہاز طوفانوں میں غرق ہو گئے، دوسروں پر قزاق حملہ آور ہوئے، مورسکوؤں کو لے جانے والے ملاحوں نے لوٹا اور بعض اوقات کھلے سمندروں میں مار ڈالا۔ ایسے واقعات خصوصاً اسپانوی بحریہ کے مددگار نجی بحری جہازوں پر عام تھے۔

اخراج ہمیشہ کسی حد تک ایک کثیر القومی ادارہ تھا جس میں انگلینڈ، فرانس، اٹلی اور پرتگال کے جہاز شامل تھے۔ کچھ جہازوں کو اسپانوی حکام نے ہدایات جاری کی تھیں۔ دوسرے آسان منافع کے امکان پر اپنی مرضی سے آئے۔ امیر مورسکو اکثر ان جہازوں کے محفوظ ہونے کی بنا پر سفر کرنے کو ترجیح دیتے تھے جو مہنگے ہونے کے باوجود ملک معظم کی طرف سے فراہم کئے جاتے تھے۔ ان توقعات کا اکثر وحشیانہ طور خون کیا گیا کیونکہ جہاز کے عملے ہی نے مسافروں کو لوٹ لیا اور انہیں جہاز پر سے یا صحرائی جزیروں اور دور افریقی ساحلوں پر کوڑے کرکٹ کی طرح پھینک دیا؛ ایسا کرنے سے قبل ان کی عورتوں اور بچوں کو فروخت کرنے کیلئے غلام بنا لیا گیا۔ عیسائی ملاحوں نے بعض حالات میں عورتوں اور یہاں تک کہ بچوں کی عصمت دری کی اور پھر جہاز پر سے سمندر برد کر دیا۔

ان واقعات میں سے ایک کی مخصوص تفصیلات معلوم ہیں؛ ایک کاتالانی سمندری کپتان خوآن ریبیرا سے متعلق ہے جس نے نیپولیٹانی ہم منصب کے ساتھ دو جہازوں کو دوران سفر ملا کر مسافروں کو ذبح کرنے کی سازش کی۔ زمین جیسے ہی نظروں سے ہوئی تو ریبیرا اور اس کے عملے نے مورسکوؤں کو مسافروں کے سوار ہونے والے پل پر قتل کر کے ان کی لاشیں سمندر میں پھینک دیں۔ ملاحوں نے نچلے عرشے کے مسافروں سے وعدہ کیا کہ اگر تم مال و دولت ہمارے حوالے کر دو تو تمہاری جان بچ جائے گی۔ مرد مسافر تب ایک ایک کر کے عرشے پر آئے جہاں ہر ایک کو لوٹا، مارا اور سمندر میں پھینک دیا۔ ان کی عورتیں عرشے پر سماں دیکھ کر پاگل ہو گئیں اور بہت سوں نے بچوں سمیت سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ ڈبونے سے پہلے دوسری عورتوں کی عصمت دری بھی کی گئی۔

انتہائی مورسکو مخالف راہب فونسیکا بھی مسافروں کے ساتھ ایسے سلوک سے مشتعل ہوا۔ اس نے ان "برے عیسائیوں" کو "ضعیف الاعتقاد وحشی" قرار دیا۔16 اس بحری بربریت سے بچ جانے والی واحد خوبصورت موریسکا تھی جسے وہ بارسلونا میں ذاتی کامیابی کی بطور نشانی لے کر آیا۔ وہ شہر واپس آنے پر بے چین ہو گیا کہ شاید اس کی اسیر راز فاش کر دے لہٰذا اس نے اسے دریائے لی او بریگات کے دہانے پر چپو مار مار کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس قتل عام کا راز جلد ہی کھل گیا جب عملے نے اپنا مال بیچنے کی کوشش کی؛ ریبیرا کو تب پھانسی دے کر لاش کھینچی گئی اور چار ٹکڑے کر دیئے گئے۔۔۔۔ ایک پھانسی جسے خود فونسیکا نے اطمینان سے دیکھا۔ یہ جاننا ناممکن ہے کہ ایسے واقعات کس قدر رونما ہوئے کیونکہ عیسائی کپتان اس عمل کو دہرانے کے لیے اسپانیہ واپس آنے سے قبل اکثر مورسکو مسافروں کو لوٹنے اور قتل کرنے سے پہلے اس اعلان کے ساتھ کاغذات پر بالجبر دستخط کروا لیتے تھے کہ وہ بحفاظت پہنچ چکے ہیں۔ اسپانوی حکام ان حملوں سے بہر حال باخبر تھے۔

جنوری 1610 میں الجزائر کے ایک عیسائی پادری فادر برنار دو دی منر وئے نے کارا سینا کو الجزائر کے حکمران کو خط لکھنے کی درخواست کی کہ مور سکوؤں کے ایک گروہ کو عارضی طور پر اسپانیہ واپس جانے کی اجازت دی جائے تاکہ انگریز اور فرانسیسی ملاحوں سے ازالہ حاصل کیا جاسکے جنہوں نے اپنے مسافروں کو لوٹ کر قتل کیا تھا۔ یہ معلوم نہیں کہ آیا یہ درخواست منظور کی گئی تھی۔ بادشاہ اور اس کے وزراء نے علم ہونے پر ایسے جرائم کے مرتکب افراد کو سزا دی تھی۔

بلیدا اور فونسیکا جیسے بے دخلی کے وقائع نگار اکثر ان حملوں کو ملک معظم کے بجائے نجی ملکیت کے جہازوں سے منسوب کرنے کی سخت کوشش کرتے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ یہ عموماً سچ ثابت ہوتا ہے، یہاں تک کہ بلیدا کا یہ دعوٰے بمشکل قابل یقین ہے کہ مور سکوؤں کے ایسے انتخاب کی "بادشاہ اور اس کے وزراء کی کوئی ذمہ داری نہیں تھی۔" بادشاہ کے عہدے داروں کا طرز عمل ہمیشہ مثالی نہیں تھا۔ کارتاجینا کی بندرگاہ پر ایک سرکاری دستاویز میں درج ہے کہ چار عیسائی فوجیوں کو "بوقت شب مور سکوؤں پر حملہ کر کے زخمی کرنے اور لوٹنے کے جرم پر گرفتار کیا گیا تھا" اور یہ یقین کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ یہ واقعہ اپنی نوعیت کا ایک ہی تھا۔ شمالی افریقہ تک پہنچنے والے مور سکوؤں کی قسمت اکثر اتنی ہی سنگین تھی۔ ویلنسیائی مور سکوؤں کو الجزائر کے قریب اسپانوی فوجی قلعے میں بھیج دیا جاتا تھا جہاں وہ مسلمانوں کی سرزمین میں داخل ہونے سے پہلے خیموں میں یا باہر کھلے میں سوتے تھے۔ اخراج کے پہلے ہفتوں میں اسپانوی کمانڈر کاؤنٹ آف ایگیولران جلاوطنوں کیلئے چارہ جوئی کرنے اور کھانا کھلانے میں کامیاب رہا اور یہاں تک کہ ان کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے مقامی مسلم حکمرانوں سے بات چیت بھی کی۔ اسپانوی محافظ قلعہ جلد ہی آنے والوں کی تعداد سے مغلوب ہو گیا اور اس نے مور سکوؤں کو سرحد کے اس پار دھکیلنا شروع کر دیا، قطع نظر اس کے کہ ان کے پاس سامان خورد و نوش یا تحفظ۔ کیلئے کچھ تھا بھی یا نہیں۔ مور سکوؤں کو اپنی منزلوں تک پہنچنے کے لیے اکثر بربر اور عرب خانہ بدوش مطلق العنان قبائلی علاقوں سے گزرنا پڑتا تھا جنہیں ساحل پر مسلم حکمران کبھی زیر نہ کر سکے۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ مور سکو جنہیں "برے عیسائی" ہونے کی وجہ سے نکال دیا گیا تھا، اکثر ان مسلم قبائلیوں نے انہیں "برے مسلمان" کے طور پر دیکھا جو عیسائیوں جیسا لباس پہنتے اور ان سے مشابہ تھے۔ مراکش کے تلمسان اور فیض کے درمیان لاقانونیت والی سڑکوں پر بلا محافظ یا تحفظ تھپیڑے کھاتے ان بے دفاع و بے آسرا جلاوطنوں کو اکثر لوٹا، مارا اور عصمت دری کا نشانہ بنایا گیا۔ المقری کے مطابق جو اخراج کا ہم عصر ہے، اتنے زیادہ مور سکوؤں پر "سڑکوں پر عربوں نے حملہ کیا جو خدا سے خوف نہ کھاتے تھے" اور "کچھ ہی اپنی منزل پر پہنچے۔"17

ان دعووں کا گو اندازہ لگانا ناممکن ہے لیکن چند ہم عصر اسپانوی وقائع نگاروں نے اندازہ لگایا کہ شمالی افریقہ تک پہنچنے والے ویلینسیائی مورسکو کے تین چوتھائی تک بھوک، بیماری اور تشدد سے مر گئے۔ اسپانوی حکام کو اوران کے عہدے داروں کی طرف سے انتباہات موصول ہوئے کہ یہ حملے ہو رہے ہیں، لیکن ہمیشہ ان کی اولین ترجیح مورسکو آبادی کو ویلینسیا سے جلد از جلد ہٹانا تھی اور ان کے بعد کی قسمت صرف اس حد تک اہمیت رکھتی تھی جو اس اخراج سے متاثر ہو۔ اخراج کی رفتار کم کرنے یا سرحد عبور کرنے والوں کے تحفظ کیلئے کچھ نہ کیا گیا۔ کچھ عیسائی وقائع نگاروں نے مورسکوؤں کے مصائب میں ایک اطمینان بخش ستم ظریفی پائی کہ جنہیں اسپانیہ کی "زمینی جنت" کو شمالی افریقہ کے "بنجر صحراؤں" کیلئے مسلم العربیوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا تھا۔ بلیدا خصوصاً اس حقیقت پر خوش تھا کہ "اسپانوی سارسینز کو اپنے ہی قانون کے ظالم جلادوں" نے مار ڈالا اور اعلان کیا کہ "اگروہ سب مر جاتے تو یہ اسپانیہ کیلئے بہتر ہوتا۔ "اس کے ساتھی دومینیکن بلاس وردو بھی اسی طرح جشن منانے والا تھا جس نے طنزاً" کہا" یہ وہ مہمان نوازی اور محبت ہے جو اس فرقے کا دعویٰ کرنے والے ایک دوسرے سے پیش آتے ہیں؛ یہ ان کا صدقہ ہے۔ محمد افریقہ کے صحراؤں میں ان کی دستگیری کیوں نہیں کرتا؟ وہ انہیں پانی دینے کیلئے پتھر کیوں نہیں پھاڑتا؟ منّ وسلویٰ کہاں ہے؟ آپ اب اسپانوی مسیحی دلوں اور افریقی موروں کے درمیان فرق کو اچھی طرح جان چکے ہیں۔"18

تمام مورسکوؤں کا ایسا کرخت استقبال نہیں ہوا۔ اخراج کا واضح وجوہات کی بنا پر پہلے سے اعلان نہیں کیا گیا تھا اور دسیوں ہزار مردوں، عورتوں اور بچوں کی اچانک آمد نے انتہائی نیک نیت مسلم حکمرانوں کو بھی حیرت میں ڈال دیا۔ جو کچھ ہو رہا تھا جب اس کی حقیقت واضح ہو گئی تو ویلنسیائی مورسکوؤں پر زیادہ غور وفکر کیا گیا۔ چند ایک کو مقامی حکمرانوں سے محفوظ نقل وحمل کی ضمانتیں حاصل ہوئیں اور قبائلی علاقوں میں حفاظتی دستے فراہم کیے گئے۔

دوسروں کو مقامی لوگوں نے مسلم سمجھ کر کھانا کھلایا اور پناہ دی اور ان کی حالت زار پر ہمدردی کا اظہار کیا۔ اکتوبر کے وسط تک والینسیا میں مورسکوؤں کی نقل وحمل کے دوران اور اس کے بعد علاج کی افواہیں واپس آنا شروع ہو گئیں۔ 28 اکتوبر کو مورسکوؤں کے ایک گروہ نے جاتیوا کے گورنر کو خط میں معافی کی التجا کی کیونکہ "ہم حقیقتاً جانتے ہیں اور ہمارے پاس کچھ خطوط موجود ہیں کہ بہت سے لوگ سمندر میں مر چکے ہیں۔۔۔ ہمارے ڈرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے بپتسمہ لیا ہے اور اگر ایسے وحشی لوگوں میں گئے جو جانتے ہیں کہ ہم عیسائی ہیں، تو وہ ہمیں وہاں پہنچتے ہی مار ڈالیں گے۔"19

بہت سے دیگر مور سکو گھر بار چھوڑنے سے انکار کر رہے تھے۔ دوسرے لڑائی کیلئے تیار ہو گئے جو مسلم اسپانیہ کی تاریخ میں آخری مایوس کن جنگ ثابت ہوئی۔ مور سکو بغاوت کے مسلسل خدشات کے باوجود اکتوبر کے دوسرے نصف میں مسلح مزاحمت کی پہلی نشانیاں نمودار ہونے لگیں جب ڈینیا کے قریب جالون قصبے کے ارد گرد مور سکو ٹولوں نے عیسائیوں اور شمولیت سے انکار کرنے والے مور سکوؤں کو قتل کرنا شروع کیا۔ یہ حملے نومبر کے اوائل سے زیادہ سنگین بغاوت کی شکل اختیار کرنے لگے کیونکہ والینسیا کے جنوب میں اندازاً بیس ہزار مور سکوؤں نے لاگوآر وادی کے بنجر اور ناقابل رسائی نوکیلے پہاڑوں میں خاندانوں، جانوروں اور مال واسباب سمیت پناہ لی۔ ویلینسیا شہر کے قریب شمال میں وادی ایوراہیں تشدد کے واقعات پھیلنے لگے جہاں مور سکوؤں نے مارکوئس آف ڈوس اگواس کی جاگیروں پر ایک شاہی کمشنر اور پانچ بندوقچیوں کو ہلاک کر دیا جنہیں ساحل پر لے جانے کیلئے بھیجا گیا تھا۔ مور سکوؤں نے اب آس پاس کے علاقے میں قلعوں، گرجاگھروں اور جاگیرداروں کے گھروں پر حملہ کرنا، جلانا اور محافظوں کو مارنا شروع کر دیا، ان کے ہتھیار چھین لئے اور نئے لوگ بھرتی کیے۔ 20 اکتوبر کو ایک مقامی مسیحی نے وائسرائے کو مطلع کیا کہ ہزاروں مور سکو اپنے خاندانوں اور مویشیوں اور "بہت سے بندوقچیوں اور گشتی بندوقوں سمیت" دریائے ہوکار کے اوپر موئیلا دی کورتیس کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ کورتیس دی پالاس کے قصبے کو دیکھنے والی اس کی بلند و بالا چٹانوں کے ساتھ، یہ توسیعی سطح مرتفع جسے ویلنسیائی کورتیس کا موئیلا یا "پچھلی ڈاڑھ" کہتے ہیں، ایک مرعوب کن قدرتی پناہ گاہ تھی اور باغیوں کے کیمپ میں تیزی سے اضافہ ہوا کیونکہ تمام مور سکو والینسیا سے اس علاقے میں جمع ہوتے گئے۔

مور سکوؤں نے ایک بار پھر عیسائی اذیت پسندوں سے اسپانیہ کی پہاڑی قدرتی پناہ گاہوں میں پناہ لی لیکن اس بار وہ مذہبی یا ثقافتی خود مختاری کیلئے نہیں بلکہ ملک میں رہنے کے حق کیلئے لڑ رہے تھے۔ مور سکو کے ہتھیاروں کے ذخیرے اور خفیہ فوجوں کے متعلق سال ہا سال کی تنبیہات کے باوجود ان بغاوتوں کے پیچھے منصوبہ بندی یا تیاری کا ثبوت نہ ہونے کے برابر تھا۔ مور سکوؤں کے پاس کچھ آتشیں اسلحہ تھا لیکن ان کے ہتھیاروں میں زیادہ تر غلیل، گھر کے بنے ہوئے برچھے، ہلوں کے آہنی نوکیلے بلیڈوں اور چھوٹی درانتیوں سے بنے تبر نیزے، پتھر اور گھسی چٹانیں شامل تھیں جو پہاڑی چوٹیوں پر نصب کر رکھی تھیں اور حملہ آوروں پر گرانے کیلئے تیار۔ باغیوں نے قیادت کیلئے لاگوآر وادی میں ایک "بادشاہ" منتخب کیا جب کہ موئیلا دی کورتیس کے مور سکوؤں نے ویسینتے توریکسی نامی ایک رہنما کا انتخاب کیا جس نے کچھ ہچکچاہٹ سے یہ منصب قبول کیا اور اپنی "رعایا" کو یقین دلایا کہ وہ عیسائیوں سے ایک

سحر کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے محفوظ ہیں۔ جادو اور قدیم مور سکو ہتھیاروں کا میخیا کی تین تین ہزار کی منجھی ہوئی جنگی رجمنٹوں کے خلاف مقابلہ نہ تھا جن کا بے ترتیب رویہ پہلے ہی عیسائی آبادی میں تشویش کا باعث تھا۔ ان سپاہیوں کی شکاری جبلتوں کا رخ اب مور سکوؤں کی طرف تھا جیسا کہ میخیا نے نومبر کے آغاز میں اپنی افواج کو کارروائی کا حکم دیا۔ اخراج کو آسان بنانے کیلئے تجربہ کار جنرل نے باغیوں کو پہلے، اگر وہ اسپانیہ چھوڑنے پر رضامند ہو جائیں، محفوظ راستے کی پیشکش کی۔ جب اس پیشکش کو حقارت سے ٹھکرا دیا گیا تو تین ہزاری رجمنٹوں اور رضاکار فوجوں نے باغیوں کا پہاڑوں میں تعاقب شروع کر دیا۔

20 نومبر کو میخیا اور نیپلز رجمنٹوں کے کمانڈر سانچو دی لونا کی قیادت میں اوپر مور سکوؤں کی کمین گاہوں کی طرف رات کے وقت مختلف سمتوں سے دو الگ الگ کالموں میں پیش قدمی کی۔ ہتھیاروں اور زرہ بکتر سے لگے پھندے فوجی اور رضاکار خاموشی سے رسی سے بنی ایڑی کے سینڈل پہنے ڈھلوان ناہموار چٹانوں پر چڑھ رہے تھے۔ انہوں نے باغیوں کے ہاتھوں کنواری مریم کا بگڑی ہیئت میں ٹوٹا پھوٹا مجسمہ دیکھا۔ میخیا نے اس بے حرمتی پر سخت سزا دینے کا وعدہ کیا اس نے جسے برقرار رکھا۔ اس کی افواج اگلے دن بوقت فجر باغیوں کے تباہ شدہ قلعے کی کمزور دفاعی حیثیت پر غالب آ گئے اور مور سکوؤں کی بڑی تعداد کو ایک الگ تھلگ میدان میں گھیر لیا۔ فوجی اور رضاکار فوج دہشت ناک قتل عام کیلئے آگے بڑھی۔ اس مہم میں حصہ لینے والے ایک سپاہی انتونیو دی کورال ای روہاس نے بتایا کہ سپاہیوں کے بازو کیسے "معصوموں، عورتوں اور بچوں کے خون سے بھرے ہوئے تھے۔"20

چند مور سکو جس قدر بہتر لڑ سکتے تھے لڑے لیکن فونسیکا کے مطابق ان میں سے بہت سے اس حالت میں مارے گئے وہ جب گھٹنے کے بل رحم کی التجا کر رہے تھے جس کے "وہ مستحق نہیں تھے جنہوں نے ہمیشہ اس کا برا استعمال کیا تھا۔" دن کے اختتام پر ایک عیسائی کی حادثاتی ہلاکت پر تین ہزار مور سکو موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے اور سپاہی لاشوں کے کپڑے اور زیورات اتارنے کیلئے آگے بڑھے۔ ہزاروں مور سکو اوپر پہاڑوں کی طرف ہٹ گئے تھے۔ میخیا نے ان پر براہ راست حملہ کرنے کے بجائے انہیں خوراک اور پانی سے بھوکا رکھنے کا انتخاب کیا۔ 28 نومبر کو بھوک سے مرنے اور پانی کی کمی کے شکار سے بچ جانے والوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ کورال ای روہاس کو "دور سے ایک خوبصورت اور قابل قبول لیکن قریب سے معائنہ پر افراتفری کا نظارہ یاد آیا۔ ان ڈھلوان چٹانوں پر ضرورت سے زیادہ لاشیں مفلسی کے شکار بچوں کی تھیں، کمزور اور بے جان، تقریباً بلا سانس، گندے اور جوؤں سے بھرے ہوئے"21

تیرہ ہزار مور سکوؤں کو ان پہاڑوں سے نیچے لے جایا گیا، جن میں سے کچھ اس قدر پانی کی کمی کا شکار تھے کہ انہوں نے ندی دیکھتے ہی پانی کی خاطر چھلانگ لگا دی اور وہ بیمار ہونے یا مر جانے تک پیتے رہے. دوسروں پر انتقامی عیسائیوں نے حملہ کیا، انہیں ان کے محافظوں نے نہ چل سکنے کی وجہ سے مار ڈالا یا اغوا کر کے غلام بنا کر فروخت کر دیا۔ کچھ مور سکوؤں سے ان کا مال اس قدر چھین لیا گیا کہ وہ برہنہ حالت میں سوار ہونے والی بندرگاہوں پر پہنچے جہاں وہ بحری جہازوں کے انتظار میں بھوک سے مر گئے یا روٹی کے ایک ٹکڑے کی خاطر اپنے بچوں کو عیسائی فوجیوں اور غیر ملکی بحری ملاحوں کے ہاتھوں بیچ ڈالا جس پر کورال ای روہاس نے کہا کہ "خدا کی طرف سے منصفانہ سزا کہ انہیں متاع عزیز سے محروم کر دیا لیکن ان کی بے حرمتی اور مظالم کے پیش نظر رحم دلانہ۔۔"22

موئیلادی کورتیس میں تین ہزاری لومباردی رجمنٹ کے کمانڈر خوآن دی کوردوبا کی زیر کمان عسکری نقل و حرکت جاری تھی۔ مور سکوؤں نے اس بار ہتھیار ڈالنا قبول کر لیا لیکن مذاکرات تیزی سے پر تشدد افراتفری کی نظر ہو گئے کیونکہ عیسائی فوجیوں نے اپنی لوٹ مار سے محروم ہونے سے انکار کر دیا۔ ونسینت میستر کی باتصویر کہانی، ریبیلین آف دی مور سکوس ان دی موئیلادی کورتیس میں، t تین ہزاری رجمنٹوں اور کاستیبی گھڑ سواروں کو ان کے نیزوں، برچھوں اور علموں سمیت کورتیس دی پالاس کے باہر کامل جنگی نظم ضبط دکھایا گیا ہے جو منظم انداز سے موئیلا کی طرف جا رہے ہیں۔ عیسائی فوجیوں نے جب کھلے بندوں عصمت دری، لوٹ مار اور غلاموں کے شکار کا آغاز کیا تو فوجی نظم وضبط صریحا" غائب تھا۔ سینکڑوں خواتین اور بچوں کو سپاہیوں نے پکڑ لیا جب دوسرے لوگ اپنے بچوں کے ساتھ اسی انجام سے بچنے کیلئے اونچی چٹانوں سے چھلانگیں لگا رہے تھے، قبل اس کے کہ عیسائی کمانڈر اپنا اختیار دوبارہ قائم کرنے اور بچ جانے والوں کو ساحل تک لے جانے میں کامیاب ہو جائے۔

5 دسمبر کو کاراسینا نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ موئیلا کے تین ہزار مور سکو جو ویلینسیا کی بندرگاہ پر پہنچے تھے، بھوک سے قریب المرگ ہیں، جبکہ خوآن دی کوردوبا نے اس مہینے کے آخر میں میخیا کو مطلع کیا کہ جن 160 مور سکو مردوں اور عورتوں کو جاتیوا لے جایا جا رہا ہے ان میں زیادہ تر اتنے کمزور اور بھوکے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ وہ وہاں کیسے پہنچیں گے۔"23 تمام باغی پکڑے نہیں گئے۔ سینکڑوں موئیلادی کارتیس کے درمیان بنجر پہاڑوں میں بھاگ گئے جہاں انہوں نے عیسائیوں پر اکا دکا حملے جاری رکھے۔ ان خونی واقعات کے ساتھ ہی مور سکو بغاوت کا خطرہ مؤثر طریقے سے ٹل گیا۔ ویلینسیا کے دارالحکومت میں میولادی کورٹس میں ہتھیار ڈالنے کا جشن پر شکوہ مناظر، جلوسوں اور شاندار شبینہ چراغاں کے ساتھ منایا جس سے تمام شہر روشن ہو گیا۔

ریبیرا نے ذاتی طور پر "محترمہ مریم" کا شکریہ ادا کرنے کیلئے ایک سنجیدہ جلوس کی قیادت کی اور اپنے کارپس کرسٹی کالج۔۔۔ سیمینری کے باہر ایک چشمے سے مفت سرخ اور سفید شراب تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ جنوری میں ویِنسینتے تورکسی کو فوجیوں نے ایک غار میں پکڑا اور گدھے پر بٹھا کر والینسیا لایا گیا جہاں اسے رینیرا کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس کے بعد مورسکو اسپانیہ کے آخری بادشاہ کو سزا میں قید کر دیا گیا، ایسی آزمائش اس نے جسے "بڑے صبر سے" برداشت کیا، کاربریرادی کوردوبا کے مطابق اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے ایک عیسائی کے طور پر مرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ یہ تمام واقعات اس کا حصہ تھے جسے دامیان فونسیکا نے مورسکو والینسیا کی "قابل قبول جلانے کی قربانی" کہا تھا۔

اس بے پناہ انسانی المیے کے درمیان بادشاہ کو لوپ دی ویگا نے "جیوپیٹر فلپ" کے طور پر سراہا اور اپنے روایتی تعاقب سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ 21 نومبر کو جب لاگوار پہاڑوں کے مورسکوؤں کا قتل عام جاری تھا تو کاربریرادی کوردوبا نے میدرد میں ایک شاندار عدالتی مذہبی تہوار کی شہادت محفوظ رکھی جہاں بادشاہ اور ملکہ رقص، بیلوں سے لڑائیاں اور گھوڑوں کی پیٹھ پر سوانگ سے لطف اندوز ہوئے۔ 20 دسمبر کو شاہی جوڑا ایک ساتھ شکار کرنے گیا اور بادشاہ کے گھوڑے کو ایک سؤر نے زخمی کر دیا ورنہ اس کامیاب بری سفر کے دوران انہوں نے کئی خرگوش، لومڑیاں اور ہرن شکار کئے۔ خوآن دی ریبیرا کے اخراج کے متعلق ابتدائی شکوک وشبہات کے باوجود اسقف اعظم نے اپنی بقیہ زندگی تک اس کی زبردست حمایت جاری رکھی۔ "ہمارا رب ہمارے لیے اس کاروائی کے حوالے سے ہر دن نئے معجزے لاتا ہے،"اس نے فروری 1610 میں فلپ کو ایک خط میں ملک بدری کے "معجزاتی کام" کا موازنہ "ان سے کیا جو واقعات ہم انجیل میں پڑھتے ہیں۔"24

جنوری 6۔1611 کو مستقبل کا ولی کارپس کرسٹی کالج میں پرامن طور پر اس دار فانی سے کوچ کر گیا جسے وہ اپنی سب سے دیرپا میراث سمجھتا تھا۔ ایسے اشارے ہیں کہ ریبیرا بستر مرگ پر بھی بادشاہ کے نام اپنے جشنیہ خطوط سے زیادہ بے دخلی کے متعلق متذبذب رہا۔ اس کے سوانح نگاروں میں سے چند ایک کے مطابق ریبیرا مسیحی آبادی پر اخراج کے معاشی اثرات پر جرم میں مبتلا تھا اور دردناک طور پر اس بات سے آگاہ تھا کہ بہت سے عیسائیوں نے اسے ذاتی طور پر اس کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اس نے ان 124,000 مردوں، عورتوں اور بچوں کیلیئے کوئی پچھتاوا محسوس کیا ہو جنہیں اپنے گھروں سے اکھاڑ کر سمندر پار بھیج دیا یا وہ دسیوں ہزار مورسکو جو اب باقی اسپانیہ سے نکالے جا رہے تھے۔

19

رازداری اور فریب

ویلنسیا میں بغاوت کی آگ بجھنے سے قبل فلپ اور اس کے مشیر اخراج کو اسپانیہ کے باقی حصوں تک بڑھانے کی تیاری شروع کر چکے تھے۔ بادشاہ نے ہمیشہ "عالمی" اخراج کا ارادہ کیا تھا جو اس پر منحصر تھا کہ والینسیا میں واقعات کیسے رونما ہوں گے۔ اس کے مشیروں کے نکتہ نظر سے مرحلہ وار اخراج نے ریاست کے وسائل کو مخصوص علاقوں پر مرکوز کرنا اور مختلف خطوں کو متحد کرنے والے مورسکو مزاحمت کے امکان کو ختم کرنا ممکن بنایا۔ انتظامی افراتفری کے امکان سے بچنے کیلئے اخراج کا مرحلہ بھی ضروری تھا جس سے تمام مہم کو نقصان پہنچنے کا امکان تھا۔ ویلینسیا کی مورسکو آبادی کو بلحاظ تعداد بغاوت کا ممکن ترین ذریعہ سمجھا جاتا تھا؛ لیکن ان کی اکثر آبادیاں ساحل سے چند دن کے پیدل فاصلے پر واقع تھیں۔ انہیں اس لئے اخراج شروع کرتے وقت مقررہ بندرگاہوں پر لانا نسبتاً آسان تھا۔ اسپانیہ میں مورسکو دیگر جگہوں پر اکثر کم تعداد میں سینکڑوں میل اندرون ملک تک آباد تھے اس لیے ان کی نقل و حمل کو منظم کرنا اور خروج کے دوران مددگار رہنماؤں، خوراک کی فراہمی اور رہائش کو مربوط کرنا زیادہ پیچیدہ تھا۔ ان مورسکوؤں کا علاوہ ازیں اکثر عیسائی معاشرے سے ان کے ویلنسیائی ہم منصبوں سے بہت مختلف تعلق تھا۔ ویلینسیا میں اکثر مورسکو پرانی عیسائی آبادی سے الگ رہتے تھے اور ان کی شناخت اجتماعاً کی جا سکتی تھی۔ کاستیہ لا منچا، مرسیا اور اندلس میں بہت سے "پرانے مورسکو" پرانے عیسائیوں کے ساتھ رہتے تھے اور اپنی زبان، رسم و رواج اور مذہبی طریقوں کے لحاظ سے ان سے الگ نہیں تھے، ملحقہ رہنے والے نہ صرف خود کو مسیحی مانتے تھے بلکہ مقامی عیسائی کلیسائی اور لامذہب حکام بھی انہیں ایسا ہی سمجھتے تھے۔ 16 اکتوبر 1609 میں فلپ کو مرسیا کی سٹی کونسل نے ان افواہوں پر اپنی تشویش کا اظہار کرنے کیلئے لکھا کہ اخراج کو ان کے علاقے تک بڑھایا جا نا تھا۔ اس وقت ایسا کوئی اعلان نہیں کیا گیا تھا اور بادشاہ سے کونسلرز نے التجا کی کہ وہ مورسکوؤں کو شہر اور گردونواح سے باہر نہ نکالیں کیونکہ وہ "مسیحی مذہب پر اتنا اچھا چلے ہیں کہ شمہ برابر شک نہیں کہ ان میں کسی قسم کا شک یا عدم اعتماد جنم لے۔ وہ اس شہر میں پیدا ہوئے اور پلے بڑھے ہیں اور وہ نئے عیسائیوں کی اولاد کہنے سے ناراض ہوں گے.... ہم انہیں شاہ کے وفادار لگان دار سمجھتے ہیں، انہیں اس کے علاوہ کچھ اور سمجھنا حیران کن اور ناقابل یقین ہو گا۔" 1 کونسلروں نے اصرار کیا کہ ان کی درخواست مورسکو برادری کیلئے کسی قسم کے معاشی فوائد پر مبنی نہیں تھی بلکہ "باہمی ہم آہنگی کے رشتے پر جو

ہمارے مسلسل رابطے اور مواصلات کے مرہون منت ہیں۔"یہ ایک کرسچن سٹی کونسل کی طرف سے قابل تعریف دعوے تھے۔2

1609 -10 میں حکومت کو موسم سرما میں اسپانیہ کے دیگر حصوں سے ایسی متعدد درخواستیں موصول ہوئیں۔ان تمام عوامل نے بے دخلی کی توسیع کو کئی طریقوں سے ویلنسیا کے مقابلتاً زیادہ پیچیدہ بنا دیا اور انہوں نے حکومت کو اس بات پر مجبور کیا کہ وہ پرانے عیسائیوں اور مورسکوؤں کو یکساں طور پر گمراہ کرنے کیلئے رازداری، فریب اور حیلوں بہانوں سے اپنے اصل ارادے چھپائے رکھیں۔فلپ نے نومبر میں سان جرمان کے مارکوئس خوان دی مینڈوزا کو گریناڈا، مرسیا اور اندلس میں اخراج کے اگلے مرحلے کی مجموعی کمان کیلئے مقرر کیا۔مرسیا میں سان خرمان کی مدد اسپانوی بحر اوقیانوس کے بحری بیڑے کے کمانڈر لوئس فہاردو نے کی جو پہلے ہی کارتاجینا سے ویلنسیائی مورسکوؤں کو نکالنے کا انچارج تھا اور اندلس کا ڈیوک آف مدینہ سیدونیا، انگلینڈ کے خلاف "ناقابل تسخیر آرماڈا" کا سابق امیر البحر۔مدینہ سیدونیا ایک تجربہ کار اہل کار تھا جسے اندلسی ساحل کے دفاع کے مسائل کا گہرا علم تھا اور وہ بے دخلی کے متعلق پرجوش نہیں تھا۔اس کا خیال تھا کہ اس سے شمالی افریقہ میں اسپانیہ کے دشمنوں کی صفوں میں اضافہ ہو جائے گا لیکن اس کے باوجود اس نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی۔لیرما کی سفارش پر اخراج کے اس مرحلے کو ایک حفاظتی اقدام کے طور پر پیش کرنے پر اتفاق کیا گیا تھا جس کا اطلاق صرف ان مورسکوؤں پر ہوتا تھا جو سمندر سے بیس لیگ فاصلے کے اندر رہتے تھے تاکہ اسپانیہ میں دیگر جگہوں کے مورسکو خود کو مستثنیٰ مانیں۔یہ چال مکمل طور پر کامیاب نہیں ہو سکی۔آراگون کی پارلیمنٹ نے نومبر میں میدرد کے دو نامور نمائندوں کو یہ جاننے کیلئے بھیجا کہ کیا فلپ آراگون کے مورسکوؤں کو نکالنے کا ارادہ رکھتا ہے؟ان نمائندوں کو صرف اتنا بتایا گیا کہ ایسا کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا۔

آراگون کے وائسرائے نے فلپ کو اگلے ماہ بتایا کہ بہت سے مورسکو اس بات سے پریشان ہیں کہ "ویلینسیا کی سلطنت میں جو کچھ کیا گیا ہے وہ یہاں بھی دہرایا جائے گا" اور رضاکاروں کو یقین دہانی کیلئے اس کے برعکس بیان دینے کیلئے کہا۔۔ایسی یقین دہانی غالباً کروائی گئی۔اسی منحرف حکمت عملی کا استعمال کاستیہ میں بھی کیا گیا۔18 اکتوبر کو ریاستی کونسل پہلے ہی کاستیہی مورسکوؤں کیلئے اخراج کے حکم نامے کے مسودے پر غور کر رہی تھی۔ایویلا کے مورسکوئی وفد نے فلپ سے کہا کہ وہ اس کے ارادوں کی وضاحت کیلئے کوشاں ہیں کہ وہ اپنے والد کے اس خصوصی استثنیٰ کی

توثیق کرے جس میں انہیں مقامی رضاکار فوج میں بھرتی ہونے کی اجازت دی گئی تھی، فلپ نے ابن الوقتی سے کام لے کر ان کی درخواست کو ہاں اور ناں کے درمیان لٹکتا چھوڑ دیا.

اگلے سال 10 جنوری کو سان خرمان نے سرکاری طور پر شاہی فرمان کا اعلان کیا جس میں مرسیا، اندلس اور گریناڈا کے مورسکوؤں کو ایکسٹریمادورا میں ہورناچوس کے عسکریت پسند مورسکو محصور علاقے میں چھوڑنے کا حکم دیا گیا۔ ارتداد اور بغاوت کے معمول کے الزامات کے علاوہ، فلپ نے 70-1568 میں البچرا بغاوت کی پاداش میں مورسکو مظالم کو ان کے اخراج کے جواز کے طور پر یاد دلایا۔ غرناطوی مورسکوؤں اور ان کی اولادوں پر "عیسائی بننے اور وفاداری سے زندگی گزارنے" کے موقع کو مسترد کرنے اور اسپانیہ کے دشمنوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کرنے کا الزام لگاتے ہوئے فلپ نے اس حقیقت کا حوالہ دیا کہ "اتنے سال میں ان میں سے کوئی ایک اپنی سازشوں کے متعلق کچھ بھی ظاہر کرنے کیلئے آگے نہیں آیا۔ سازشیں "اس بات کی واضح نشانی ہیں کہ یہ سب خدا اور میری خدمت کے خلاف ایک ہی رائے اور نیت رکھتے ہیں۔ "اس بات کو یقینی بنانے کیلئے کہ "ان کی بیماری دوسروں کو آلودہ نہ کرے،" مورسکوؤں کو اپنے معاملات طے کرنے اور ملک چھوڑنے کیلئے تیس دن کا وقت دیا گیا۔ ان بظاہر صحیح الزامات کے باوجود فلپ کو صریحا،، مسیحی مخالفت متوقع تھی اور حکم دیا کہ "میری تمام سلطنتوں کے اندرونی اور بیرونی علاقوں میں کوئی بھی شخص، خواہ اس کی عظمت اور حیثیت کچھ بھی ہو، مورسکوؤں یا موریسکاؤں کو جلی یا خفی طور پر قبول کرنے یا اس کا دفاع کرنے کی جرأت نہ کرے۔ "3 یہ حکم فوراً نظرانداز کر دیا گیا کیونکہ کونسل آف سٹیٹ سے مورسکوؤں اور عیسائیوں سے یکساں استثنیٰ کی اپیلیں کی گئیں۔ مدینہ سیدونیا نے مورسکو کے چھ باغبانوں اور شہد کی مکھیوں کے پالنے والوں کو اپنی جائیدادوں پر ان کی مثالی وفاداری اور عیسائیت کی بنیاد پر مستثنیٰ قرار دینے کی درخواست کی۔ 13 فروری کو ریاستی کونسل نے اندلس کے ایک اور اشرافیہ ڈیوک آف آرکوس کی اسی طرح کی مورسکو نوکروں کیلئے اپیل پر غور کیا جو "ہمیشہ اچھے اور وفادار مسیحی رہے ہیں۔"

آرکوس نے ایک اور خط میں بادشاہ کو یاد دلایا کہ ان میں سے کچھ مورسکوؤں نے گریناڈا کی جنگ کے دوران اس کی فوج میں خدمات انجام دی تھیں اور دلیل دی کہ بے دخلی کے احکامات کا اطلاق ان مورسکوؤں پر نہیں ہونا چاہیے جو "بہت بوڑھے اور چلنے پھرنے سے لاچار تھے۔..اور نہ ہی معصوم بچوں کو ایسے جرائم کا سامنا کرنا پڑے جو ان کے والدین نے بھی نہیں کیے۔ "4 فلپ کے وزراء نے سفارشات کو بغور دیکھا کہ "مدینہ سیدونیا کے ساتھ جو ہوا آرکوس کو اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا" لیکن اس کے باوجود اس بات کی نشان دہی کی کہ ایسے استثنیٰ سے "سلطنت کو

ان لوگوں سے پاک کرنا مشکل ہو جائے گا کیونکہ بہت سے ایسے ہیں جو رہنا چاہتے ہیں۔" مشیروں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ بہترین پالیسی "ان سب پر دروازے بند کرنا" تھی، لیکن ان اپیلوں کو نظر انداز کرنا مشکل تھا جس نے مؤثر طریقے سے اخراج کے جواز کو سوالیہ نشان بنایا۔ فروری 1610 میں، ایکستریمادورا میں کاسیرا کی ٹاؤن کونسل نے بادشاہ پر زور دیا کہ وہ مقامی مورسکوؤں کو بے دخل نہ کرے اور انہیں "پرامن اور عاجز لوگ" کے طور پر بیان کیا جن کا کام "اس جمہوریہ کی بھلائی" کیلئے ضروری تھا۔ باداجوز کے کورگیڈور نے اپنے شہر کے مورسکوؤں کی جانب سے بھی ایسی ہی اپیل کی جو "ہمیشہ اچھے اور عیسائیت کے مطابق زندگی گزار رہے تھے۔ وہ بہت غریب، حلیم اور صحیح لوگ ہیں۔" مجسٹریٹ نے اصرار کیا کہ نہ صرف یہ کہ مورسکو اس علاقے میں پیدا ہوئے اور پرورش پائی اور "ہماری زبان کے علاوہ کوئی دوسری زبان نہیں بولتے،" بلکہ ان کی محنت تمام برادری کیلئے ضروری تھی، مورسکو زرعی مزدور "وہ لوگ ہیں جو سب سے زیادہ کھیتی باڑی اور زمین کاشت کرتے ہیں۔"

اسی سال جنوری میں، بادشاہ کو ڈچس آف کاردونا کی طرف سے ایک پرجوش جذباتی اپیل موصول ہوئی جس نے مالاگا کے قریب کوماریس میں اپنی جائیدادوں پر مورسکوؤں کیلئے معافی کی اپیل کی، اس بنیاد پر کہ ان سب کے بیٹے اور بیٹیاں ہیں جنہوں نے پرانے عیسائیوں کے اچھے نظریے کے مطابق پرورش پائی اور اچھے عیسائیوں کی طرح زندگی گزاری۔ کچھ مورسکو نے عیسائی عورتوں سے شادی کی ہے اور مورسکاؤں نے پرانے عیسائی مردوں سے شادی کی ہے جن کی شادیوں سے کم عمر بیٹے اور بیٹیاں ہیں۔ کچھ اتنے بوڑھے اور اتنے غریب ہیں کہ وہ بیکار ہیں اور چل نہیں سکتے یا بمشکل چل سکتے ہیں۔ دوسرے یتیم ہیں جن کی دیکھ بھال یا ان کی پرورش کرنے والا کوئی نہیں۔ وہ پرانے عیسائیوں کی خدمت کرتے ہیں جنہوں نے انہیں اچھی طرح سے تعلیم اور ایمان کے معاملات میں ہدایت دی ہے۔ ان میں سے بہت سے لوگوں کے پاس قدیم عیسائی نسل کی مراعات اور ثبوت ہیں اور ان کا شور اور احتجاج سننا ایک افسوسناک کاروبار ہے کہ وہ سب عیسائی ہیں۔ وہ اسی طرح جینا اور مرنا چاہتے ہیں اور ملک معظم ان سے بحیثیت تابع لگان دار جو چاہے اسے پورا کریں گے۔ کلیسا کے عہدے داروں کی طرف سے متعدد التجائیں آئیں۔ غرناطوی علما کے ایک وفد نے فلپ کو لکھ کر یاد دلایا کہ "ہماری مقدس ماں کلیسا کے ان لوگوں کی حفاظت کرتی ہے جن سے غلطی سرزد ہوئی" اور ان کیلئے "زیادہ توقف اور وقت کے ساتھ تدریجی علاج" تلاش کریں۔

24 جنوری کو گریناڈا کے آرچ بشپ پیدرو واکا دی کاسترو نے بادشاہ کو ایک حکم نامے کے خلاف احتجاجاً لکھا جو "اتنا عام تھا کہ اس میں وہ لوگ شامل ہیں جو قصوروار نہیں ہیں۔" دی کاسترو نے گریناڈا میں مورسکوؤں کی مثالی

عیسائیت پر اصرار اًدعویٰ کیا کہ اس نے ذاتی طور پر ان میں سے کچھ کو پادری بننے کی رسم کا اعتراف کیا ہے۔ اس نے کسی بھی ایسی تجاویز کو مسترد کر دیا جس میں مورسکو ملکی سلامتی کیلئے خطرہ بنے ہوں کیونکہ ان میں سے زیادہ تر خواتین اور بوڑھے لوگ تھے۔ اس نے طنزاً'' کہا جو گستاخی کے مترادف تھا، ''ان میں اب کوئی خلل ڈالنے یا ہتھیار اٹھانے کے قابل نہیں۔'' اسقف اعظم مورسکو بچوں کو ان کے والدین سے اور مورسکو شوہروں کو ان کی عیسائی بیویوں سے الگ کرنے کے بادشاہ کے حکم پر برابر تنقید کی۔ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ ایسے جوڑوں نے ''نیک نیتی سے ملک معظم کی اجازت اور مقدس کلیسا کے قوانین کے مطابق شادی کی تھی،'' اسقف اعظم نے گرج کر کہا، ''ان کی بیویوں کو ان سے کیوں لیا جائے؟ نہ ہی کوئی ایسا ہے جو ایسا کر سکتا ہے!''6 ویلینسیا سے یہ سب بہت مختلف تھا جہاں فلپ سلطنت کے سب سے بڑے عالم کی مورسکوؤں کے خلاف منفی گواہی کی بنیاد پر اخراج کا جواز پیش کرنے میں کامیاب رہا تھا۔ یہاں ایسے شواہد موجود تھے جو ان الزامات کی یکسر تردید کر رہے تھے جو اس نے خود ان پر لگائے تھے۔ مورسکو اگر غدار نہیں تھے اور ریاست کیلئے کوئی خطرہ نہیں تھے، اگر وہ واقعی ''اپنے دلوں میں ''عیسائی بن گئے تھے، تو پھر انہیں کیوں نکالا جائے؟

اپنے ہی مولویوں کی التجاؤں کی پیش نظر بادشاہ نے اندلسیہ، گریناڈا اور مرسیا کے اسقف اعظموں کو حکم دیا کہ وہ یہ معلوم کرنے کیلئے مزید تفصیلی تحقیقات کریں کہ آیا مورسکو زبان، لباس رسم ورواج، مذہبی تقریبات اور پرانے عیسائیوں کے ساتھ ان کے رابطوں کے لحاظ سے واقعی عیسائی بن کر رہ رہے تھے۔ ان تحقیقات کے نتائج بہت زیادہ مثبت تھے۔ قرطبہ کے پادری نے دعویٰ کیا کہ شہر کے مورسکو ''اچھے اور وفادار عیسائی تھے اور محمدی فرقے سے لا تعلق کیتھولک عقیدے کے مطابق ان کی طرح رہتے تھے۔'' کارتاجینا کے مورسکوؤں کے متعلق ایک رپورٹ میں یہ پایا گیا کہ ''ان میں سے بہتوں کی اچھی عیسائیت اطمینان بخش ہے،'' جبکہ سیبیہ کے بڑے کلیسا نے مقامی مورسکوؤں کو ''زبان، لباس اور مذہبی امور میں پرانے عیسائیوں جیسے'' بیان کیا۔ یہ نتائج ایک بار پھر ریاست کے اعلیٰ طبقوں میں مروجہ اتفاق رائے سے متصادم تھے۔

چند ایک کو گو چھوٹ دی گئی لیکن ان تحقیقات نے اخراج کے عمومی مونہہ زور کو متاثر نہیں کیا۔ 1610 کے پہلے مہینوں میں تقریباً 20,000 مورسکو اندلس، گریناڈا اور مرسیا کے کچھ حصوں سے رخصت ہو گئے۔ صرف سیبیہ سے تقریباً 7,500 کو نکالا گیا جہاں ایک عیسائی مبصر نے یاد تازہ کی، ''وہ سب رو رہے تھے اور کوئی دل ایسا نہیں تھا جو اتنے بیخ و بن سے اکھڑتے گھروں کو دیکھ کر نہ پسیجا ہو۔''7 ایک عیسائی شاعر نے بیان کیا کہ '' موریسکا خواتین

اپنے سفید ہاتھ مروڑ رہی ہیں/اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھائے/آہوں میں کہا اے سیبیہ، میرے وطن!" جیسا کہ انہوں نے شہر کے گرجا گھروں اور ان جگہوں کے نام بتائے جہاں انہوں نے اپنی زندگیاں گزاری تھیں۔8

ایکسٹریمادورا میں لڑاکا مورسکوؤں کو ہورناچوؤں کی "چھوٹی ریاست" کو 1608 میں بے رحم خصوصی گشتی مجسٹریٹ گریگوریولوپیز مادیرا کے ہاتھوں سزادی جا چکی تھی۔ قصبے کے باشندوں سے منسوب متعدد جرائم کی تحقیقات کے دوران لوپیز مادیرا کو ایک کھیت میں تراسی مدفون لاشیں ملیں۔ اس نے جواباً ٹاؤن کونسل کے دس اراکین کو پھانسی پر لٹکانے کا حکم دیا اور سینکڑوں دیگر مورسکوؤں کو کوڑے لگائے یا انہیں فوجی بحریہ میں بیگار کی سزا سنائی۔ اس نے ایک غیر معمولی رعایت میں، اب ملک بدر کیے گئے ہورناچیروں کو ملک معظم کو خصوصی ادائیگی کے بدلے ہتھیار رکھنے کی اجازت دی۔ تین ہفتوں میں 3,500 مورسکوؤں کی تمام آبادی کو ایک فاتح فوج کی طرح سیبیہ کی طرف روانہ کیا جہاں سے انہیں مراکش لے جایا گیا۔ تمام مورسکو سر اٹھا کر چلنے کے قابل نہیں تھے، ویلنسیا میں بہت سے لوگوں نے سفر کے دوران اپنے مال، خاندان اور بعض اوقات اپنی جانیں تک گنوائیں۔

قرطبہ کے قریب جنوری میں ایسیحا کے علاقائی چیف میجسٹریٹ دون لوئی دی الکازار نے مطلع کیا کہ مورسکو "سڑکوں پر اپنی خواتین کیلئے درپیش خطرے" کی وجہ سے اپنے گھر چھوڑنے سے انکار کر رہے ہیں۔ عیسائی حکام نے ملاگا میں مورسکوؤں کو بے دخل کرنے سے قبل زمین اور جائیدادیں مضحکہ خیز کم قیمتوں پر بیچنے کیلئے مجبور کیا۔ موریسکوؤں کے مقررہ بندرگاہوں پر پہنچنے پر اکثر غیر ملکی سمندری کپتان ان کی نقل وحمل کیلئے بہت بھاری فیس وصول کرتے تھے، اس کے باوجود سبھی دوسرے کنارے تک نہیں پہنچ پاتے تھے۔ 22 جنوری کو ایک شاہی اہل کار نے کارتاجینا میں اطلاع دی کہ فرانسیسی سمندری کپتان غلاموں کی منڈی کیلئے چار سال سے کم عمر کے بچوں کو اغوا کر رہے تھے۔ ایسی علامات بھی تھیں کہ نقل وحمل اور خورد ونوش کا نظام تیزی سے خراب ہو رہا تھا۔ لوئس فاخاردو نے فروری میں کارتاجینا سے لکھا کہ شہر میں آنے والے مورسکوؤں کو مزید مدد فراہم کی جائے جو "ویلینسیا کے کچھ لوگوں کی طرح بیماری اور بھوک کا شکار تھے۔" فاخاردو دو ماہ بعد بھی بادشاہ کو خبردار کر رہا تھا کہ کارٹیجینا میں مورسکوؤں کو لے جانے کیلئے کافی جہاز نہیں ہیں اسے "ناممکن کے پابند نہیں ہو سکتے۔ ان کے پاس اگر کھانے کیلئے کچھ نہ ہو اور نہ ہی سواری کیلئے جہاز تو انہیں مرنے کیلئے چھوڑ دیا جائے گا۔ اس وقت تک، اخراج کا اگلا مرحلہ جاری تھا۔ نومبر 1609 میں فلپ نے برنار دینو دی ویلاسکو، کاؤنٹ آف سالازار اور الونسو دی سوتومائیر کو پرانے اور نئے کاستیہ سے مورسکوؤں کے اخراج کی مشترکہ کمان سنبھالنے کیلئے مقرر کیا۔ جنگ کی کونسل کا رکن سالازار ایک محنتی اور

پر جوش سرکاری افسر تھا جو وابستگی کی وجہ سے اخراج کو "مشین" کہتا تھا جس نے اسے اسپانیہ کے طاقت ور ترین لوگوں میں سے بنادیا۔ سالازار اور سوٹومائیر جب احتیاط سے کاستیہ کا دورہ کر کے اخراج کو تیز کرنے کی خاطر کمشنروں کی تقرری، سپاہیوں اور رضاکاروں کی فہرستیں مرتب کرنے میں مصروف تھے تو فلپ اور اس کے اعلیٰ حکام نے اپنے ارادوں پر حتیٰ الوسع پردہ ڈالنا جاری رکھا۔ یہ سن کر کہ عیسائیوں نے مورسکوؤں کے آئندہ اخراج کے امکان پر ملامت کرنا شروع کر دیا تو فلپ نے حکم دیا کہ ایسی ملامت بند کی جائے۔

28 دسمبر 1609 کو بادشاہ نے ان "پریشان" کاستیہی مورسکوؤں کو اجازت دی جو اسپانیہ چھوڑنا چاہتے تھے، اس اعلان کے ساتھ کہ "میں نہیں چاہتا کہ کوئی اپنی مرضی کے خلاف یہاں رہے"۔ یہ فیصلہ اتنا فراخ دلانہ نہیں تھا جتنا لگتا تھا۔ کاستیہی مورسکوؤں کو رضاکارانہ اخراج کی رضامندانہ اجازت سمیت فلپ نے یہ اشارہ بھی دیا کہ وہ کسی کو وہاں سے جانے کیلئے مجبور نہیں کرے گا جب کہ اس کے اہل کار بے دخلی کی طرح بھی ڈال رہے تھے۔ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ پیشکش بھی بلاشرائط نہ تھی۔ مورسکو جنہوں نے جانے کا انتخاب کیا انہیں صرف اپنے ساتھ کرنسی کی ایک محدود مقدار لے جانے کی اجازت تھی، ان کی نصف بچت اور جائیداد ملک معظم کو دئے جانا تھی اور وہ برگوس شہر میں سے گزرنے کے پابند تھے جہاں سالازار کی چوکس نگرانی میں کرنسی اور قیمتی اشیاء کے مختص کوٹے سے تجاوز نہ کرنے کا اندراج اور معائنہ کیا جاتا تھا۔ دولت مند مورسکو کبھی کبھار اپنے تعلقات کی بناپر فرانسیسی سفارت کاروں اور پرتگالی بینکروں کے بل آف ایکسچینج کے ذریعے اپنا پیسہ ملک سے باہر منتقل کر سکتے تھے لیکن بہت سے لوگوں نے غیر قانونی برآمد کا سہارا لیا۔ کچھ لوگوں نے قیمتی سامان دیہی علاقوں میں دفن کر دیا اور پھر معائنے کے بعد نکال لیا یا زیورات اور کرنسی کو سفری سامان اور کپڑوں میں چھپالیا۔ سالازار نے ایک مورسکو خاندان کو پہیے کے کھوکھلا کئے ایکسل میں سونا اور چاندی برآمد کرنے پر پکڑا۔ ایسی سرگرمیوں کی سزائیں سخت تھیں۔ سالازار کے حکم پر برگوس سے گزرنے والے کم از کم تیس مورسکوؤں کو اسمگلنگ کی غیر قانونی برآمد کے جرم میں پھانسی دی گئی، درجنوں کو جرمانے کئے یا کوڑے لگائے گئے۔ رسم پرست سلازار اس کام کیلئے مثالی طور پر موزوں تھا کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ بادشاہ مورسکو اخراج سے فائدہ اٹھائے اور حکام بالا کو رپورٹیں مورسکوؤں کے ضبط شدہ سامان کی تفصیلی فہرستیں، زیورات سے لے کر چادروں، ریشم کے پٹکوں اور لباس کے دیگر سامان تک سے مزین ہوتی تھیں۔

بہت سے مورسکو نے ان حالات کے باوجود بادشاہ کے ارادوں کو واضح طور پر بھانپ لیا اور اپنی مرضی سے چھوڑنے کو ترجیح دی۔ موسم بہار میں برگوس سے گزرنے والے مورسکوؤں کی تعداد میں ڈرامائی طور پر اضافہ ہونا

شروع ہوُا۔ اپریل تک تقریباً سولہ ہزار لوگ فرانس میں داخل ہو چکے تھے اور فرانسیسی سرحدی شہر جیسے سینٹ-جین-دی'-لوز مورسکوتارکین وطن سے بھر گئے۔ سالازارا تنے زیادہ "اچھے طبقے کے آدمیوں، جائیدادوں کے مالکان" دشمن کے علاقے میں جانے پر اس قدر فکر مند تھا کہ اس نے سرحد بند کرنے کا کہا۔ فلپ نے بالآخر جب ایک سال قبل کاستیہ کے تمام مورسکو کو ملک چھوڑنے کا حکم عام کیا تو تھا 10 جولائی کو سرحد دوبارہ کھول دی گئی۔ اخراج کے فرمان کی اشاعت سے ایک بار پھر مورسکوؤں اور پرانے عیسائیوں سے استثنیٰ کیلئے التجاؤں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مورسکوؤں کی حمائت کیلئے اندلسیہ کی طرح بعض اوقات پادریوں اور زمینداراشرافیہ جیسے طاقت ور وکیل ہوتے تھے۔ ڈیوک آف پاسترانا نے میدرد کے قریب اپنی جائیدادوں پر دس مورسکوؤں کے استثنیٰ کیلئے کہا جن میں میگوئل اور لوئس گارسیا دونوں بھائی بھی شامل تھے جن کے متعلق اس کا دعویٰ تھا کہ وہ مثالی مسیحی تھے اور "ریشمی کام کے بہت ماہر تھے۔" ڈیوک واضح طور پر ان ہنر مند لگان داروں کو برقرار رکھنے کیلئے متوحش تھا اور اس نے بادشاہ سے التجا کی کہ انہیں کم از کم اتنی مہلت دی جائے کہ وہ پرانے عیسائیوں کو بطور متبادل ہنر سکھا سکیں۔ 9

اس کا علم نہیں کہ یہ درخواست قبول کی گئی یا نہیں لیکن فلپ اور اس کے اکثر وزراء مسیحی زمینداروں کی طرف سے مورسکوؤں کی "مثالی مسیحی زندگیوں" کی شہادتوں کے متعلق مشکوک تھے جن کے متعلق ان کا خیال تھا کہ وہ اپنے خود غرض معاشی مفادات کو عقیدے سے بالاتر سمجھتے تھے۔ ایسے شبہات مورسکو کا دفاع کرنے والے مولویوں پر بھی کیے گئے کیونکہ بہت سی خانقاہیں اور گرجاگھر بھی مورسکوؤں کی مزدوری پر منحصر تھے لیکن اس کے باوجود ایسی التجاؤں کو تحقیقات کی ضرورت تھی۔ فلپ نے گریناڈا، اندلس اور تمام کاستیہ میں بشپ اور پادریوں کو ہدایت کی کہ وہ اپنے علاقوں میں مورسکو فہرستیں فراہم کریں اور جائزہ لیں کہ آیا وہ بطور عیسائی رہ رہے ہیں۔ یہ تحقیقات ایک بار پھر عموماً مثبت تھیں اور نتیجہ اخذ کیا گیا کہ مورسکوؤں نے بلا جبر مذہبی ذمہ داریوں میں وقت کی پابندی کی اور "نیک کاموں" کے ذریعے خلوص کا مظاہرہ کیا، جیسے کہ گناہ کبیرہ کا اعتراف کرنا یا مرنے والے کیلئے تیل ملنے کی مقدس رسم کیلئے پادری کو بلانا۔ کچھ جوابات زیادہ محتاط تھے۔ والادولد کے لاٹ پادری نے شہری مورسکوؤں کے ستر گھرانوں کی فہرست بنائی جن کی عیسائیت "قائم نہیں ہوئی"، لیکن اس نے پھر بھی دلیل دی کہ انہیں نکالنا ضروری نہیں تھا۔ جب یہ نتائج بادشاہ کو اس کے مشیروں نے پیش کیے تو فلپ نے اس کے باوجود اعلان کیا کہ "یہی بہتر ہے کہ 70 گھر باقیوں کی مانند چلے جائیں۔" 10

حکومت نے اسی سال نومبر میں کاستیبی لاٹ پادریوں کیلئے اصولوں کا نیا مجموعہ جاری کیا جس پر مور سکوؤں کے عیسائی رویے کا اندازہ کیا جا سکے. مور سکوؤں کو اب سے مسیحی ذمہ داریاں پورا کرنے کے علاوہ "مور فرقے کے خلاف مثبت کارروائیاں" بھی کرنا ہوں گی، جیسے شراب پینا، سؤر کا گوشت کھانا، اور "اپنی قوم کے لوگوں" سے گریز کرنا۔ لاٹ پادریوں کو بادشاہ کی طرف سے خبردار کیا گیا تھا کہ وہ "اپنے مقصد کو اچھی طرح سے جانیں اور سخت امتیازی سلوک کریں،" ان کی تحقیقات سے ایک بار پھر پتہ چلا کہ اکثر مور سکوؤں نے نئے تقاضوں کو پورا کیا اور ایک بار پھر فلپ اور وزراء ان نتائج قبول کرنے سے گریزاں رہے۔ جب آویلا کے قریب اور وپریسا کے نائب پادری نے دعویٰ کیا کہ اس کے علاقے میں مور سکوؤں کو "ان کے عقائد اور متعلقہ باتوں کی اتنی اچھی تربیت دی گئی ہے کہ کوئی بھی بوڑھا عیسائی ان سے بہتر ہدایت یافتہ نہیں ہے تو" سالازار نے مزید تین تحقیقات کرنے کا حکم دیا، ہر ایک سے وہی نتائج برآمد ہوئے۔ حکومت نے تیزی سے اپنے مفروضات سے متصادم شواہد کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ چند مور سکوؤں کو انفرادی یا تمام مور سکو برادریوں کو دی گئی چھوٹ بعد میں منسوخ کر دی گئی۔ فلپ اور وزراء نے دوسرے مواقع پر محض اپنے ہی مولویوں اور حکام کی شہادتوں کو مسترد کر دیا اور مور سکو کو بہر حال نکال دیا۔ آویلا کے لاٹ پادری نے مور سکو کے "پرانے مذہب تبدیل کرنے والوں کی اولاد" کا بھرپور طریقے سے دفاع کیا، جو "زمانہ قدیم سے" شہر میں مقیم تھے۔ ان مور سکوؤں نے عیسائیوں کی طرح ہی پیشے اور مراعات میں اشتراک کیا۔ انہیں ہتھیار اٹھانے اور ٹاؤن کونسل میں ووٹ ڈالنے کی اجازت دی گئی اور وہ مقامی رضاکار فوج کا حصہ بن گئے۔ شمالی افریقہ میں اسپانیہ کی جنگوں میں لڑے۔ ان تحفظات سے آویلا کے مور سکوؤں کو ایک عارضی سکون ملا۔ 2 جولائی، 1611 کو اسپانیہ میں مور سکو کی قدیم ترین برادریوں میں سے ایک کا خاتمہ اس وقت ہوا جب 770 مرد، خواتین اور بچے صبح کے وقت جمع کر کے فرانس کی طرف روانہ کر دئے گئے۔ ایک عیسائی عینی شاہد کے مطابق وہ "بلا اظہار تاسف اور خوش باش جیسے شادی میں جا رہے تھے۔" حکومت بحری جہازوں، فوجیوں اور اہل کاروں کو غیر معینہ مدت تک رکھنے کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی اور التجاؤں، درخواستوں کا جائزہ لینا ایک وقت طلب عمل تھا جس سے سرکاری اہل کاروں کے پہیے رکنے کا خطرہ تھا۔ بادشاہ اور اخراج کے ذمہ دار اعلیٰ حکام کے نکتہء نظر سے عیسائیوں اور مور سکوؤں کی استثنیٰ کی درخواستوں کا حجم بے پناہ تھا جو تمام ادارے کو خطرے میں ڈالے بغیر ہر ایک کیس کی جانچ کرنا اگر نا ممکن نہیں تو مشکل تھا۔ سالازار نے اگست میں بادشاہ کو مطلع کیا کہ بہت سے مور سکو پرانے عیسائی ہونے کا دعویٰ کر رہے تھے اور "مجھے ڈر ہے کہ ایسے سبھی لوگ یہاں رہنے کو کہیں گے۔ 12 فلپ اور اس کے افسران کی ہٹ دھرمی صرف

سرکاری کارروائیوں کے عمل کے زیراثر نہیں تھیں؛ یہ اس تعصب کی عکاس بھی تھیں جس نے اخراج کو ممکن بنایا تھا۔

18 جون، 1611 کو تولیدو کی ریاستی کونسل کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ استثنیٰ کی تمام درخواستیں، مورسکوؤں کی ہوں یا پرانے عیسائیوں کی، مسترد کر دی جائیں۔ اس فیصلے کی منظوری دینے والے عہدے داروں میں سے ایک تولیدو کا لاٹ پادری عدالت احتساب ارتداد کا جنرل برنار دوروزخس دی ساندوول، لیرما کا چچا تھا جس نے اعلان کیا کہ تمام مورسکو "مضر" تھے جو اخراج کے مستحق تھے۔ فلپ اور اس کا محبوب یکساں طور پر سنگ دل تھے۔ جب ایک باسک اہل کار نے فروری 1612 میں لیرما کو لکھا کہ اسے، لوریزو باؤتیستا ایک بزرگ مورسکو جو ولادو لد سے بے دخل ہو کر اپنی بیوی سمیت فرانس سے واپس آیا، کا کیا کرے تو اسے "اخراج کے احکامات پر عمل کرو" کا ٹکا سا جواب ملا۔ یہ سب کچھ 1492 سے بہت مختلف تھا جب کیتھولک بادشاہوں نے یہودیوں کو جلاوطنی اور تبدیلی کے درمیان انتخاب کی اجازت دی تھی۔ اخراج کا مقصد انضمام کو فروغ دینا اور نومذہبوں کے ایمان کو محفوظ رکھنا تھا جو پہلے ہی عیسائیت میں تبدیل ہو چکے تھے۔ ان کے ہیپسبرگ جانشین ایک صدی سے زیادہ بعد یہ ماننے کیلئے تیار نہیں تھے کہ انضمام ممکن تھا اور عموماً اس کے برعکس شواہد کو نظرانداز کر دیا گیا۔ یہ واقعات جب کاستیہ میں سامنے آرہے تھے تب اخراج کے طریق کار کو خفیہ طور پر آراگون اور کاتالونیا میں منظم کیا جا رہا تھا۔ اگستن میخیا کو اپریل میں آراگون اور کاتالونیا سے مورسکوؤں کو اخراج کی نگرانی کیلئے والینسیا سے زاراگوزا بھیجا گیا۔ بادشاہ کے ارادوں کی افواہیں اس وقت تک اس قدر پھیل چکی تھیں کہ بہت سے مورسکوؤں نے پہلے ہی کھیتوں میں کام کرنا چھوڑ دیا اور اپنی جائیداد بیچنا شروع کر دی تھی جب کہ آراگون کی عدالت استحصال ارتداد کو تشویش تھی کہ اگر اخراج جلدی نہ کیا گیا تو وہ ڈاکہ ڈالنے یا بغاوت کی طرف مائل ہو جائیں گے۔۔

29 مئی کو آراگون اور تمام کاتالونیا میں اخراج کے فرمان کا اعلان کیا گیا اور میخیا کے افواج نے ساحل پر اتر کر سرحدوں اور پہاڑی راستوں کو مستحکم کرنا شروع کر دیا۔ طاقت کے اس مظہر سے خوف زدہ ہو کر مورسکو اور ان کے شاہی محافظوں نے ان کے اخراج کی مخالفت کرنے کی کوئی قابل ذکر کوشش نہ کی۔ میخیا کے سپاہیوں نے جب تنخواہ کی کمی پر احتجاجاً اپنی ملازمتیں چھوڑ دیں تب بھی افسران کو اخراج کیلئے کافی مقامی لوگ مل گئے۔ فلپ نے ایک بار پھر آراگونی پادریوں سے مورسکوؤں کے متعلق رپورٹیں طلب کیں جن کے نتائج نے اس کی توقعات کو جھنجھوڑ دیا۔ تورتوسا کے بشپ دان پیدرو مانریک نے اپنے حلقے کے مورسکوؤں کی ایک مکمل فہرست بھیجی جس میں ہر ایک کو نام

اور پیشے کے لحاظ سے درج کیا گیا، ساتھ میں پادریوں اور راہباؤں کی شہادتوں کے ساتھ یہ بتایا گیا کہ انہوں نے اپنی تمام مذہبی ذمہ داریوں کو وفاداری سے کیسے پورا کیا۔13

تورتوسا کے مورسکوؤں کی ان 70,000 ہم وطنوں کی قسمت سے مختلف تھی جو آراگون اور کاتالونیا چھوڑ چکے تھے جن میں سے اکثر لاس الفاکس کی قریبی بندرگاہ سے گزرے۔ ایک اندازے کے مطابق 22,000 مورسکو شدید گرمی میں فرانس میں داخل ہوئے، پیدرو وازنر کاردونا، ایک طاقت ور دشمن جس نے خروج کا مشاہدہ بیان کیا کہ "غم میں ڈوبے اور آنسوؤں سے بھیگے، آوازوں کے ایک بڑے ہنگامے اور بے قراری میں، اپنی عورتوں اور بچوں، بیماروں، بوڑھوں اور جوانوں سے لدے پھندے، خاک سے اٹے، پسینے سے شرابور ہانپتے ہوئے آئے۔" عازم سفر ہونے والے مورسکوؤں کے ساتھ شاہی محافظوں کا سلوک سنگ دلانہ اور اکثر استحصالی تھا جو ان سے دریا سے پانی پینے یا سائے میں بیٹھنے کی فیس وصول کرتے تھے۔

لیرما نے ایسے رویے کی ممانعت کے احکامات جاری کیے لیکن اب تمام اسپانیہ سے اخراج جاری تھا، حفاظت کی ضمانت کا توذکر ہی کیا، حکام ہمیشہ آراگونی مورسکوؤں کو خوراک اور پناہ گاہ تک فراہم نہ کر سکے۔ اخراج کے نظام پر جو دباؤ ڈالا جا رہا ہے وہ بارسلونا کے کیپٹن جنرل کی طرف سے کونسل آف سٹیٹ کے ایک خط سے واضح تھا جس نے شکایت کی کہ اس کے جنگی جہازوں پر کافی تعداد میں کھیئے نہیں تھے جنہوں نے مورسکوؤں کو پار لے جانا تھا" کیونکہ مورسکو مسافروں کی بڑی تعداد ویلینسیا میں ہی دم توڑ چکی تھی۔"14

مورسکوؤں کو ڈاکوؤں کے حملوں کا سامنا بھی کرنا پڑا، خصوصاً کاتالونیا میں جہاں 1609 اور 1615 کے درمیان منظم ڈاکو وبا کی طرح پھیل رہے تھے۔ 1612 کے موسم گرما کے ایک واقعہ میں ایک پارٹی لیریدا سے بارسلونا جانے والے دو سو مورسکوؤں پر ڈاکوؤں کے ایک بڑے گروہ نے گھات لگا کر حملہ کیا جن میں مسلح گھڑ سوار بھی شامل تھے جنہوں نے ان کا تمام مال و متاع چھین لیا۔ مورسکو جب فرانس کی سرحد پر پہنچے تو ان کی حفاظت کی ضمانت نہیں دی گئی۔ موسم گرما میں ایک اور موقع پر چودہ ہزار مورسکوؤں کو آراگونی پیرینیس کے سرحدی گاؤں کینفرانک سے واپس کر دیا گیا اور ساحل پر واقع لاس الفاکس تک واپس پیدل جانے پر مجبور کیا۔ بہت سے لوگ بیماری یا تھکن کی نظر ہو گئے اور بندرگاہ پر اس بری حالت میں پہنچے کہ حکام کو ان بحری جہازوں پر طاعون پھیلنے کا خدشہ تھا جو انہیں لے جانے کے منتظر تھے۔ آراگونی مورسکوؤں کے ساتھ سازش کرنے کے اتنے سال بعد بیارنیسی گورنر ڈیوک دی لا فورس ان جلاوطنوں کی مہمان نوازی سے گریزاں تھا جو اب اس کی سرحدوں پر نمودار ہوئے۔ جون میں

تقریباً پانچ ہزار مور سکو سرحد پر بغیر خوراک کے پھنس گئے جب ڈیوک نے انہیں فرانس میں داخل ہونے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا اور دھمکی دی کہ اگر انہوں نے سرحد پار کرنے کی کوشش کی تو وہ ان کا قتل عام کر دے گا۔ اگلے مہینے مور سکوؤں کو الگ الگ کھیپوں میں ملک میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی جہاں دی لا فورس نے ان سے دس سے بارہ ریال کی فیس کے بدلے سرحد پار کرنے کی اجازت دی۔ آراگون اور کاتالونیا میں اخراج کے احکامات میں واضح طور پر یہ شرط عائد کی گئی تھی کہ مور سکوؤں صرف شمالی افریقہ ہی جا سکتے ہیں بشرطیکہ وہ اپنے بچے پیچھے چھوڑ جائیں لیکن بہت سے مور سکو بچوں سمیت نجی جہازوں پر فرانس گئے اور کپتانوں کو مسلم سرزمین پر لے جانے پر آمادہ کیا۔

کچھ نے فرانس میں آباد ہونے کا انتخاب کیا جہاں ان کا ملا جلا سا استقبال ہوا۔ فرانسیسی حکام غربت زدہ مور سکوؤں کی عارضی آبادی کے امکان پر پُرجوش نہیں تھے لیکن ہنری چہارم نے بالآخر مور سکوؤں کو اس شرط پر مستقل طور پر ملک میں رہنے کی اجازت دی کہ وہ کیتھولک مذہب اختیار کر لیں اور دوردون کے جنوب میں آباد ہو جائیں۔ مور سکو جو ان شرائط کو قبول کرنے کو تیار نہیں تھے انہیں فرانسیسی بندرگاہوں سے دوسرے مقامات پر جانے کی اجازت دی گئی۔ جیسا کہ اسپانوی شاہی فرمان میں حفاظت کی ضمانت نہیں تھی، فرانسیسی سرزمین یا فرانسیسی بحری جہازوں پر مسافر مور سکوؤں کو اسی طرح اور اتنی ہی کثرت سے لوٹنے اور بھتہ لینے پر عثمانی سلطان احمد اول نے فرانسیسی حکام سے کہا کہ وہ ان کی حفاظت کیلئے مزید موثر اقدامات کریں۔ 1612 میں، مراکش کے سلطان مولے زیدان نے فرانس میں لٹے مور سکوؤں کیلئے معاوضہ لینے کی خاطر ایک وفد فرانس بھیجا، جس کے اراکین میں غرناطوی مور سکو احمد بن قاسم الحجری، جستئی مقدس آثار کا مترجم بھی شامل تھا۔ الحجری نے اپنے سفر نامے میں بیان کیا ہے کہ کس طرح اس نے سلطان کی طرف سے ایک مہر بند خط فرانسیسی درباروں میں پیش کیا، جس میں لکھا تھا کہ "اندلسیوں کے مال مسروقہ سے جو کچھ بھی ملے مجھے واپس کیا جائے،" خط میں "اکیس سمندری کمانڈروں کے نام درج تھے جن میں سے ہر ایک نے اندلس کے ان باشندوں کو لوٹا تھا جنہوں نے اولون کے قصبے میں بحری جہاز کرائے پر لیے تھے۔"15

شمالی افریقہ میں پہنچنے والے عیسائیوں میں رہنے والے موروں کا والینسیا کے مقابلتاً بہتر استقبال کیا گیا۔ غیر قانونی قبائلی علاقوں سے گزرنے والے مسافر اب بھی عربوں کی غارت گری کا شکار تھے لیکن عثمانی سلطان نے اپنے شمالی افریقی لگان داروں کو یہ بھی ہدایت کی کہ وہ ہمارے ساحلوں پر پھینکے گئے جلاوطنوں اور الجزائر، تیتوآن، فیض اور

دوسرے شہروں کی بڑھتی ہوئی "اندلسی" برادریوں کی دیکھ بھال کریں جس سے یہ واضح ہے کہ بہت سے مور سکوؤں کو واقعی پناہ گاہیں ملیں۔ مور سکوؤں کو خصوصاً تیونس میں پذیرائی ملی جس نے سلطان کے حکم پر حکمران عثمان نے ان کیلئے خصوصی انتظامات کیے۔ ان اسپانوی بولنے والے مور سکوؤں کو مقامی مسلمانوں نے ہمیشہ قبول نہیں کیا اور بعض صورتوں میں مور سکوؤں کو یہ ثابت کرنے کا پابند کیا گیا کہ وہ عیسائی نہیں ہیں یہ ظاہر کر کے کہ ان کا ختنہ کیا گیا ہے یا ختنہ کرنے پر راضی ہیں۔ تمام مور سکو ایسا کرنے پر تیار نہیں تھے۔

تیتوآن میں مور سکوؤں کے ایک گروہ کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ عیسائیت کے اس قدر پابند رہے کہ ان کے مسجد میں داخل ہونے سے انکار پر انہیں سنگسار کیا گیا۔ اکیسویں صدی کے تناظر میں یہ تصور کرنا مشکل ہے کہ ان لوگوں کیلئے یہ سفر کتنے مشکل رہے ہوں گے۔ بہت سے مور سکوؤں کیلئے ملک چھوڑنا تو دور کی بات ہے انہوں نے تو اپنے گھر اور گاؤں کبھی نہیں چھوڑے تھے۔ وہ شمالی افریقہ سے بس اتنے ہی واقف تھے جتنا وہ عیسائی یورپ کے ان قصبوں اور شہروں سے گزرنے کے وقت واقف تھے۔ کسانوں اور کاریگروں، نوٹریوں اور تاجروں، ریشم کے جولاہوں اور باغ بانوں، امیر ترین اور غریب ترین، یہاں تک کہ مور سکو درزی جو دربار کی خواتین کا خیال رکھتے تھے، سب اس خروج کا حصہ تھے جن میں سے صرف چند ایک ہی بچ پائے۔

عربی رسم الخط میں لکھے ایک گمنام اسپانوی مخطوطہ میں مور سکوؤں کو "راستے کے متعلق معلومات" بہم پہچائیں جو فرانس اور اٹلی کو عبور کر کے مسلمانوں کی سرزمینوں تک جانا چاہتے ہیں۔ سفر کے ہر مرحلے پر قیام، خورد و نوش اور نقل و حمل کے اخراجات کی تفصیلات کے علاوہ ممکنہ جلاوطنوں کیلئے مختلف تدابیر بھی شامل تھیں تاکہ وہ اپنی مسلم شناخت کو دشمن عیسائیوں سے چھپا سکیں، جیسے اپنے قرض دہندگان سے مفرور قرض دار ہونے کا بہانہ کرنے یا یہ ظاہر کرنا کہ عیسائی زائرین گرجا گھروں اور عیسائی مقدس مقامات کی زیارت کیلئے جا رہے ہیں۔

اس ڈھونگ کو وسیع المشرب وینس تک برقرار رکھا جانا تھا جہاں اسلامی اور عیسائی دنیا کے درمیان سرحدیں معدوم ہونے کے علاوہ مسافر کھلے عام مدد حاصل کر سکتے تھے: جو چاہو پلازہ میں جا کر خرید لو۔ سر ڈھانپنے کیلئے سفید پوشاک میں ترک ہیں، سر پر پیلی پوشاک والے یہودی ہیں، عظیم المرتبت ترک تاجران ہیں، ان سے آپ جو چاہیں پوچھیں آپ کی رہنمائی کریں گے۔ ان سے کہو کہ سلونیکا میں آپ کے بھائی ہیں اور آپ وہاں جانا چاہتے ہیں۔ آپ فی کس ایک ڈکٹ اور راستے کیلئے آپ پانی اور لکڑی کیلئے بھی ادا کریں گے۔ پندرہ دن کیلئے سامان خورد و نوش خریدیں،

نرم آنچ پر پکا گوشت سبزی کا سالن، چاول، سرکہ، زیتون یا دیگر سفید لوبیا اور آٹھ دن کیلئے تازہ روٹی اور کیک فی کس دس پاؤنڈ میں خریدیں۔16

اس خروج کے متعلق ان خطوط میں چند جھلکیاں ملتی ہیں جو مورسکوؤں نے اسپانیہ میں عیسائی آجروں یا جان پہچان والوں کو لکھی تھیں۔22 نومبر 1610 کو غرناطوی مورسکو پیدرو ہرنانڈیز نے اپنی سابقہ خاتون دوناکاتالینا دی والدیس کو خط میں لکھا کہ کیسے اہلیہ کے ساتھ ملاگا سے بحری سفر میں بارہ دن گزارے، جہازی عملے نے ہمیں لوٹ کر شمالی افریقی ساحل سے دور ایک جزیرے پر پھینک دیا، تب ہمارے پاس سوائے "گھٹنے تک پینٹ کے علاوہ چادر یا کپڑوں بغیر" کے کچھ نہ چھوڑا۔ جوڑے نے تیتوان کا راستہ اختیار کیا، ہرنانڈیز نے لکھا کہ "خدا ہمارا نجات دہندہ۔۔ ہمیں شیطان سے آزاد کرتا ہے اور ہم پر اپنا فضل کرتا ہے تا کہ ہم اس کی خدمت کر سکیں۔"17 ہرنانڈیز نے کڑی آزمائش کے باوجود "دنیا کی سب سے خوبصورت قوم" میں واپس آنے کی خواہش ظاہر کرنے کے علاوہ دوناکاتالینا سے التجا کی کہ وہ اسے رقم بھیجے تا کہ وہ اور اس کی بیوی مارسیل کا سفر کر سکیں اور ان "شریر لوگوں" کے حلقہ سے بچ سکیں۔ ایسی پرانی یادیں انوکھی نہیں تھیں۔ بہت سے مورسکوؤں نے خود کو نئے ممالک کے مطابق ڈھالنے کیلئے جدوجہد کی اور پیچھے چھوڑے دوستوں، پڑوسیوں اور مناظر کی یادوں میں گھُلتے رہے۔ دیاگولوئس موریلم، لامنچا کا مورسکو، نے اپنی اہلیہ ایلسا کے ساتھ فرانس کا سفر کیا، دونوں جہاں سینٹ-جین-دیٔ-لوز میں مورسکو کی بڑی کمیونٹی میں شامل ہوئے۔10 نومبر 1611 کو اس نے کیمپودی کالاتراوا میں اپنے سابق آقا کو ایک ایسی مصیبت کے متعلق لکھا جو بلاشبہ اس کے بہت سے جلاوطنوں پر نازل ہوئی: میں جناب عزت مآب کو ان مصائب اور بلائے ناگہانی کے متعلق آگاہ کرنا چاہتا ہوں ہم جن سے یہاں گزر رہے ہیں۔ خدا انہیں ہمارے گناہوں کے بدلے قبول کرے، کیونکہ ہم اتنے برے حال میں ہیں کہ کوئی دن یا رات ایسی نہیں گزرتی جب ہمیں اپنی زمینوں اور پڑوسیوں کی یاد نہ آتی ہو، ہمیں جہاں سے انہوں نے بلاوجہ، بلا جرم نکال باہر کیا۔ ہم میں سے کچھ نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ ہم مرد نسل کے ذریعے اپنی قدیم عیسائی نسل ثابت کرنے کیلئے یہ معلومات نمائندوں کے ذریعے میدرد بھیج سکتے ہیں کیونکہ ہم ان بے رونق سڑکوں پر نہ چلنے کیلئے ہزار بار تہیہ کر چکے ہیں، ہم اجنبی سرزمین پر ہیں، ہم اپنی سرزمیں کی یاد میں خون کے آنسو بہا رہے ہیں اور واپس جانے کا ارادہ رکھتے ہیں ہمیں خواہ پھانسی دے دیں۔18

مورسکو تمام بے وطن لوگوں کی طرح بے بس تھے اور اپنی بقا کیلئے مکمل طور پر ان آبادیوں کی خیرسگالی پر منحصر تھے۔25 جولائی 1611 کو الجزائر سے ایک غرناطوی مورسکو "گریجویٹ مولینا"، ایکستریمادورا میں تروخیلو سے

ایک خط جو عیسائی دوست بنام دون خیر و نیمو دی لوایسا کو لکھا، اس کا پر خطر اور غیر محفوظ ہونا واضح کرتا ہے۔19 مولینا اپنے آبائی شہر میں غالباً معروف شخص تھا اور اسے لوئیسا کے گھر میں باقاعدگی سے پیاری ملاقاتیں یاد تھیں۔ اس نے اپنے دوست کو بتایا کہ وہ اور مورسکوؤں کے ایک گروہ نے مارسیل جانے سے پہلے تروخیلو سے کارٹیجینا کی بندرگاہ تک سفر کیا تھا جہاں "تحفظ کے عظیم وعدوں سمیت ہمارا خیر مقدم کیا گیا۔" مئی میں ان کی آمد کے چند دنوں کے اندر ہینری چہارم کو کیتھولک جنونی فرانکوارا ویلاک نے قتل کر دیا تھا۔ فرانس سیاسی بحران میں ڈوب گیا۔ اسپانیہ کے ملوث ہونے کا فوری طور پر شبہ کیا گیا۔ مولینا اور اس کے ساتھی جلاوطنوں کو مارسیل کے مقامی حکام نے فلپIII کیلئے جاسوسی کرنے کا الزام لگایا تاکہ فرانس کی فتح کی راہ ہموار کی جاسکے۔ یہ الزامات بھتہ خوری کا بہانہ ہو سکتے ہیں کیونکہ مورسکوؤں کو موردالزام ٹھہرانے والوں نے ان کی بچت کا "بڑا حصہ" چھین لیا تھا۔

جب قائم مقام ملکہ میری دی میدیچی نے ان نقصانات کے ازالے کیلئے ایک جج مقرر کیا جسے مولینا نے "بالکل پیسے کی بھوکی" کے طور پر بیان کیا، اس مورسکو نے ایک ہزار ہم وطنوں کے ساتھ اطالوی بندرگاہ لیورنو کا سفر کیا، جہاں "وہی ہوا" ہمارے ساتھ جو مارسیل میں ہوا تھا۔ مولینا کی طرح ان جلاوطنوں میں زیادہ تر تعلیم یافتہ متوسط طبقے کے مورسکو تھے جو جلد ہی اطالوی جاگیرداروں سے مایوس ہو گئے جو "صرف یہ چاہتے تھے کہ ہم کھیتوں میں کاشت کریں اور دیگر گھٹیا پیشے اختیار کریں جنہیں زیادہ تر لوگ کرنے سے ناواقف تھے۔ مولینا اور اس کے ساتھیوں نے اسپانیہ واپس جانے پر غور کیا لیکن دیگر ایلسترِیمادورا کے مورسکوؤں سے اسپانوی بندرگاہوں کے بحری جہازوں پر ڈکیتی اور عصمت دری کے زیادہ واقعات کی خبریں سن کر ارادہ بدل لیا۔ انہوں نے اس کے بجائے الجزائر کا راستہ اختیار کیا جو تمام اسپانیہ سے مورسکو جلاوطنوں سے بھرا ہوا تھا۔ مولینا نے اپنے دوست کو بتایا کہ اس کے مسلمان میزبانوں نے "کسی روحانی یا جسمانی طریقے سے یہ بتانے پر مجبور نہیں کیا کہ ہم کیا تھے،" یہ بتاتے ہوئے نہ صرف یہ کہ وہ خود ایک عیسائی تھا بلکہ دوسرے بھی جو عیسائی تھے۔ بعض اوقات ان کے ساتھ بھی روادارانہ سلوک کیا جو اسپانیہ کا تو ذکر ہی کیا، شمالی افریقہ میں بھی ہمیشہ ہی موجود نہیں ہوتا۔ مولینا واضح طور پر ایک مذہبی آدمی تھا اور اس یقین سے قدرے تشفی ہوئی کہ تقدیرِ الٰہی کا لکھا ہر قیمت پر پورا ہو کر رہے گا۔ جناب عزت مآب مجھے نہیں لگتا کہ ہمیں اسپانیہ کے بادشاہ نے اپنی سرزمین سے نکالا لیکن خدا کا کرنا ایسا تھا؛ میں نے یہاں دو ہزار سال سے زیادہ پرانی پیشین گوئیاں دیکھیں جن میں پیشین گوئی کی گئی ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہوا اور کیا لازماً ہونا چاہیے کہ خدا ہمیں اس سرزمین اسپانیہ سے نکال دے گا اور بادشاہ اور اس کے مشیروں کے دل میں یہ ارادہ ڈال دے گا اور ہم میں سے اکثریت بحر و بر پر مرے گی اور

آخر کار یہی کچھ ہوُا۔ یہ "پیش گوئیاں" ایک مسیحی مکاشفاتی روایت سے تعلق رکھتی تھیں جن سے سترہویں صدی کے بہت سے اسپانوی عیسائی مسحور ہوئے، جن کی جڑیں قرونِ وسطیٰ کے صوفی جوآخم آف فی اورے (c.1145-1202) کی کتاب مکاشفہ میں تلاش کی جاسکتی ہیں جسے عیسائیوں نے جعل سازی سے قدیم پیشگوئی کرنے والوں سے اخذ کر کے شامل کر لیا۔

اس روایت کا نچوڑ تاریخ کے خاتمے کا عقیدہ تھا جس کے بعد ایک کائناتی تباہ کن آگ بھڑکے گی جس سے وقت کے اختتام اور مسیح کی واپسی کا آغاز ہو گا۔ اس روایت نے صدیوں کے دوران نئی شکلیں اختیار کیں جن میں سے کچھ کی جہت خصوصاً اسپانیہ اور اسلام مخالف تھی۔ سیبیہ کے اسیدور نے ایک مرتبہ ایک طاقت ور بادشاہ کے آنے کی پیشین گوئی کی جو یروشلم کو فتح کرنے سے پہلے اسپانیہ پر حکومت کرے گا اور "اسپانیہ کو نجاستوں" سے پاک کر دے گا۔ ساتویں صدی میں دنیا کی مکمل تباہی جعلی (چوتھی صدی کے) میتھودیاس نے شامی عیسائیوں نے خصوصاً مسلم فتوحات کے جواب میں تیار کی جس میں آخری ایام میں ایک شہنشاہ کی آمد کی پیشین گوئی کی گئی جو اسلام کے خلاف عیسائیت کی جانب سے فاتحانہ جنگ لڑے گا۔ اسپانیہ میں ان میں سے بہت سی پیشین گوئیوں کو سولہویں صدی میں مستقبل کے متعلق گردش کرنے والی پیشگوئیوں میں شامل کیا گیا تھا۔ بطور ایک عیسائی —— ملک بدری کا شکار —— مولینا فلپ کو اس روایت کے آلہءکار کے طور پر دیکھتا تھا۔ اخراج کے عیسائی حامی فتح مندانہ نکتہء نظر سے اسے حکم الٰہی کے طور پر مانتے تھے۔

23 دسمبر، 1610 کو کونسل آف اسٹیٹ نے جیمی بلیدا کی طرف سے ویلنسیا سے "عجائبات کے ہمارے رب نے مورسکو کو نکالنے میں کام کیا ہے" ایک یادداشت پر غور کیا۔ 20 بلیدا کی یادداشت کا مقصد اگلی بے دخلی کی آئندہ تاریخ کیلئے سرکاری فنڈز حاصل کرنا تھا اور اس نے اس کے مندرجات کا خلاصہ ان شرائط میں کیا جس کا مقصد واضح طور پر بادشاہ اور اس کے وزراء کو خوش کرنا تھا۔ اس نے مختلف علامات کا حوالہ دیا کہ اخراج منشائے الٰہی کے تحت ہوُا تھا، بادشاہ کے بحری جہازوں، مورسکوؤں کو ہٹانے کیلئے اچھے موسم اور "درختوں اور فصلوں" کی فراوانی سے ممکن ہوُا جس کی ان کے جانے کے بعد اب تمام مملکت میں کونپلیں پھوٹ رہی تھیں۔ یہ زیادہ تر بلیدا کے تخیل کا نتیجہ تھا جیسے اس کی دیوہیکل "سفید اور چمک دار" صلیب کی تفصیل جو مورسکوؤں کے آراگون سے اخراج کے دوران لوس الفاکس پر نمودار ہوئی تھی اور اخراج کے دوران آسمان پر رہی۔ جنونی دومینیکن نے اس سال مراکش کی بندرگاہ لاراچ پر اسپانیہ کی فتح میں بھی خدائی مداخلت دیکھی۔ اسپانیہ کے سنجیدہ سیاست دانوں کی جانب سے اس عجیب و غریب

دستاویز کی وصولی پر سنجیدہ اور قابل احترام غور وفکر سے اس بات کا اشارہ ہے کہ مذہبی توقعات اور ریاستی ہوشیاری جس کے ذریعے ہیپسبرگ دربار کے ذریعے اخراج کو سمجھا گیا تھا۔ فلپ اور اس کے محبوب خواہ واقعی یقین رکھتے تھے کہ مورسکوؤں کے جانے کے نتیجے میں ویلینسیا اچانک زرخیز ہو گیا تھا یا وہ محض یہ چاہتے تھے کہ ان کی رعایا اس پر یقین کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دونوں کو توقع تھی کہ خدا کی رضامندی سے ہی ملک بدر کرنا اسپانیہ کیلئے سود مند بھی ہوگا۔

ان توقعات کے بغیر دسمبر 1610 میں کونسل آف اسٹیٹ پر لیرما کا اصرار سمجھنا مشکل ہے کہ "اگر مورسکو کو "بغیر کسی رعایت کے "بے دخل نہ کیا گیا تو دنیا کے بادشاہ نے جو سب سے بڑا کام کیا ہے وہ نامکمل رہے گا۔"21 اس وقت تک مورسکو کی اکثریت کو ملک بدر کیا جا چکا تھا اور اسپانیہ کے مذہبی اتحاد یا ریاست کی سلامتی کو جو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا تھا وہ ختم ہو چکا تھا۔ مسیحی معاشرے میں بقیہ یا تو اس قدر ضم ہو چکے تھے کہ ان کی مورسکوئی ابتداء کو پہچاننا بھی مشکل تھا یا پھر عیسائیوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ ان کا وجود ایک مربوط کمیونٹی کے طور پر ختم ہو چکا تھا۔

وسیع تر مقاصد بظاہر حاصل کر لیے گئے تھے اور اس مقام پر اخراج کا عمل روکا جا سکتا تھا۔ مسلم اسپانیہ کو پاک کرنے کا مقصد محض ایک منحرف نسلی اقلیت کو ختم کرنا نہیں تھا اور نہ ہی یہ محض بغاوت کی سزا تھی۔ ان حکمرانوں کیلئے جنہوں نے سیاسی اور فوجی ناکامی کو خدا کی ناراضی کی علامت کے طور پر دیکھا، اللہ تعالیٰ کیلئے بے دخلی ایک کفارہ کی پیشکش تھی جس کا مقصد تاریخ کے دھارے کو بدلنا اور اسپانیہ کی قسمت میں ایک نئے اور شاندار دور کا آغاز کرنا تھا۔ بادشاہت کیلئے عظمت حاصل کرنا تھی جس نے یہ تطہیر کی۔ بلیدالاریش کی نسبتاً معمولی فتح کو نئے دور کے آنے کی پہلی علامت کے طور پر دیکھنے میں اکیلا نہیں تھا۔ اسپانیہ کو اس تخلیق نو کو جاری رکھنے کیلئے ہر ایک مورسکو سے مکمل طور پر پاک کرنا تھا۔ مورسکو ناپاک ہونے کا واحد ذریعہ نہ تھے۔ 1610 کے موسم گرما میں ریاستی کونسل نے اسپانیہ کی خانہ بدوش آبادی کے اخراج کی سفارش کی اس نے جنہیں "آوارہ گرد اور مضر لوگ" قرار دیا۔ یہ دوسری صفائی کبھی نہیں ہوئی، کیوں کہ اخراج کے معماروں نے اس بات کو یقینی بنانے کیلئے اپنی مایوس کن اور بالآخر فضول کوشش جاری رکھی کہ کوئی مورسکو ملک میں باقی نہ رہے۔

20

ایک بہترین نتیجہ؟ 14 - 1611

23 مارچ، 1611 کو کابریرادی کوردوبانے درج کیا کہ فلپ نے میدرد میں "مورسکوؤں کی بے دخلی کی خوشی کی تقریب" کی یاد میں مدعو ملکی اور غیر معززین، کلیسیا کا سفیر، متعدد غیر ملکی سفرا، اشرافیہ، پادریوں کے سرکردہ ارکان سمیت اس پر وقار اجتماع میں شامل تھے۔ اسپانیہ کی نئی پاکیزگی کے علامتی اظہار کیلئے سر سے پاؤں تک سفید لباس میں ملبوس فلپ نے سانتاماریا کے چرچ سے دیسکلزاز کانونٹ تک ایک شاندار جلوس کی قیادت کی جہاں اس نے اخراج کو ممکن بنانے کیلئے "بی بی مریم" کا شکریہ ادا کیا۔ گریناڈا کے نئے لاٹ پادری نے یہ تقریب منانے کیلئے ایک مبالغہ آمیز یادداشت بھیجی جس میں اس بے دخلی کو دنیا کے سات عجائبات میں سے قرار دیا اور اس کا موازنہ اسلام پر عیسائیوں کی عظیم فتوحات سے کیا گیا جیسے لاس ناواس دی تولوسا کی قرون وسطیٰ کی لڑائی اور لیپانتو میں عثمانی بحری بیڑے کی حالیہ شکست۔ یہ تقریبات ایسے وقت میں ہوئیں جب ملک کے کئی حصوں میں اخراج کے فوائد واضح طور پر غائب تھے۔

مورسکوؤں کی روانگی تمام اسپانیہ میں خالی مکانات، محلے اور دیہات کے علاوہ گرتی آمدنی کی ویران پگڈنڈی چھوڑ گئی۔ بلیدا کی کثرت کے نئے دور کے اعلان کے آغاز کے باوجود ویلینسیا میں بلا نازل ہوئی، ان کٹی فصلوں اور انگور کے باغات جن کی پیداوار گلنے سڑنے کیلئے چھوڑدی گئی کیونکہ کافی مزدور میسر نہیں تھے۔ افرادی قوت کی قلت اس قدر شدید تھی کہ لیرما ویلنسیا کے دیہی علاقوں کو یونانی عیسائیوں سے دوبارہ آباد کرنے کے امکان پر غور کر رہا تھا جبکہ کاراسینا نے دسمبر 1609 میں بادشاہ کو خبردار بھی کیا تھا کہ اس کمی کو پورا کرنے کیلئے گریناڈا سے مورسکوؤں کو استعمال کرنا ضروری ہو سکتا ہے۔ 1

اسپانیہ کے کچھ حصوں میں لامذہب اور کلیسیائی زمینداروں نے کارکنوں کی کمی کی شکایت کی اور ٹاؤن کونسلوں نے ملک معظم سے مالی امداد کی التجا کی تاکہ مورسکوؤں کی روانگی سے جو نقصان ہوا اس کی تلافی ہو سکے۔ "خوشی کا واقعہ" اگر اتنا مقبول نہیں تھا جتنا میدرد کی تقریبات نے تجویز کیا تھا تو اس بات کے پریشان کن ثبوت بھی تھے کہ اخراج ابھی نامکمل تھا۔ دسمبر 1610، زندگی کے آخری مہینوں میں، خوآن دی ریبیرا نے والینسیا سے چار ہزار مورسکوؤں کے اخراج کا حکم دیا جو اخراج شروع ہونے کے ایک سال سے زیادہ عرصے کے بعد مملکت میں رہ رہے تھے۔ وائسرائے کاراسینا تقریباً چھ ماہ بعد بھی فلپ کو اطلاع دے رہا تھا کہ بہت سے مورسکو "چھپے ہوئے ہیں۔" ان میں سے کچھ ایسی سرگرمیوں کی سخت ممانعت کے باوجود اپنے عیسائی جاگیرداروں کی جاگیروں پر کام کر رہے تھے۔

موئیلادی کور تیس میں 1609 کی بغاوت سے بچ جانے والے بھی تھے جو آس پاس کے پہاڑوں کے غاروں میں چھپے رہے اور کبھی کبھار دور دراز عیسائی بستیوں پر حملے کرتے تھے۔ کاراسینا نے 25 مئی 1611 کو ایک وحشیانہ حکم جاری کیا کہ میولا سے مردہ یا زندہ مورسکو لانے والے کو انعام کی پیشکش کی۔ یہ شیطانی ہتھکنڈہ اس وقت شروع ہوا جب پکڑنے، مارنے والے عیسائی شکاری ان پہاڑوں پر اکٹھے ہو کر رقوم کے دعاوی کیلئے مورسکوؤں کے سر لانا شروع کئے۔ ویلینسیا کے ایک عیسائی رہائشی سائمن زپاٹا نے مورسکوؤں کو خود بلا تشدد باہر لانے کا بیڑا اٹھایا۔ زپاٹا نے انسانیت کے پیش نظر جوان سالوں میں والینسیا میں واضح طور پر غائب تھی، میولادی کورتیس میں کئی مہینے اکیلا گھومتے گزارے اور آخر کار مورسکوؤں کو رضاکارانہ طور پر اسپانیہ چھوڑنے پر آمادہ کیا۔ زپاٹا ذاتی طور پر جنوری اور فروری 1612 کے درمیان ان مورسکوؤں کو ساحل پر لایا اور اپنے بھائی کو ان کی حفاظت کی ضمانت کیلئے الجزائر جانے والے جہاز پر بھیجا۔ 2

مورسکو اخراجی کمشنروں سے بچنے کیلئے اسپانیہ کے دیگر حصوں میں چھپ گئے تھے۔ جب شاہی اہل کار جا چکے تو وہ اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔ دوسروں نے رہنے کی اجازت کیلئے مقامی عیسائی عہدے داروں سے سرٹیفکیٹ حاصل کیے۔ یہ پیش رفت بادشاہ اور اس کے وزراء کیلئے سخت مایوسی کا باعث تھی۔ میدرد میں تھینک س گیو نگ کی تقریبات سے صرف چند روز قبل فلپ نے اپنے چچیرے مارکوئس آف کارپیو کو حکم دیا کہ وہ سیبیہ میں مورسکوؤں کی ایک نئی بے دخلی پر عمل درآمد کروائے "کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ بہت سے لوگ کبھی گئے ہی نہیں اور دوسرے جو گئے وہ واپس آکر کامیابی سے چھپ گئے۔ "اس بات کو یقینی بنانے کیلئے کہ "اس مہم کو خدا اور میری خدمت کو کامل انجام تک پہنچایا جائے،" بادشاہ نے اصرار کیا کہ ان تمام مورسکو کو نکالا جائے "ان کے پاس خواہ یہ حلف نامہ موجود ہو کہ وہ اچھے عیسائیوں کے طور پر رہتے ہیں، کیونکہ ایسی دستاویزات انتہائی مشتبہ ہیں۔ 3

فلپ کو اکتوبر 1611 میں ایک ذاتی سانحہ کا سامنا کرنا پڑا جب اس کی پیاری بیوی، آسٹریا کی مارگریٹ، ولادت کے دوران دم توڑ گئی۔ مارگریٹ نے موت سے پہلے بے دخلی کیلئے شکریہ ادا کرتے ہوئے میدرد میں کونوینتو دی لا اینکارناسیون کی بنیاد رکھی۔ فلپ نے دوبارہ کبھی شادی نہ کی اور وہ اٹل کام کیلئے پر عزم رہا جس کی مارگریٹ نے تہہ دل سے حمایت کی تھی۔ لیرما کے پاس اس بات کو یقینی بنانے کی وجہ بھی تھی کہ اسپانیہ کو "مورسکوؤں سے اتنا پاک کر دیا گیا کہ ان لوگوں کی کوئی یاد تک باقی نہ رہے۔" 4 اس کی اپنی ساکھ اس مہم کی کامیابی سے جڑی ہوئی تھی جس کیلئے اس نے اس قدر محنت کی تھی، لیکن اس کی حیثیت دربار میں مزید غیر یقینی ہوتی جا رہی تھی۔ 1612 میں رودریگو

کالدیرون، لیرما کی مخلوق کے بد عنوان ترین شخص، کو دربار سے نکال دیا گیا جو بالآخر اس کی سزائے موت پر منتج ہوا۔ یہ ڈیوک کے سیاسی دشمنوں کی اس اہم فتح کے ساتھ ہی لیرما کے زوال پذیر اثر ورسوخ کی مزید تصدیق تھی۔5

ان ذاتی حالات نے غالباً دونوں آدمیوں کے اخراج کے عمل کو "کامل" بنانے کے عزم کو تقویت بخشی ہو گی جو ان دونوں میں سے کسی ایک کے تصور سے کہیں زیادہ تفرقہ انگیز، زیادہ نقصان دہ اور زیادہ پیچیدہ نکلا۔

دان کیاآتی کا دوسرا حصہ جو اخراج کے بعد لکھا گیا، سروانیتس نے اس موضوع پر اپنی پچھلی تحریروں کے مقابلتاً مورسکو اسپانیہ کی سانچو پانزا کے نکالے گئے مورسکو دوست ریکوتے دی مورے کے کردار میں زیادہ ہمدرد تصویر پیش کی جو سانچو کے آبائی شہر میں ایک سابق دکان دار تھا۔ دونوں افراد غیر متوقع طور پر دوبارہ اس وقت ملے جب ریکوتے شمالی افریقہ سے ایک عیسائی یاتری کے بھیس میں اسپانیہ واپس آیا تا کہ وہ گاؤں کے باہر دفن اپنا خزانہ کھود سکے۔ ریکوتے کا حتمی ارادہ اپنی بیوی اور بیٹی کو شمالی افریقہ سے جرمنی لانا تھا کیونکہ وہ دونوں "کیتھولک عیسائی ہیں؛ اگرچہ میں خود زیادہ مذہبی نہیں ہوں پھر بھی میں مورے سے زیادہ عیسائی ہوں۔" مورسکو دکان دار سانچو کو "دہشت اور مایوسی" کے متعلق بتاتا ہے کہ بادشاہ کے اخراج کے حکم کے اعلان کا اثر "میری قوم کے لوگوں" پر کیا ہوا اور شمالی افریقہ کے بہت سے مورسکوؤں کے تباہ حال انجام پر افسوس کرتے ہوئے کہا، "ہمیں اپنی خوش قسمتی کا علم کھونے سے پہلے نہیں تھا اور ہم تقریباً سبھی اسپانیہ واپس آنے کیلئے پر جوش ہیں۔ ان میں بہت سے ایسے ہیں جو زبان جانتے ہیں جیسے میری طرح جو اپنی بیویوں اور بچوں کو وہاں بلا حفاظت چھوڑ کر واپس آ گئے۔ اسپانیہ کیلئے ہماری محبت ایسی ہے۔"6

حقیقی زندگی کے بہت سے ریکوتے تھے جو راستے کی بے پناہ مشکلات کے باوجود اسپانیہ واپس آنے میں کامیاب ہوئے۔ دیایگو دیاز کے ناقابل یقین طویل مہماتی سفر پر غور کیجئے۔ دیمیل قصبے کا ایک کاستیہی مورسکو جسے 1633 میں بیلمونتے، کواینکا میں مذہبی محتسبین نے گرفتار کیا۔ اس کے مقدمے کی سماعت میں دیاز نے بتایا کہ نوعمری کے آخری سالوں میں اسے اور اس کے خاندان کو 1611 میں اسپانیہ چھوڑنے کا حکم کیسے ملا۔ اس کے خاندان نے اپنا سامان گاڑیوں پر لاد کر فرانس کے سینت-جین-دی-لوز کا سفر کیا جہاں دیاز نے عدالت کو بتایا، "میں نے پہلی بار سمندر دیکھا، ملک نم دار اور سرد تھا، زبان اور رسم ورواج غیر ملکی تھے۔ ہم اسپانیہ واپس جانے کے خواہش مند تھے۔"7 ایک ساتھی کے ساتھ، دیاز واپس سرحد پار کر گیا لیکن دونوں جلد ہی گرفتار ہوئے اور فرانس واپس بھیجنے سے پہلے تین ماہ جیل میں گزارے۔ وہ چند ماہ بعد دیمیئل واپس جانے میں کامیاب ہو گیا جہاں نوکر بن کر کام کرتا تھا۔

1612 میں دیاز کو دوبارہ گرفتار کیا گیا اور کارتاجینا سے الجزائر تک دوسرے مور سکوؤں کے ساتھ جہاز پر جانے کی رضامندی سے جنگی بحری جہازوں پر بیگار سے بچ نکلا۔ دیاز نے درج کیا کہ ہمیں شہر سے چند میل دور ایک ساحل پر چھوڑ دیا گیا جہاں سپاہیوں اور مقامی مسلمانوں نے ان کا خیر مقدم کیا گیا۔ وہ "ہمیں تسلی دینے اور کھلانے پلانے کے بعد شہر لے گئے۔ انہوں نے ہماری بخوبی دیکھ بھال کی، لاچار لوگوں کو گھوڑوں پر بٹھایا، عورتوں کو مردوں کے پیچھے اچھے گھوڑوں پر ہلکی زینوں پر سوار کروایا۔ دیاز نے الجزائر پہنچنے پر دعویٰ کیا کہ اس کا زبردستی ختنہ کیا گیا تھا اور بعد میں عدالت کو بتایا کہ وہ ضمیر سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے "گناہ" کے اعتراف کیلئے ایک عیسائی پادری کی تلاش کی۔ دیاز کا ملاً ایک قابل اعتماد راوی نہیں ہے جس کا مقصد سزا سے بچنے اور ایک معدوم اسلامی ماضی کو چھپانا ہو سکتا ہے لیکن اس کے اسپانیہ واپسی کے عزم پر کوئی شک نہیں ہے۔ اس نے کاتالان اور آراگونی مور سکوؤں کے عملے کے ساتھ ماہی گیری کی کشتی پر سفر کرتے الجزائر چھوڑ دیا اور اسپانوی ساحل پر پیراکی کرتے ہوئے کنارے تک پہنچ گیا۔ وہ اس کے بعد زاراگوزا اور فرانس میں اپنے والد اور بھائیوں کی تلاش میں نکلا تو پتہ چلا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں یا اسپانیہ واپس چلے گئے ہیں۔ اس کے بعد دیاز نے روم کے سفر کا فیصلہ کیا۔ اسے یہ بتایا گیا کہ اس کے ختنے کو صرف پوپ ہی معاف کر سکتا ہے۔ اویگنون سے گزرنے پر اسے بتایا گیا کہ وہ پوپ کے علاقے میں ہے لہٰذا لاٹ پادری یا پوپ کے سفیر کی طرف سے معافی کا ایک جیسا اثر ہو گا۔ اس نے آخر کار ایک اسپانوی بولنے والے راہب کے سامنے اعتراف جرم کیا اور معافی کا سر ٹیفکیٹ لے کر اسپانیہ واپس آ گیا۔ اس نے ملک کے مختلف حصوں میں بطور قصاب کام کیا۔ آخر کار بیلمونٹے، کوینکا میں ایک ناراض خاتون نوکر کے کہنے پر مجھے محمدی ہونے پر مذہبی محتسبین نے مذمت کی۔ دیاز نے مقدمے کی سماعت کے دوران توجہ دلائی جو غیر معقول نہ تھی کہ "اگر میں محمد کے قانون پر عمل کرنا چاہتا تو الجزائر میں رہ سکتا تھا جہاں ہر چیز کی فراوانی ہے۔" وہ استغاثہ کو اس بات پر رضامند کرنے میں کامیاب ہو گیا کہ وہ اسے اس ملک میں رہنے دیں۔

بہت سے دوسرے مور سکوؤں نے اپنے گھروں کو واپس جانے کی اسی شدید خواہش کا اظہار کیا۔ کچھ نے شمالی افریقہ سے یورپ کا اور پھر زمینی سفر کیا۔ دوسروں نے اسپانوی ساحل پر پہنچنے کیلئے کرائے پر جہاز لئے۔ ایک انگریز بحری جہاز کو پانچ سو مور سکوؤں کے سامان کے ساتھ ا لیکانتے کے قریب روکا گیا۔ کپتان تھامس ٹالر نے اصرار کیا کہ انہوں نے "اسپانیہ میں اس کو لانے پر مجبور کیا تھا کہ خواہ انہیں غلام ہی بنا لیا جائے۔ یہ بھی کہا کہ وہ موروں میں رہنے کے بجائے مسیحی ملک میں غلام بن کر رہنا پسند کریں گے۔" ٹالر کا زبردستی کے تحت لانے کا مقصد شاید سزا سے بچنا تھا لیکن اس کے باوجود اسے مسافروں کو واپس شمالی افریقہ لے جانے کا حکم دیا گیا۔

مئی 1613 میں آراگون کے وائس چانسلر، گاسپر دی کاستیھوی نے فلپ سے پوچھا کہ وہ الجزائر کے ایک فرانسیسی کپتان کو کیا جواب دے جس نے چار سو مورسکو کی جانب سے ایک ثالث کے طور پر اس سے رابطہ کیا تھا جو اسپانیہ واپس آنا چاہتے تھے تاکہ وہ "اچھے مسیحی بن کر جیئیں اور مریں۔" ان مورسکوؤں نے فرانسیسی باشندے کے مطابق کچھ عیسائی اسیروں کو ساتھ لانے کی پیشکش کی جن کے عوض اسپانیہ کے سفر کی ادائیگی کیلئے مالی مدد ہو جائے۔ فلپ کا جواب مکارانہ تھا: اس نے کاستیھوی کو ہدایت کی کہ وہ عیسائی اسیر ان کی حفاظت کے پہنچنے کے ساتھ تعاون کریں، جس کے بعد "مورسکو جہاں چاہیں انہیں جانے دیں بشرطیکہ وہ اسپانیہ نہ ہو۔"8

اسپانیہ میں واپس آئے مورسکوؤں کو پکڑے جانے پر کوڑوں، قید سے لے کر فوجی بحری جہازوں پر بیگار اور پھانسی تک کی سخت سزاؤں کا سامنا کرنا پڑا۔ سالازار نے جون 1613 میں ان آٹھ سو مورسکوؤں کو نکال دیا جو الماگرو، لامنچا میں لوٹ آئے تھے۔ ان میں سے بہت سے لوگوں کو فوجی بحری جہازوں پر بیگار اور پارے کی کانوں میں کام کرنے کی سزا دی گئی۔ اسپانیہ کا انتہائی سخت جبر بھی غیر محفوظ سرحدوں کو بند کرنے کیلئے کافی نہیں تھا اور ہر عمر کے مورسکوؤں نے ملک میں پہنچنے کیلئے راستوں کی تلاش جاری رکھی۔ کچھ اپنے قصبوں اور دیہات کو واپس لوٹ آئے لیکن دوسروں کا سراغ لگانا ناممکن تھا کیونکہ جیسا کہ فلپ کے ایک اہل کار نے نومبر 1610 میں ملاگا سے اطلاع دی وہ "گمنام بن کر رہتے ہیں" اور مقامی آبادی کے ساتھ گھل مل جاتے ہیں جیسے وہ پرانے عیسائی ہوں۔ 1611 کے موسم گرما میں تقریباً 600 مورسکوؤں کو لامنچا کے ولارو بیا دی لاس اوجوس قصبے سے نکال کر میدرد بھیجا گیا۔ سفر کے دوران محافظوں سے 250 بھاگ نکلے اور اخراج کے خلاف احتجاجاً اپنے آقا کاؤنٹ آف سالیناس کے خالی محل پر قبضہ کر لیا جو اس وقت دارالحکومت سے غیر حاضر تھا۔ زیادہ معذور مورسکو اس احتجاج کے ذریعے چھوٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے، بقیہ کو فرانس براستہ برگوس چلتا کیا۔

سال کے آخر تک تقریباً تمام مورسکو درپردہ اسپانیہ میں داخل ہو کر ولاروبیا پہنچ چکے تھے۔ حکام کو دوسرے اخراج کیلئے کمر کسنا پڑی۔ شہر کے بہت سے مورسکو حیرت انگیز طور پر ایک بار پھر واپسی کا راستہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ولاربیا کو 1613 میں تیسرے اخراج کی ضرورت پڑ گئی۔ انگریز مورخ ٹرے ورڈیڈسن کے مطابق بہت سے مورسکو ایک بار پھر اپنے گھروں کو واپس آئے اور ہو سکتا ہے کہ وہ ان میں مستقل طور پر رہنے میں کامیاب ہو گئے ہوں۔9

بادشاہ اور اس کے اعلیٰ حکام خصوصاً ان شواہد سے پریشان تھے کہ پرانے عیسائی مور سکوؤں کو اسپانیہ واپس آنے یا ملک بدر کرنے سے بچنے میں مدد کر رہے تھے۔ عیسائیوں نے ولاروبیا میں مور سکو پڑوسیوں کے خالی مکان خریدنے سے انکار کر دیا تاکہ ان کے سابق مالکان بعد میں ان کے پاس واپس آسکیں۔ فرانسیسی سرحد پر اسپانوی حکام بعض اوقات بیمار یا بوڑھے مور سکوؤں کو واپس آنے کی اجازت دیتے تھے اور یہاں تک کہ انہیں ان کے سفر کیلئے رقم اور خوراک بھی دی۔ زمین کے مالکان نے بعض اوقات خفیہ طور پر اپنے سابقہ لگان داروں کو واپس آنے کی اجازت دی، خصوصاً آراگون میں جہاں مور سکوؤں کیلئے فرانس سے سرحد پار کرنا آسان تھا۔

سالازار نے ستمبر 1612 میں لیرما سے شکایت کی کہ بہت سے مور سکو فرانس سے اپنے سابقہ آقاوں کی حوصلہ افزائی سے واپس آرہے ہیں اور "ان کی گرفتاری اور سزا دینے میں ججوں نے بہت کم احتیاط" کی شکایت کی۔ حکومت نے ایسی ملی بھگت کو روکنے کیلئے مختلف کوششیں کیں۔ 20 اپریل، 1613 کو ایک شاہی فرمان نے ملک کے تمام حکام کو "تمام مور سکو جو واپس آچکے یا رہ گئے ہیں انہیں "بے دخل کرنے کی ذمہ داری یاد دلائی اور "متنوع عدالتوں اور افراد" کی مذمت کی جنہوں نے مور سکوؤں کی "منحوس رپورٹیں اور جھوٹے ثبوت فراہم کئے،" جن کی بناپر وہ استثنیٰ کے دعاوی کر سکے۔ فلپ کو اگلے مہینے ایک اور حکم نامہ جاری کرنا پڑ گیا جس میں ان عیسائیوں کی "لاپرواہی" کی مذمت کی گئی جنہوں نے "موروں اور ترکوں" کو دوبارہ اسپانیہ میں داخل ہونے کی اجازت دی اور مطالبہ کیا کہ تمام حکام "ہر حال میں" اخراج کے احکامات پورا کریں۔ ان ہدایات کو نافذ کرنے کا کام بنیادی طور پر انتھک کاؤنٹ سالازار پر پڑا جو 1610 میں الونسو دی سوٹومائیر کی موت کے بعد کاستیہ میں بے دخلی کا تن تنہا کمانڈر بنا۔ سروانیتس نے طنزاً "اخراج میں سالازار کے کردار کو سراہا جب مورر کوتے نے اس شخص کو مرحبا کہا جس نے "حکمت، تدبر اور مستعدی کے ساتھ ساتھ دہشت کے ذریعے اپنے وسیع منصوبے کا بوجھ اٹھا کر انجام تک پہنچایا اور ہمارے فنون، تدبیریں، التجائیں اور دھوکہ دہی اس کی چوکس آنکھوں کو خیرہ نہ کر سکیں جو ہر وقت یہ دیکھنے کیلئے چوکس رہتی ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھی باقی بچا یا چھپا تو نہیں ہے جو اسپانیہ میں آئندہ ایک پوشیدہ جڑ سے پھوٹی کونپل زہریلا پھل دے گی۔"10

بہت سے مور سکوؤں کی قسمت کا فیصلہ ان "چوکس آنکھوں" سالازار نے کیا وہ جب بے دخلی سے بچ نکلے مور سکوؤں کی تلاش میں نسب ناموں اور مقامی ریکارڈوں کی جانچ پڑتال کیلئے اسپانیہ میں آگے پیچھے گھوم رہا تھا۔ مور سکوؤں کے مقامی حکام کی فہرستوں کو حراست کاری اور اپنی اعلیٰ حیثیت کے بل بوتے پر نامکمل یا غلط سمجھ کر واپس آئے مور سکوؤں کا شکار کر رہا تھا۔ سالازار نے ان چھوٹوں کو منسوخ کرنے کا بھی عزم کیا جو مور سکوؤں نے

مقامی عدالتوں کے ذریعے حاصل کیں۔ کونسل آف اسٹیٹ کے احکامات کے باوجود ایسی تمام درخواستوں کو مسترد کر دیا جاتا تھا۔ بہت سے مور سکو تب بھی مختلف بنیادوں پر اخراج کو چیلنج کرتے رہے؛ کچھ نے بڑھاپے اور جسمانی یا دماغی کمزوری کی التجا کی۔ کچھ نے اصرار کیا کہ وہ اچھے کیتھولک ہیں یا عورتیں اپنے مور سکو شوہروں کی طرف سے التجا کرتی ہیں جب کہ دوسروں نے اپنے مورِی نسب سے انکار یا دعویٰ کیا کہ اخراج نے صدیوں پرانے عیسائی حکمرانوں کے ساتھ دیرینہ قانونی معاہدوں کی خلاف ورزی کی۔ ان درخواستوں کو اکثر کلیسائی اور لا مذہب حکام کی حمایت حاصل تھی جو حکومت کے اخراج کے منصوبے کو چیلنج کرتے رہے اور بعض اوقات اخراج کو فعال طور پر کمزور کرتے نظر آئے۔

1612 میں سیبیہ کے لاٹ پادری نے اپنے پادریوں کو واضح طور پر ہدایت کی کہ بادشاہ کے احکامات کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے "پرانے مور سکوؤں" کی فہرستیں مرتب نہ کریں۔ اسی سال اگست میں ہورناچوس کا سابق وحشی فاتح، گریگوریولو پیز مادیرا نے سالازار کے سکریٹری کوولار وبیادی، لاس اوجوس میں نارانخو نامی ایک "انتہائی مہلک" پادری کے متعلق مطلع کیا جس نے دعویٰ کیا کہ اس کے حلقے میں کوئی مور سکو نہیں۔ 1612 کے موسم گرما میں ایکستریمادورا کے قصبے پلاسینسیا کی ٹاؤن کونسل نے سالازار کا ایک ماتحت گرفتار کیا جسے ان کے علاقے میں مور سکوؤں کی فہرستیں مرتب کرنے کیلئے بھیجا گیا تھا۔ سالازار کے احتجاج کے باوجود اس کا اہل کار ایک سال سے زیادہ عرصے تک جیل میں رہا۔ مسیحی مخالفت نے اکثر مزید خفیہ شکلیں اختیار کیں۔ چند معاملات میں افسر شاہی سلسلہ کو کم کرنے والے اہل کاروں نے سالازار سے مزید وضاحتیں طلب کرنے یا احکامات کو پورا کرنے میں مشکلات کی نشان دہی کر کے اخراج میں تاخیر کی کوشش کی۔ کچھ عیسائی مردوں نے مورِیسکا عورتوں سے شادی کر لی تا کہ انہیں ملک بدر ہونے سے بچایا جا سکے۔ سالازار نے اکتوبر 1612 میں بادشاہ سے شکایت کی کہ ان میں سے بہت سے نئی شادی شدہ مورِیسکا اس وقت اپنے شوہروں کو مذہبی فرقہ میں شامل ہونے کیلئے خانقاہوں اور مسیحی خانقاہی عورتوں کی ملی بھگت سے طلاق لے رہی تھیں جو داخلی راستے "ناشپاتیوں کی ٹوکری کی طرح" بیچ رہے تھے۔ سالازار نے دعویٰ کیا کہ ایک حیرت انگیز مظہر جو "مملکت کو تباہ اور بدنام کر رہا ہے۔"11

مستعد گنتی کیلئے اکثر "بھولنے والے "عہدے داروں پر انحصار کرنے پر مجبور تھے جن پر اسے شبہ تھا کہ وہ اپنے علاقوں میں مور سکوؤں کی نامکمل فہرستیں فراہم کر رہے ہیں یا اس کی نئی تعریفیں جاری کرتے ہیں جس کا مطلب مقامی پادریوں کا مور سکوؤں کیلئے زیادہ مثبت طریقوں سے مقابلہ کرنا تھا۔ سالازار نے لامذہب عدالتوں اور ججوں پر

بادشاہ کا اختیار مسلط کرنے کی بھی کوشش کی۔اس نے ان پر مورسکوؤں کو "جھوٹی رپورٹیں اور دیگر ذرائع" فراہم کرنے کا الزام لگایا جن کی بناپر وہ استثنیٰ کی درخواست کر سکیں۔

لیرما نے نومبر 1612 میں سالازار کو ایک خصوصی استثنائی اختیار عطا کیا جس سے وہ غیر مذہبی عدالتوں سے ابلتی "شرمندگی، طوالت، دھوکہ دہی، اور الجھنوں" سے بچنے کیلئے چھوٹ کی تمام درخواستوں کی ذاتی طور پر نگرانی کر سکے۔ان غیر معمولی طاقتوں سے لیس، انتظامیہ کا یہ ہٹیلا اور سنگ دل ملازم ان سرگرمیوں کو کلیتاً ختم نہ کر سکا۔ایسا لگتا ہے کہ تمام اسپانوی باشندوں نے مذہبی پاکیزگی کیلئے اپنے حکمرانوں کی بے رحم وابستگی کا ساتھ نہیں دیا۔اشرافیہ، کلیسائی، عام عیسائی، سبھی نے مختلف پیمانے پر جوش و خروش کے ساتھ اخراج کی حمایت کی۔لیکن انہی گروہوں کے ارکان نے اس کی مخالفت بھی کی۔کچھ لوگ آمدنی کا ذریعہ کھونا نہیں چاہتے تھے، کچھ کا خیال تھا کہ اخراج غیر منصفانہ اور غیر عیسائی تھا، دوسرے بوڑھوں اور چھوٹے بچوں کو بھیجنے کے امکان پر مزاہم ہوئے جس کے متعلق وہ جانتے تھے کہ یہ یقینی موت ہے اور کچھ ایسے بھی تھے جو اپنے دوستوں اور پڑوسیوں کو نکالنا نہیں چاہتے تھے۔قدامت پسند مورخین نے بے دخلی کو اکثر ایک زبردست نسلی یا قومی ضرورت سے منسوب کیا لیکن سالازار نے جس ملی بھگت کو روکنے کی کوشش کی وہ ایک بہت ہی مختلف تصویر پیش کرتی ہے۔اخراج کا ایک ایسا عمل جو اوپر سے اکسایا اور نافذ کیا گیا تھا اور والینسیا میں عظیم خروج کے ساتھ جو جوش و خروش اور فتح مندی کا اثر کم ہونے کے کافی سال بعد تک تکلیف دہ بنا رہا۔اخراج کا کمال مورسکو کے بچوں کی ایک بڑی تعداد کی وجہ سے مزید پیچیدگی کی نظر ہو گیا جنہیں چھوٹے مورسکو کہا جاتا ہے۔وہ والدین اور خاندانوں کے اخراج کے بعد اسپانیہ میں ہی رہے۔اندلس سے اخراج کی پہلی لہر کے بعد صرف سوویل میں تقریباً تین سو بچے پیچھے رہ گئے۔

جنوری 1610 میں کاراسینا نے فلپ کو خبردار کیا کہ والینسیا میں رہنے والے بہت سے "کم عمر لڑکے اور لڑکیاں" غلامی کے خطرے سے دوچار ہیں اور سفارش کی کہ ان بچوں کو "معیاری امیر افراد" کی دیکھ بھال میں رکھا جائے تاوقتیکہ انہیں مستقل گھرانے مل جائیں۔ریاستی کونسل اسی سال اپریل میں علم ہوا کہ سات سال سے کم عمر کے تقریباً دوہزار مورسکو بچے ویلینسیا میں رہ گئے ہیں۔ہزاروں بوڑھے، بچے اور نوجوان بھی مملکت میں پھیلے ہوئے تھے۔ان بچوں میں سے کچھ کو والدین چھوڑ گئے، دوسروں کو غلاموں کے طور پر اغوا کر لیا گیا تھا یا عیسائی آقاوں نے اپنے پاس رکھ لیا تھا جو انہیں مورسکو کی افرادی قوت کی تعمیر نو کا ایک ذریعہ دیکھتے تھے۔جو شیلے کیتھولکوں نے بہت سے بچوں کو باہر جانے سے روک دیا تھا — زبردستی یا قائل کر کے — جو بطور عیسائی ان کی پرورش کو اپنا مذہبی فرض

سمجھتے تھے۔ مقامی حکام نے ان بچوں کا سراغ لگانے کی کوشش کی، ان کے سرپرستوں کے ناموں کے ساتھ، اگر ان کے پاس کوئی تھا، ان کے نام، عمر اور امتیازی خصوصیات کو سرکاری رجسٹروں میں درج کیا۔ او نیل کے ویلنسیئن قصبے کا ایک عام رجسٹر، مثلاً "خوآن — عمر تین سال، سیاہ آنکھیں، چوڑا مونہہ سفید اور سنہرے بال،" جس کا سرپرست خوآن مولینا نامی ایک مقامی عیسائی تھا۔ 11 "ایلیسیا — عمر 3 سال، چھوٹا منہ،"" انٹونیا — 12 سال، سیاہ، بڑا منہ،" دونوں ہی ڈچیس آف ماندا اس کی دیکھ بھال میں تھے۔ 12

بہت سی سرپرست خواتین تھیں؛ ان کا لقب دونا ان کے سماجی نسب کی علامت تھا، حالات جو کچھ تھے جو انہیں وہاں لے آئے لیکن جو بچے ان کی دیکھ بھال میں چھوڑے گئے وہ شاید خوش قسمت تھے۔ ان رجسٹروں میں درج بہت سے مورسکو بچوں کا کوئی سرپرست، نام یا عمر، کچھ درج نہیں تھا۔ کچھ ۲ سے ۳ سال اور دوسرے شیر خوار بچے تھے جو صرف ممتاز جسمانی خصوصیات سے پہچانے جا سکتے تھے۔ فلپ اور اس کے اعلیٰ عہدے داروں کیلئے مورسکو بچے جنونی تشویش کا باعث تھے جو اکثر ان "معصوموں" کو عیسائیوں کے طور پر ورش کرنے کی مذہبی ذمہ داری اور باقی ماندہ تعصب اور شک کے درمیان بٹے رہتے تھے جو چھوٹے بچوں کو بھی "برے بیج" کے طور پر دیکھتے تھے کہ ان میں اسپانیہ کو "دوبارہ آلودہ" کرنے کی ممکنہ صلاحیت ہے۔ نوعمروں اور بڑے بچوں پر خصوصاً شبہ تھا کیونکہ ان کے متعلق سمجھا جاتا تھا کہ وہ والدین کے رسم و رواج اور عقائد کو اپنا چکے ہیں جنہیں مستقبل میں اپنانے کا زیادہ امکان ہے۔ ایسے بچوں کو اکثر کلیسیائی اور غیر مذہبی حکام نے اسلامی وائرس کی علامات جیسے سور کے گوشت سے نفرت کیلئے قریب سے دیکھا۔

مارچ 1610 میں، لیرما کے طاقت ور ڈیوک نے بھی ویلینسیا میں مورسکو کی خبروں پر تشویش کا اظہار کیا جو "ہاف مون میڈالن" پہنے پائے گئے تھے۔ ان شکوک و شبہات کا تعلق ان بچوں کے والدین کے ساتھ گزارے وقت سے نہیں تھا۔ زیادہ سے زیادہ اسپانوی معاشرے کے متعصب طبقے، جن کا خیال تھا کہ اسلام موری "خون" یا "روح" کا ایک موروثی معیار ہے یہاں تک کہ وہ بچے بھی جو "عقل کی عمر" کو نہیں پہنچے تھے، اسپانیہ کی مشکل سے جیتی مذہبی پاکیزگی کیلئے ممکنہ خطرہ تھے، یہاں تک کہ بچے اتنے معصوم نہیں جتنے وہ ظاہر ہوتے ہیں، چونکہ ان کی اصلیت اور پس منظر اکثر نامعلوم تھے۔ یہ جاننا ناممکن تھا کہ آیا انہوں نے بپتسمہ لیا تھا یا ان کے لئے شرکت عشائے ربانی کا صحیح طریقے سے انتظام کیا گیا تھا۔ مورسکو چھوٹے بچوں نے کیتھولک رسم کے مطابق بپتسمہ لیا بھی تھا تو اس میں ہمیشہ شک کا عنصر رہتا تھا کہ یہ بچے جوانی میں "اپنے فرقے کی یاد" دہرا سکتے ہیں۔ کیا مسیحی تعلیم اس بات کو

یقینی بنانے کیلئے کافی ہو گی کہ یہ بچے "اپنی پیدائش کو بھول کر ہمارے مذہب سے محبت کرنے والے پکے کیتھولک مسیحی بن جائیں گے،"جیسا کہ فلپ نے بیان کیا؟ان کی دیکھ بھال کیسے کی جائے گی؟ کیا حکام اخلاقی طور پر ان بچوں کی پرورش کے پابند تھے یا "دوبارہ آلودگی" کو روکنے کیلئے ان کی قسمت سے قطع نظر انہیں بربر کی طرف ہانک دینا زیادہ مناسب تھا؟ فلپ کی اس مسئلے پر رہنمائی کیلئے علماء، ماہرینِ الٰہیات اور شاہی اعتراف گناہ سننے والوں نے احتیاط سے غور کیا۔1610 کے موسم بہار میں، میدرد میں مذہبی ماہرین کی ایک کونسل نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مورسکو کے سات سال سے کم عمر کے بچوں کو نہ نکالا جائے سوائے ان کے جو پہلے ہی "اپنے فرقے میں اتنے بگڑے ہوئے" تھے کہ ان کی روحوں کو بچایا نہیں جا سکتا تھا۔اس کے باوجود کونسل نے فلپ کو یاد دلایا کہ یہ نتیجہ سزائے موت کے مترادف ہو گا اور یہ کہ ایسا نتیجہ "ملک معظم کے مقدس جوش کے مطابق نہیں ہو گا۔"انہوں نے متبادل تجویز پیش کی کہ تمام مورسکو بچے عیسائی خاندانوں کو دیئے جائیں جو ان کی پرورش اچھے کیتھولک طریقے پر کریں۔وہ ان کی دیکھ بھال اور ان پر تعلیم کے اٹھے اخراجات کی ادائیگی کے عوض "انہیں بطور خادم استعمال کریں گے۔"اسی سال مارچ میں کونسل آف اسٹیٹ نے تجویز پیش کی کہ مورسکو بچوں کو کاستیہی "اسقف اعظم اور شرفا" کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو "شادی کرنے اور بچے پیدا کرنے" سے روکنے کیلئے الگ رکھا جائے-ایک ایسا امکان جس نے ان مباحثوں کے دوران اسپانوی علما اور سیاست دانوں کو اکثر مصروف رکھا۔کونسل کی غلامی کی توثیق کو بادشاہ نے مناسب نہیں سمجھا لیکن فلپ خود اکثر مورسکو بچوں کے متعلق اپنا ذہن بنانے سے قاصر نظر آتا تھا۔اس نے اگلے مہینے اعلان کیا کہ عیسائی مورسکو بچوں کو خرید کر بارہ سال کی عمر تک تعلیم دیں گے۔بچوں کی اس کے بعد ''پرورش کرنے اور تعلیم دینے کے اخراجات کے عوض وہ سرپرست خاندانوں کی غیر معینہ مدت تک خدمت کریں گے۔"گھریلو غلامی اور غلامی کی اس شکل کے درمیان فرق تمام طرح سے واضح نہیں تھا۔فلپ نے پھر بھی بمشکل ایک ماہ بعد اپنا فیصلہ تبدیل کر دیا اور سات سال سے زیادہ عمر کے تمام مورسکو بچوں کو والینسیا سے نکالنے کا اعلان کیا۔

ان احکامات پر غالباً عمل درآمد نہیں ہوا۔اسقف اعظم ریبیرا نے اگست میں ویلینسیا میں تمام مورسکو بچوں کو عمر سے قطع نظر ان کے درست بپتسمہ پر شکوک دور کرنے کیلئے دوبارہ بپتسمہ لینے کا حکم دیا۔ریبیرا کو کیتھولک نظریے کی خلاف ورزی کی وجہ سے بڑے پیمانے پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا لیکن بپتسمہ دہرانا لازماً مورسکوؤں کو عیسائی معاشرے میں شامل کرنا نہیں تھا۔کچھ عیسائیوں نے اس بات کو تفریحاً سمجھا جسے جیمی بلیدا نے "سادہ سی امید" کہا کہ یہ بپتسمہ یافتہ بچے بعد میں مر جائیں گے۔۔۔ایک ایسا نتیجہ جس میں کلیسا کو جانیں بچانا اور مستقبل میں ان بچوں سے خطرے کو ختم

کرنا تھا۔ بلید اخود ان بچوں کی روحانی نجات یا جسمانی بقا کے متعلق بے پرواتھا اور ان سب کو، زندہ یا مردہ، بربر بھیجنے کی وکالت کرتا تھا۔

ریبیرا نے "سادہ سی امید" میں اشتراک کیا یا نہیں کہ یہ بچے زندہ نہیں بچیں گے۔ وہ یقیناً دوبارہ بپتسمہ لینے والے مورسکو بچوں کو بھی عیسائیوں جیسا درجہ دینے سے گریزاں تھا۔ اس نے نومبر میں تجویز پیش کی کہ مورسکو بچوں کو "معمولی قیمتوں پر غلامی میں بیچا جائے۔" اس بات کو یقینی بنانے کیلئے کہ وہ "مسافروں کو لوٹنے والے گھڑ سوار ڈاکو اور بیسوائیں" نہ بنیں یا مذہبی محتسبین سے نہ ٹکرائیں، ریبیرا نے سفارش کی کہ ان کے آقا انہیں درست کرنے کیلئے "کوڑے ماریں، بیڑیاں پہنائیں، سزا دیں، ساتھ ہی ان سے محبت بھی کریں اور مفید ہنر سکھائیں۔" ریبیرا نے ان بچوں کی غلامی کو شادی سے روکنے کے بطور وسیلہ بھی دیکھا کہ "ان سلطنتوں میں اس بری نسل کا پھیلاؤ بند ہو جائے گا۔"13

ہم نہیں جانتے کہ آیا ان تجاویز پر عمل ہوا، اور اخراج میں مورسکو بچوں کی قسمت اسرار میں سے ہے۔ حرف آخر کہ شاید کوئی واحد مربوط پالیسی نہیں تھی۔ کچھ کو بلاشبہ بحری جہازوں پر چڑھایا گیا اور غیر یقینی قسمت کے کھیل کیلئے بھیج دیا گیا۔ کچھ غلام بنا لئے گئے یا حکام کی دیکھ بھال میں ان کی قسمت کا فیصلہ ہونے سے پہلے ہی جان کھو بیٹھے۔ شاید اکثریت نے عیسائی خاندانوں میں پرورش پائی اور بھول گئے یا کبھی یاد بھی نہیں کیا کہ ان کے والدین کو ملک بدر کیا گیا تھا جن کے خون میں موجود نجاستیں کبھی ماہرینِ الٰہیات اور سیاست دانوں میں اضطراب اور بیزاری کا باعث بنی تھیں۔

مورسکو بچوں کے گرد پیدا ہونے والی الجھن فلپ اور اس کے عہدے داروں کے ذریعہ مذہبی پاکیزگی کے تجریدی تصور کے درمیان ایک طرف خلیج کا اشارہ تھا تو دوسری طرف اس مقصد کو حاصل کرنے میں درپیش پیچیدگیاں اور عملی مشکلات۔ 1613 تک اخراج اپنی اصل قوت کھو چکا تھا اور اس کا انتظامی عملہ بہت حد تک کم ہو چکا تھا۔ سالازار نے اگرچہ ان مورسکوؤں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کوششیں جاری رکھیں جو ملک میں رہ گئے تھے یا واپس آ گئے تھے۔ فلپ کے کچھ مشیر اس دکان کو بڑھانے کا سوچ رہے تھے۔ انہیں شبہ تھا کہ سالازار ذاتی طاقت بڑھانے کیلئے اخراج کو طوالت دے رہا تھا۔

آخری ملک بدری بڑے پیمانے پر مرسیا میں ہوئی جہاں بہت سے مورسکوؤں کو مقامی حکام کی طرف سے مثبت شہادتوں کے نتیجتاً رہائی ملی تھی۔ مورسکو آبادی کا بڑا حصہ دریائے سیگورا پر واقع سرسبز وادی ریکوتے میں دیہات کے

ایک جھرمٹ میں جمع تھا۔ان میں سے بہت سے مرسیآئی مورسکوؤں نے البوخرّا کی جنگ کے دوران فلپ II کی فوجوں میں جاسوسی کی خدمات انجام دی تھیں، ریاست سے ان کی وفاداری ثابت تھی،ان کے طاقت ور محافظ اس بات کی وضاحت کر سکتے تھے کہ انہیں اخراج کے ابتدائی مرحلے میں کیوں نہ چلتا کیا۔اس کے باوجود ان کی موجودگی کو فراموش نہ کیا گیا۔

1612 میں ریاستی کونسل نے خوآن دی پیریدا نامی ایک پادری کو مرسیا میں باقی مورسکوؤں کی مکمل تحقیقات کیلئے بھیجا۔ تقریباً پچاس مقامی مولویوں کے انٹرویوز پر مبنی تیئس صفحات پر مشتمل ایک تفصیلی رپورٹ میں فادر پیریدا نے لکھا کہ "مشترکہ رائے" نے مرسیا کے "پرانے مورسکوؤں" کو "اچھے مسیحی اور وفادار لگان دار" قرار دیا جنہوں نے اپنی تمام کیتھولک ذمہ داریاں نبھائیں۔14 پیریدا نے بتایا کہ نہ صرف ان مورسکو نے رضاکارانہ طور پر رسوم عشائے ربانی وصول کیں بلکہ انہوں نے مقامی خانقاہوں کو خیراتی عطیات بھی دیے۔وہ "فرقہ محمد کے خلاف مثبت کاموں" میں مصروف تھے،چند "بوڑھی عورتوں کے" علاوہ وہ اب عربی نہیں بولتے یا انہیں یاد نہیں۔ پیریدا کو وادی ریکوتے کے دیہات میں عیسائیت کیلئے ان کی عقیدت کے نمایاں ثبوت ملے جہاں مورسکوؤں نے خود اچھی فصل کی دعا کیلئے جلوس اور جنازے کی رسومات تیار کیں جس میں "سفید لباس میں ملبوس برہنہ پا لڑکیاں سوگ میں اپنے چہرے ڈھانپے بھاری صلیبیں اٹھائے ہوئے تھیں۔" پادری خصوصاً ان دیہات کے شبانہ جلوسوں سے متاثر ہوا جہاں مورِیسکا خواتین مقامی گرجا گھروں میں صلیب، مذہبی تصاویر اور موم بتیاں لے کر مذہبی نگرانی میں شرکت کرتی تھیں اور روتی تھیں جب ان کے مرد خود کو کوڑے مار کر اپنے گوشت کو "خون کے نظم وضبط" کے تابع کر رہے تھے۔

پیریدا کی رپورٹ مورسکو کی مکمل طور پر سرزنش سے بالا، ضم شدہ آبادی کی سابقہ شہادتوں پر صاد تھی۔ میدرد حکومت نے پچھلے مواقع کی طرح ان نتائج کو قبول کرنے سے انکار کر دیا جو اس کے اپنے مفروضوں کی نفی کرتے تھے۔ پاکیزگی کے زیادہ کٹر حامیوں نے دعویٰ کیا کہ پیریدا مرسیآئی مورسکوؤں اور ان کے عیسائی محافظوں کے ایک بڑے دھوکے کا شکار تھا اور بادشاہ نے انہیں ملک بدر کرنے پر زور دیا۔ مرسیا میں مورسکوؤں کی قسمت پر متعدد مواقع پر اعلیٰ سطح پر بحث ہوئی، 1613 کے موسم بہار میں ریاستی کونسل نے مرسیا میں باقی تمام مورسکوؤں کے اخراج کیلئے ووٹ دیا جس میں لیرما کا سخت گیر چچا برناردو دی سینڈوول نے فیصلہ کن ووٹ ڈالا۔۔ فلپ نے ان سفارشات کو قبول کر لیا۔

اکتوبر میں سالازار کو ارانخوایز کے شاہی محل میں طلب کیا اور بادشاہ کی طرف سے اسے ملک بدری کا دستخط شدہ فرمان پیش کیا۔ اس میں بادشاہ نے دعویٰ کیا کہ "بہت سچی اور یقینی معلومات" موصول ہوئی ہیں کہ مرسیا کے مورسکو "ہر چیز میں بڑے رسوا کن طریقے سے آگے بڑھے ہیں" اس نے اس لیے ان سب کو نکالنے کا فیصلہ کیا۔ یہ الزامات براہ راست پیریدا کی رپورٹ میں موجود ہر چیز سے متصادم تھے اور بادشاہ نے ان کی تردید کیلئے کوئی نیا ثبوت پیش نہیں کیا۔ بادشاہ کے رویے میں مورسکوؤں کے متعلق ثبوت کبھی بھی اہم عنصر نہیں تھا۔ فلپ ضیافتوں، محلوں اور دیہی گوشہ ءعافیت کی سنہری دنیا میں، درباریوں اور محبوب لوگوں کی خوشامدوں میں گھرے نے ان دسیوں ہزار مردوں اور عورتوں کو کبھی نہیں دیکھا جس کے حکم پر اسپانیہ چھڑایا گیا اور وہ اس پر غور کرنے کو تیار بھی نہیں تھا۔ مورسکو اسپانیہ جو اس کے پہلے تصور کے برعکس تھا۔ سالازار 18 دسمبر کو لومبار دی تین کے تقریباً 280 سپاہی لئے وادی ریکوتے میں داخل ہؤا۔ مورسکوؤں کو جائیداد بیچ کر نکلنے کیلئے دس دن کا وقت دیا گیا۔

جنوری 1614 میں تقریباً سات ہزار مورسکوؤں کو ساحل کی طرف چلایا گیا جہاں انہیں بحری جہاز شمالی افریقہ لے جانے کے منتظر تھے۔ موریسکا کی کچھ خواتین پرانے عیسائیوں سے شادی کر کے یا زنانہ خانقاہوں میں داخل ہو کر ملک بدر ہونے سے بچنے میں کامیاب ہو گئیں۔ دیگر مورسکو سرحد پار سے ویلنسیا کی طرف نکل گئے اور بعد میں واپس آنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس مایوس کن اور بے جا خروج کے ساتھ، اخراج اپنے آخری مرحلے میں داخل ہو چکا تھا۔ 25 جنوری کو سالازار نے بادشاہ کو مطلع کیا کہ "آپ کے بحسب الحکم وادی ریکوتے اور مرسیا سلطنت سے مورسکو کو نکال باہر کیا اور اسپانیہ میں مورسکو نام کا کوئی شخص باقی نہیں بچا۔"

20 فروری کو بادشاہ کو ایک یادداشت میں جو فتح کی بنسبت زیادہ تھکا ہؤا تھا، کونسل آف اسٹیٹ نے اس عمل کو باضابطہ طور پر روکنے کا مطالبہ کیا جس کے متعلق اس کے اراکین کو واضح طور پر یقین تھا کہ اس کا اصل مقصد ختم ہو چکا ہے: کونسل نے خدمت کے پر اہمیت ہونے پر تبادلہ خیال کیا۔ خدا اور ملک معظم کا اخراج کے موضوع سے متعلق اب تحقیقات اور دائرہ ءاختیار بند خیال کیا جائے۔ ہمارے قلعوں کو صرف ان لوگوں کو واپس آنے سے روکنے اور عام ججوں کے ذریعہ ایسا کرنے والوں کو سزا دینے تک محدود ہونا چاہیئے.... کاؤنٹ آف سالازار کو حکماً اس کام سے منع کیا جائے اور جج مزید مورسکو تحقیقات سوائے واپس آنے والوں کے، تسلیم نہ کریں.

وہ لوگ آج سے جنہوں نے اسپانیہ نہیں چھوڑا خواہ ان کے عدالتی مقدمات زیر التواہوں ان کے ساتھ چھیڑ چھاڑی ابات نہ کی جائے کیونکہ اگر اسے نہ روکا گیا تو یہ کام کبھی ختم ہونے کا نہیں اور نہ ہی اس کے نتیجے میں برآمد

ہونے والی چوٹیں اور تکلیفیں ختم ہوں گی۔15 فلپ اس سال اگست تک رضاکارانہ اعلان کرنے کیلئے تیار نہیں تھا کہ "تمام مورسکوؤں کو نکالنے کا کام اختتام پذیر ہو گیا"۔ایک متضاد فرمان میں یہ بھی حکم دیا گیا کہ "تمام مورسکو جو نہیں گئے یا واپس آ گئے ہیں انہیں جنگی جہازوں پر بیگار اور مال ومتاع کی ضبطی کی سزا جھیلنا ہو گی۔"16 ان ہدایات سے لگتا تھا کہ ابھی آخر تک نہیں پہنچے لیکن فلپ اور اس کے اہل کار بلاشبہ کافی دور تک جا چکے تھے۔صرف سالازار ہی اپنی افسر شاہی جاگیر سے چپکا رہنا چاہتا تھا۔

1615 میں بھی اس نے بادشاہ پر دباؤ ڈالنا جاری رکھا کہ وہ ملک میں موجود مورسکوؤں کے متعلق مزید تحقیقات کرنے کی اجازت دے لیکن ان درخواستوں پر توجہ نہیں دی گئی۔اخراج کے عمل پر اگست 1614 کو باضابطہ طور پر خاتمے کی چھاپ لگا دی گئی جس نے اس کے آباؤاجداد کے صبر کا پیمانہ لبریز کر دیا تھا۔پانچ سال سے بھی کم عرصے میں اسپانوی حکمرانوں نے تقریباً تین لاکھ مردوں، عورتوں اور بچوں کو جلاوطنی یا موت کیلئے بھیج دیا تھا اور موری تہذیب کے ان آخری آثار کو ختم کر دیا جو تقریباً ایک ہزار سال قبل طارق ابن زیاد کی فوجوں کے جبل الطارق کے ساحل پر اترنے سے شروع ہوئی تھی۔

21

حساب کتاب

اخراج کے اختتام سے بہت پہلے اس کے حامیوں نے اسے اسپانوی آبادی اور دنیا کیلئے ایک اہم جائز کامیابی قرار دینے کی مسلسل کوشش شروع کی۔ہاپسبرگ دربار کے نکتہ نظر سے اس عزت اور "شہرت" کیلئے تشہیر اہم تھی جو اسے اخراج سے حاصل ہونے کی امید تھی۔فلپ نے 1610 میں ویلنسیائی فن کاروں سے بیانیہ پینٹنگز کا ایک سلسلہ شروع کروایا جس میں ملک بدری کے اہم واقعات دکھائے گئے تھے جن کی نقول ذمہ دار سرکردہ اہل کاروں کو تحفتاً" پیش کی گئیں۔

1611 اور 1618 کے درمیان، اخراج پر تیئیس کتب اور مخطوطات شائع کیے گئے، نثری وقائع اور جوازات سے لے کر گمنام شاعرانہ حکایات تک، گمنام لکھے ڈھیروں لمبے چوڑے چھپے کاغذات پر مقبول اشعار کے علاوہ جسے "رسی پر ٹکا ادب،" کہا جاتا تھا؛ یہ سستے کتابچے میلوں اور گلیوں کے کونوں پر فروخت کنندگان کے سٹالوں پر تاروں پر آویزاں ہوتے تھے۔زیادہ دبدبے والی کتب دربار اور حکومت کے بااثر افراد کی سرپرستی میں لکھی گئیں، جیسے

جیمی بلیدا کی بڑے پیمانے پر، کرانیکل آف دی موٗرس آف سپین، 1618 جس میں لیر ما یعنی ڈیوک کی نسلی عظمت "خدا سے محبت اور اس کی محمدی فرقے کی تباہی میں مذہبی جوش" کیلئے مبالغہ آمیز انتساب تھا۔

بادشاہ کی حوصلہ افزائی کرنے میں اس کے کردار کیلئے "موٗروں کے خلاف عظیم مہم کی تعریف، بلیدا کی سب سے زیادہ تعریف فلپ کیلئے مخصوص تھی اس نے جسے "اسپانیہ کے موٗروں کا آخری اور حتمی فاتح" کے طور پر سراہا۔ اخراج کے دیگر وقائع بھی اتنا ہی ابلے پڑتے تھے، ازنر کاردونا نے "ہمارا فرشتہ سا فلپ، ہمارا بادشاہ، سرپرست اور مسیحی کلیسا کی روحانی جنت کا محافظ، جمہوریہ کا اتالیق اور امن پسند، مظلوموں کا محافظ، خدا اور روحانی قوانین کا نگہبان" کے الفاظ میں تعریف کی۔ بلاس ورودونے" لوئن آف دی ہاؤس آف آسٹریا" کو خراج تحسین پیش کیا جس نے معجزانہ طور پر اپنی سلطنتوں کو "بلا ہتھیار و تشدد" پرامن اور پاک کیا۔

دامین فونسیکا کے اخراج کے وقائع کے تصویری سرورق پر فلپ کو ہرکولیس کے طور پر دکھایا گیا جس نے بہت سے۔۔ سر والے، آگ اگلتے عفریت کو مارا جو "سات بدعتوں" کی علامت ہے، جس کا ساتواں سربراہ محمد تھا۔

1619 میں عدالتی وقائع نگار فادر بالتاسار تمامنو کے مطابق، فلپ نے لزبن کی گودیوں کا دورہ کیا جہاں وہ کلاسیکی افسانوں سے ماخوذ ایک تمثیلی سوانگ دیکھنے پر خوش ہوٗا جس کا عنوان تھا فیبل آف دی وار آف ٹائٹنز، جس میں بادشاہ کو ایک فاتح جیوپیٹر کے طور پر دکھایا گیا تھا جو کوہ اولمپس کے "خوفناک ارادوں" کے مافوق الفطرت قوت والوں کو پیچھے ہٹاتا ہے۔ 1 بہت سے مصنفین نے فلپ کی تصاویر کو اس دور کی ہزار سالہ پیشین گوئیوں کی بنیاد بنایا اور اسے آخری ایام کا شہنشاہ، پوشیدہ شخص اور یہودا کا شیر قرار دیا جسے مسیحیت کو ایک کائناتی تباہ کن آگ کے وقت متحد کرنا مقصود تھا جو سنہری دور کا آغاز کرے گا۔ ازنر کاردونا نے فلپ پر زور دیا کہ وہ یروشلم کی تسخیر نو میں "آزادی پسند اسپانویوں" کی قیادت کر کے اپنی "فتحوں کی فتح" کی پیروی کرے جبکہ بلیدا نے بادشاہ کو سلطنت عثمانیہ کے ساتھ ایک مقدس جنگ میں انڈیز کے خزانے خرچ کرنے کی تلقین کی۔ 2

ایک کاہل حکمران کا قد کاٹھ بڑھانا جس کا جنگی تجربہ زیادہ تر "بحری ناچ" دیکھنے اور نیزہ بازی کے مقابلوں تک محدود تھا۔ اخراج کی نمائش کسی بہادرانہ "جنگ" کی نمائندہ نہیں جو محض مورسکوؤں کی نہتی بڑی آبادی اور اسپانوی ریاست کی مسلح طاقت کے درمیان سفاکانہ غیر مساوی تصادم کی عکاس تھی۔

ایسی نمائندگی کسی حد تک درباری چاپلوسی کی رسم تھی لیکن انہوں نے سترہویں صدی میں دانستہ دروغ گوئی اور گمراہ کن نشر و اشاعت بھی تشکیل کی جس کا مقصد ایک ایسے اخراج کیلئے رضاکارانہ منظوری کا حصول تھا جس کی

قانونی حیثیت ہمیشہ سوالیہ نشان بنی رہی اور جس کے نتائج حامیوں کے دعاوی کے مطابق شاذونادر ہی مثبت ثابت ہوئے۔انتہائی جابر بادشاہتوں کو بھی کسی حد تک رائے عامہ کیلئے جواب دہ ہوناپڑتا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ اخراج اتنامقبول نہیں تھا جتنا ہیپسبرگ دربار نے توقع کی یاچاہی تھی۔اس نے یکساں منقسم بین الاقوامی رد عمل پیدا کیا۔سر ٹوبی میتھیو،انگریز کیتھولک مذہب تبدیل کرنے والا جس کی اسپانوی دربار میں باقاعدہ آمدورفت رہتی تھی، نے اعلان کیا کہ "مور" بوجہ "مذہبی معاملات،ان کی کہنہ، قابل مذمت، متعصبانہ اور عالمگیر منافقت اور فرماں روا کے خلاف روزمرہ کے مایوس کن طریقے اخراج کے حق دار ہیں۔" 1611 میں اسپانیہ میں وینیسی سفیر نے بھی اخراج پر مثبت اظہار کیا اور مورسکو کو "بدترین لوگوں" کے طور پر بیان کیا۔میدرد میں انگلش سفیر لارڈ فرانسس کوٹنگھم نے اخراج کو "ایسا ظلم قرار دیا جس کی نظیر کسی دور میں کبھی نہیں سنی گئی،"4 فرانسیسی وزیراعلیٰ کاردینل ریشیلیو نے اس کی مذمت کی۔اس نے جسے "انسانی تاریخ میں انتہائی بے ڈھنگا اعجوبہ،سب سے وحشیانہ فعل قرار دیا۔ ”5 پوپ کا رد عمل بھی ہیپسبرگ دربار کی خواہش سے زیادہ دھیما تھا۔فلپ نے 1610 میں پرتگالی ڈومینیکن راہب دیمین فونسیکا کو پوپ پال پنجم سے اخراج پر حمایت حاصل کرنے کیلئے خصوصاًروم بھیجا اور فونسیکا کا اپنا معافی نامہ اطالوی اور اسپانوی زبانوں میں ترجمہ سے قبل شائع ہوًا تھا تاکہ بادشاہ کے فیصلے کی منظوری اسپانیہ سے باہر بھی حاصل کی جاسکے۔

فلپ اخراج سے پہلے بھی حکمت عملی کی منظوری حاصل کرنے کیلئے بے چین تھا۔16 ستمبر 1614 کو روم میں اسپانوی سفیر فرانسکو دی کاسترو منظوری حاصل کرنے میں ناکام رہا۔ایسا لگتا ہے کہ یہ خط پوپ پال کی تنقید کے جواب میں لکھا گیا تھا کہ مورسکو کے بچوں کو نکالنا ایک "کٹھن کام" تھا۔فلپ نے اس خیال کو غلط ثابت کرنے کیلئے سفیر کو ہدایت کی کہ وہ اسے حالیہ رپورٹوں سے آگاہ کرے کہ "آٹھ ہزار سے زائد ویلنسیائی موروں" کو الجزائر اور تیونس میں اچھی پذیرائی ملی،انھیں ملازمتیں دی گئیں جن کی موجودگی اس بات کا پختہ ثبوت ہے کہ اگر درست طریقے سے بروقت اخراج کا احساس نہ ہوتا تو میری حالت حقیر ہوتی کہ میں کبھی بھی فرقہ محمدی کو اپنی سلطنتوں سے اکھاڑ نہ سکتا۔مشیت ایزدی نے میری مدد کی اور مجھے اس کی پیروی کرنے کا تصور اور استحکام بخشا۔اگر وہ بچے بڑے ہو جاتے تو وہ چند سال میں ہمارے مقدس کیتھولک عقیدے کے دشمنوں کی تعداد میں اضافہ کا باعث بنتے۔6 ہم نہیں جانتے کہ یہ نمائندگیاں کامیاب ہوئیں یا نہیں لیکن فلپ کی بے چینی ایک اور اشارہ تھی کہ اخراج کا شاہی مطلب

ہمیشہ اپنے ہدف کے سامعین سے مشترک نہیں تھا۔ یہ تفاوت جزوی طور پر معکوس منتہائے کمال کے عجیب و غریب احساس کا سبب بنتا ہے جو اخراج کے باضابطہ طور پر ختم ہونے سے پہلے ہی واضح ہو رہا تھا۔

1611 کے اوائل میں گریناڈا کے لاٹ پادری نے ملک بدری کی یاد میں سالانہ عام تعطیل متعارف کرانے کی تجویز پیش کی اور اس امکان کو فلپ اور اس کے وزراء نے مختلف مواقع پر پیش کیا، پھر بھی ایسی کسی چھٹی کا افتتاح نہیں کیا گیا۔ اس بات کا کوئی اندراج موجود نہیں کہ ملک معظم نے ایسا کیوں نہ کیا، لیکن بظاہر سب سے قابل فہم وضاحت یہ ہے کہ اسپانوی حکمرانوں نے نجی طور پر تسلیم کیا کہ یہ مقبول نہیں ہو گی چونکہ بہت سی رعایا کے پاس اخراج کا جشن منانے کی وجہ نہ ہونے کے برابر تھی۔ اسپانیہ کے بہت سے حصوں میں، اس کے برعکس، مورسکوؤں کے جانے سے مقامی معیشت میں گہرے گڑھے پڑ گئے تھے جن کی مرمت میں کافی وقت لگا۔ لامنچا کے دارالحکومت کیودادریال میں اخراج کے نتیجے میں آبادی بارہ ہزار سے گھٹ کر ایک ہزار سے بھی کم ہو گئی۔ مورسکو اخراج سے سیبیہ کی بندرگاہ قلیوں اور گودی پر مزدوروں سے محروم ہو گئی۔ تمام ملک میں گرجاگھروں، راہباؤں، خانقاہوں اور لامذہب زمینداروں نے ریشم کے کام کرنے والے، زرعی مزدور اور باغبان کھودئے جن پر ان کی آمدنی کا دارومدار تھا؛ قصباتی کونسلوں نے ٹیکس لگانے کا ایک اہم ذریعہ کھو دیا تھا۔

والادولد میں مقامی بڑے کلیسا نے فلپ سے التجا کی کہ وہ ان چندوں کو پورا کرے جو سانتا ماریا کے سابقہ مورسکو غریب علاقوں سے میسر تھے۔ اسپانیہ کے دوسرے حصوں سے بھی کئی سال تک ایسی درخواستیں ملتی رہیں۔ ویلینسیا میں خصوصاً معاشی اثر شدید تھا جس نے اپنی آبادی کا ہوش ربا 30 فیصد حصہ کھویا۔ مؤرخ گیسپر ایسکولانو نے 1611 میں لکھا کہ کیسے مورسکو اخراج نے "اسپانیہ کی چمن زار ترین سلطنت کو ایک خشک اور ویران بنجر زمین میں تبدیل کر ڈالا۔"7

مورسکوؤں کی بہت سی بستیاں ویران ہو گئیں، زمینیں برسوں تک غیر منقولہ رہیں اور ان کے مالکان غربت اور بربادی کا لقمہ بنے۔ صرف بیرن ہی اس کا شکار نہ تھے، عدالت استحساب ارتداد نے وہ آمدنی کھو دی جو مورسکوؤں کے جرمانوں اور ضبطئ جائیداد کے ذریعے حاصل ہوئی تھی۔ کلیسا نے مورسکو علاقوں سے دسواں حصہ کھو دیا اور ملک معظم بھی ٹیکسوں سے محروم ہو گیا۔ یہ تباہی کی تصویر آفاقی یا مستقل نہیں تھی۔ ویلینسیا کو اس عمومی معاشی تباہی کا سامنا نہ کرنا پڑا جس کا خوآن دی ربیرا کو خدشہ تھا۔ کچھ "مورسکو" فصلیں، جیسے چینی اور چاول مستقل زوال کا شکار ہوئیں لیکن دیگر جیسے شراب، گندم، اور ریشم بحال ہونے کے علاوہ دوبارہ نمو پذیر ہو گئیں۔8

بعض مالکان نے اپنے رخصت ہونے والے مور سکو لگان داروں کی جگہ نئے آنے والے عیسائی آباد کاروں کے ساتھ سود مند لگان داری عہد نامے کئے جو لیر ما کی ایک رپورٹ میں دیکھنے کو ملے کہ "بہت سے مالکوں کو نقصان پہنچا ہے.. لیکن دوسروں کو فائدہ حاصل ہوا۔" کئی مالکان نے دیوالیہ پن کو قرض دہندگان سے بچنے یا قرض کی ادائیگی پر کم شرح سود حاصل کرنے کیلئے استعمال کیا۔ مور سکوؤں کی زمین اور جائیداد کی فروخت سے دوسروں نے فائدہ اٹھایا جن میں لیر ما اور اس کا خاندان بھی شامل تھا۔ دربار میں گردش کرنے والے ایک کینہ پروری پر مبنی طنزیہ شعر، جس میں کہا گیا تھا کہ ایک لاکھ مور سکو چھوڑ کر گئے، یہ مکانات جو باقی رہ گئے، وہ کس کو تقسیم کیے گئے؟9ان الزامات کی شاید مستحکم بنیاد تھی۔ انگریز سفیر لارڈ کوٹنگھم نے مئی 1610 میں اطلاع دی کہ فلپ نے مور سکو جائیداد کی فروخت سے کچھ رقم لیر ما اور اس کے رشتہ داروں میں تقسیم کی۔ ڈیوک کے پاس والینسیا میں ایجنٹوں کا ایک جال بھی تھا جنہوں نے اس کیلئے زمین اور جائیداد خریدی۔

دوسرے جاگیر داروں نے بھی اس طرح کے لین دین سے فائدہ اٹھایا یا اپنے نقصانات کی تلافی کیلئے نئے حقوق ملکیت اور زمین کیلئے مالی مدد حاصل کی۔ ڈیوک آف گینڈیا، جسے پہلے اپنے گھرانے کی تباہی کا خدشہ تھا، اسے وفاداری کا اتنا اچھا صلہ ملا کہ وہ بالآخر بورجیا خاندان کی سابقہ عظمت بحال کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اخراج کے بعد کی آباد کاری میں ہر کسی کو بادشاہ کے گراں قدر عطیات سے فائدہ نہیں ہوا۔ 1614 میں ایک شاہی کمشنر کو اخراج سے متعلق پیچیدہ معاشی مسائل کو حل کرنے کیلئے ویلنسیا بھیجا گیا، خصوصاً سینسالیسٹا کے متضاد مطالبات، جن کے قرضوں نے ویلنسیا کی زمیندار اشرافیہ کو اتنے سال تک مالی امداد فراہم کی تھی اور جنہوں نے اب شکایت کی کہ وہ ذمہ داریوں سے بچنے کیلئے مور سکو اخراج کو بہانے کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔

دو سال کی پیچ در پیچ گفت و شنید کے بعد ان تنازعات کو شہری بنیاد پر قرض دہندگان کے نقصان پر حل کیا گیا جو ادائیگی کیلئے کم شرح سود قبول کرنے کے پابند تھے جب کہ زمین داروں نے جن کے ذمے رقم واجب الادا تھی، اپنی جائیدادیں اور معاشی بحالی کے امکان کو برقرار رکھا۔ ان میں سے بہت سی جائیدادیں اس کے باوجود برسوں تک جمود کا شکار اور غیر پیداواری رہیں۔ ان پر امید پیشین گوئیوں کے باوجود کہ عیسائی آباد کار جلد ہی مور سکوؤں کی جگہ لے لیں گے۔ عیسائی اکثر ایسے خشک اندرونی علاقوں میں کام کرنے سے گریزاں تھے جہاں مور سکو کی بہت سی بستیاں واقع تھیں۔ بہت سے لوگ زیادہ کرائے اور سخت شرائط کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں تھے جو ویلنسیائی جاگیر داروں نے نئے لگان داروں پر مسلط کرنے کی کوشش کی۔ مرکزی حکومت نے بالآخر آقاؤں اور ان کے جاگیر داروں کو مطمئن

کرنے کی کوشش میں دوبارہ آبادکاری کے احکام نافذ کیے لیکن دوبارہ آبادکاری کی رفتار سست اور ناہموار رہی۔ 1638 میں ویلینسیا کے مور سکوؤں کے 453 گاؤں میں سے 205 خالی رہے اور قدرے زیادہ دور دراز مقامات کو کبھی دوبارہ آباد ہونا نصیب نہ ہؤا۔

اخراج نے آراگون میں جمود اور تنزل کی ایسی ہی میراث چھوڑی جس نے آبادی کا تقریباً 15 فیصد کھویا۔ دریائے ایبرو کے کناروں سے مور سکوؤں کے اخراج کے ساتھ ہی اسپانیہ کا زرخیز ترین خطہ زوال کی نظر ہو گیا۔ ویلنسیا میں بہت سے آراگونی جاگیردار جاگیریں کھونے سے برباد یا غریب ہو گئے تھے۔ چند ایک صحت یاب ہونے میں کامیاب ہوئے اور انہوں نے مسیحیوں کو مور سکوؤں کی جگہ لیتے پایا لیکن ان نئے آبادکاروں نے اکثر ان زمینوں کو پھر سے کارآمد بنانے کیلئے جدوجہد کی جو مور سکو اخراج کے بعد جھاڑ جھنکاڑ سے اٹی تھیں۔ بہت سے لوگ قرض میں ڈوب گئے یا کوشش ترک کر دی۔ سلطنت کے بہت سے حصے کئی سال تک غیر پیداواری اور کم آباد رہے۔ اخراج کا جشن منانے والے مصنفین ان منفی اثرات سے غافل نہیں تھے لیکن انہوں نے یا تو انہیں عارضی دھچکے کے طور پر مسترد کرنے یا اسپانیہ کی اس تخلیق کے مقابلتاً ان کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کی جو اب مارکوس دی گوداللاخارا کے الفاظ میں "ایک کیتھولک عقیدہ، حواریانہ، رومن" سے منسلک ہو گیا تھا۔ کچھ مصنفین نے اسپانیہ کی روحانی عظمت کے ثبوت کی خاطر مفروضہ مادی عسرت سے گزرنے کیلئے آمادگی ظاہر کی۔ بلاوردو کے نزدیک، "اسپانیہ کو صفائی اور پاکیزگی کی خاطر کمزور اور بے چین کرنا بہتر تھا۔" خوآن دی سالازار نے اپنے نقصان سے قطع نظر فلپ کی "اپنی سلطنتوں کی پاکیزگی، ایمان کے تحفظ" اور اسپانیہ کو ایک "ناقابل اصلاح اور گھٹیا گروہ" سے پاک کرنے پر تعریف کی۔

کچھ مصنفین نے دعویٰ کیا کہ اسپانوی معاشرہ ایک مجرم ذیلی موری ثقافت ہٹانے سے زیادہ محفوظ اور پابندِ قانون بن گیا ہے۔ یہ ان کی بڑی حد تک قوت واہمہ تھی، جھوٹی نشرواشاعت تھی۔ والینسیا میں اخراج کے طویل عرصے بعد تک ڈکیتی، قتل اور مافیا جیسے خونی انتقام کیلئے چونکا دینے والا مظاہرہ جاری رہا۔

وائسرائے نے 1689 میں بادشاہ کو اطلاع دی کہ سلطنت "چوروں، گھڑ سوار ڈاکوؤں، قاتلوں اور ہر قسم کے مجرموں کی ٹولیوں سے دوچار ہے جو نہ تو مسافر کی جان ومال بخشتے ہیں اور نہ ہی اس گھوڑے کو جسے کسان ہل میں جوتتا ہے۔10 اس بات کا کوئی ثبوت نہیں تھا کہ مور سکوؤں کے جانے کے بعد ملک کے دیگر حصوں میں جرائم کی شرح کم ہوئی۔ سیبیہ میں مجرموں، اجرتی قاتلوں اور چوروں کا ایک نموپذیر منظم گروہ صدی بھر حکام کو اذیت دیتا رہا۔ میدرد

میں 1639 میں ایک سرکاری رپورٹ میں مشاہدہ کیا گیا کہ "کوئی دن نہیں گزرتا کہ لوگ ڈاکوؤں یا سپاہیوں کے ہاتھوں مارے یا زخمی نہ ہوئے ہوں، گھروں میں چوری، لڑکیوں پر حملہ اور لوٹ مار کی گئی"۔

1613 میں مارکوس دی گوادالا جارا نے اسپانیہ کے اخراج کے بعد کی ایک ایسی تصویر بنائی جس میں "تجارتی سامان خشکی اور سمندر سے آزادانہ آتا جاتا ہے۔ ہم اپنے ساحلوں پر افریقی ڈکیتیوں اور توہین سے آزاد ہیں: وہ اموات جو ہر گھنٹے ہوتی تھیں اب نہیں ہوتیں۔ 11 یہ بھی ایک احمقانہ سوچ تھی۔ اخراج کے دوران مسلم اور عیسائی قزاق اسپانوی ساحلی شہروں اور جہازوں پر حملے کرتے رہے۔ انگریز سفیر لارڈ کوٹنگھم کے مطابق، جس نے 1616 میں پریوی کونسل کو مطلع کیا کہ بربر بحری قزاقوں کی "طاقت کے بموجب ان چھاپوں میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے جواب سمندر اور بحیرہ روم دونوں میں اس بلندی پر پہنچ گیا ہے کہ میں نے اس کی وجہ سے اس دربار میں اس سے زیادہ اداسی اور خلفشار پیدا کرنے والی کوئی چیز نہیں دیکھی۔" 12 قزاقوں میں بڑی تعداد مورسکوؤں کی تھی۔ 1617 میں ممتاز انگریز درباری لارڈ جارج کیریو نے دوست سر تھامس رو، مغل دربار میں انگریز سفیر کو بحیرہ روم میں "ترک" قزاقی کی لہر کے متعلق مطلع کیا، خصوصاً اسپانیہ میں جہاں "وہ سمندری دیہات برباد کر کے بہت سوں کو قید کر کے لے گئے۔ وہ بنیادی طور پر اسپانوی مشرقی ساحل کے جلاوطن موروں سے متاثر تھے۔" 13 کیریو نے نوٹ کیا کہ "یہ سمندری قزاق اب اچھے ملاح بن گئے ہیں" اور فکر مند تھا کہ وہ "جلد ہی طویل عیسائی ساحلوں پر پہنچ جائیں گے۔" بحری قزاقی میں اضافے کو مکمل طور پر اخراج سے منسوب نہیں کیا جا سکتا لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ نکالے گئے مورسکوؤں نے روزی کمانے یا اپنے سابقہ اذیت دینے والوں سے بدلہ لینے کی خاطر قزاقی کی۔ جون 1618 میں الجزائر سے 6,500 قزاقوں کے ایک بیڑے نے جس میں 250 مورسکو شامل تھے، نے لانزاروت پر غلام بنانے کیلئے بہت بڑا حملہ کیا۔ مشہور ترین مورسکو قزاق ہورناچوس کی عسکریت پسند مورسکو برادری سے آئے تھے جو دریائے بورگرید کے ساحل پر واقع مراکش کی بندرگاہ سالی (رباط) میں بس گئے۔ مختلف ممالک کے بھانت بھانت کے مرتد عیسائیوں کی جماعت کے اتحاد سے ہورناچوس نے بندرگاہ کو ایک خود مختار قزاق جمہوریہ میں تبدیل کیا جس میں چالیس بحری بیڑے، اس کا اپنا بارعب امیر البحر اور ایک حکمران کونسل یا دیوان تھا جس نے ان کی کارروائیوں اور مال غنیمت میں اشتراک کیلئے مربوط کیا۔

نصف صدی سے زیادہ عرصے تک "سیل روورز" جیسا کہ وہ انگلینڈ میں مشہور تھے، بحیرہ روم اور بحر اوقیانوس میں کام کرتے رہے اور ان کے جہاز انگلش چینل، آئس لینڈ اور نیو فاؤنڈ لینڈ تک پائے گئے۔ ان کی بدنامی رابنسن

کروسو میں بھی پائی گئی جب دی فو کے مرکزی کردار کو افریقہ میں تجارتی مہم کے دوران "ترک روور آف سلے" نے پکڑ کر غلام بنالیا، قبل اس کے کہ ایک مقامی "موریسکو" کی مدد سے اس کے فرار کی راہ ہموار ہو جاتی۔ مہم جوئی کے ان تمام عوامل نے بادشاہ کے کارنامے پر سایہ ڈالا جسے جھوٹی نشرواشاعت سے مکمل طور پر دور نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لیرما کے اپنے مقام میں اخراج نے خاص اضافہ نہ کیا۔ پوپ پال پنجم نے اسے مارچ 1618 میں کارڈینل بنا دیا جس کے متعلق اس کے دشمنوں کا خیال تھا کہ یہ اس کی مالی بدعنوانیوں پر پھانسی سے بچنے کیلئے ایک چال تھی۔ اسی سال اکتوبر میں بدعنوانی کے ان الزامات نے آخر کار فلپ کو مجبور کیا کہ وہ اپنے سرپرست کو ایک محلاتی بغاوت پر دربار سے بے دخل کر دے جو لیرما کے بیٹے نے کی تھی۔ ڈیوک نے روتے ہوئے فلپ کا دفتر چھوڑا اور اپنی جائدادوں پر چلا گیا جہاں وہ 1625 میں اپنی موت تک اقتدار کے حلقوں میں ایک اچھوت بنا رہا۔ فلپ خود اپنے محبوب کے سیاسی زوال کے بعد زیادہ دیر زندہ نہ رہا۔

فروری 1621 میں، چھوٹا ولی سرخ رنگ کے بخار سے بیمار پڑ گیا۔ اس کی کمزور صحت کو برسوں کے پیٹوپن نے نقصان پہنچایا تھا، اس کے ڈاکٹروں کے تین بار فصد کھولنے اور اس کی خلوت گاہ میں سینٹ ایسیدور کی باقیات رکھنے کے باوجود وہ کبھی صحت یاب نہ ہو سکا۔

فلپ بوقت موت بطور ایک حکمران اپنی ناکامیوں پر پچھتاوے اور لمبے عرصے تک تطہیر کے امکان سے گھبرا گیا۔ افسوس کیلئے یقیناً بہت کچھ تھا۔ جنگ سے اپنی تھکی ہاری رعایا کیلئے امن کی ایک انتہائی ضروری مدت حاصل کرنے کے باوجود وہ اور لیرما اس سے فائدہ اٹھانے میں ناکام رہے تھے۔ اس کے زیادہ ہوشیار مشیروں نے سال ہا سال سے بادشاہ پر زور دیا تھا کہ وہ ملک کو درپیش سماجی اور معاشی مسائل پر کارروائی کرے، اسپانیہ کے انتشاری مالیات اور جابرانہ ٹیکسوں سے لے کر ایک متزلزل سماجی درجہ بندی تک، اشرافیہ، انتظامیہ اور کلیسیائی لوگ جو سب سے زیادہ بھاری تھے لیکن کھیتوں میں کام کرنے کیلئے کاشت کار نہیں تھے۔

لیرما کے حکم پر 1619 میں کاستیہ کی کونسل نے ایک رپورٹ شائع کی جس میں دیہی علاقوں کی کم آبادی کو ملک کو درپیش سنگین ترین مسئلہ قرار دیا گیا تھا اور اسپانیہ کے ویران علاقوں میں ہنرمند کاشت کاروں کی منصوبہ بند آبادکاری کی سفارش کی گئی تھی۔ یہ بالکل وہی سرگرمی تھی جس میں مورسکوؤں نے شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا لیکن مذہبی تزکیہ کے ایک شیخی بازانہ وہم میں قربانیوں کا شکار رخصت ہو چکے تھے جو بادشاہ اور اس کا محبوب اسپانیہ کی عظمت کو بحال کر کے بادشاہت کیلئے عزت اور وقار کا باعث بنتے۔ فلپ کا مارچ 31، 1621 کو انتقال ہو گیا۔ اس کی

44ویں سالگرہ سے کچھ ہی کم، اور تخت اس کے بیٹے فلپ چہارم (65 - 1621) کو وراثت میں ملا۔ چند سالوں کے اندر قومی تخلیق نو کی وہ لاابالی امیدیں جو ایک بار اخراج کے نرغے میں آچکی تھیں تیزی سے فراموش کر دی جائیں گی، کیوں کہ اسپانیہ کو سنگ دل زوال کا سامنا کرنا پڑا جو کئی طریقوں سے اس کے اقتدار میں آنے کی طرح ہوش ربا تھا۔

فلپ کی موت سے پہلے ہی، وہ ناپائے دار امن جس سے اخراج ممکن ہو سکا، کھُلنا شروع ہو گیا تھا۔ 1618 میں بوہیمیا میں کیتھولک مخالف بغاوت نے تیس سالہ جنگ کو جنم دیا اور اسپانیہ کو وحشیانہ مذہبی تنازعات کے ایک اور گرداب میں ڈال دیا۔ 1621 میں فلپ نے بحیثیت بادشاہ اپنے آخری کام میں ولندیزی متحدہ صوبوں کے ساتھ صلح کی تجدید سے انکار کر دیا اور اسپانیہ کی طویل ترین جنگ کا آغاز کیا۔ 1625 تک اسپانوی فوجیں ایک بار پھر متعدد تنازعات میں مصروف تھیں جس میں تین لاکھ فوجی بیرون ملک تعینات تھے اور مزید نصف ملین افراد رضاکارانہ متحرک ہوئے۔ فلپ چہارم کے قابل وزیر اعلیٰ اور لیرما کے جانشین والیدو، کاؤنٹ آف اولیوارس کی شاندار کوششوں کے باوجود اسپانیہ اس وسیع فوجی ادارہ کو برقرار رکھنے کیلئے بمشکل رقم اور افرادی قوت تلاش کر سکا۔

جنگ نے تمام اسپانوی، ہیپسبرگ کے علاقوں میں بغاوت کی بھڑکتی آگ کو ہوا دی۔ 1640 اور 1652 کے درمیان کاتالونیا میں علیحدگی پسند بغاوت جو ریپرزوار کے نام سے جانی جاتی ہے، فرانسیسی فوجیوں کو باغیوں کا ساتھ دینے کیلئے سلطنت میں لے آئی اور آخر کار اسپانیہ کو اپنے علاقے کا بہت بڑا ٹکرا اپنے قدیم دشمن کے حوالے کرنے پر مجبور کر دیا۔ والینسیا، پرتگال، نیپلز اور سسلی میں مزید بغاوتوں نے یورپ میں اسپانوی، ہیپسبرگ سلطنت کی گرتی شان دار بڑی عمارت کو تباہ کرنا جاری رکھا اور طاقت کے توازن کو کٹرپنے سے فرانس کی طرف منتقل کر دیا۔

1643 میں فرانسیسی فوج نے اسپانیہ کے سات ہزار بہترین سپاہیوں کو روکروئی کی لڑائی میں تباہ کر دیا جو اسپانوی تاریخ کی انتہائی تباہ کن فوجی شکست تھی۔ چار سال بعد ویسٹ فالیا کے امن نے تیس سالہ جنگ کا خاتمہ کیا اور اسپانوی کمزوری کی تصدیق منسٹر کے معاہدے میں ڈچ متحدہ صوبوں کی خود مختاری کو تسلیم کرنے سے ہوئی-ایک تاریخی لمحہ جس نے تقریباً اسی سال کی جنگ کا خاتمہ کیا اور اسپانیہ کی "سنہری صدی" کے علامتی اختتام کو نشان زد کیا۔

سترہویں صدی کے آخر تک، اسپانیہ انتظامی اور مالیاتی تباہی کے دہانے پر کھڑا تھا اور بادشاہت بمشکل اس قابل تھی کہ وہ اپنی رعایا پر اختیار مسلط کر سکے یا اپنے بیرونی دشمنوں کے تجاوزات کے خلاف مزاحمت کر سکے۔ 1668 میں فرانسیسی ایلچی مارکوِس دی ولارس نے اعلان کیا کہ "اسپانیہ کی حکومت میں کس حد تک خرابی ہے، اس کو بیان کرنا مشکل ہوگا، یہ مشاہدہ کرتے ہوئے کہ "اسپانویوں کی طاقت اور حکمت عملی" مسلسل کم ہوتی جا رہی ہے۔"14 ...

صدی کے آغاز سے۔"1700 میں نیم پاگل اور بے اولاد بادشاہ چارلس دوم کی موت کے بعد اسپانوی جانشینی کی جنگ اور اسپانوی تخت پر بوربون بادشاہ کا حتمی الحاق ہوُا۔

اسپانوی ہاپسبرگ کے آخری انہدام سے بہت پہلے بہت سے اسپانوی باشندوں نے اسپانیہ کے چکرا دینے والے زوال میں اخراج کو ایک اہم کردار ادا کرنے والے عنصر کے طور پر نشان زد کرنا شروع کر دیا تھا۔1626 میں پادری اور شاہی سکریٹری پیدرو فرنانڈیز دی ناوّریت نے بادشاہت کا تحفظ کے عنوان سے اسپانیہ کے معاشی مسائل کے ایک تاریک تجزیے میں لکھا، "شہزادوں کیلئے یہ ریاست کی سب سے زیادہ خراب پالیسی ہے کہ وہ اپنی رعایا سے اپنا اعتماد واپس لے لیں۔" جس نے کاستیہ کی آبادی کو "ہمارے مقدس کیتھولک عقیدے کے دشمن موروں اور یہودیوں کے بے شمار اخراج" کو مورد الزام ٹھہرایا۔اگرچہ ناوارّیت نے "غلط پالیسی کے فیصلے" کے طور پر دونوں اخراج کی مذمت کی، لیکن مورسکوؤں کے متعلق اس کا رویہ واضح طور پر متضاد تھا۔ایک طرف، اس نے اخراج کو "ہمارے مقدس بادشاہ فلپ III کی طرف سے بہت اچھی طرح سے سرانجام دیا" گویہ غیر ضروری تھا، ساتھ ہی یہ لکھا:

میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ ہماری سلطنتوں کیلئے ایک بڑی آبادی کی بہت اہمیت کے باوجود، اسپانوی بادشاہوں نے ہمیشہ اس بات کو ترجیح دی کہ بادشاہت کا صوفیانہ جسم نقصان دہ متلون مزاجی کیلئے رضامندی کے بجائے اچھے خون کو آلودگی سے بچانے کیلئے اپنی ممتاز تعداد کو کم کرے۔۔۔ مختلف رسم ورواج اور مذہب رکھنے والے پڑوسی نہیں بلکہ گھریلو دشمن....اس سب کے باوجود میں اس بات کا قائل ہوں کہ اگر ہمیں ان کی بدنامی سے پہلے مورسکوؤں پر بدنامی کا نشان لگائے بغیر قدرے عزت دینے کا کوئی ذریعہ مل جاتا قبل اس کے کہ وہ مایوسی میں برے خیالات میں غوطہ زن ہو جاتے تو وہ شائد باعزت طریقے سے نیکی کے مندر میں داخل ہوتے اور ہماری بری رائے کی وجہ سے برائی کی طرف مائل ہوئے بغیر کیتھولک کلیسا کے گروہ میں شامل ہو کر وفادار بن جاتے۔15

دربار اور حکومت کے دیگر سرکردہ اراکین نے بھی دیہی علاقوں میں افرادی قوت واضح ہونے پر بحران کی وجہ اخراج کا از سر نو جائزہ لینا شروع کر دیا تھا۔فلپ چہارم نے 28 ستمبر 1622 کو والد کی موت کے تقریباً" ایک سال بعد سرکاری طور پر والینسیا میں گرتے کرایوں اور آبادی میں کمی کو "اخراج کی وجہ سے ہونے والے بڑے نقصان" کو تسلیم کیا۔1633 میں فلپ نے خانہ بدوشوں کو ملک بدر کرنے کی کونسل آف کاستیہ کی تجویز کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ اس اختیار پر پہلے ہی غور کیا جا چکا تھا اور "مورسکوؤں کے جانے کے بعد سلطنتوں کی آبادی کم ہونے" کی وجہ سے مسترد کر دیا گیا تھا۔آبادی کا بحران اتنا شدید تھا کہ فلپ کے معترف نے مورسکوؤں کو واپس مدعو کرنے کا مشورہ بھی

دیااور اولیوارس نے بھی یہودیوں کے متعلق یہی مشورہ دیا۔1690 کے اواخر میں میدرد میں مراکش کے سفیر نے دعویٰ کیا کہ اس نے درباری اہل کاروں کو اخراج اور لیرما کے کردار پر تنقید کرتے ہوئے سنا ہے۔ان بدلتے رویوں کی عکاسی مورسکوؤں کی زیادہ ہمدردانہ اور یہاں تک کہ پرانی ثقافتی عکاسی دان کیاآتی کے دوسرے حصے سے لے کر پیدرو کالدیرون دی لا بارکا کے مؤثر ڈرامے امارTo Love After Death تک ہوئی جو اخراج کے بعد ابھری۔

گینیس پیریز دی خیتا کی وار آف دی الپو خرّاس کے ایک واقعہ پر مبنی، کالدیرون کی محبت اور انتقام کی المناک کہانی بیان کرتی ہے کہ کیسے مورسکو کے رئیس ال توزانی نے اپنی خاتون ما لیکا کی موت کا بدلہ لینے کیلئے گیلیرا کی تباہی کے بعد عیسائی کیمپ میں گھس کر مالیکا کے گلے کا ہار چرانے والے اسپانوی فوجی کو مار ڈالا۔ابن ہمیااور آسٹریا کے ڈان جان جیسی حقیقی تاریخی شخصیات کو پیش کرتے ہوئے کالدیرون نے مورسکو کی بغاوت کو عیسائی جبر کے خلاف ایک اجتماعی بغاوت کے طور پر پیش کیا اور اپنے مورسکو مرکزی کرداروں کی شرافت کو اسپانوی فوجیوں کی رذیل لوٹ مار سے ممتاز کیا۔اخراج کا از سر نو جائزہ اسپانیہ کے اخراجی قوانین کو جزواً سرکاری طور پر مسترد کرنے سے موافق تھا جس کی اولیوارس نے "خدائی، فطری اور اقوام کے قانون کے خلاف "ہونے پر مذمت کی۔ایسی تنقیدیں عموماً ان قوانین کی مدد کی وجہ سے ہونے والی دھوکہ دہی اور چوری اور ان کی حمایت کرنے والے اصولوں کی بجائے شرافت پر ان کے منفی اثرات پر زیادہ مرکوز تھیں۔فلپ چہارم نے گو بدنام زمانہ "سبز کتابوں" پر پابندی لگادی تھی جس پر اشرافیہ بہت ناراض تھی لیکن خالص خون اور خالص عقیدے کے درمیان تعلق آنے والی کئی صدیوں تک اسپانویوں اور غیر ملکیوں کیلئے اسپانوی شناخت کی علامت بنا رہا۔

لارڈ بائرن کی انیسویں صدی کے اوائل میں لکھی گئی طنزیہ نظم ڈان جوان میں اپنے ہیرو کے والد کو استہزائیہ انداز میں بیان کیا کہ "ایک سچا باعزت شخص، ہر داغ/ مور یا عبرانی خون سے پاک،اس نے اپنے ماخذ کا پتہ لگایا/اسپانیہ کے انتہائی گوتھک شرفاء کے ذریعے۔" انیسویں صدی کے وسط میں، انگریز سیاح رچرڈ فورڈ کو ایسے اسپانوی مل گئے جو اب بھی اس بات پر فخر کر سکتے تھے کہ وہ حقیقی بے داغ عیسائی تھے۔1834 میں آخر کار عدالت استحصال ارتداد کو ختم کر دیا گیا۔پرانے اور نئے عیسائیوں کے درمیان فرق کو 1860 تک باضابطہ طور پر مسترد نہیں کیا گیا تھا، جب اسپانوی پارلیمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ آرمی کیڈٹ کور میں داخلے کیلئے اب ایسے سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے جو ان کے "یہودی یا مور کی کسی بھی ملاوٹ سے" آزاد ہونے کی گواہی دے۔

اسپانیہ کے عظیم پاکیزگیوں کے منفی معاشی نتائج پر افسوس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ اس کے حکمران ان کو تبدیل کرنے کیلئے تیار تھے اور نہ ہی یہ از سر نو تشخیص ان لوگوں کو زیادہ برداشت کرنے کیلئے ترجمہ کی گئی جو ملک میں رہ گئے۔ 1615 میں انگلش سفیر جان ڈگبی نے تولیدو میں فلپ III کی طرف سے دیکھے گئے ایک ایمان پر عمل کی سزا بیان کی جس میں ایک مورسکو کو موت کی سزا سنائی تو اس نے "موری مذہب میں اپنی ہٹ دھرمی جاری رکھی جس کے خلاف لوگوں نے ایک عجیب و غریب تشدد کا مظاہرہ کیا کہ جب وہ پھانسی کی طرف لے جایا جارہا تھا... تو اسے تقریباً ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا تھا۔"16 اس طرح کے رویوں سے یہ وضاحت ہو سکتی ہے کہ کیوں مورسکوؤں اور یہودیوں کو واپس نہ بلایا گیا۔

1728 کے آخر تک گریناڈا میں عدالت استحصال ارتداد کے ذریعے 106 مورسکوؤں پر اور اگلے سال مزید 119 پر فرد جرم عائد کی گئی۔ 1787 میں انگریز سیاح جوزف ٹاؤن سینڈ نے دعویٰ کیا کہ "اسپانیہ میں آج بھی بے شمار محمدی اور یہودی موجود ہیں۔ پہلے پہاڑوں میں، دوسرے تمام بڑے شہروں میں۔ ان کا بنیادی بھیس کلیسا کے تمام اصولوں کی بیرونی مطابقت میں عام جوش سے زیادہ ہے۔"17 ایسے دعوے غیر ممکن نظر آتے ہیں، ہاں اگر عدالت استحصال ارتداد نے ان پر یقین کیا ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے مورسکو اخراج سے بچ گئے اور وہ اسپانیہ میں رہنے یا بعد میں واپس آنے میں کامیاب ہو گئے لیکن یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ مورسکو یا یہودی اتنے عرصے تک اس طرح کی تفرقہ بازی کو برقرار رکھنے کے قابل تھے یا تیار تھے اگرچہ ماضی کے چند نشانات اب بھی غیر ملکی مبصرین کی عقابی نظر سے اوجھل نہیں رہ سکتے۔ رچرڈ فورڈ نے اسپانیہ میں مسافروں کیلئے اپنی بصیرت افروز کتاب (1845) میں الپوخری قصبوں کا دورہ کیا جن کے باشندوں کو اس نے "آدھے مور کے طور پر بیان کیا، حالانکہ وہ اسپانوی بولتے ہیں" اور جن کی اسپانوی اس کے خیال میں وہ "الگرابیا میں سختی سے رنگی ہوئی تھی۔" فورڈ خصوصاً دیہی مرسیا کے کسانوں کی ظاہری شکل سے متاثر ہوا جنہوں نے "سروں پر رومال جیسے پگڑیوں اور کمر کے گرد لپیٹا سفید کپڑا بمقابل پیتل کی رنگت کے ساتھ کتان کے کپڑے جیسے مور کی طرح سیاہ۔"18

یہ یقین کرنا دلکش ہے کہ یہ ان مرسیائی "موروں" کی اولادیں ہیں جو عیسائی بنے اخراج سے بچ جانے والے ہیں جن مورسکوؤں کو 1614 میں سالازار نے نکال دیا تھا یا وہ اسپانیہ میں واپس چلے آئے تھے لیکن یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ مورسکوؤں کی کہانیاں جو بچ گئیں ان کا تعلق ایک غیر مرئی تاریخ سے ہے جو شاید کبھی نہیں سنائی جائے گی۔ یہ واضح ہے کہ فلپ اور لیرما کبھی بھی اسپانیہ سے "موری چیزوں کی تمام یادداشت" کو ختم کرنے میں کامیاب نہیں

ہوئے۔ موری ماضی کی میراث عظیم پاکیزگی سے بچ نکلی جو اسپانیہ کے فن تعمیر، زمین کی تزئین، ادب، کھانوں اور عربی سے مستعار ہزاروں اسپانوی الفاظ میں جاری وساری تھی۔ اخراج کے بعد دوسوسال سے زائد عرصے تک پھر بھی اسپانوی تاریخ میں موری اسپانیہ کا ایک فراموش اور بڑی حد تک شرمناک باب قائم کیا اور خود مورسکوؤں کو بمشکل ہی یاد رکھا گیا۔

یہ انیسویں صدی تک نہیں تھا کہ فورڈ اور واشنگٹن ارونگ جیسے غیر ملکی مصنفین نے اسپانیہ کے نظرانداز کئے اسلامی کھنڈرات کا دورہ شروع کیا اور بین الاقوامی عوام کے سامنے موری اسپانیہ کے متعلق گورومانوی لیکن مثبت منظر پیش کیا۔ اسی عرصے میں اسپانوی عربوں کی نئی نسل جیسے پاسکوایل گیانگوس، میگوئل اسین پالاسیوس، اور ایدوردو ساویدرا نے الاندلس کے ثقافتی ورثے کی تحقیق شروع کی اور الجامیادو نسخوں کے پہلے تراجم نے مورسکو اسپانیہ کی فراموش شدہ دنیا پر روشنی ڈالی۔ــــاس طرح ایک ایسا عمل شروع ہوا جو بالآخر اسپانوی تاریخ کے دھارے میں اسلامی ماضی کو دوبارہ شامل کرنے کا باعث بنے گا۔

ہسپانیوی مورسکو ترا کین وطن کے زیادہ نشانات نظر آتے ہیں۔ ان کے اسفار اور منازل ایک وسیع قوس پر محیط تھیں۔ مورسکو مصر، ترکی، بلقان، لبنان، یونان اور صحارا کے جنوب میں پائے گئے۔ کچھ شام میں آباد ہوئے جہاں عثمانی سلطان نے ان کیلئے زمینیں الگ کردیں۔ ٹمبکٹو میں مورسکو کی ایک چھوٹی کالونی قائم کی گئی تھی جہاں مراکش کے سلطان کی جانب سے ایک کھوجنے کی مہم کے بعد "اندلسی" سپاہیوں کا ایک دستہ وہیں رہ پڑا۔ مورسکوز یادہ تر شمالی افریقہ میں بکھرے ہوئے تھے جہاں وہ درجنوں شہروں، قصبوں اور دیہات میں پائے گئے: تیتوان، فیض اور تانگیر سے لے کر الجزائر اور طرابلس تک۔ تیونس میں اسی ہزار مورسکو آباد ہوئے جن میں سے زیادہ تر دارالحکومت، تیونس میں اور اس کے آس پاس ہیں جس میں اب بھی ایک چوتھائی ہیں جسے ذقاق الاندلس، یا اندلسی تنگ گلی کہا جاتا ہے۔ دوسرے لوگ دریائے میخردا کی سرسبز وادی اور کیپ بون کے زرخیز مقام کی طرف چلے گئے جن کے لیموں کے باغات کے پھیلاؤ نے بہت سے مورسکو مہاجرین کو سیراب میدان اور غرناطوی مرطوب خطہ کی گم گشتہ شان و شوکت کی یاد دلائی ہوگی۔

ان جلاوطنوں نے اپنے نئے ممالک میں وہی اسپانوی گذشتہ پیشے اختیار کیے۔ کچھ نے کھیتی باڑی کی، دوسرے کاریگر اور صناع تھے جنہوں نے اپنی مہارتوں کو مقامی ضروریات کے مطابق ڈھال لیا یا اپنی اختراعات متعارف کروائیں جیسے نمدے کی سادہ گول سرخ ٹوپی جسے چیچیا کہا جاتا ہے، تیونس کے لوگ وہ آج بھی پہنتے ہیں۔ دیگر

مور سکوؤں نے شمالی افریقی حکمرانوں کیلئے بطور سیکرٹری اور مترجم، تاجروں اور سفارت کاروں کے طور پر کام کیا۔ ان میں سے بہت سے لوگوں نے اخراج کے فوراً بعد الگ الگ آبادیاں بسائیں جو اسپانیہ کے ان خطوں جیسی تھیں انہوں نے جہاں سے ہجرت کی تھی۔ ان کا نئی صورت حال میں ڈھلنا ہمیشہ آسان نہ تھا۔ مور سکوؤں کو بطور مسلم عبادت کرتے دیکھ کر انہیں اکثر مقامی آبادی نے عیسائی یا مرتد سمجھا۔ تیونس میں بہت سے عام تیونسی باشندوں نے مور سکوؤں کو ان کے ہمدرد حکمران عثمان دے کی طرف سے دی گئی خصوصی ٹیکس کی حیثیت پر ناراضی ظاہر کی اور عثمانی سلطان اس بات کو یقینی بنانے کیلئے کہ جلاوطنوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے، عثمان کے نسبتاً کم ہمدرد جانشین کو نئے احکامات جاری کرنا ضروری سمجھا۔

مور سکوؤں نے خود بھی جلاوطنی سے سمجھوتا کرنے کیلئے جدوجہد کی۔ بہت سے لوگ عربی نہیں بولتے تھے اور ان ممالک کے رسم و رواج اور ثقافت سے ناواقف تھے۔ انتہائی دین دار مسلمان بھی آرزوں، پرانی یادوں اور گھر کی یاد کی بیماری کے شدید جذبات کی طرف مائل تھے جسے اسپانوی اینورانزا کہتے ہیں۔ تیونس میں جلاوطن مور سکو شاعر ابراہیم طیبیلی نے اپنی جلاوطنی کو عیسائی جبر سے آزادی سمجھ کر منایا اور آتشیں اشعار لکھ کر اس مذہب اور معاشرے پر حملہ کیا جنہوں نے اس کے ہم وطنوں کو دیس نکالا دیا۔ ایسے مور سکو مصنفین بھی تھے جیسے گمنام ریفو گیادو دی تیونس، جس کی تحریریں اس مختلف الاوصاف ثقافتی میراث کا ثبوت تھیں جسے اسپانیہ کے حکمرانوں نے مٹانے کی کوشش کی۔ ایک پارسا مسلم، تیونسی جلاوطن نے اس سلوک کی تلخ یادوں کو برقرار رکھا جو اس نے اور اس کے ہم مذہبوں نے اپنے اسپانوی وطن میں "مسیحی بدعتیوں" کے ہاتھوں برداشت کیں جہاں "ہم نے دن رات خدا سے دعا کی کہ وہ ہمیں ان مصائب اور خطرہ سے نجات دلائے اور ہم اسلام کی سرزمین میں رہنا چاہتے تھے خواہ وہ بے آب و گیاہ ہو۔ اس کا محبت کرنے کا شہوت انگیز ہدائت نامہ اسپانوی زبان میں لکھا گیا تھا اور اس میں جابجا لوپ دی ویگا اور گونگورا کے یاد کردہ اشعار بھی لکھے۔ 19

بہت سے دوسرے مور سکوؤں نے بھی اسی طرح کے متضاد جذبات کو محسوس کیا۔ 1627 میں مراکش میں ایک انگریز جاسوس بنام جان ہیریسن نے اپنی حکومت کو بتایا کہ سالے کے جنگجو ہورناخیروز نے مراکش کے سلطان سے تحفظ کے بدلے انگلستان کے بادشاہ کا لگان دار بننے کی پیشکش کی ہے۔ ہیریسن نے ان کا مقدمہ پیش کر کے استدلال کیا کہ ہورناخیروز پروٹسٹنٹ ازم میں تبدیلی کیلئے تیار تھے کیونکہ "وہ بت پرست رومن مذہب میں پیدا ہوئے اور محمد ازم کے زیر سایہ بڑے ہوئے، اب زیادہ لوگ بٹے ہوئے تھے اور نہیں جانتے کہ کس چیز پر یقین کرنا ہے۔ 20 فلپ

چہارم کو 1631 میں سالے سے ہورناخیروس کے ایک وفد نے خط لکھ کر پیشکش کی کہ اگر انہیں ایکستریمادورا میں سابقہ گھروں کو واپس جانے کی اجازت دی جائے تو وہ اپنے جہاز اور سہولیات اسپانیہ کے حوالے کر دیں گے۔ انہوں نے مختلف شرائط رکھیں: ہورناخوس کو مکمل طور پر مورسکو رہنا تھا تاکہ ان "مشکلات" سے بچا جا سکے جو اخراج سے پہلے تھیں۔ قصبے میں کوئی پادری یا راہب نہ ہو اور آبادی کو بیس سال تک مذہبی محتسبین سے بچایا جائے۔

یہ غیر متوقع تجویز جزوی طور پر مراکشی سیاست کی ہنگامہ خیز دنیا میں ہورناخیروز کی غیر یقینی پوزیشن کی طرف سے حوصلہ افزائی کی گئی ہوگی لیکن تمام خطرات کے باوجود اپنے مادر وطن اسپانیہ واپس آنے پر آمادگی اس شدید وابستگی کا ایک اور اشارہ تھی جو بہت سے مورسکو محسوس کرتے تھے۔ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ اس تجویز کو مثبت جواب ملا، اور نہ ہی اس کا امکان تھا۔ سال ہا سال بیت جانے پر پرانی یادیں دھندلی ہوتی گئیں کیونکہ مورسکو ضم ہو رہے تھے۔ ان میں سے بہت سوں نے نئے ممالک میں ایک الگ "اندلسی" کمیونٹی بنائی، بطور مسلم عبادت اپنی مساجد بنائیں، بہت سے لوگ آپس میں اسپانوی بولتے رہے اور دوسرے مورسکوؤں سے شادی کرتے رہے، نئے مکانات اور مساجد میں اسپانوی تعمیراتی خصوصیات اور تزئین شامل کی، سابقہ وطن کی ترکیبوں سے کھانے پکائے۔ وہ شادیوں، پارٹیوں اور تہواروں میں پرانے گانے گاتے تھے جن کی مذہبی محتسبین نے کبھی ممانعت کر رکھی تھی۔ انہوں نے تیونس کی مخصوص قسم کی قومی موسیقی کی بنیاد رکھی جسے مالوف کہا جاتا ہے۔

1720 میں تیونس کے ایک عیسائی ہسپتال میں ایک اسپانوی پادری، فادر فرانسسکو جیمینیز نے تیستوُر قصبہ کے دورے کے متعلق بتایا جہاں اسے "اندلسی اور آراگونی مسلمانوں" کی ایک بڑی تعداد ملی جن میں سے کچھ اب بھی اسپانوی بولتے تھے اور "ایسی چیزوں کے متعلق ویسے بولتے تھے جیسے اسپانوی گفتگو کرتے وقت بولتے ہیں اور اس قدر کہ میں گویا اسپانیہ کے کسی گاؤں میں ہوں۔" 21 انیسویں صدی کے انگریز سیاح سر آرتھر کیپل بروک کو الجزائر میں "اندلسی موروں" کی اولاد ملی جو اسپانوی نژاد ہونے پر فخر کرتے رہے۔ مورسکو ہجرت کے آثار آج بھی شمالی افریقہ کے قصبوں اور شہروں میں اور مراکش اور الجزائر میں "اندلسی" موسیقی اور تیونس کے سالانہ میلوف جشن میں پائے جاتے ہیں، جہاں موسیقار اب بھی وہی آلات بجاتے ہیں جو ان کے آباؤاجداد 1614 – 1609 کی وسیع صفائی میں کبھی اپنے ساتھ لائے تھے اور وہ گانا جو صدیوں سے منتقل ہو رہا ہے اب بھی گاتے ہیں:

برکھا برسے تو آپ پر بھی چھڑکے۔

اوہ، اندلس میں میری محبت کا وقت:

ہمارا ایک ساتھ وقت صرف سونے والے کا خواب تھا
یا ایک خفیہ طور پر گرفت میں آیا لمحہ۔

22

آخری خطاب: تاریخ سے ایک انتباہ؟

سترہویں صدی میں ملک سے اخراج کا تصور بحیثیت قومی آفت جزوی طور پر مور سکوؤں کے اخراج کی تعداد کے مبالغہ آمیز خیال پر مبنی تھا۔ فرنانڈیز دی ناوار یتے کا خیال تھا کہ 30 لاکھ مور سکوؤں کو نکالا گیا اور اس کے بعد کے تاریخی تخمینوں میں بھی اسی طرح اضافہ کیا گیا۔ 1

اکثر علماء کا فی زمانہ تخمینہ ہے کہ اسپانیہ نے اخراج کی وجہ سے اپنی ۸ ملین کی آبادی کا چار فیصد کھویا، لہٰذا اخراج ناوار یتے اور اس کے ہم عصروں کے تصور سے کم تباہ کن تھا لیکن اخراج کے نتائج کو محض اس کے معاشی اثرات یا آبادیاتی اعداد و شمار کے لحاظ سے نہیں ماپا جا سکتا۔ مور سکوؤں کو نکالنا ایک تاریخی تسلسل کا اختتامی عمل تھا جس کا آغاز 1412 -1391 میں اہل یہود کی تبدیلیءمذہب سے تب ہوا جب اسپانوی حکمرانوں نے سنگ دلی سے وراثت میں ملی قرون وسطیٰ کی اس متنوع مذہبی اور تہذیبی اسپانوی سماج کی شکست وریخت کر ڈالی اور تمام رعایا پر اس کی جگہ واحد کیتھولک تشخص تھوپا۔ اس کے متعلق امریکی اسپانوی ہنری سی۔ لی نے بیسویں صدی کے شروع میں لکھا کہ "جنونیت جس نے یہودیوں اور مور سکوؤں کو نکالا زمین پر سیاہ دھوئیں کے بادل کی مانند چھائی ہوئی تھی جس سے اس کی توانائیاں کمزور پڑنے سے صحت یاب ہونا ناممکن ہو گیا۔" اسپانیہ کو " پادریوں، راہبوں نے مذہبی عفریتی محتسبین کی جنت میں تبدیل کر دیا گیا جہاں ہر فکری جذبے کو دبایا اور بیرونی دنیا کے ساتھ تعلق کے ہر راستے پر پہرہ بٹھا کر مادی بہتری کی ہر کوشش کو اپاہج کر دیا۔"2

اس تبدیلی کو ممکن بنانے والی سماجی قوتیں آئندہ کئی صدیوں تک اسپانیہ کی فکری اور سماجی ترقی کا گلا گھونٹتی اور ستاتی رہیں گی نیز جدیدیت اور اصلاح کے خلاف رکاوٹ بنیں گی۔ 1876 میں اسپانوی شاعر اور سیاست دان گاسپر دی ارک نے اسپانیہ کے ثقافتی اور فکری زوال کو "انسانی تاریخ میں ہولناک اور طویل ترین مذہبی ظلم و ستم" ٹھہرایا جو 1492 میں گریناڈا کی فتح کے بعد ہوا۔ دی آرک نے یہودی اور مور سکو اخراج کی مذمت کی اور دلیل دی کہ دونوں واقعات نے اسپانیہ کے ثقافتی لاغرپن میں حصہ ڈالا۔ 3

ایک نئے اسپانیہ کے ابھرنے سے قبل اسے معاشی اور سماجی ارتقاء، دیوانی تنازعات اور آمریت کی رجعتی کنڈلیوں سے نکلنے کے قابل ہونے کیلئے سال ہا سال درکار ہوں گے۔ 39-1936 کی خانہ جنگی میں اسپانوی جمہوریہ کے آزادانہ تجربے کو فرانکو کی "صلیبی جنگ" نے نازیوں، کیتھولک کلیسا اور شمالی افریقہ کے موری اجرتی فوجیوں کی مدد سے ناکام بنادیا جنھوں نے قوم پرست فوجوں پر صدمے کا کام کیا۔4

فرانکو کی آمریت کے عہد میں اصولاً مذہبی تکثیریت کے باوجود کیتھولک کلیسا اپنے برتر مقام پر براجمان رہا اور اسپانوی قومی تشخص میں کیتھولیسزم ہی مرکز رہا۔ حکومت کی "قومی کیتھولیسزم" کو کاستیہی ثقافت کا ایک طاقتور جارحانہ قوم پرستی کا ٹیکہ بھی لگایا جس نے باسک اور کاتالان ثقافتی اور لسانی فرق کے اظہار کو ان طریقوں سے دبایا جنہیں مورسکو کبھی تسلیم کر لیتے۔

فرانکو نے اکثر اسپانیہ کے اسلامی ماضی کے متعلق دورخا رویہ اپنایا۔ اس نے تسخیر نو کو اسپانوی عوام کیلئے ایک شاندار کارنامہ کے طور پر سربلند کرنا جاری رکھا اور خود روایتی کیتھولک مطلق العنان فرماں روا بنا رہا لیکن دوسری جنگ عظیم کے دوران یہودیوں کے اخراج کی تعریف بھی کی۔ فرانکو نے جنگ کے بعد عرب دنیا کے ساتھ اچھے تعلقات استوار کرنے کی کوششوں میں اکثر اسپانیہ کے عرب-اسلامی ماضی کا ذکر کیا اور خود کو بطور "سیدی فرانکو" پیش کیا۔ حکومت نے 1960 کی دہائی کے معاشی عروج کے دوران بقیہ یورپ سے سیاسی تنہائی کے وقت غیر ملکی سیاحوں کو راغب کرنے کیلئے اسپانیہ کے موری اور خانہ بدوش ورثے سے خوب فائدہ اٹھایا۔ فرانکو کی موت کے بعد کے عشروں میں اسپانیہ ناقابل تصور طریقوں سے تبدیل ہوا۔ 1978 میں مذہبی تکثیریت کو ملک کے پہلے جمہوری آئین میں درج کیا گیا اور آج بلیدا اور سیسنیروس کی سرزمین یورپ کے روادار ترین ممالک میں سے ہے جہاں ہم جنس پرستوں کی شادی کو قانونی حیثیت حاصل ہے جس کی پچھلے پاپائے اعظم نے روز افزوں غیر مذہبی آبادی کو نئے مشرکین، مظاہر قدرت کے پرستار کہہ کر مذمت کی تھی۔

آج اسپانوی لوگ نئی دنیا میں کولمبس کی آمد کی تاریخ کو بطور نسلی دن نہیں مناتے، باسک اور کاتالان بلا گرفتاری، "مسیحی" اور "سلطنت کی زبان" بولنے کے حکم کے بغیر، اپنی زبان بول سکتے اور اس میں ترویج واشاعت کر سکتے ہیں۔ پچھلی دو دہائیوں میں ہجرت کی طویل تاریخ والا ملک تیسری دنیا کے ملازمت کے متلاشیوں کے لئے اہم ترین منزل بن گیا ہے۔ یورپی یونین کے اندر ویزا کی ضروریات کو ختم کرنے والے شینگن معاہدے کے دستخط کنندہ اسپانیہ پر یورپی جنوبی سرحد کو افریقی تارکین وطن پر بند کرنے کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود ہر سال ہزاروں

غیر قانونی تارکین وطن اسپانیہ یا یورپ میں کام کی تلاش میں غیر محفوظ کشتیوں میں بحیرہ روم عبور کرتے ہیں۔اکثر کو پہنچنے پر گرفتار کرکے واپس بھیج دیا جاتا ہے گو ہزاروں لوگ اس کوشش میں ڈوب چکے ہیں۔ملک میں دیگر لوگ غیر قانونی طور پر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں یا انہوں نے تیزی سے پراسرار مزدور۔۔محضر نامے حاصل کر لیے۔ان کی موجودگی نے بہت سے اسپانوی شہروں کو بحیرہ روم کی وسیع دنیا کے ثقافتی جہان اصغر میں تبدیل کر دیا ہے۔

ان تارکین وطن میں سے زیادہ تر شمالی افریقہ کے مسلم ہیں۔اسپانوی معاشرے میں صدیوں کی مقدس جنگوں، پاکیزگیوں اور اخراج کے بعد اسلام ایک بار پھر نمایاں طور پر موجود ہے۔اسپانیہ میں مسلمانوں کی تعداد کا تخمینہ اب دس لاکھ ہے جو اسپانوی آبادی کا محض 2 فیصد ہے۔موِر سلیئر، یعنی مسلمانوں کو تہہ تیغ کرنے والا اور ریکونکوئستا، تسخیر نو یعنی مسلمانوں سے ملک واپس لینا، کے ملک کیلئے جواب تک کیتھولک مذہب قومی شناخت کا سنگ بنیاد تھا، اسپانیہ نے بہت سے طریقوں سے حیرت انگیز طور پر اسلام کی واپسی کیلئے موافقت اختیار کی۔

1992 میں اسپانوی اسلام کو سرکاری طور پر گریناڈا کی فتح کی پانچ سوویں سالگرہ کے دوران تسلیم کیا گیا، جب اسپانوی حکومت نے مسلمانوں، یہودیوں اور پروٹسٹنٹ کی نمائندہ تنظیموں کے ساتھ تعاون کے کئی معاہدوں پر دستخط کیے۔ماضی کے ساتھ اسپانیہ کی مفاہمت کا ایک اور تاریخی لمحہ 2003 میں پیش آیا جب ایک مقامی مسلم کی طرف سے تقریباً بیس سالہ مہم کے بعد الحمرا کے بالکل سامنے گریناڈا کے البائیسین ضلع میں ایک نئی مسجد تعمیر کی گئی۔

اسپانیہ کے ارتقاء کا شاید سب سے متاثر کن مظاہرہ مارچ 2004 میں میدرد کے سب وے بم دھماکوں پر اس کا ردعمل تھا۔یہ واضح ہونے پر کہ یہ ظالمانہ جرم شمالی افریقی نژاد مسلمانوں نے کیا تھا، تب بھی کوئی قابل ذکر مسلم مخالف ردعمل نہ ہوًا۔اس کے بعد اقتدار میں آنے والی سوشلسٹ حکومت نے "تہذیبوں کے تصادم" کی مثال میں ظلم ثابت کرنے کی کوششوں کی عملا" مزاحمت کی جو حالیہ برسوں میں بہت زیادہ عام ہو گئی ہے۔2006 میں، اسپانوی وزیراعظم خوزے لوئس زاپاتیرو نے اقوام متحدہ کے تہذیبوں کے اتحاد کیلئے مالی مدد فراہم کی جس کے اعلیٰ مقصد کے بیان میں متنبہ کیا گیا تھا کہ "اندرونی طور پر سیال اور متنوع معاشروں کی تہذیبوں کے سخت ضوابط کے تحت درجہ بندی شناخت کے سوالات کو روشن طریقوں سے سمجھنے میں مداخلت کرتی ہے۔"5 رواداری کے اس سرکاری فروغ کے باوجود 'مسلمانوں کو تہہ تیغ کرنے والا' ماضی کے آثار اب بھی باقی ہیں۔

مارچ 2001 میں، اسپانوی وزیر برائے ہجرت اینریک فرنانڈیز مراندا نے دلیل دی کہ تارکین وطن اگر کیتھولک مذہب اختیار کرلیں تو وہ بآسانی اسپانوی معاشرے میں شامل ہو جائیں گے۔ 2003 میں عراق پر حملے میں حصہ لینے والے اسپانوی اور لاطینی امریکی فوجیوں کو متنازعہ سینٹ جیمز دی مور سلیئر کراس جاری کئے گئے۔ 1982 میں اسپانوی حکومت نے 1492 میں نکالے گئے یہودیوں کی اولاد کو اسپانوی شہریت دینے کا ایک قانون پاس کیا۔ مور سکوؤں کی اولاد کو ایسا استثنیٰ نہ ملا۔ مارچ 2005 میں، بادشاہ خوآن کارلوس نے مراکش کے شہر تیتوان کا دورہ کرنا تھا، جہاں اخراجی مور سکوؤں کی اولاد نے جو کچھ ہوٗا اس پر رسمی معافی مانگنے کا تقاضا کیا۔ ایک مقامی مؤرخ نے دعویٰ کیا کہ اس نے قصبے کے اسپانوی نژاد سات ہزار کنیتیں اکٹھی کیں اور اعلان کیا، "ہم اپنے زخموں کا اخلاقی معاوضہ چاہتے ہیں۔ ذہنی طور پر ہم ایک ہی رسم و رواج اور تاریخ کے امین محسوس کرتے ہیں۔ اسپانوی روایات بھی ہماری ہیں۔"6 بادشاہ نے غیر متوقع طور پر اپنا دورہ منسوخ کیوں کیا ان وجوہات کی وضاحت نہیں کی گئی۔ اس تمام کچھ کا مطلب یہی ہے کہ اسپانیہ اب بھی اپنے مسلم ماضی یا حال سے تمام طرح مطمئن نہیں ہے۔ اسپانیہ میں مسلم مخالف جذبات اتنے گہرے نہیں ہیں جس قدر چند یورپی ممالک میں ہو چکے ہیں جنہیں اب بھی مسجد کی تعمیر کے خلاف مہمات کی روشنی میں دیکھا جا سکتا ہے جیسے البائیسین میں گریناڈا مسجد کی تعمیر کی شدید مقامی مخالفت۔ کیتھولک کلیسا نے سکڑتی تعداد اور اسپانوی معاشرے میں اہم مقام کھو جانے کے بعد مسلمانوں کی موجودگی پر بڑھتی ہوئی بے چینی کا اظہار کیا ہے۔

سوشلسٹ حکومت کی طرف سے لازمی مذہبی کلاسوں کی منسوخی اور ان افواہوں پر تبصرہ کرتے ہوئے کہ اسلام سمیت دیگر مذاہب کو کیتھولک ازم کے ساتھ برابری کی بنیاد پر رکھا جائے گا، اسپانیہ کے معروف آرچ بشپ، کارڈینل انتونیو ماریا رو کو واریلا نے اعلان کیا، "کچھ لوگ ہمیں 711 میں لے جانا چاہتے ہیں.. ایسا لگتا ہے کہ اس کا مطلب ہمیں اپنی تاریخ کو اپنے ہاتھوں مٹانا ہے۔"7 اسپانوی معاشرے میں کلیسا کے مستقبل کے متعلق یہ عدم تحفظ اسپانیہ کی مسلم برادریوں کی برابری کی حیثیت حاصل کرنے کی ایک زیادہ زوردار کوشش پر منطبق ہوتی ہے۔ قرطبہ میں مسلمانوں کی طرف سے ایک مہم یہ ہے کہ انہیں عظیم مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کی اجازت دی جائے جہاں اس کے اندر اس اہم گرجے میں عیسائی اب بھی عبادت کرتے ہیں چارلس اول جس پر کبھی ناراض ہوٗا تھا۔ چند مظاہرین نے دلالت کی ہے کہ ایسی اجازت مفاہمت کی علامت ہوگی لیکن چرچ کے حکام نے اب تک اس بنیاد پر انکار کیا ہے کہ مسلمان عبادت گزاروں کی موجودگی عیسائیوں کیلئے "الجھن" کا باعث بنے گی۔

اسپانوی دائیں بازو نے دیگر یورپین ممالک کی طرح "دہشت گردی کے خلاف جنگ" سے فائدہ اٹھانے اور ماضی کو حال سے جوڑ کر اپنے فائدے کیلئے ایسی پریشانیوں کو متحرک کرنے کی کوشش کی ہے۔۔ایک رجحان جو کتب: اسپانیہ فیسز اسلام: فرام محمد تو بن لادن: اسپانیہ میں جہاد: اندلس کو دوبارہ فتح کرنے کا جنون۔ایسے خیالات فی الحال دور افق پر ہیں لیکن شائد ایسے حالات ہمیشہ نہ رہیں کیونکہ موجودہ عالمی معاشی کساد بازاری اسپانیہ کی کمزور خوشحالی کو کھائے جا رہی ہے۔

مستقبل میں جو بھی پنہاں ہو االاندلس کی یاد طویل عرصے سے شرمندگی کا باعث ہونا بند ہو گئی ہے۔ہزاروں سیاح ہر سال موری اسپانیہ کی شان دار تعمیراتی باقیات، الحمرا، قرطبہ کی جامع مسجد، مدینۃ الزہرا اور گرالدا۔۔۔سویل میں بڑے گرجا کا گھنٹہ گھر، کادورہ کرتے ہیں۔امراء وخلفاء کی ان یادگاروں سے بہت دور اُس نہائت عاجز تاریخ کے آثار پائے جاتے ہیں جن کا اُس دنیا سے خاتمہ ہوُا۔ معماروں اور تعمیراتی کارکنان کو وقتاً فوقتاً دیواروں کے گھاؤ اور فرش کے تختوں کے نیچے الجامیدو کے نسخے ملتے ہیں۔2004 میں، ہورناخوس کے ایک پرانے صندوقچے میں دو عربی نسخے دریافت ہوئے جن میں دعا کی ایک کتاب بھی تھی۔ مشرقی البوخرّاس کے گاؤں ویلور میں اسلام قبول کرنے والے اسپانویوں کے ایک گروہ نے "ابن حمیا اور مورسکو، الاندلس کیلئے آزادی کی بلندی" کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے ایک چھوٹی سی تختی لگائی ہے۔

وہ مسافر جو اور گیوا سے سیرانیوادا تک جانے والی بل کھاتی سڑک پر جاتے ہیں تو "بارانکو دی سانگری" یا خون کی گھاٹی سے البوخارا کے میدانی علاقوں کے شاندار نظاروں سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ کوہ البوخارا عیسائیوں اور مورسکوؤں کے درمیان ایک مایوس کن لڑائی کا مقام، جہاں یہ کہا جاتا ہے کہ عیسائیوں کا خون کافروں کے خون میں نہ ملنے کی خاطر اوپر کی طرف بہا۔ بہت سے زائرین دریائے خوکار کے اوپر ترش روپہاڑوں پر جاتے ہیں جو کبھی مورسکو سرزمین کہلاتے تھے۔آپ یہاں مورسکوؤں کے مکانات کی بنیادیں اور ڈھلوانیں جن پر کبھی کاشت کی جاتی تھی؛ خطرے کے وقت پناہ لینے کیلئے تباہ شدہ قلعے کورتیس دی پالاس کے قصبے کے مضافات میں، موئیلادی کورتیس کے دامن میں، اتنی ہی خوبصورت وادی جو آپ کو اسپانیہ میں غالباً کہیں بھی مل سکتی ہے جہاں کسان اب بھی اپنے کھیتوں کو پانی دینے کیلئے مورسکوؤں کی کھودی نہریں اور کنوئیں استعمال کرتے ہیں۔ یہاں پانی کی لہر، گھنی نباتاتی روئیدگی، پتھریلی ڈھلواں پہاڑیاں، چمکتا نیلا آسمان، اور بہت نیچے خوکار جھیل کا دور تک نظارہ ایک ایسی آسودگی اور غیر متلاطم سکون فراہم کرتا ہے جس سے ان روح فرسا مناظر کا تصور کرنا مشکل ہو جاتا ہے جو انہی ڈھلوان منڈلاتی چٹانوں کے

قریب ہی کبھی ظہور پذیر ہوئے جہاں موریسکا خواتین نے 1609 کے خوفناک موسم سرما میں موت کو گلے لگانے کی خاطر چھلانگیں لگا دیں، کیونکہ ایک چھوٹے سے خود پسند، متکبر اور متعصب مردوں کے گروہ نے اسپانوی علاقے میں ان کی موجودگی کو نجس سمجھا تھا۔

مورسکو کہانی میں ہماری صدی کیلئے کیا سبق ہے؟ چار سو سال بعد اسپانیہ کی عظیم پاکیزگی کو نہائت جاہلانہ اور جنونی دور کو بطور تاریخی سانحہ ماننے پر اکساتا ہے۔ بلیدا اور از نار کاردونا کی شیطانی شتم آمیز تقاریر، لوئس چہارم کے زمانے میں زندہ جلانے کے تھیٹر میں تماشا، کُوسکوس کھانے یا بال دھونے پر مردوں اور عورتوں کو اذیت پہچانا، خون اور عقیدے کے نسب نامے — یہ تمام مظاہر مذہبی نفرت کے اظہار مریضانہ معلوم ہوتے ہیں جن کی زیادہ روشن خیال دور میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ جب آزاد خیال یورپی اور امریکی مؤرخین نے روشن خیالی کے بعد کے یورپ میں سپین کو رد عمل کے بطور ایک قدیم گڑھ دکھایا تو اسپانیہ نے انیسویں صدی کو اسی طرح دیکھا۔

1845 میں رچرڈ فورڈ نے لکھا کہ "اسپانیہ کی نظرِ تعصب طویل عرصے سے اس کی شان رہی ہے جو یورپ کی نظروں میں اس کی بے عزتی ہے۔" جدید دنیا نے تب سے اپنی عقلیت اور رواداری کی صلاحیت سے مطمئن ہونے کیلئے کسی بھی معاشرے میں بہت سی صفائیاں اور بے دخلیاں کیں۔ سیکولرازم کا پھیلاؤ بھی ایسے واقعات کے خلاف رکاوٹ ثابت نہ ہو سکا۔ لامذہبیت کا پھیلاؤ بھی ایسے واقعات کے خلاف بند نہ باندھ سکا۔ لادینی ریاستیں، نازی جرمنی سے لے کر سابقہ یوگوسلاویہ اور روانڈا تک مسلمہ طور پر سبھی نے ناپسندیدہ یا "اضافی" آبادیوں کو جسمانی یا اجتماعی طور پر ملک بدر کرنے یا قتل کے ذریعے کسی ایک قومی علاقے میں جسمانی نسلی یا سماجی نسلی یکسانیت قائم کرنے کی کوشش کی۔

سولہویں صدی کے اسپانیہ میں ایسی کارروائیوں کو ہمیشہ اکثریت کی جانب سے دفاعی کارروائیوں کے طور پر پیش کیا گیا جو خود کو پاک کرنے یا اپنی اجتماعی اقدار کو بدعنوانی اور نجس ہونے سے روکنے کیلئے کی جاتی تھیں۔ ان اقساط وار کے مرکزی کردار طاقت کے اصل توازن کو ہمیشہ الٹ دیتے ہیں کہ طاقت ور ترین اکثریت بھی ظالم کے بجائے خود کو مظلوم ظاہر کرتی ہے وہ جس کے وجود کو اس کمزور گروہ سے خطرہ ہونے کی بنا پر ختم کرنے کیلئے نکل پڑتی ہے۔

تاریخ ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ جب ان مفروضہ اقدار کو بلا تحقیق قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے تو سبھی کچھ ممکن ہو جاتا ہے۔ سولہویں صدی کے منحرف سیباسشن کاستیہیو کو ہٹلر کے زیر سایہ لکھے خراج تحسین پر آسٹریا کے مصنف اسٹیفن زوائیگ نے ایک مرتبہ غور کیا کہ "ہر نیا دور ناخوش لوگوں کا ایک نیا گروہ ڈھونڈ نکالتا ہے جس پر اجتماعی نفرت

کو انڈیلنا ہے، کبھی ان کے مذہب، جلد کی رنگت، نسل، اصلیت، سماجی مطمع نظر یا ان کے فلسفے کی بنا پر کہ بعض نسبتاً چھوٹے اور کمزور گروہ کو ہم میں خوابیدہ تباہ کن توانائیوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔8

اکیسویں صدی کے آغاز میں آج یہ "تباہ کن توانائیاں" نشر و اشاعت سے مسلح دنیا میں اینٹھتی پھر رہی ہیں جب کہ طاقت ور معاشی قوتیں اور بے مثال تکنیکی تبدیلیاں قومی اور ثقافتی سرحدوں کو ختم کر رہی ہیں، غیر متوقع اور مختلف لوگوں کو اکثر غیر مطلوبہ قربت میں لا رہی ہیں۔ اس ناگہانی ہم آہنگی کے ساتھ دیگر نتائج سمیت، سیاست اور مذہب کی نئی ہم آہنگی میں قوم پرستی اور علیحدگی پسندیدگی پھر سے جی اٹھی ہے اور بہت سے ممالک میں جسمانی نسلی اور سماجی نسلی کشیدگی میں اضافہ ہوا ہے۔ مغربی دنیا کی امیر، صنعتی قومیں بھی ان رجحانات سے محفوظ نہیں۔

یورپ اور ریاستہائے متحدہ میں تیسری دنیا سے تارکین وطن کے خلاف بلند ترین سطحوں پر بدیسیوں سے نفرت آمیز اور نسل پرستانہ جذبات کو ہوا دی گئی۔ جنگ کے بعد جہاں لاطینی امریکہ یا یورپی سابقہ کالونیوں سے تارکین وطن کو معیشت کے لازمی اجزاء سمجھا جاتا تھا، اکیسویں صدی کے اوائل میں ایک بااثر مکتبہء فکر نے ان ہجرتوں کے دھاروں سے پیدا ہونے والے ثقافتی اور نسلی تنوع کو ان ممالک کی بنیادی قومی شناخت کیلئے ایک خطرہ کے طور پر پیش کیا۔ چند ممالک میں ایسی پریشانیوں سے انضمام کے اس کثیر الثقافتی ماڈل کے خلاف رد عمل پیدا ہوا جنہوں نے ثقافتی تنوع میں ثقافتی یکسانیت کو مثبت رجحان سمجھ کر اپنایا تھا۔ ناقدین نے دعویٰ کیا ہے کہ کثیر الثقافتی "ناکام" ہوئی ہے اور "سماجی ہم آہنگی" کو قربان کر کے ثقافتی اور نسلی علیحدگی کی راہ ہموار ہوئی ہے۔ ریاستہائے متحدہ میں آنجہانی ماہر سیاسیات سیموئیل ہنٹنگٹن نے امریکی معاشرے میں "ہسپانائیزیشن" کے خلاف خبردار کرتے ہوئے دعویٰ کیا کہ امریکہ کا اینگلو امریکن پروٹسٹنٹ ورثہ اسپانوی بولنے والے میکسیکی تارکین وطن کے ہاتھوں کھائے جانے کے خطرے سے دوچار ہے جنہوں نے جنوب کے کچھ حصوں کو "میکس امریکہ" میں تبدیل کر دیا ہے۔9 ہنٹنگٹن نے استدلال کیا کہ جہاں پچھلے تارکین وطن گروہوں کو امریکی "پگھلتے برتن" میں جذب کیا گیا تھا، میکسیکنوں نے انضمام کی مزاحمت کی ہے اور اپنے ملک کے ساتھ اپنی لسانی، ثقافتی اور سیاسی وفاداری تک کو برقرار رکھا ہے۔ امریکی "قومی عقیدہ" کے مستقبل کو اسی سے خطرہ ہے۔

آسٹریلیا میں، "آسٹریلیا فرسٹ پارٹی" نے "نیو ورلڈ آرڈر گلوبلسٹ سرمایہ داری" کی کثیر الثقافتی پالیسیوں کو آسٹریلیا کو "قبائلی قوم" میں تبدیل کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ یورپ میں بھی ایسے جذبات کا اظہار کیا گیا جہاں مختلف ممالک کے سیاست دانوں نے ڈنمارک کے ثقافتی امور کے وزیر برائن میکلسن جیسی تنقید کا اظہار کیا ہے جس

نے 2005 میں اپنی قدامت پسند پیپلز پارٹی کے سالانہ اجتماع میں متنبہ کیا تھا کہ ڈنمارک کی کثیر الثقافتی پالیسیاں "متوازی معاشرہ" کی راہ ہموار کر رہی ہیں جس میں اقلیتیں اپنی قرون وسطیٰ کی اقدار اور غیر جمہوری نظریات پر عمل پیرا ہیں۔"10 یورپ کی دوسری جگہوں کے مانند ڈنمارک میں کثیر الثقافتیت کے خلاف سخت ردعمل نے ملک کی مسلم آبادی پر توجہ مرکوز کی۔

یورپ میں اس وقت 15 سے 18 ملین مسلم آباد ہیں جنہوں نے پہلی مرتبہ 1970 کے اوائل میں بڑی تعداد میں بحیثیت تارکین وطن کا رکن آنا شروع کیا۔ان تارکین وطن کی شناخت کیلئے کبھی ان کی قومی اصل کے لحاظ سے ہونے کا امکان تھا، وہ ترک، بنگلہ دیشی، پاکستانی، یا مراکشی ہوں، لیکن اب انہیں اور ان کی اولاد کو مسلمانوں کے یکساں زمرے کے ارکان کے طور پر دیکھا جانے کا زیادہ امکان ہے۔۔۔ایک زمرہ جو خوف، شک اور نفرت کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔یہ جذبات 11 ستمبر کے حملوں، "دہشت گردی کے خلاف جنگ" میدرد اور لندن میں ہونے والے بم دھماکوں سے لے کر ہالینڈ میں تھیووین گوغ کے قتل تک ،بنیاد پرست مسلم گروہوں اور افراد کے مظالم کی وجہ سے اور بڑھ گئے ہیں۔دہشت گردی کی ہنگامی صورت حال سے پیدا ہونے والے دفاعی خدشات حالیہ برسوں کی "ثقافتی جنگوں" کے ساتھ مل گئے ہیں، جیسے ڈنمارک کے طنزیہ خاکوں پر ہنگامے کہ یورپ میں مسلمانوں کی موجودگی کو اکثر صرف مخصوص قومی ثقافتوں کیلئے ہی نہیں بلکہ یورپی تہذیب کے مستقبل کیلئے بطور ایک مشترکہ خطرہ پیش کیا جاتا ہے۔

ان دھمکی آمیز بیانیوں میں نظریاتی ترغیبات کے حلقے میں بعض اوقات متضاد موقفوں کی دنیا آباد ہے جن میں ثقافتی اظہار کی آزادی کے غیر متعصب محافظ مسلم سکارف پر پابندی، بے دین اور ملحد یورپ کو "دوبارہ عیسائی" بنانے کا مطالبہ کرتے ہیں، کیتھولک خود کو روشن خیالی کے محافظ پیش کرتے ہیں اور سابق فاشسٹ یورپ کے "عیسائی-یہودی" جوہر کا دفاع کرتے ہیں۔

یہ تمام مختلف نکتہ ہائے نظر اسلام کے متعلق جدیدیت کے وحشیانہ۔۔ مخالفت کے طور پر یکساں نظریہ رکھتے ہیں جس کا مقصد خفیہ ثقافتی دراندازی یا کھلے عام تشدد کے ذریعے تمام دنیا پر مسلط ہونا ہے۔اس مسلم مخالف معاندانہ اجماع میں یہیں سے اکیسویں صدی کبھی کبھی سولہویں صدی سے مشابہہ لگتی ہے۔آج کے یورپ میں سولہویں صدی کا اسپانوی وقت کا۔۔ مسافر یقیناً یوروپی مسلمانوں کو یورپی بے دینی اور رواداری کیلئے اجتماعی خطرہ کا نمائندہ دیکھ کر حیران رہ جائے گا—یورپ کی "یہودی-عیسائی" جڑوں کے اکثر دہرائے حوالہ جات کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

کوئی شخص ستمبر 2006 میں پوپ بینیڈکٹ XVI کی متنازعہ تقریر سن کر زیادہ قرب محسوس کرے گا جب اس نے چودھویں صدی کے بازنطینی عیسائی شہنشاہ مینوئل II پیلیولوگس کے مشاہدے کا حوالہ دیا کہ محمد تاریخ میں "صرف برائی اور وحشیانہ چیزیں" لایا جیسے اس کی تبلیغ، اپنا عقیدہ بذریعہ تلوار پھیلانے کا حکم۔"11 اگرچند معاصر "اسلامی خطرے" کی داستانیں قرونِ وسطیٰ کی اسلام مخالف سیاست کی بازگشت ہیں تو ان میں اسلام کو جبلتاً جارحانہ "تلوار کا مذہب" دکھایا گیا ہے۔ عصر حاضر کا مسلم۔۔۔دشمن اکثر ثقافت، مذہب اور سیاست کو ایسے طریقوں سے جوڑتا ہے جو اسپانوی، ہیپسبرگی سیاح کیلئے بالکل اجنبی نہیں ہوگا۔

سولہویں صدی کے اسپانوی حکام مورسکوؤں کو جیسے "گھریلو دشمن" سمجھتے تھے جن کا تعلق بربر قزاقوں اور عثمانیوں سے تھا، صحافی اور "دہشت گردی کے ماہرین" ابعینہٖ بڑھ چڑھ کر یورپی مسلمانوں کو بطور "اندرونی دشمن" گردانتے ہیں جن کا دہشت گردی اور دشمنوں سے تعلق یورپ کی سرحدوں سے باہر والوں سے ہے۔ محتسبین مورسکو آبادیوں کو جیسے پوشیدہ محمدی ازم اور بغاوت کے ناقابل تسخیر گڑھ سمجھتے تھے اسی طرح ان میں سے کچھ مبصرین نے مسلم محصور علاقوں کی براعظم پر مہاسوں جیسی تصویر کشی کی ہے، "لندنستان"، اور علاقہ ہائے غیر جو مکمل طور پر ریاست کی نگرانی اور اختیار سے باہر ہیں جن میں داڑھی، شلوار قمیض (ہم جنسی پاجامہ نما لباس)، یا نقاب (پردہ) نظر آتا ہے جو ثقافتی عدم مطابقت یا انضمام سے انکار کا ثبوت ہیں۔ یورپ کے مسلمانوں کو سولہویں صدی کی "مشتبہ آبادیوں" کی طرح پیش کرنے کا رجحان ثقافتی اور مذہبی فرق کی ترجمانی کرتا ہے۔۔۔ حقیقی ہو یا محض تصوراتی ۔۔۔ اکثریت کی بطور اظہار ہٹ دھرمی سے مخالفت۔ خواتین کا ڈھکا ہوا چہرہ ایسے شکوک وشبہات کی ایک خاص علامت بن گیا ہے خواہ اس سے جڑے معنی بدل گئے ہوں، جہاں اسپانوی علما نے کبھی الملالافہ کو خواتین کی جنسیت کے ساتھ جوڑا اور اسے کیتھولک اخلاقیات اور فضیلت کیلئے خطرہ سمجھا، حالیہ برسوں میں وہیں مسلم پردے کو یورپی بے دینی کیلئے خطرہ، عورتوں پر جبر کی علامت یا اور مختلف طریقوں سے تعبیر کیا گیا، بطور دہشت گردی خطرہ، جیسے ڈچ کابینہ نے نومبر 2006 میں بحث کے دوران برقع کو بیان کیا۔ نتیجتاً تمام ہالینڈ میں عوامی مقامات پر اس پر پابندی لگانے کا فیصلہ کیا گیا۔

ہالینڈ واحد یورپی ملک نہیں ہے جس نے برقع، نقاب اور حجاب پر پابندی کیلئے قانون سازی کی۔ ایسی پابندیوں کو خواہ خواتین کی مساوات کے دفاع یا انضمام کے فروغ کے طور پر پیش کیا گیا ہو، وہ اسلام کے متعلق وحشی ثقافت یا مذہب کے طور پر ایک مشترکہ تصور میں مشترک ہیں جو یک بیک آواز جنسی اعضا کاٹنا، ہم جنس پرستوں کو سنگسار

کرنا، خواتین پر جبر کرنا اور پر تشدد جہاد کا مطالبہ بطور مذہبی فرض کرتا ہے۔ ان بیانیوں کے پیچھے چھپے تعصب کو پہچاننے کیلئے اسلام کو ایک قدیم "امن کے مذہب" کے طور پر سراہنا ضروری نہیں ہے۔ تمام مذاہب کے عقائد اور روایات میں متضاد عناصر ہوتے ہیں جنہیں مخصوص تاریخی اور ثقافتی حالات کے مطابق استعمال اور غلط استعمال کیا جا سکتا ہے اور اسلام بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

یورپ کی مسلم آبادیوں میں ایسے رجعتی عناصر موجود ہیں جو مغرب کی "اخلاقی زوال پذیری" کی مذمت، مرتدوں اور ہم جنس پرستوں کو سزائے موت دینے کی بات اور اسلامی تہذیب کی برتری پر فخر کرتے ہیں۔ بنیاد پرست انتہا پسندوں کی ایک چھوٹی سی اقلیت ہے جنہوں نے یورپی شہریوں کا بڑے پیمانے پر قتل عام کیا یا کرنے کی کوشش کی لیکن یہ گروہ ایک اقلیت کے اندر اقلیت ہے، خصوصاً جب اس مخالفانہ اتفاق رائے سے موازنہ کیا جائے جو میڈیا پنڈتوں، سیاست دانوں، "دہشت گردی کے ماہرین" اور عام آبادی کے درمیان شکل اختیار کرنا شروع کر رہا ہے جو یورپ کے مسلمانوں کو تیزی سے ایک خطرناک اور پسماندہ اقلیت کے طور پر پیش کر رہا ہے جس کے ممبران یورپی اصولوں کے مطابق ڈھل نہیں سکتے یا نہ ڈھل سکیں گے۔ ایسی دشمنی مذہبی اور بے دین مسلمانوں کے درمیان فرق کو نظر انداز کر دیتی ہے۔ اسلام کے مختلف طبقوں اور یورپی مسلمانوں کی مختلف ثقافتی روایات، بنیاد پرست، دہشت گرد اور اسلام پسند اصطلاحات میں سب سے زیادہ انتہا پسند اور رجعت پسند مبلغین عمومی ثقافتی پسماندگی کے ثبوت کے طور پر ابو حمزہ یا ابو قتادہ کا حوالہ دینے کو ترجیح دیتے ہیں۔

دیگر مذہبی گروہ بھی عیسائیوں سمیت خواتین اور ہم جنس پرستوں کے متعلق رجعتی رویئے اپناتے ہیں لیکن مسلمانوں میں ایسے رویوں کو بے دین، روشن خیال اور روادار یورپ کی اعلیٰ اقدار کے ساتھ اجتماعی عدم مطابقت کا ثبوت قرار دیا جاتا ہے۔ مسلم مخالف فکر کے ایک مؤثر مکتب نے یورپ کو ایک ایسے براعظم کے طور پر دکھایا ہے جو ثقافتی خودکشی اور یوربیا نامی اسلام کی کالونی میں آنے والی تبدیلی کے کرب میں مبتلا ہے۔

یورپ اور ریاستہائے متحدہ میں زیادہ قدامت پسند اور دائیں بازو کے مصنفین جو اس مقالے کے حق میں ہیں وہ اکثر یورپ کے مسلمان تارکین وطن کے متعلق اپنی پیش کش میں پوئٹیرس کی جنگ یا ویانا کے 1683 کے محاصرے کے تاریخی حوالہ جات دیتے ہیں اور ایک نئی اسلامی فتح کے ہراول دستے کے طور پر ہولناک مستقبل کے سائنسی افسانوی تصورات سے ملاتے ہیں۔ یوروبیائی منظر ناموں کے حامیوں کیلئے جیسے مصری نژاد مصنف بیٹ یور اور یکسر مسلم مخالف برطانوی میڈیا پنڈت میلانی فلپس، ہر نئی مسجد، ہر عرب سرمایہ کاری اور یورپی یونیورسٹی کیلئے ہر عربی

عطیہ یورپ کی روحانی بیماری اور اسلام کی تابع داری کی تصدیق ہے۔ اس نے براعظم کے اداروں کو "ذمیت" کی حالت میں ڈال دیا ہے۔ دوسرے مصنفین، جیسے امریکی کیتھولک دانشور جارج ویگل اور کینیڈین کالم نگار مارک سٹین اجتماعی یورپ کی خودکشی اور اذیت پسندی کے قریب ہونے کی تصویر کشی کرتے ہیں جو مہلک طور پر تہذیبی اخلاق کے بحران میں مبتلا ہے۔ امریکی اسلام مخالف نظریہ نگار ڈینیئل پائپس کے نزدیک یوریبیا یورپ کی "یہودی-عیسائی روایت سے بیگانگی، کلیسا کے خالی بینچ اور اسلام کے ساتھ دلچسپی" سے پیدا ہوا ہے جب کہ "مسلمان ایک مذہبی جوش وجذبے کا مظاہرہ کرتے ہیں جو جہادی حساسیت میں بدل جاتا ہے، ایک بالادستی کو غیر مسلم سے متوقع کہ یورپ اسلام قبول کرنے کا منتظر ہے۔"12

یوروبیا کے مستقبل کے متعلق متنبہ کرنے والے ان کے مسلمانوں پر قبضے کے خبطی نظریات اور صیہون کے بزرگوں کے پروٹوکول جیسے سامی مخالف راستے کے درمیان مماثلت سے غافل نظر آتے ہیں۔ انتہائی دائیں بازو کے ایسے نظریات سیاسی محاذ کے پسماندہ خبطی نظریات سے نہیں آتے لیکن پائپس، سٹین اور فلپس جیسے مصنفین سے جو باقاعدگی سے مرکزی دھارے کے اخبارات اور اشاعتوں کیلئے لکھتے ہیں۔ اسپانوی مورسکو مخالف مصنفین نے ایک بار خبردار کیا تھا کہ مورسکو عیسائیوں کی نسل کشی کر رہے ہیں، یوروبیائی بیانیے یکساں طور پر کامل انقلاب کی آبادیاتی پیشین گوئیوں کا شکار ہیں جس میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی شرح پیدائش اور "بے دین" اور "عیسائی" یورپیوں کے درمیان پیدائش کی گرتی شرح یکساں طور پر یورپ کو تبدیل کر ڈالے گی جسے اطالوی صحافی اوریانا فالاچی نے "اسلام کا ایک صوبہ کہا تھا، جیسے موروں کے زمانے میں اسپانیہ اور پرتگال کہلاتے تھے جو "ملاؤں، اماموں، مساجد، برقعوں اور چادروں سے بھرے ملتے ہیں۔"13 ان ہولناک مناظر کے افسرانِ رسد فالاچی سے زیادہ معتدل ہیں جو یہ بتاتے ہیں کہ مسلمان "بہت زیادہ افزائش" "فتح" اور "صلیبی جنگ" کی الٹی شکل کیلئے ایسا کر رہے ہیں۔14 بعض اوقات مرکزی دھارے کے پروفیسروں نے ایسے خیالات کی ترجمانی کی ہے: پرنسٹن کے مورخ برنارڈ لیوس نے جولائی 2004 کے ڈی ویلٹ میں کہا تھا کہ "یورپ میں اکیسویں صدی کے آخر تک مسلم آبادی کی اکثریت ہو گی"۔۔۔۔ ایک ایسا امکان جس کی اس نے پیشین گوئی کی تھی کہ یہ تبدیلی یورپ کو "عرب مغرب کا حصہ۔۔۔ المغرب بنادے گی۔"15

دوسرے مبصرین نے ایسا ہی خوفناک مستقبل بیان کیا ہے جس میں یورپ گھرا ہوا ہے کہ آخر کار مسلم آبادی چھا جائے گی جس کی تعداد ڈھٹائی سے اس حد تک بڑھ رہی ہے کہ یورپ میں شریعت کا قانون نافذ کرنے کے قابل ہو

جائے گی۔ چند مبصرین آبادی کی ساخت میں تبدیلی کی وجہ عمر رسیدہ یورپی آبادی میں کم شرح پیدائش قرار دیتے ہیں۔ فالاچی جیسے دوسروں نے دعویٰ کیا ہے کہ یورپی مسلمان جان بوجھ کر اپنی تعداد میں اضافہ کر رہے ہیں تاکہ یورپ پر بطور جہاد قبضہ کیا جاسکے — یہ ایک جاہلانہ تصور ہے جسے جیمی بلیدا اور مارکوس دی گوادالاخارا سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ اس بات کو ظاہر کرنے کیلئے کافی شواہد موجود ہیں کہ یہ آبادیاتی ساخت کے تخمینے انتہائی ناقابل اعتماد اور بدترین طور پر مصنوعی اور بعید از قیاس ہیں۔ مؤقر امریکی پاپولیشن ریفرنس بیورو کے مطابق یورپ سمیت شمالی افریقہ میں بھی مسلمانوں کی شرح پیدائش میں مسلسل کمی واقع ہوئی ہے۔16

فائی نینشل ٹائمز نے اگست 2007 کے ایک مضمون میں آبادی کی ساخت میں کمی پر یوریبین پیشگوئیوں پر شبہ کر کے اس بات پر غور کیا کہ حالیہ برسوں میں شمالی یورپ میں صحت مند زرخیزی لوٹنے'' لگی ہے۔ اقوام متحدہ اور سی آئی اے ورلڈ فیکٹ بک کے اعداد و شمار کا حوالہ دیا کہ فرانس میں الجزائری خواتین اور مجموعا'' فرانسیسی خواتین کی پیدائش کی شرح میں بہت کم فرق ہے، مضمون نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ شریعت کے قانون کو چھوڑئے — یورپ میں "اسلامائزیشن کیلئے آبادیاتی ساخت کا امکان نہیں ہے۔''17 شماریاتی ثبوت سولہویں صدی کے مقابلتاً کہیں زیادہ بآسانی دستیاب ہیں لیکن تعصب اور ثقافتی زوال کے مبہم تصورات اپنی منطق خود پیدا کر سکتے ہیں جس سے ایسے مفروضات اور عقائد جنم لیتے ہیں جنہیں بلا تامل قبول کر کے ان پر عمل کیا جاتا ہے۔ یہ آبادیاتی ساخت کے سولہویں صدی جیسے منظر نامے عموماً فرض کرتے ہیں کہ تمام مسلمان ایک جیسے ہیں جن کے ارکان اپنی غیر متغیر ثقافتی اور مذہبی اقدار کو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل کرتے ہیں۔ ایسے مفروضات بار د گر صرف سیاسی حاشیوں تک ہی محدود نہیں ہیں۔ انتظامیہ کے مارٹن گلبرٹ اور نیال فرگوسن جیسے معزز مورخین نے یوریبیا نظریے اور آبادیاتی ساخت کے ڈراؤنے خواب سے اتفاق کیا ہے جو اسے برقرار رکھتا ہے۔

یوریبیا کی توہماتی دنیا تمام یورپ میں مسلم مخالف جذبات کی بڑھتی لہر میں ایک عنصر ہے جس نے مختلف شکلوں میں مسلمانوں کی مسلسل منفی اور اکثر صریحا'' بے ایمان میڈیا کوریج سے لے کر جسمانی حملوں، مساجد کی تعمیر کے خلاف مہمات، اسلامی عمارات کی توڑ پھوڑ کی کارروائیوں تک پھیلی ہوئی ہیں۔ بولونا میں "سؤر پریڈ" جیسی بیہودہ واقعات، جہاں مقامی باشندے سؤروں کے سر اور ساسیج مجوزہ مسجد کے مقام پر لے گئے تاکہ اسے "آلودہ" کریں۔

یورپی سیاست دان عموماً ٹریوسو کے ڈپٹی میئر گیان کارلوجی تنتیلینی کی زبان استعمال کرنے سے گریز کرتے ہیں جس نے ایک مرتبہ مسلمانوں کو "ایک ایسا کینسر بیان کیا جسے پھیلنے سے پہلے جڑ سے اکھاڑ دینا چاہیے۔"18 قابل

احترام انگریزی سیاسی گفتگو ونسٹن چرچل کے پوتے سے زیادہ محتاط ہوتی ہے جس نے خبر دار کیا ہے کہ دیوبندی فرقے کا برطانوی مساجد پر "قبضہ" ہمارے درمیان "کالے ناگ کا بھٹ بنانا ہے۔"19 بہت سے یورپی سیاست دان اور میڈیا کے مبصرین چرچل کے اس عقیدے میں مشترک ہیں کہ مسلمان "مہاجرین کی دیگر انواع کے برعکس ضم ہونے سے ہچکچاتے ہیں اور اکثر اپنے پیش نامے کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔" ستمبر 2000 میں بولونا کے آرچ بشپ کارڈینل جیاکومو بفّی نے اس بنیاد پر یورپ میں مسلمانوں کی نقل مکانی پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ کیا کہ "مسلمان یہاں اکثر معاملات میں اس عزم کے ساتھ آتے ہیں کہ وہ ہمارے انفرادی قسم یعنی ہر چیز میں سماجی 'انسانیت' جو سب سے زیادہ ضروری اور قیمتی ہے، سے اجنبی رہیں گے"20

بفّی کے دلائل یورپی انتہائی دائیں بازو کی جماعتوں کی صدائے بازگشت ہیں جیسے بیلجیئم میں ولامس بیلنگ پارٹی کے رہنما نے ایک بار نیویارک ٹائمز سے کہا تھا کہ "ہمیں اسلامی یلغار کو روکنا چاہیے۔ مجھے لگتا ہے کہ درحقیقت اگر آپ اسلامی عقیدہ رکھتے ہیں تو ہمارے ملک میں ضم ہونا ناممکن ہے۔21 انیسویں اور بیسویں صدی کے اوائل میں ایسے ہی الزامات یورپ کے یہودیوں پر بھی لگائے گئے تھے۔ ایسے مفروضات خود "میزبان" ملک کے اندر سے پیدا ہونے والے امتیازی سلوک اور تعصب کے وجود کو نظرانداز کرتے ہیں اور انضمام کی عدم موجودگی کو باقی ماندہ دشمنی یا عدم مطابقت کو تارکین وطن "مہمانوں" سے منسوب کرتے ہیں۔ اسے مسئلہ سمجھنے کے جواز میں بہت سی یورپی حکومتوں نے انضمام کیلئے آمرانہ ماڈل منتخب کیا ہے جس میں بات چیت کے بجائے انضمام اور "سماجی ہم آہنگی" کا مطالبہ کیا جاتا ہے، شہریت کے سخت تقاضوں، سماجی انضمام کے امتحان اور میکارتھی تہذیب کو تیزی سے نافذ کیا جاتا ہے جو مطالبہ کرتی ہے کہ یورپ میں آنے والے تارکین وطن اپنی مسلسل موجودگی کے جواز کیلئے "اعتدال پسندی" ثابت کریں۔

حالیہ قانون سازی میں مسلمانوں کی موجودگی ایک کلیدی عنصر رہی ہے جسے متعدد یورپی ممالک میں متعارف کرایا گیا ہے۔ اس کا مقصد شہریت اور انضمام کے ٹیسٹ کے ذریعے "غیر مطابقت پذیر" "تارکین وطن کو نکالنا ہے جو رواداری اور بے دینی کے یورپی تصورات کے ساتھ ان کے تامل کرنے کی صلاحیت کی پیمائش کرتے ہیں۔ 2005 میں جرمن ریاست بادن ورٹمبرگ۔ کی وزارت داخلہ نے دو گھنٹے کا امتحان متعارف کرایا جس کا مقصد بنیادی طور پر جرمن شہریت کیلئے درخواست دینے والے مسلم درخواست دہندگان سے ہم جنس پرستی، اظہار رائے کی آزادی اور طے شدہ شادیوں کے متعلق سوالات پوچھے جاتے تھے۔ ایسے ٹیسٹ بعد میں دیگر یورپی ممالک میں بھی متعارف

کرائے گئے۔مارچ 2006 میں ڈچ حکومت نے ایک شہری انضمام کا ٹیسٹ متعارف کرایا جس میں ڈچ شہری بننے کے خواہش مند ممکنہ تارکین وطن کو، ٹو دی نیدرلینڈز، کے عنوان سے ایک ڈی وی ڈی دکھائی جاتی ہے جس میں ہم جنس پرستوں کو ساحل سمندر پر بوسہ دیتے اور ایک برہنہ پستان خاتون کو سمندر سے نکلتے دکھایا گیا ہے۔ڈچ ٹیسٹ کا مقصد خصوصاً مسلمانوں کیلئے نہیں ہے بلکہ "غیر مغربی ممالک سے "اپنے خاندانوں میں شامل ہونے کے خواہش مند تارکین وطن کے رشتہ داروں اور ہالینڈ کے غیر ڈچ باشندوں کیلئے ہے۔اسے برسوں بعد متعارف کرایا گیا جس میں مسلمانوں کی موجودگی کا مرکزی دھارے کے سیاست دانوں اور دائیں بازو کے ملکیت جمہور کے حامی پِم فورٹین جیسے نے حسب معمول حوالہ دیا کہ ڈچ وسیع رواداری بنیادی ثقافتی خطرے سے دوچار ہے۔یورپ کے دیگر حصوں میں بھی ایسا ہی ماڈل سامنے آیا ہے۔ایک اور پیش رفت میں جو ہاپسبرگ اسپانیہ کی طرف توجہ دلاتی ہے اس الحاقی مہم کو سلامتی کے خدشات نے ایک نئی مہمیز لگائی ہے جس میں مسلم ثقافتی اور مذہبی فرق کو سیاسی بنیاد پرستی اور دہشت گردی کے تشدد سے بآسانی ملا یا جاتا ہے۔

یہ تاثرات تیزی سے ایک خطرناک رجحان کی طرف لے جا رہے ہیں جو قومی سلامتی کیلئے ایک لازمی نتیجتاًان معانی میں کہ اکثریت کی اقدار کیلئے لازمی مطابقت ہونی چاہئے۔اسپانوی حکام نے سولہویں صدی میں مورسکوؤں کی باقی ماندہ موری خصوصیات کو بھی دشمنی، سیاسی بے وفائی، اور بغاوت کا ثبوت سمجھا۔۔ایک ایسا اتحاد جس نے اختلافات کو جبرا،، ختم کرنے پر کمر باندھ لی۔مورسکو تاریخ میں اگر زمانہء حال کیلئے کوئی سبق بھی ہے تو وہ یہ ہے کہ جبری انضمام سلامتی کے خدشات کو دور کرنے کا مؤثر ذریعہ نہیں ہے اور نہ ہی ایسا عمل انضمام کی سہولت فراہم کرتا ہے۔

اسپانیہ کی جس لمحے کیتھولک اکثریت سابقہ مسلمانوں پر جبراًاپنی ثقافت اور اقدار مسلط کرنے کیلئے نکلی تو وہ اپنے ہی شکوک و شبہات اور غیر حقیقی توقعات کا شکار ہو گئی۔انضمام کو فروغ دینے کے بجائے جبر نے خود مورسکوؤں میں ناراضی، انحراف اور بیگانگی کو جنم دیا جس نے اسپانیہ کے حکمرانوں کی نظروں میں انہیں ایک مشتبہ اور خطرناک آبادی ہونے کی مزید توثیق کر دی۔

کیا یورپ کو اپنی مسلم اقلیتوں کے ساتھ سلوک میں اسی عمل کا سامنا کرنے کا خطرہ ہے؟ان مماثلتوں کو زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔یورپی مسلمانوں کے ثقافتی اور مذہبی رویے کی تحقیقات مذہبی محتسبین نہیں کر

رہے۔ شہریت اور انضمام کے امتحانات تفتیشی عقوبت خانوں اور زندہ جلانے جیسے نہیں ہیں۔ یورپ کے سابق برطانوی وزیر داخلہ رائے جینکنز کی انضمام کی اس مشہور وضاحت سے دور یورپ تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے کہ :

ہم آہنگی "ہموار کرنے کا عمل نہیں بلکہ باہمی رواداری کی فضا میں ثقافتی تنوع کے ساتھ مساوی مواقع کا عمل ہے۔"22 ممالک کی بڑھتی ہوئی تعداد اس کے بجائے 2006 میں سابق برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر کی طرف سے بیان کردہ منطق کو اپنا رہے ہیں جس میں اصرار کیا گیا کہ رواداری ہی ہے جو "برطانیہ کو بناتی ہے "اور تمام شہریوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ "اس کے مطابق ہوں یا یہاں نہ آئیں۔"23

یہ مفروضہ حدود ان غالب اقدار کی برتری کو بلا جھجک قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہیں، یہاں تک کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ تمام برطانوی شہری خود بخود ان کے ساتھ ایک جیسا انسلاک رکھتے ہیں۔ ایک یکساں شناخت پر ان کے کرخت اصرار میں جس سے یہ تصوراتی اکثریت تعلق رکھتی ہے، ایسے اعلانات قومی سرزمین میں داخلے کی قیمت کے طور پر مطابقت کا مطالبہ کرتے ہیں۔۔ مطالبات جو بآسانی خاص مذہبی، ثقافتی یا نسلی گروہوں پر مرکوز ہوتے ہیں یا نسلی گروہ جو پہلے ہی اجنبی اور خارجی سمجھے جاتے ہیں۔

ان حالات میں رواداری اور قومی شناخت کا دفاع بآسانی خود پر مبنی عدم رواداری اور ایک آمرانہ "اکثریت کے ظلم "کا جواز بن سکتا ہے جو اقلیتوں کو بدنام کرتا ہے کہ ان میں برداشت کرنے کی خواہش نہیں یا لائق نہیں۔ پہلے سے ہی متعدد یورپی حکومتیں ناپسندیدہ "اقتصادی تارکین وطن "اور "بوگ س "پناہ کے متلاشیوں کو قید اور ملک بدر کرنے سے کہیں آگے بڑھ رہی ہیں اور انضمام کے امتحانوں کو قیاسا" مطابقت نہ رکھنے والے تارکین وطن کو نکالنے کا جواز بنا رہی ہیں۔

فرانس کے وزیر داخلہ نکولس سرکوزی نے ان تمام خاندانوں کو نکالنے کی تجویز پیش کی جہاں "فرانسیسی سیکھے بغیر بیوی کو گھر میں یرغمال بنایا جاتا ہے۔" ہالینڈ میں جو تارکین وطن انضمام کے نئے ٹیسٹوں میں ناکام ہو جاتے ہیں یا چھ ماہ کے بعد اپنی پیش رفت کی نگرانی کیلئے خود کو پیش نہیں کرتے ان پر جرمانہ عائد کیا جا سکتا ہے۔ سوئٹزرلینڈ میں، سوئس پیپل پارٹی (SVP) نے تعزیرات کو تبدیل کرنے کا مطالبہ کیا ہے تاکہ تمام غیر ملکی مجرمین کو جیل کی سزا بھگتنے کے بعد ملک بدر کیا جا سکے۔ مارچ 2006 میں یورپی یونین کے چھ بڑے ممالک کے وزرائے داخلہ نے ایک تجویز پر غور کیا جس کے تحت تارکین وطن اختیار کردہ ملک کی زبان سیکھیں اور اس کے سماجی اصولوں کے مطابق ڈھلیں ورنہ اخراج کا خطرہ لاحق ہو گا۔ ناروے میں دائیں بازو کی پروگریس پارٹی نے تجویز پیش کی ہے کہ جن تارکین وطن کے

بچے نارویجن نہیں سیکھتے انہیں سماجی تحفظ اور بچوں کے فوائد سے محروم کر دینا چاہیے تاکہ وہ مستقبل میں "نارویجین اقدار" کی پاس داری کو یقینی بنائیں۔اسپانیہ میں والینسیا کی علاقائی حکومت نے ایک نئے قانون کا مسودہ تیار کیا جس میں تمام تارکین وطن کو "اسپانیہ اور ویلنسیا کے قوانین، اصولوں اور رسم ورواج کا احترام کرنے" کے عہد کیلئے ایک سماجی معاہدے پر دستخط کرنے کا پابند کیا گیا تھا۔

اس کا مقصد اگرچہ خصوصاً مسلمانوں کیلئے نہیں ہے لیکن یہ الحاق پسند رجانات ——اور کثیر الثقافتیت پر حملہ جو اکثر ان پر ہوتا ہے—— کو یورپ کی "بنیادی" اقدار کیلئے مسلم نقل مکانی کو خطرہ سمجھنے سے نئی تحریک ملی ہے۔ بعض مبصرین کا کہنا ہے کہ ایسے اقدامات یورپ کے ورثے کو اسلامی گروہوں سے بچانے کیلئے کافی نہیں ہو سکتے۔آزاد خیال اور قدامت پسند دونوں مبصرین نے یورپ کی ثقافتی اسلامائزیشن کو روکنے کیلئے مسلم نقل مکانی کو روکنے کی تجویز پیش کی ہے۔ایسے لوگ بھی ہیں جو دلیل دیتے ہیں کہ مزید سخت حل کی ضرورت ہو سکتی ہے۔امریکی ادبی نقاد بروس باور نے لکھا ہے کہ ''یورپی حکام کے پاس اس ڈراؤنے خواب سے نکلنے کا واضح راستہ ہے۔ان کے پاس فوجیں، پولیس اور جیلیں ہیں۔وہ ہر روز لوگوں کے بوجھ کو جہازوں سے ملک بدر کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔وہ کل ہی سے یورپ کو بچانا شروع کر سکتے ہیں۔"24

اسکینڈی،نیویا میں رہنے والے ایک مسیحی ہم جنس پرست اور نیویارک اور دیگر مرکزی دھارے کی اشاعتوں میں تعاون کرنے والا باور ایک کلیدی یوربیائی کتاب: جبکہ یورپ سو گیا کا مصنف ہے کہ: کیسے بنیاد پرست اسلام مغرب کو اندر سے تباہ کر رہا ہے جسے متنازعہ طور پر 2007 کے نیشنل بک کریٹکس سرکل ایوارڈ کیلئے نامزد کیا گیا تھا۔

انتہائی دائیں بازو کا پریشان کن باور کا "واضح راستہ" محترم مرکزی دھارے کے کافی قریب ہو رہا ہے۔2006 میں ناول نگار مارٹن ایمس نے ایک انٹرویو لینے والے سے کہا، "ایک پر زور خواہش ہے—— کیا آپ کی نہیں؟'مسلم آبادی کو اس وقت تک نقصان اٹھانا پڑے گا جب تک وہ اپنا گھر درست نہیں کرتی۔'کس قسم کی تکلیف؟انہیں سفر مت کرنے دو۔جلاوطنی۔یا مستقبل میں آزادیاں ختم کر دو۔ایسے لوگوں کے کپڑے اتار کر تلاشی لو جو مشرق وسطیٰ یا پاکستانیوں سے مشابہ ہوں....امتیازی چیزیں، جن سے تمام آبادی کو تکلیف پہنچے اور وہ اپنے بچوں کے ساتھ سختی سے پیش آئیں۔"25 ایمس نے بعد میں دعویٰ کیا کہ وہ "ایک عملی تجویز کے بجائے ''ذہنی تجربہ''میں مصروف کرنا چاہتا تھا لیکن اس نے اور نہ ہی ان میں سے بہتوں نے حالیہ برسوں میں تیزی سے جلاوطنی کی سفارش کی تھی،انسانی نتائج کے متعلق متفکر یا تاریخی نظائر سے باخبر نظر آتے ہیں۔اگر اسپانیہ کے "مسلمانوں کے مسئلے "کا حل یورپی تاریخ میں

دور کا اور بمشکل یاد آنے والا واقعہ ہے تو یورپ کے "یہودی مسئلے" کا نازی حل اس بات کی تازہ ترین مثال ہے کہ ایسی سوچ کہاں لے جا سکتی ہے۔

یہ اکثر بھلا دیا جاتا ہے کہ نازیوں کو اصل میں جرمن یہودیوں کی جبری ہجرت اور ملک بدری میں حل نظر آیا۔ سویڈش مصنف سون لینکواسٹ نے اظہار کیا ہے کہ جسمانی اخراج اور قتل عام کے درمیان کی لکیر بآسانی مٹا دی جاتی ہے۔26 اس جلائے جانے واقعہ کے ناگوار نتیجہ سے اکثر سائینسی یا حیاتیاتی نسل پرستی اور نسلی برتری کے مفروضات بڑے پیمانے پر رد کر دئے گئے۔۔۔ایک عمل جو نوآبادیات کے خاتمے اور نسل کے شاہی غلبے کو مسترد کرنے سے بھی تیزی آئی۔ تعصب اور نفرت ہمیشہ اظہار اور جائز ثابت کرنے کے نئے طریقے تلاش کر سکتے ہیں۔

آج دونوں ہی انتہائی دائیں بازو کے سیاست دان اور رواداری کے آزاد محافظ یورپ کیلئے نسل یا حیاتیات کے بجائے غیر مطابقت پذیر ثقافتوں، مذاہب اور تہذیبی تصادم کی بنیاد پر اسلامی خطرے سے خبردار کر رہے ہیں۔ ایسے بیانیے اکثر ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔۔۔ جو سنگین نتائج پیدا کرنے کی یکساں طور پر بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں۔

نوبل انعام یافتہ ماہر اقتصادیات امرتیا سین نے متضاد تہذیبوں کی بنیاد پر "جنگجویانہ شناختیں" قائم کرنے کے خطرناک رجحان کے متعلق خبردار کیا ہے جن کی بنیاد میں مفروضہ تہذیب مخالف اور تشدد اور فتنہ انگیز خطابت کے مخفی امکانات موجود ہیں۔27 سین تہذیبوں اور تمدنوں کی جامد تقسیم کے نظریئے کو رد کر کے دلالت کرتا ہے کہ انسان ان "کثیر" یا "متنوع" شناختوں اور وابستگیوں کا مجموعہ ہے جو تہذیبوں میں اور ان کے درمیان پھیلا ہوًا ہے۔ ہمیں اس خطرناک اور ہنگامہ خیز دور میں چاہئے کہ اس خیال کو پکڑے رکھیں اور اسے یورپ اور اس سے باہر دونوں جگہوں پر عمل میں لانے کے طریقے تلاش کریں؛ کیونکہ نفرت اور تعصب کے تخمکے ہر معاشرے میں پوشیدہ ہوتے ہیں اور انسانیت آگے یا پیچھے بھی جا سکتی ہے۔ مورسکوؤں کی تباہی کے چار سو سال بعد یہ ایک مثال ہے کہ جب کوئی معاشرہ توہماتی شیطانوں کو باہر نکالنے کی کوشش میں اپنی بدترین جبلتوں اور اندیشوں کا شکار ہو جاتا ہے تو کیا وقوع پذیر ہو سکتا ہے۔

بتاریخ ۳۰ اگست ۲۰۲۵ ختم شد

(نوٹ: فاضل مصنف نے جن کتب سے مواد حاصل کیا ان کی فہرست دانستہ مہیا نہیں کی گئی۔ صاحب ذوق، متجسس حضرات اصل انگلش کتاب سے پیاس بجھا سکتے ہیں۔ جملہ صفحات ۳۱۵ کو مجموعہ کتب تقریباً ۲۵۰ سے تقسیم کریں تو اوسط 1.26 نکلتی ہے یعنی ایک صفحہ لکھنے کیلئے مصنف نے 1.26 کتب سے مدد لی!)